دوست دشمن سب ترے مجذوب قائل ہیں مگر
کوئی قائل ہے زباں سے، کوئی قائل دل میں ہے
مجذوب

انوار الرشید

امیر المتکلمین، امام العارفین، سیف اللہ المسلول
حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دامت برکاتہم
کے
نصیحت آموز و بصیرت افروز حالات و ارشادات

جلد ثانی

نقشِ اوّل: مولانا احتشام الحق آسیا آبادی
ترتیب و اضافہ: جناب احمد نور المقتدی

نظر ثانی و اضافات
حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب
نائب رئیس جماعۃ الرشید

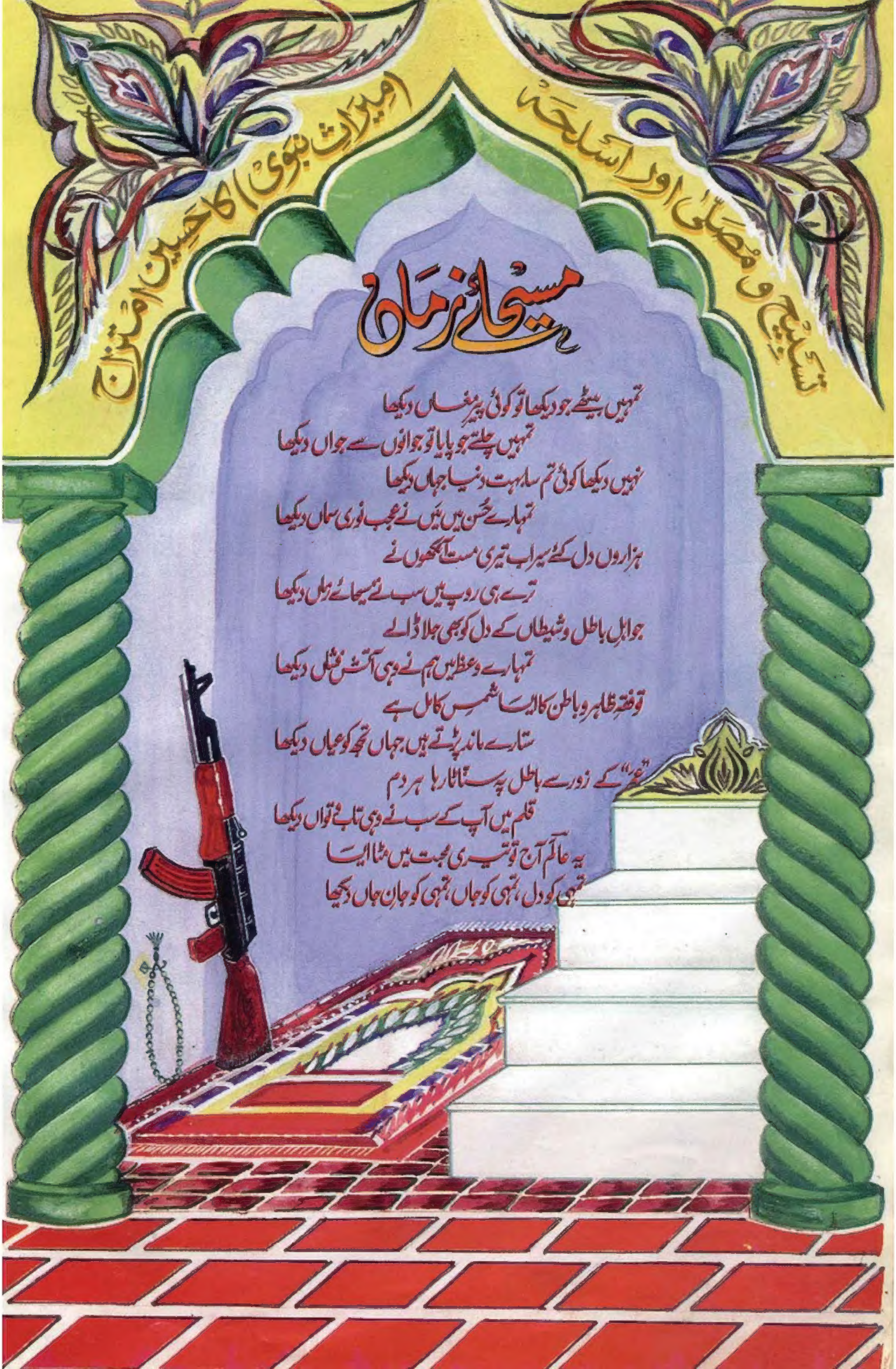
تسبیح و مصلیٰ اور اسلحہ (میراثِ نبوی) کا حسین امتزاج

مسیحائے زماں

تمہیں بیٹھے جو دیکھا تو کوئی پیرِ مغاں دیکھا
تمہیں چلتے جو پایا تو جوانوں سے جواں دیکھا
نہیں دیکھا کوئی تم سا بہت دنیا جہاں دیکھا
تمہارے حسن میں مَیں نے عجب نوری سماں دیکھا
ہزاروں دل کئے سیراب تیری مست آنکھوں نے
ترے ہی روپ میں سب نے مسیحائے زماں دیکھا
جو اہلِ باطل و شیطاں کے دل کو بھی جلا ڈالے
تمہارے وعظ میں ہم نے وہی آتش فشاں دیکھا
تو فقرِ ظاہر و باطن کا ایسا شمسِ کامل ہے
ستارے ماند پڑتے ہیں جہاں تجھ کو عیاں دیکھا
"عمر" کے زور سے باطل پہ سنّاٹا رہا ہر دم
قلم میں آپ کے سب نے وہی تابِ تواں دیکھا
یہ عالم آج تو تیری محبت میں مٹا ایسا
تجھی کو دل، تجھی کو جاں، تجھی کو جانِ جاں دیکھا

فہرست مضامین "انوار الرشید" جلد ثانی

عنوان	صفحہ
غیر اللہ سے استغناء	۹
متموّل لوگوں پر مالی احسان	۶۷
کشف و کرامات	۸۱
دین پر استقامت	۹۵
نسبتِ موسویّہ	۱۷۵
مجالسِ رشد و ہدایت	۲۲۳
عجیب کرامت	۲۲۸
رنگِ مجلس	۲۲۸
خصوصیّاتِ مواعظ	۲۳۳
باب العبر	۲۳۷

Best

بسم الله الرحمن الرحيم

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ

یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ نے ہدایت کی سو تو بھی اُن کے طریقہ پر چل۔ (٦—٩١)

نعم الرجل الفقیه
فی الدین ان
احتیج الیه نفع
وان استغنی عنه
اغنی نفسه. (مشکوٰۃ)

ومن یستغن
یغنه الله.
(صحیح بخاری)

شیر نر کی می شود روبہ مزاج
می زند صد کفش بر ہر احتیاج

حضرت اقدس کی حیات طیبہ کا ایک تابناک گوشہ

غیر اللہ سے اِستغناء

جو صرف عَامّۃُ المُسلِمِین، طلبہ و صُلحاء ہی کے لئے نہیں بلکہ عُلماء و مَشایخ
کے لئے بھی روشنی کا چَراغ بلکہ آفتاب ثابت ہوں گے

اِنْ شَاءَ اللہُ تَعَالیٰ

جائے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آئے
بھائے نہ جسے رند وہ پھر کیوں ادھر آئے
سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے یہاں اور بچشم و بسر آئے

غیر اللہ سے استغناء

مضمون	صفحہ
خائن کو رقم معاف کر دی	۱۴
میڈیکل اسٹور والے کے فریب کی پردہ پوشی	۱۵
المؤمن غرٌ کریم	۱۶
تسخیرِ قلوب کا عمل اور وسعتِ رزق کا وظیفہ	۲۰
نقصان کر دینے کے باوجود اُجرت	۲۲
قِصّہ ”دل شکنی“ اور ”دین شکنی“ کا	۲۳
مضاربت کی رقم ڈوبنے پر	۲۴
حیرت انگیز ایثار	۲۵
یہ پیر ”کارخانہ والا“ نہیں	۳۰
مسجدِ حرام میں ایک تاجر کی تجارتی باتوں پر	۳۳
جامعہ دار الہدیٰ ٹھیڑھی میں درس آموز واقعہ	۳۴
ایک مسکین اور ایک نواب کی ملاقات پر	۳۶
چیف نیوی گیٹر کے ساتھ عبرت آموز معاملہ	۳۷
پوری جائیداد والد ماجد کی نذر	۳۹
معاملات میں احتیاط کی اہم مثال	۴۱
”پچاس ہزار کے لئے کروڑوں کا نقصان کروں“؟	۴۲
استغناء کا عجیب عالم	۴۵

Best

مضمون	صفحہ
جھگڑا ختم کرنے کے لئے جیب سے دس ہزار	۴۶
مولوی اور سیٹھ کا جوڑ نہیں ملتا	۴۷
استغناء کا عجیب عالم	
نعمتِ غیر مترقبہ یا آفتِ ناگہانی	۴۸
حکومت کی طرف سے بہت بڑے منصب کی پیشکش	۴۹
حُبِّ دُنیا کا کرشمہ	۵۰
"ارے نہیں، جانے دو"	۵۳
ایک طالبِ علم کی غلطی پر	۵۴
"ہاتھ تو بچ گیا"	۵۵
کم تنخواہ پر ہی اکتفاء	۵۵
قناعت و صبر و شکر پر نعمتوں کی موسلادھار بارش	۵۵
لنقل الصخر من قلل الجبال	۵۷
نوعمری ہی میں مال و منصب سے استغناء کا عجیب عالم	۵۸
مالی تنگی کے باوجود قبولِ ھدیہ سے احتراز	۵۹
عطیہ دینے والے ایک سیٹھ کے ساتھ	۶۰
دیوار گرانے والے پڑوسی کے ساتھ	۶۳
"نہ رہے بانس نہ بجے بانسری"	۶۳
ایک کمپنی کی پیشکش پر معذرت	۶۴
وقت مانگنے والے کے لئے جواہرِ خمسہ	۶۴

غیر اللہ سے استغناء

حضرت اقدس دامت برکاتہم غیر اللہ سے استغناء کے بارہ میں بہت کثرت سے بیان فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر توکلِ کامل اور غیر اللہ سے استغناءِ تام کی تحصیل کے لئے آپ کا رسالہ "صیانۃ العلماء عن الذل عند الاغنیاء" مندرجہ "احسن الفتاوی" جلد اوّل بہت اہمیّت رکھتا ہے، اس رسالہ کے آخر میں آپ نے اس موضوع سے متعلق آیات واحادیث جمع فرمادی ہیں۔

یہ رسالہ تعلق مع اللہ وسکونِ قلب کی دولتِ عظمیٰ حاصل کرنے کے لئے نسخۂ اکسیر کیمیا تاثیر ہے، جس سے قلوب میں انقلابِ عظیم پیدا ہو رہا ہے۔

حضرت والا اکثر ارشاد فرماتے ہیں:

> "مخلوق سے امیدیں وابستہ رکھنے والوں کے قلوب کو کبھی بھی سکون نہیں ملتا، ہر وقت پریشان ہی پریشان ؎
>
> مصیبت میں ہے جان کس کس کو دیں دل
> ہزاروں تو دلبر ہیں اور ہم اکیلے
>
> اور استغناء کی بدولت قلب ہر وقت سُرور سے بھرا رہتا ہے ؎
>
> سُرور سُرور سُرور سُرور
> بڑا لطف دیتا ہے نام سُرور"

غیر اللہ سے استغناء کے بارہ میں حضرت والا کے احوال آپ کے اقوال سے بھی بہت بلند ہیں، چند مثالیں بطورِ نمونہ پیش کی جاتی ہیں:

خائن کو رقم معاف کر دی :

① حضرت والا سے ضلع خیرپور کے ایک شخص نے بطور مضاربت کچھ رقم لی، مگر اس نے یہ رقم تجارت میں لگانے کی بجائے اپنے ذاتی مصارف میں خرچ کر ڈالی، پھر واپسی کے مطالبہ پر واپس بھی نہیں کر رہا تھا، آج کل پر ٹالتا رہا، اسی طرح کئی سال گزر گئے۔

حضرت والا کے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس معاملہ کا علم ہو گیا، آپ کو لین دین کے معاملات کا بہت تجربہ تھا۔ یہ مقدمہ فوجداری کا نہیں تھا اس کے باوجود آپ نے ذاتی اثر و رسوخ کی بناء پر تھانیدار کو رقم وصول کرنے پر آمادہ کر لیا، اور اس شخص کو نوٹس دے کر حضرت والا کو تحریر فرمایا :

"فلاں تاریخ تک یہاں پہنچ جائیں اور تھانیدار کو ساتھ لے کر رقم وصول کریں۔"

حضرت والا کو سفر بہت شاق گزرتا ہے، بالخصوص محض پیسہ حاصل کرنے کے لئے۔ اس کے باوجود آپ نے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی محنت کے پیشِ نظر کراچی سے خیرپور سفر کی زحمت برداشت فرمائی۔

والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضری ہوئی تو آپ نے فرمایا :

"معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس نقد رقم موجود نہیں کچھ بھینسیں ہیں وہ لے آتے ہیں۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے یہ سنتے ہی والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے مشورہ کئے بغیر فوراً کہہ دیا :

"بھینسیں ان کی ضرورت کی ہیں، بچے دودھ پیتے ہوں گے،

میں نے انہیں رقم معاف کر دی۔"

حضرت کے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا کمال دیکھئے کہ کتنی محنت اٹھائی، اور پھر تھانیدار کی طرف سے یہ ناگواری بھی پیشِ نظر کہ اسے تیار کرنے کے بعد اس سے مشورہ لئے بغیر معاف کر دیا چنانچہ بعد میں تھانیدار نے یہ شکایت کی بھی، مگر ان سب حالات کے باوجود آپ نے حضرت والا سے یہ نہیں فرمایا:

"بدوں مشورہ کیوں معاف کر دیا۔"

بلکہ حضرت والا کے اس عمل پر خوش ہوئے اور فرمایا:

"وہ بیچارہ نوٹس کی وجہ سے پریشان ہوگا، اس لئے اسے معافی کی اطلاع بہت جلد دینا چاہئے۔"

چنانچہ حضرت والا کے چھوٹے بھائی کو فوراً اطلاع کے لئے سائیکل پر بھیجا، دس میل کا دیہاتی سفر، کچا راستہ، جس میں جگہ جگہ ریت کے ٹیلے، گرمی کا موسم، اور تیز دھوپ، مگر جذبۂ رحم نے سب کچھ آسان کر دیا۔

میڈیکل اسٹور والے کے فریب کی پردہ پوشی:

② حضرت والا دارالعلوم کراچی میں قیام کے دوران کسی دوا کی ضرورت سے لانڈھی کالونی میں ایک میڈیکل اسٹور پر تشریف لے گئے۔ ایک طالبِ علم بھی ساتھ تھے، دکاندار نے دوا کی قیمت تقریباً چار گنا زیادہ بتائی۔ آپ نے تعجب سے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو اس نے کہا:

"یہ باہر سے درآمد کردہ ہے، اس لئے قیمت زیادہ ہے۔"

حالانکہ بوتل پر انگریزی میں "میڈ ان پاکستان" لکھا ہوا تھا اور وہ آپ نے پڑھ بھی لیا تھا، لیکن چونکہ دکاندار نے باہر کا مال بتایا تھا اس لئے آپ نے اسے

منہ مانگی رقم دے دی۔

طالب علم جو ساتھ تھے وہ آہستہ سے بولے :

"اس پر 'میڈ ان پاکستان' لکھا ہوا ہے"۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اشارہ سے انہیں بھی خاموش کر دیا، پھر راستہ میں انھیں یوں سمجھایا :

"میں آپ کے دیکھنے سے پہلے ہی سب کچھ پڑھ چکا تھا، لیکن مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ان سے یہ کہہ دوں کہ یہ تو یہیں پاکستان کی بنی ہوئی ہے تو اس میں ایک مسلمان کی سُبکی ہے، اور ایک مسلمان کی عزت میرے مال سے بہت زیادہ قیمتی ہے، اب رہی یہ بات کہ اس طرح وہ ہمیں نادان اور بیوقوف سمجھ رہا ہوگا تو کیا حرج ہے؟ ہمارا اس میں نقصان نہیں، ہمارا مقصد تو صرف اُن کی عزت بچانا تھا، ہاں اگر کوئی ہماری آخرت کو نقصان پہنچانا چاہے تو ہمیں ضرور پریشانی ہوگی"۔

ایک بار حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا :

"مؤمن کو اگر کوئی دھوکا دیتا ہے تو وہ مکارمِ اخلاق کی وجہ سے خاموش رہتا ہے، دوسرے کی عزت بچانے کے لئے اپنی عزت اور مال کا نقصان برداشت کر لیتا ہے، اس لئے لوگ اسے بے وقوف سمجھتے ہیں مگر وہ درحقیقت دوسروں سے زیادہ عقلمند ہوتا ہے، سب کچھ اچھی طرح سمجھ رہا ہوتا ہے، اس کے باوجود اپنی کریمانہ طبیعت کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں بے وقوف بننا گوارا کر لیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَّالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِیْمٌ. رَوَاہُ اَبُوْدَاؤد.

”مؤمن دھوکا کھانے والا کریم ہوتا ہے اور فاجر دغا باز کمینہ ہوتا ہے۔“

یعنی مؤمن سب کچھ سمجھنے کے باوجود صفتِ کرم کی وجہ سے دھوکا برداشت کرلیتا ہے، بے وقوف نہیں ہوتا، حماقت سے دھوکا نہیں کھاتا بلکہ بوجہ کرم اپنا نقصان برداشت کرلیتا ہے اور کسی سے ظاہر تک نہیں کرتا، کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ دغا باز کے فریب کو نہیں سمجھتا، اس کی وجہ بھی کم عقلی نہیں بلکہ بے توجہی کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ مؤمن کی نظر میں دنیوی دھندوں کی کوئی اہمیت نہیں، اس لئے وہ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔

اور فاسق و فاجر شخص جو دھوکا دیتا ہے اور اس میں کامیابی کو عقلمندی سمجھتا ہے یہ درحقیقت عقلمندی نہیں بلکہ کمینہ پن ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب خوب اچھی طرح سمجھ لیں، مؤمن حماقت سے نہیں بلکہ کرم کی وجہ سے دھوکا برداشت کرلیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور ارشاد کا مطلب بھی سمجھ لیں، فرمایا:

اَکْثَرُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ. رَوَاہُ الْحَافِظُ السُّیُوْطِیُّ فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ.

”اکثر اہل جنت ابلہ ہوتے ہیں۔“

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اہل جنت احمق ہوتے ہیں، معاذ اللہ!

جنت پاگل خانہ نہیں۔ اس حدیث کا مطلب بھی خوب سمجھ لیں۔

مطلب یہ ہے کہ اہل جنت کے دل و دماغ پر طلبِ رضائے مالک و فکرِ آخرت اس قدر مسلّط ہوتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی بڑی سے بڑی چیز کی بھی ان کے قلب میں کوئی وقعت نہیں ہوتی، دنیا کے نفع و نقصان سے بے پروائی کی وجہ سے اہلِ دنیا کی نظروں میں ابلہ معلوم ہوتے ہیں، ان کا حال یہ ہوتا ہے ؎

دُور باش افکارِ باطل دُور باش اغیارِ دل
سج رہا ہے ماہِ خوباں کے لئے دربارِ دل

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ کوئی عاقل کروڑوں کے منافع کی تجارت میں مشغول ہے اور کوئی احمق اسے چند ٹکوں کے نفع کی ترغیب دے رہا ہے، وہ عاقل اس طرف توجہ نہیں کرتا تو یہ احمق اس عاقل کو احمق سمجھتا ہے، اور وہ عاقل اسے احمق سمجھتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے، چند ٹکوں کی خاطر کروڑوں کا نقصان کر لینے سے بڑھ کر کیا حماقت ہو سکتی ہے؟

غرضیکہ اہلِ جنت احمق نہیں ہوتے، وہ تو بڑے ہی عاقل اور بہت ہی ہشیار ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں بار بار مؤمنین کو اہلِ علم، اہلِ عقل اور اہلِ بصیرت قرار دیا گیا ہے اور کفار کو بے عقل و بے شعور۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ“۔ (رواہ الترمذی)

”مؤمن کی فراست سے ہشیار رہو، اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔“

لطیفہ:

کسی کافر نے یہ حدیث سنی، اسے کسی بزرگ کی فراست کا امتحان لینے کا شوق ہوا۔ زاہدوں کے بھیس میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا، گدڑی اوڑھے کندھے پر مصلی، شیخ سے اس حدیث کا مطلب دریافت کیا، انہوں نے فرمایا:

> ”اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زنّار کاٹ دو اور ایمان لے آؤ۔“

اس شخص نے کہا:

> ”نعوذ باللہ کہ میرے پاس زنّار ہو۔“

شیخ نے خادم کو اشارہ فرمایا، اس نے اس پر سے گدڑی کھینچی تو اس کے نیچے جو زنّار تھا ظاہر ہوگیا۔ اس شخص نے زنّار کاٹ دیا اور ایمان لے آیا۔

شیخ نے فرمایا:

> ”اے یارو! آؤ، اس نومسلم کی طرح جس نے ظاہری زنّار کاٹ دیا ہم بھی باطنی زنّار کاٹ ڈالیں۔“

اہلِ مجلس کی چیخیں نکل گئیں اور انہوں نے شیخ کے پاؤں میں گر کر تجدیدِ توبہ کی۔

تنبیہ:

حضرتِ والا نے مذکورہ بالا دو حدیثوں کی تشریح کے بعد یہ تنبیہ فرمائی:

> ”بمقتضائے کرم لوگوں کے ساتھ معاملات میں اغماض سے کام لینے اور اپنا دنیوی نقصان برداشت کرلینے کے استحسان کی دو شرطیں ہیں:
>
> ① طبائعِ عوام میں غلبۂ شر و فساد نہ ہو۔ شریر لوگوں کو تنبیہ نہ کرنے اور ان کی ناجائز خواہشات پوری کر دینے سے ان کی ہمت بڑھے گی اور وہ دنیا میں فساد پھیلائیں گے۔

② کسی عالم کو ایسا سابقہ پڑے تو اس کے لئے یہ شرط بھی ہے کہ اس زمانہ کے عوام علماء کو "احمقوں کا ٹولا" نہ سمجھتے ہوں، ایسے حالات میں علماء کے اغماض سے بے دین عوام کی علماء سے نفرت اور زیادہ بڑھے گی جو ان کی بربادی کا باعث ہوگی، عوام کے لئے ایمان کی حفاظت اور دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور ذلّت و رُسوائی سے بچنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ ان کے قلوب میں عُلماء کی عظمت ہو اور ان سے زیادہ سے زیادہ عقیدت اور وابستگی ہو۔"

تسخیرِ قلوب کا عمل اور وسعتِ رزق کا وظیفہ:

③ حضرت اقدس دامت برکاتہم ایک بار بعض مخلصین کے اصرار پر چند روز کے لئے میانوالی تشریف لے گئے وہاں ایک درویش صفت معمر صوفی صاحب کے ہاں قیام فرمایا جو بہت نیک اور دیندار آدمی تھے، صرافہ کا کام کرتے تھے، وہ حضرت والا سے بہت مانوس ہوگئے۔ جب حضرت والا وہاں سے واپس تشریف لانے لگے تو انھوں نے عرض کیا:

> "میں حضرت کو دو چیزیں دیتا ہوں جو مجھے کسی بزرگ سے ملی ہیں، نہایت مجرّب ہیں، میں نے آج تک یہ چیزیں کسی کو بھی نہیں بتائیں، حضرت والا کے ساتھ بہت محبت اور عقیدت ہوگئی ہے اس لئے حضرت کو بتاتا ہوں۔
>
> ایک وسعتِ رزق کا وظیفہ ہے، اور خود میرا آزمودہ ہے، میری دُکان بالکل پس ماندہ علاقہ میں ہے، لیکن میرے یہاں اتنا کام آتا

ہے کہ صدر بازار کی دکانوں میں بھی اتنا نہیں آتا۔

دوسرا تسخیرِ قلوب کا عمل ہے، یہ بھی میرا آزمودہ ہے، صرف چند روز پڑھا ہے اس کا یہ اثر ہے کہ جہاں جاتا ہوں لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں، میری دعوتیں کرتے ہیں، بہت عزت کرتے ہیں۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اس وقت بوجہ مروّت وہ پرچہ اُن سے لے لیا مگر گھر پہنچ کر اسے جلا دیا، اور ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی وظیفہ ہی کے رزق میں اتنی وسعت عطاء فرما رکھی ہے کہ ضرورت سے ہزاروں گنا زیادہ رزق عطاء فرمایا ہے، پھر وظیفہ کس لئے؟ علاوہ ازیں وسعتِ رزق کا اصل نسخہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار ارشاد فرمایا ہے وہ تو تقویٰ ہے، یعنی گناہوں سے بچنا۔

دوسرا نسخہ بھی میرے لئے بیکار بلکہ مضر تھا، اس لئے کہ لوگ تو اب بھی مجھے کام نہیں کرنے دیتے، مسخر ہو کر تو ہر وقت ہی مجھ پر مسلط رہیں گے، اور کوئی کام بھی نہیں کرنے دیں گے۔

علاوہ ازیں بجائے اس کے کہ انسان دوسرے لوگوں کو مسخر کرتا رہے اسے خود اللہ تعالیٰ کا مسخّر ہو کر رہنا چاہئے۔"

حضرت والا نے اتفاق سے باتوں باتوں میں اس قصہ کا تذکرہ ایک مفتی صاحب کے سامنے فرما دیا، وہ کہنے لگے:

"حضرت والا مجھے یہ وظیفے صوفی صاحب سے دلوا دیں۔"

حضرت والا نے فرمایا:

"آپ خود صوفی صاحب سے طلب کریں، میں ان کا پتا بتا

دیتا ہوں۔"

چنانچہ انھوں نے خط لکھا، لیکن صوفی صاحب نے ان کو بتلانے سے صاف انکار کر دیا۔

اس واقعہ سے بڑا سبق ملا، جو شخص دنیا کا طالب ہے، دنیا اس کے پاس بھی نہیں پھٹکتی، اور جو اس سے اعراض کرتا ہے وہ اس کے سامنے ناک رگڑتی ہے۔

نقصان کر دینے کے باوجود اُجرت:

④ ایک دفعہ حضرت والا نے ایک بڑھئی کو کسی کام کے لئے بُلوایا، لکڑی نہایت قیمتی تھی، بڑھئی نے نہ صرف یہ کہ کام خراب کر دیا بلکہ ساری لکڑی بھی ضائع کر دی، لوگوں نے دیکھ کر کہا:

"ایسے شخص کو اجرت دینا تو کیا اس سے تو لکڑی کی قیمت وصول کرنا چاہئے۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

"نہیں! میں اسے اجرت دوں گا، بلکہ اس غلطی کا بڑھئی کو پتا بھی نہ چلنے دو۔"

چنانچہ آپ نے اسے پوری اجرت دے کر رخصت کر دیا۔

فرمایا کہ یہ واقعہ دیکھ کر میرے بڑے لڑکے نے کہا:

"ابا جی! آپ تو بہت ہی نرم ہیں۔"

میں نے ان سے کہا:

"آج تک تو میں آپ ہی کی زبان سے یوں سنتا رہا ہوں:

"ابا جی! آپ بہت سخت ہیں۔"

اور آج اس کے برخلاف آپ ہی سے سُن رہا ہوں کہ بہت نرم ہوں، بتائیے وجہ تطبیق کیا ہو سکتی ہے؟

وہ تو خاموش رہے، میں نے کہا، سنئے! میں خود ہی بتا دیتا ہوں۔

نرمی اور سختی کے مواقع الگ الگ ہیں، لوگوں کے ساتھ لین دین اور دنیوی معاملات میں نرم ہوں، اور اپنی ذات کو اور اولاد کو دینی اُمور میں حدود اللہ پر قائم رکھنے میں سخت ہوں۔

یہ تفصیل اس لئے بتا دی کہ نرمی اور سختی کے مواقع سمجھ میں آ جائیں، جسے آپ سختی سمجھتے ہیں وہ درحقیقت سختی نہیں، بلکہ حدود اللہ پر خود قائم رہنے اور اولاد کو قائم رکھنے کے لئے "مضبوطی" ہے۔"

قصہ "دل شکنی" اور "دین شکنی" کا:

⑤ حضرت والا کے ایک صاحبزادہ نے تراویح میں قرآنِ مجید سُنایا، مقتدیوں میں کوئی بینک منیجر تھا، عید کے بعد اس نے ایک شخص حضرتِ والا کی خدمت میں بھیج کر دریافت کروایا:

"جن قاری صاحب نے تراویح میں قرآنِ مجید سنایا ہے ان کا نام کیا ہے؟"

حضرت نے اسے نام بتا دیا، فرمایا:

"میں نے اس خیال سے نام بتا دیا کہ شاید یہ ان کے لئے کوئی خاص دُعاءِ خیر کرنا چاہتا ہے۔"

لیکن معلوم ہوا کہ وہ کچھ رقم صاحبزادہ کو بطورِ عطیہ دے کر اُن کے نام بینک میں کھاتا کھولنا چاہتا ہے، اس غرض سے اس نے بینک میں کھاتا کھولنے کے فارم

دستخط کے لئے بھیجے۔

حضرتِ والا نے جواب میں کہلا بھیجا:

”یہ تو دوہرا حرام ہے ایک تو تراویح میں قرآن سُنانے کا کچھ معاوضہ لینا حرام، اور دوسرا بینک والوں کی حرام آمدنی کا عطیہ حرام۔“

یہ فرما کر کھاتا کھولنے کے فارم بغیر دستخط کئے لوٹا دیئے۔

جواباً اس نے یہ کہلا بھیجا:

”میں بااختیار افسر ہوں، اور بغیر دستخط کے بھی کھاتا کھول سکتا ہوں، چنانچہ میں نے اتنی رقم قاری صاحب کے نام جمع کر دی ہے اور بینک میں کھاتا کھول دیا ہے، اسے قبول فرمالیجئے۔“

حضرت والا نے کاغذات لانے والے سے فرمایا:

”کیوں ہماری ماچس کی سلائی ضائع کرواتے ہو، ہم تو اسے جلانے کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتے، بہتر ہے کہ یہ کام بھی آپ خود ہی کرلیں۔“

بعد میں اُس مینیجر نے حضرت والا سے ٹیلیفون پر کہا:

”آپ نے ہماری دل شکنی کر دی۔“

حضرت والا نے جواب میں ارشاد فرمایا:

”آپ کی ”دل شکنی“ سے بچنے کے لئے میں اپنی ”دین شکنی“ نہیں کر سکتا، اور آپ کو راضی کرنے کے لئے میں اپنے مالک کو ناراض نہیں کر سکتا۔“

مضاربت کی رقم ڈوبنے پر:

⑥ حضرت والا نے ایک بار مضاربت میں کچھ رقم لگائی، کتنی لگائی؟ بس

یوں سمجھئے کہ جو کچھ پونجی تھی وہ سب لگا دی۔ اس تجارت سے جو آمدنی ہوتی تھی بظاہر آپ کی معاش کا اسی پر انحصار تھا، آپ کے پاس اس کے سوا اور کچھ سرمایہ نہیں تھا۔ جن صاحب کو کاروبار کے لئے رقم دی تھی ان کا انتقال ہوگیا، ان کے لڑکے نے کہا:

> "مجھے معلوم نہیں کہ والد صاحب نے کہاں کہاں کاروبار میں روپیہ لگا رکھا تھا۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

> "یہ سنتے ہی فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ انھیں معاف کر دوں، لیکن چونکہ میری معرفت اور لوگوں نے بھی روپیہ لگایا ہوا ہے اس لئے پہلے ان سے پوچھ لینا چاہئے، کہیں میرے معاف کرنے کو یہ لوگ اپنے حق میں مضر خیال نہ کریں۔"

چنانچہ آپ کے دریافت کرنے پر انھوں نے جواب دیا:

> "ہم تو مقدمہ کریں گے۔"

صرف ان کی خاطر معاف کرنے میں کچھ تأخیر ہوگئی۔ چند ہی دنوں بعد حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اس لڑکے کو کہلا بھیجا:

> "میں نے اپنی رقم معاف کر دی۔"

حیرت انگیز ایثار:

(۷) مزید حیرت انگیز ایثار یہ کہ اس مذکورہ بالا تجارت میں منافع کی بہت اونچی سطح دیکھ کر دوسرے لوگوں کو بھی خواہش ہوئی، اور حضرت والا کی خدمت میں درخواست کی:

”ہم بھی اس تجارت میں آپ کی معرفت کچھ رقم لگانا چاہتے ہیں“۔

حضرت والا نے ازراہِ شفقت اُن کی درخواست قبول فرمالی، اور ان سے رقوم لے کر مضارب کے حوالہ کردیں۔

کچھ مدت کے بعد قدرتِ الٰہیّہ سے ایسا نقصان ہوا کہ اصل سرمایہ ہی سارے کا سارا ڈوب گیا جس کی تفصیل اوپر ۶ میں گزر چکی ہے۔

اس صورت میں شرعی اصول تو یہ ہے کہ اگر مضارب کی طرف سے مال کی حفاظت میں غفلت یا خیانت ثابت ہوجائے تو سرمایہ کا ضمان اس پر ہے ورنہ نہیں، نیز اس فیصلہ اور اس پر مرتب ہونے والے مطالبات کے لئے سرمایہ کار براہِ راست مضارب کی طرف رجوع کرے، درمیانی واسطہ یعنی جس کی معرفت رقم لگائی اس کا اس سے کوئی سروکار نہیں۔

اس کے باوجود حضرت والا نے ازراہِ ترحّم سرمایہ لگانے والوں میں سے کم حیثیت کے افراد کو ان کا سرمایہ اپنے پاس سے اداء کردیا، جس کی مقدار تقریباً بیس ہزار تھی۔

یہ ایثار و ہمدردی اس لحاظ سے اور زیادہ باعثِ رشک و سبق آموز ہے کہ حضرت والا کا کُل سرمایہ جاتا رہا تھا، اور آیندہ گھریلو مصارف کے لئے بھی آمدن کی کوئی صورت پیشِ نظر نہیں تھی۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

> ”بحمد اللہ تعالیٰ ان حالات میں بھی میرے قلب پر بال برابر بھی پریشانی نہیں آئی، پھر بہت جلد اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسا سامان پیدا فرمادیا کہ مصارفِ خانہ میں کسی تنگی کی نوبت نہیں آئی، بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اونچا معیار ہوگیا۔“

کارسازِ ما بسازِ کارِ ما
فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما“

”ہمارا کارساز ہمارے کام بنا رہا ہے، ہمارے کاموں میں ہماری فکر ہماری پریشانی کا باعث ہے۔“

پھر ارشاد فرمایا:

”اس واقعہ میں ایک چیز سے مجھے بہت تعجب ہوتا ہے، وہ یہ کہ میں نے تو اُن لوگوں کو ان کا سرمایہ اپنے پاس سے دینے کا قطعی فیصلہ کر ہی لیا تھا، مگر خیال یہ تھا کہ یہ لوگ لینے سے انکار کریں گے اور میں بہت محبت و پیار سے خوشامد و اصرار کر کے انہیں دے کر ہی چھوڑوں گا، مگر میں نے جس کی طرف بھی رقم دینے کو ہاتھ بڑھایا اس نے فوراً بہت پھرتی سے ہاتھ بڑھا کر رقم دبوچی۔

اس ہوس پر تعجب کے ساتھ بہت افسوس بھی ہوا۔ مجھے اس واقعہ کے ساتھ ہمیشہ پہلی امتوں میں سے ایک زمیندار اور مزدور کا قصہ یاد آجاتا ہے، جو صحیح بخاری میں یوں مذکور ہے:

”ایک زمیندار نے ایک مزدور کی اُجرت چند کلو چاول متعیّن کی، مزدور کسی بات پر ناراض ہو کر اُجرت لئے بغیر چلا گیا، زمیندار نے اُس کی اُجرت والے چاول کاشت کروا دیئے۔ ان کی پیداوار کو پھر مسلسل کاشت کرواتا رہا، حتّٰی کہ اس کی پیداوار سے بہت سے اونٹ، گائیں، بکریاں اور غلام خرید لئے۔ کئی سالوں کے بعد مزدور نے آکر اجرت طلب کی تو زمیندار نے کہا:

”یہ تمام اونٹ، گائیں، بکریاں اور غلام جو کچھ دیکھ رہے ہو۔

سب تمہارا ہے سب لے جاؤ۔"

وہ مزدور سب کچھ لے گیا، کوئی ایک چیز بھی باقی نہ چھوڑی۔"

اِن لوگوں کی ہوس اُس مزدور کی ہوس سے کم نہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے، اس لئے کہ اس کا حق چند کلو چاول تو واقعۃً تھا، اور یہاں میرے ذِمہ تو ان کی ایک پائی بھی نہ تھی۔

زمیندار کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا مقبول ہوا کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک بہت بڑی مصیبت کے وقت موت کے مُنہ سے نجات عطاء فرمائی، جس کا قصہ یوں ہے:

تین آدمی کہیں جا رہے تھے جن میں ایک یہ شخص تھا، بارش سے بچاؤ کے لئے ایک غار میں گھُس گئے، ایک بھاری چٹان لڑھک کر غار کے مُنہ پر آگئی جس سے غار کا مُنہ بالکل بند ہوگیا۔ انہیں موت نظر آنے لگی، انہوں نے کہا کہ ہر شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا کوئی خاص عمل پیش کر کے دُعاء کرے کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ اس وقت موت سے نجات عطاء فرمائے۔ ان میں سے اس شخص نے اپنا یہی عمل پیش کر کے دُعاء کی۔ اسی طرح دوسرے دونوں ساتھیوں نے بھی اپنا اپنا عمل پیش کر کے دُعاء کی۔ قصہ مشہور ہے اس لئے ان دو کے عمل کی تفصیل اس وقت نہیں بتائی جاتی، ہر ایک کی دُعاء پر غار کا ایک تہائی مُنہ کھلتا گیا، اس طرح تینوں کی دُعاء پر پورا مُنہ کھل گیا، اور یہ تینوں بسلامت باہر آگئے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں کو بلا استحقاق رقم دے دینے کی بدولت دنیا و آخرت میں برکات عطاء فرمائیں۔"

ارشاد فرمایا:

”یہ قصہ ناتجربہ کاری کے زمانہ کا ہے، تجربہ کے بعد اب میرا معمول یہ ہے کہ کہیں کسی کا سرمایہ اپنی معرفت نہیں لگاتا، بلکہ کسی کو کہیں سرمایہ لگانے کا مشورہ بھی نہیں دیتا، از خود مشورہ دینا تو درکنار بہت سے لوگ بہت اصرار کے ساتھ مشورہ طلب کرتے ہیں مگر میں اُن سے بایں الفاظ معذرت کر دیتا ہوں:

”میں دنیا کمانے میں بہت بڑا احمق ہوں، کہیں میرے مشورہ پر عمل کر کے منافع کی بجائے اصل سرمایہ سے بھی ہاتھ نہ دھو بیٹھیں، علاوہ ازیں میری منڈی میں جو سامان ہے (تجارتِ آخرت) بس مجھ سے وہی حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔“

میں دوسروں کو بھی یہی نصیحت کرتا ہوں کہ امورِ دنیویہ میں لوگوں کو مشورہ نہ دیا کریں، اس لئے کہ اس دورِ ہوس وفسادِ باطن میں نہایت مخلص مشیر کو بھی ”یاد بخیر“ کوئی نہیں کرتا، مشورہ پر عمل کرنے سے نفع ہوا تو اپنی عقل کا ثمرہ اور ذاتی کمال سمجھتا ہے، محسن کی طرف خیال نہیں جاتا، اور اگر نقصان ہوا تو سب قصور مشورہ دینے والے کا قرار دیتا ہے، اور اسے ہر وقت کوستا اور بدنام کرتا رہتا ہے۔

احسان فراموشی میں اگرچہ محسن کا کوئی نقصان نہیں، بلکہ فائدہ ہی ہے کہ اجر بڑھتا ہے، مگر محسن کے مشورہ پر عمل کرنے سے قدرۃً نقصان ہو گیا تو اس کی شکایت کرنے میں محسن کی عزت اور دین دونوں کا نقصان ہے بالخصوص جس شخص سے اللہ تعالیٰ کوئی دینی خدمت لے رہے ہوں اس کی بدنامی کی وجہ سے خدمتِ دین میں نقصان واقع ہوتا ہے، اس

لئے اس قسم کے معاملات سے احتراز لازم ہے۔“

یہ ”پیر کارخانہ والا“ نہیں:

⑧ مذکورہ بالا واقعہ ابھی تازہ ہی تھا کہ ایک سیٹھ نے حضرتِ والا کے ایک عقیدت مند کی معرفت آپ سے بذریعۂ ٹیلیفون بات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے اجازت دے دی تو انھوں نے بتایا:

> ”ایک بحری جہاز پر میرا پچاس لاکھ کا مال لدا ہوا تھا، وہ جہاز اغواء ہوگیا ہے، اس لئے میں بہت پریشان ہوں‘ آپ دعاء فرمادیں اور کچھ پڑھنے کو بھی بتادیں۔“

پھر کہنے لگے:

> ”مجھے تیرہ کروڑ کا ایک اپنا ذاتی جہاز خریدنا ہے اور سترہ کروڑ کے ایک کارخانہ کا سودا ہو رہا ہے۔“

خود ہی کروڑوں کا حساب بتانے لگے، یعنی خود ہی ذکرِ لیلیٰ شروع کردیا۔ اصل بات یہ ہے کہ جس کے دل میں جس چیز کی محبت ہوتی ہے زبان پر بھی بے ساختہ اُسی کا ذکر چلا آتا ہے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اُن سے فرمایا:

> ”آپ نے اپنے کاروبار کے بارہ میں ابھی جو کچھ بتایا ہے سرسری اندازہ کے مطابق تیس کروڑ کی رقم تو یہی بن گئی، اس میں سے صرف پچاس لاکھ یعنی ساٹھویں حصہ کے نقصان کا اندیشہ ہے، اس کی خاطر آپ اتنے پریشان ہیں، میری تو ساری کی ساری پونجی ہی صاف ہوگئی لیکن بحمد اللہ تعالیٰ مجھے تو بال برابر بھی فکر نہیں ہوئی۔“

پھر انھوں نے حضرتِ والا کے انہی عقیدت مند کے ذریعہ بالمشافہہ ملاقات کے لئے وقت دریافت کیا، مقصد یہ تھا کہ انہیں عام وقتِ ملاقات سے الگ کوئی خصوصی وقت دیا جائے، حضرتِ والا نے عام معمول کے مطابق فرمادیا:

"عصر کے بعد وقتِ ملاقات ہے۔"

وہ عصر کے وقت انہی سفارشی صاحب کو ساتھ لے کر حاضر ہوئے۔

حضرت والا نے حسبِ معمول بیان سے فارغ ہوکر فرمایا:

"کسی کو کچھ کام ہو تو بتائیے۔"

وہ کہنے لگے:

"حضرت ہمارے کارخانہ میں تشریف لائیں۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"جب تک کسی کے ساتھ بے تکلفی نہ ہو میں اس کے یہاں نہیں جاتا، آپ یہاں آتے رہیں، بے تکلفی پیدا ہوگئی تو آؤں گا۔ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ بے تکلفی کب تک پیدا ہوجائے گی، ہوسکتا ہے کہ جلد ہی ہوجائے، یا دیر میں ہو، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کبھی بھی پیدا نہ ہو۔"

وہ ایک پیر صاحب کے بارہ میں کہنے لگے:

"حضرت . . . صاحب تو ہمارے پاس تشریف لاتے ہیں۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"میں اُن لوگوں میں سے نہیں ہوں۔"

سیٹھ صاحب پھر کبھی تشریف نہیں لائے، سمجھ گئے ہوں گے:

"یہ پیر 'کارخانہ والا' نہیں۔"

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"یہ سیٹھ صاحب بظاہر بہت متشرع اور دیندار ہیں، بزرگوں سے تعلق بھی رکھتے ہیں، یکے بعد دیگرے متعدد بزرگوں سے بیعت بھی ہوئے ہیں، اس کے باوجود انہوں نے تین بہت بڑی غلطیاں کی ہیں:

۱— ٹیلیفون پر بات کرنے اور وقتِ ملاقات لینے کے لئے سفارش کیوں کروائی؟ ابتداءً ہی خود بات کیوں نہیں کی؟

اس کا علاج تو یہ تھا کہ انہیں وقتِ ملاقات دینا تو درکنار ٹیلیفون پر بھی بات کرنے کی اجازت نہ دی جاتی۔

۲— پھر ملاقات کے لئے بھی سفارشی کو ساتھ لائے، خود تنہا آنے سے کیا چیز مانع تھی؟

اس کا علاج یہ تھا کہ انہیں مجلس میں بیٹھنے کی اجازت نہ دی جاتی، فوراً مجلس سے نکال دیا جاتا۔

۳— پھر پہلی ہی حاضری میں کارخانہ میں تشریف لانے کی دعوت بھی دے دی۔

اس کا علاج یہ تھا کہ انہیں اسی وقت مجلس سے نکال دیا جاتا، یہ نہیں تو کم از کم سخت تنبیہ تو کی ہی جاتی۔

یہ طریقِ علاج حکیم الامۃ حضرت تھانوی قدس سرہ کا ہے۔ میں مغلوب المروّۃ آدمی ہوں، اس لئے میں نے ایسا نہیں کیا، مگر بحمد اللہ تعالیٰ میری مروّت حدودِ شرع سے تجاوز نہیں کرسکتی۔

یہ حبِّ جاہ کا مرض ہے، اگر یہ مجھ سے اصلاحی تعلق قائم

کرنے کے بعد ایسی حرکتیں کرتے تو ان کا علاج مجھ پر فرض ہوتا ، میں اس میں ہرگز مروّت سے کام نہ لیتا۔ آج کل خانقاہوں میں صرف اَوراد و وظائف ہی پڑھنے پڑھانے کا دھندا رہ گیا ہے ، اصلاحِ نفس سے کوئی سروکار نہیں ، نہ مرید کو اس کی ضرورت اور نہ ہی پیر کو اس طرف التفات۔ وجہ یہ ہے کہ اوراد و وظائف پڑھنا آسان ہے اور اَمراضِ قلب کا علاج کروانا بہت مشکل۔ انجکشن یا آپریشن تو بڑی بات ہے بس ذرا سی کڑوی گولی دی اور مرید بھاگا۔

”پیر جی رہ جائیں گے جیسے مرغی بغیر بچوں کے۔“
بس اس خوف سے پیر جی خصی ہو رہے ہیں۔“

مسجدِ حرام میں ایک تاجر کی تجارتی باتوں پر :

⑨ ایک بار حضرتِ والا مسجدِ حرام میں نمازِ فجر کے بعد طواف سے فارغ ہو کر اپنے میزبان کے ساتھ مطاف سے نکلے تو ایک صالح شکل وصورت کے آدمی جلدی سے کھڑے ہوئے اور بڑے تپاک سے ملے ، آپ کا نام اور پتا پوچھا ، اور آپ سے تھوڑی دیر کے لئے وہاں تشریف رکھنے کی درخواست کی۔

آپ اخلاقاً اُن کی خاطر بیٹھ گئے ، تو انہوں نے از خود ہی اپنی بہت اونچی تجارتوں کا قصہ شروع کر دیا ، وہیں مسجدِ حرام ہی میں تجارتوں کی تفصیل بتاتے رہے چونکہ انہوں نے اپنی روزانہ کی نشست وہیں بتائی جہاں اس وقت بیٹھے ہوئے تھے ، اس لئے آپ نے وہاں سے اٹھنے کے بعد میزبان سے فرمایا :

”آئندہ گاڑی اس دروازہ کے سامنے نہ لائیں ، مجھے بلاضرورت دنیوی باتیں سننے سے سخت ذہنی تکلیف ہوتی ہے اور سر میں

درد ہونے لگتا ہے۔“

پھر ارشاد فرمایا:

”بلاضرورت دنیوی باتیں کرنے اور سننے سے سخت پرہیز لازم ہے، یہ حُبِّ دنیا کی علامت ہے، مزید بریں اس سے دنیا کی محبت بڑھتی ہے۔ ایسی لغویّات کی بجائے ذکر اللہ جاری رکھنے کی کوشش کیا کریں۔

مسجد میں دنیوی باتیں کرنا اور بھی زیادہ بُرا ہے، سخت گناہ ہے پھر مسجد حرام میں؟ یہ تو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔“

جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی میں درس آموز واقعہ:

(۱۰) حضرتِ والا جب جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی میں شیخ الحدیث تھے، وہاں ایک استاذ کسی معصیت میں مبتلا تھے، آپ نے انہیں علیحدگی میں بلا کر نرمی اور شفقت سے بہت سمجھایا، اس کے باوجود اُن پر بالکل اثر نہ ہوا، اس لئے آپ کو سخت کاروائی کرنا پڑی، مجبور ہو کر انہیں وہ کام چھوڑنا پڑا۔

اب انہوں نے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ○ (۵۵-۶۰) ”احسان کا بدلہ صرف احسان ہے“ پر عمل کرتے ہوئے حضرتِ والا پر الزام لگایا کہ آپ نے جامعہ کے کتب خانہ سے ایک کتاب چُرالی ہے۔

مہتمم صاحب کے صاحبزادہ نے حضرتِ والا کو یہ تفصیل بتائی کہ انہوں نے یہ غلط خبر مہتمم صاحب کو پہنچائی۔ اس پر مہتمم صاحب نے تحقیق کروائی تو ثابت ہوا کہ وہ کتاب کتب خانہ میں موجود ہے اور ان کا الزام غلط ہے۔

یہ سُن کر حضرتِ والا نے مہتمم صاحب کو لکھا:

"ان مولوی صاحب نے میری توہین کی ہے، جلد اس کا فیصلہ کریں ورنہ میں عدالت میں ہتکِ عزت کا مقدمہ کر دوں گا۔"

انھوں نے فوراً شوریٰ کا اجلاس بُلوا لیا، لیکن اس میں حضرتِ والا کو مدعو نہیں کیا۔ ارکانِ شوریٰ کے باہم مشورہ کے بعد حضرتِ والا کو بلا کر کہا:

"ہم نے متفقہ طور پر یہ فیصلے کئے ہیں:

① یہ مولوی صاحب آپ کو پچاس روپے جرمانہ ادا کریں گے۔

② شوریٰ کے سب ارکان کے سامنے آپ سے معافی مانگیں گے۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

"مجلسِ شوریٰ کے یہ دونوں فیصلے صحیح نہیں۔ پہلا فیصلا اس لئے صحیح نہیں کہ مالی جُرمانہ جائز نہیں۔ اس لئے یہ رقم میرے لئے حلال نہیں، بالفرض حلال ہوتی تو بھی میں نہ لیتا۔

{اس پر بعض ارکان نے کہا:

"یہ مدرسہ کی مصلحت کی خاطر کیا گیا ہے۔"

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"مدرسہ تو دین کی حفاظت کی خاطر ہوتا ہے نہ یہ کہ مدرسہ کی مصلحت کی خاطر دین کے خلاف کوئی عمل کیا جائے۔}

دوسرا فیصلا اس لئے درست نہیں کہ میرا یہ معمول ہے کہ جو شخص بھی مجھے جسمانی یا مالی تکلیف پہنچائے میں اسے ویسے ہی معاف کر دیتا ہوں، مزید بریں اس کے لئے ایصالِ ثواب و دُعاءِ خیر کا بھی معمول ہے، اس لئے معافی طلب کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔"

اس پر مہتمم صاحب نے حضرتِ والا سے دریافت فرمایا:

"حضرت کے خیال میں کیا فیصلہ ہونا چاہئے۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"چونکہ انہوں نے مجھ پر الزام لگا کر اس کی عام تشہیر بھی کر دی ہے، اس لئے اس کی تلافی ان پر فرض ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ یہ نمازِ عصر کے بعد سب لوگوں کے سامنے یہ اعلان کریں، 'میں نے جو الزام لگایا ہے وہ سراسر غلط ہے۔'"

ان مولوی صاحب کو تو اس کی ہمت نہ ہو سکی لیکن نائب مہتمم صاحب نے ان کی طرف سے اعلان کر دیا۔

اس واقعہ سے چند فائدے حاصل ہوئے:

۱۔ مدرسہ کی مصلحت کے لئے دین کے خلاف کوئی کام نہ کیا جائے خواہ مدرسہ رہے یا نہ رہے۔

۲۔ ایسا مال جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ناجائز ذریعہ سے مل رہا ہو، اسے قبول کرنے کا خیال تک بھی نہیں آنا چاہئے، بلکہ ایسے حلال مال سے بھی احتراز کرنا چاہئے جسے قبول کرنا خلافِ مروّت ہو۔

۳۔ ہمیشہ یہ معمول رکھا جائے کہ کسی سے جو تکلیف بھی پہنچے اسے دنیا ہی میں معاف کر دیا جائے، دنیا یا آخرت میں بدلہ لینے کا بالکل ارادہ نہ ہو، بلکہ تکلیف پہنچانے والے کو ایصالِ ثواب و دعاءِ خیر سے نوازا جائے۔

ایک مسکین اور ایک نواب کی ملاقات پر:

⑪ ایک مولوی صاحب کا خط:

"آج کی مجلس میں حضرتِ والا کا ایک معمول دیکھ کر مجھے بہت

فائدہ ہوا، پہلے ایک مسکین چرواہے کی صورت میں آیا، حضرتِ والا نے اسے دیکھ کر بہت مسرّت کے ساتھ استقبال فرماتے ہوئے فرمایا:

"بہت دنوں کے بعد تشریف لائے۔"

پھر اُن کے ساتھ دیر تک بہت بشاشت سے گفتگو فرماتے رہے، اُن کے جانے کے تھوڑی دیر بعد جناب نواب . . . . . صاحب تشریف لائے، اُن کی طرف آپ نے کوئی خاص توجّہ نہیں فرمائی، ان کی بات سُن کر بقدرِ ضرورت جواب دیا اور تحریرِ افتاء کے کام میں مشغول ہوگئے، یہ دیکھ کر میرے دل میں بے انتہاء سُرور و استغناء پیدا ہوا اور یہ سبق حاصل ہوا کہ اہلِ ثروت کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنا چاہیے۔"

چیف نیوی گیٹر کے ساتھ عبرت آموز معاملہ:

⑫ حضرتِ والا کے ایک عقیدتمند پی، آئی، اے کے چیف نیوی گیٹر تھے، "دارالافتاء والارشاد" کی مسجد میں اذان بھی دیا کرتے تھے، یہ اُن کی دینداری تھی کہ تھے تو پی، آئی، اے کے چیف نیوی گیٹر لیکن اپنا تعارف "دارالافتاء والارشاد کا مؤذن" کہہ کر کرواتے تھے۔

حضرتِ والا کو ایک بار قلم کی ضرورت پیش آگئی، پارکر ۷۵ سے کم درجہ کا قلم آپ کے ہاتھ میں نہیں چلتا، دوسرے کم قیمت قلموں سے کام کرنے کی کئی بار کوشش کی، لیکن کام نہ چل سکا۔ کراچی میں تلاش کروایا مگر اُس وقت یہ قلم بازار میں دستیاب نہ تھا۔ آپ کو خیال آیا:

"ہمارے مؤذّن صاحب ہر دوسرے دن بیرونی ممالک جایا

کرتے ہیں اُن سے کہہ کر منگوا لیا جائے۔"

چنانچہ آپ نے ان سے فرما دیا، حالانکہ آپ کا مذاق یہ ہے:

"بلا ضرورتِ شدیدہ باہر سے چیز منگوانا بالکل پسند نہیں، اپنے ہی موضعِ رہائش میں اگر کوئی چیز دستیاب ہو سکتی ہو خواہ وہ گراں ہی کیوں نہ ہو وہ چیز دوسری جگہ سے منگوانا آپ کے مذاق کے خلاف ہے۔"

مگر یہ تو نہایت ہی ضروری چیز تھی، چنانچہ آپ قلم کے بارہ میں فرمایا کرتے ہیں:

"ہمارا تو اسلحہ ہی یہی ہے، اگر مجاہد کی تلوار ہی ٹوٹ جائے تو وہ کیا کر سکتا ہے؟"

اس ضرورتِ شدیدہ کی وجہ سے آپ نے ان سے قلم لانے کے لئے فرما تو دیا، مگر بعد میں خیال ہوا:

"شاید وہ قلم لے آئیں اور پیسے نہ لیں، ہاں اگر کوئی مخلص بغیر فرمائش کے لے آئے تو وہ الگ بات ہے۔"

آپ نے دُعاء شروع کر دی کہ اُنہیں یہ کام یاد ہی نہ رہے، اِدھر آپ نے دُعاء شروع کی اُدھر دن گزرتے گئے، اور ایک مہینے سے اوپر گزر گیا، مگر قلم نہیں آیا، حالانکہ انہیں ہمیشہ ہر دوسرے تیسرے دن بیرونی ممالک کا سفر درپیش رہتا تھا۔

جب اتنا عرصہ گزر گیا تو حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

"اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دُعاء قبول فرما لی ہے اور وہ بات ان کے ذہن سے محو فرما دی ہے۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم کے اس ارشاد کے بعد بہت جلد ہی آپ کے ایک دوسرے عقیدتمند نے بالکل وہی قلم جو آپ کو درکار تھا ہدیۃً پیش کر دیا۔

حضرت دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

> ”یہ غیر اللہ سے استغناء کی برکت ہے، الحمد للہ کام بھی ہوگیا
> اور بارِ منّت سے بھی محفوظ رہے۔“

پوری جائیداد والد ماجد کی نذر:

⑬ حضرتِ والا کے والدِ ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی ہی میں اپنی ضرورت کے مطابق کچھ حصہ چھوڑ کر باقی سب جائیداد (زرعی اراضی اور رہائشی پلاٹ) اولاد میں تقسیم فرمادی تھی، اس سے متعلق اپنے شیخ حکیم الامۃ حضرت تھانوی قدس سرہ کا ملفوظ نقل فرمایا کرتے تھے:

> ”اپنی زندگی میں اولاد کو جائیداد نہ دی جائے، اور اگر دے
> دی تو پھر اُن سے کوئی توقع نہ رکھی جائے۔“

حضرتِ والا کی والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد والد صاحب نے بضرورتِ خدمت دوسری شادی کرلی، بلحاظِ عمر دوسری شادی سے اولاد ہونے کا وہم و گمان بھی نہیں تھا، مگر بقدرتِ الٰہیہ اس سے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اب والد صاحب کو فکر ہوئی کہ جائیداد تو سابقہ اولاد میں تقسیم ہوگئی، ان بچوں کے لئے کیا انتظام ہو؟ بوجہِ غیرت سابقہ اولاد سے اس کا تذکرہ نہیں فرماتے تھے، بالخصوص جبکہ اپنے شیخ کا ملفوظ بھی ہر وقت پیشِ نظر رہتا تھا۔ حضرتِ والا کے ساتھ خصوصی محبت کی بناء پر اس سلسلہ میں آپ سے مشورہ طلب فرمایا۔ آپ نے جواب میں لکھا:

> ”سابقہ اولاد کو آپ نے جو جائیداد عنایت فرمائی ہے اس میں
> اُن کی محنت کا کوئی حصہ نہیں، خالص آپ کی محنت کا ثمرہ ہے۔

بالفرض کسی کی اولاد نے اپنی محنت سے کچھ کمایا ہو تو درحقیقت وہ بھی والدین ہی کی محنت کا ثمرہ ہے، کیونکہ اولاد کا وجود، پھر اُن کی صحیح تربیت اور کمانے کی صلاحیتیں، غرضیکہ ہر چیز میں ہر لحاظ سے اولاد والدین ہی کی رہینِ منّت ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر کے ساتھ والدین کا شکر ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ (الیٰ قولہ) اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ (۳۱-۱۴)

"اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارہ میں تاکید کے ساتھ یہ حکم دیا ہے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔"

اس لئے اولاد کو چاہئے کہ سب جائیداد آپ کو واپس کردیں، اور اس کی ابتداء میں کرتا ہوں، میں اپنی پوری جائیداد آپ کو نذر کرتا ہوں ع

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

"اگر قبول ہو جائے تو میرے لئے بہت ہی عزت و شرف کا باعث ہوگا۔"

واللہ! مجھے تو اس جائیداد کو "میری" کہتے ہوئے بھی بہت شرم آتی ہے، یہ سب کچھ آپ ہی کا ہے۔"

حضرت والا کے اس جذبۂ محبّت پر آپ کے والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے اور تحریر فرمایا:

"آپ کی اس سعادت پر مسرّت کی وجہ سے میں نے فلاں پلاٹ بھی آپ کو دے دیا۔"

حضرتِ والا نے اس وقت شفقت وعنایت کی قدر دانی کے پیشِ نظر یہ ھدیہ قبول فرمالیا، پھر کچھ وقت کے بعد واپس والد صاحب ہی کی خدمت میں پیش کردیا۔

معاملات میں احتیاط کی اہم مثال:

⑭ حضرتِ والا نے ایک قیمتی گھڑی اپنے بڑے صاحبزادہ مولوی محمد صاحب کی معرفت پانچ ہزار میں خریدی، بیچنے والا شخص یہ گھڑی بیرونی ممالک سے لایا تھا، جہاں بالعموم دُکاندار سے خریدار رسید نہیں لیتا، اس لئے اس گھڑی کے ساتھ خریداری کی رسید نہیں تھی۔ اس شخص کے قول کے مطابق گھڑی صرف دوماہ استعمال ہوئی تھی، مگر رسید نہ ہونے کی وجہ سے اس کے قول پر پورا اعتماد نہ تھا، یعنی گھڑی کچھ زیادہ مستعمل ہونے کا شبہہ تھا۔ ایک مولوی صاحب حضرتِ والا سے کچھ بے تکلّف تھے انہیں یہ گھڑی پسند آگئی، اس لئے انھوں نے آپ سے درخواست کی کہ انہیں بھی باہر سے اس جیسی گھڑی منگوادیں۔

حضرتِ والا نے فرمایا:

"آپ چاہیں تو یہی گھڑی لے لیں میں اپنے لئے دوسری منگوالوں گا۔"

انہوں نے بخوشی قیمتِ خرید یعنی پانچ ہزار ہی میں لے لی۔

اس کے بعد حضرتِ والا کو خیال ہوا کہ گھڑی کے کچھ پُرانی ہونے کا شبہہ تھا، یہ حقیقت بتائے بغیر اس کا بیچنا جائز نہ تھا، اس لئے اُن مولوی صاحب کو حقیقت بتا کر فرمایا:

"آپ چاہیں تو بیع فسخ کردیں اور اپنی قیمت واپس لے لیں۔"

مگر انہوں نے بہت ہی انشراح کے ساتھ اس بیع پر رضامندی کا اظہار کیا اور گھڑی واپس نہ کی۔

مع ھٰذا حضرتِ والا کو اطمینان نہ ہوا اس احتمال کی بناء پر کہ شاید مروّت کی وجہ سے واپس نہ کر رہے ہوں اور دل سے پورے طور پر راضی نہ ہوں۔ فکرِ آخرت نے بے چین کر دیا، حتّٰی کہ پانچ ہزار میں اس جیسی ایک اور نئی گھڑی باہر سے منگوا کر انہیں بطورِ ھدیّہ پیش کی۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ یہ مولوی صاحب حضرتِ والا کے ساتھ خصوصی محبت وعقیدت کا تعلق رکھتے تھے، نیز دنیوی حیثیت سے بہت اونچے طبقہ کے تھے، ان دونوں وجوہ کی بناء پر ان کی رضا میں شبہہ کی کوئی گنجائش نہ تھی، اس کے باوجود حضرتِ والا نے جب تک ایسے قیمتی ھدیّہ سے موہوم نقصان کی تلافی بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ احسان نہیں کر دیا اس وقت تک سکون نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی فکرِ آخرت سے نوازیں۔

”پچاس ہزار کے لئے کروڑوں کا نقصان کروں؟“

⑮ محکمہ این، ایل، سی نے حضرتِ والا اور آپ کے دوسرے بھائیوں کی کچھ زیرِ کاشت زرعی زمین لے لی۔ دوسرے بھائی حضرتِ والا کو خطوط اور ٹیلیفون کے ذریعہ تاکید کرتے رہے:

> ”آپ زمین دینے پر ہرگز راضی نہ ہوں، ہم سب مل کر محکمہ پر مقدمہ کریں گے۔“

ایک بھتیجے خود حضرتِ والا کے پاس پہنچے اور کہا:

> ”میں نے فوجی میجر سے کہہ دیا ہے کہ ہم آخر دم تک مقدمہ

لڑیں گے اور کسی صورت میں بھی زمین نہیں دیں گے۔"

مگر حضرتِ والا نے میجر کو خط لکھا :

"یہ زمین میری ضرورت سے زائد نہیں، اس لئے آپ یہ آباد زمین نہ لیں، اس کی بجائے میری بنجر زمین لے لیں، مع ھٰذا اگر آپ کو یہی زمین لینے پر اصرار ہے تو میں نہ دنیا میں کوئی دفاع کروں گا اور نہ ہی آخرت میں انتقام لوں گا۔"

حضرتِ والا کے اس خط سے میجر صاحب بہت متأثر ہوئے۔ جواب میں بہت عقیدت اور شوقِ زیارت کا اظہار کیا، اور لکھا :

"زمین کے معاملہ میں میرا کوئی اختیار نہیں، مجھے تو حکومت نے قبضہ لینے کا حکم دیا ہے، اس لئے میں مجبور ہوں۔"

اس کے بعد حضرتِ والا کو آپ کے بھائی نے لکھا :

"زمین کے معاوضہ کی رقم وصول کرنے کے لئے محکمہ مختار نامہ قبول نہیں کرتا، لہٰذا آپ خود آکر وصول کریں۔"

حضرتِ والا نے جواب میں تحریر فرمایا :

"میں ایسا بے وقوف نہیں کہ پچاس ہزار (معاوضہ کی رقم اتنی تھی) کی خاطر پانچ سو کلو میٹر کا سفر کروں اور پچاس ہزار کے لئے کروڑوں کا نقصان کروں، دین کی ادنی سے ادنی خدمت بھی کروڑوں سے زیادہ قیمتی ہے، میں رقم وصول کرنے کے لئے دینی کام چھوڑ کر نہیں آسکتا۔"

بار بار ٹیلیفون اور خطوط کے ذریعہ محکمہ کی طرف سے یہی پیغام دیا گیا، مگر حضرتِ والا نے ہر بار یہی جواب دیا اور فرمایا :

"اگر محکمہ بذریعہ مختار نامہ رقم نہیں دیتا تو میں معاف کر دوں گا اس مقصد کے لئے سفر نہیں کروں گا۔"

بالآخر محکمہ نے مختار نامہ قبول کر لیا اور رقم دے دی۔ آپ نے یہ رقم تجارت میں لگادی، اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت برکت عطاء فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ

(۶۵—۲،۳)

"جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے سبیل پیدا فرمادیتے ہیں، اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں کہ اس کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا، اور جو اللہ پر توکل کرے وہ اس کو کافی ہے۔"

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص سے اللہ تعالیٰ خدماتِ دینیہ لے رہے ہوں اسے حتّی الامکان ایسے امور سے بچنا چاہئے جو فراغِ قلب کو پامال کرنے والے ہوں ؎

بفراغِ دل زمانے نظرے بماہ روئے
ازاں بہ کہ چترِ شاہی ھمہ وقت ھائے ہوئے

"فراغِ قلب کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے محبوب کی طرف ایک نظر شاہی تاج اور ہر وقت کی ہاہمی سے بہتر ہے۔"

فراغِ قلب بہت بڑی دولت ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر سب خواہشات کو دل سے نکال دو، طالبِ آخرت کو یونہی ہونا چاہئے۔"

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ كَانَتِ الْاٰخِرَةُ هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَجَمَعَ لَهٗ شَمْلَهٗ وَاَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَّمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهٗ جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهٗ وَلَمْ يَاْتِهٖ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا قُدِّرَ لَهٗ" رواہ الترمذی۔

"جس نے آخرت کو مقصود بنالیا، اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو غنا سے بھر دیتے ہیں، اور اس کی ضرورات کے کفیل ہو جاتے ہیں، اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتی آتی ہے۔

اور جس نے دنیا کو مقصود بنایا، اللہ تعالیٰ اسے ہر وقت فقر و فاقہ سے ڈراتے رہتے ہیں اور اس کی ضرورات پوری نہیں ہونے دیتے، پھر دنیا کی خاطر محنت اور پریشانی کے باوجود اسے دنیا اتنی ہی ملتی ہے جتنی اس کے لئے مقدر ہے۔"

استغناء کا عجیب عالم:

⑯ حضرتِ والا ہر سال سفرِ عمرہ سے قبل محض بھائی بہنوں سے ملاقات کے لئے اپنی گاڑی پر خیرپور تشریف لے جاتے ہیں، ایک یا دو خادم بھی ساتھ ہوتے ہیں، خدّام آپ کے استغناء کا یہ عالم دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ آپ وہاں تشریف لے جانے کے باوجود اپنی زرعی زمین کبھی بھی نہیں دیکھتے، بلکہ اس بارہ میں کسی بھی قسم کا کوئی ذکر تک بھی آپ کی زبانِ مبارک پر نہیں آتا، بس یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ کی یہاں کوئی جائیداد ہے ہی نہیں، یا ہے تو آپ کو اس کا کوئی علم تک نہیں۔

ایک بار حضرتِ اقدس کے ایک بھائی صاحب نے آپ سے کہا:

”آپ جب تک یہاں آکر نہیں رہیں گے اور اپنی زمین خود اپنی نگرانی میں آباد نہیں کروائیں گے اس وقت تک آپ کی زمین آباد نہیں ہو سکتی۔“

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے جواب میں ارشاد فرمایا:

”تجارتِ آخرت کے ذخائر زمین کی آمدنی سے بدرجہا زیادہ بہتر ہیں، خدماتِ دینیہ چھوڑ کر زمین آباد کروانا بہت بڑے خسارہ کا سودا ہے۔“

جھگڑا ختم کرنے کے لئے جیب سے دس ہزار:

⑰ حضرتِ والا کی خدمت میں ایک بار فیصلہ کے لئے کچھ لوگ آئے۔ ایک کا دوسرے پر پانچ ہزار روپے کا دعوی تھا۔ مدعی علیہ منکر تھا، صرف منکر ہی نہیں بلکہ وہ مدعی پر کسی دوسرے معاملہ میں پانچ ہزار کا دعوی کر رہا تھا۔ یعنی ہر ایک دوسرے پر پانچ ہزار کا مدعی تھا، اس طرح مجموعہ دس ہزار کا دعوی تھا۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ان سے فرمایا:

”آپ اپنا نزاع ختم کر دیں یہ دس ہزار کی رقم میں اپنے پاس سے دے دیتا ہوں، ہر ایک مجھ سے پانچ ہزار ابھی لے لے۔“

انہوں نے حضرتِ والا کے اصرار کے باوجود آپ سے رقم لینے سے انکار کر دیا، مگر حضرتِ والا کے اس عجیب ایثار سے متأثر ہو کر انہوں نے اپنا نزاع ختم کر دیا، جو بہت خطرناک صورت اختیار کر چکا تھا، باوجودیکہ فریقین دیندار بھی تھے اور مالدار بھی۔

حضرتِ والا نے بعد میں فرمایا:

"اگر میں شرعی فیصلہ کرتا تو ان دونوں خاندانوں کے درمیان مخالفت ومنافرت اور زیادہ بڑھ جاتی۔ مدعی کی شہادت پر فیصلہ ہوتا تو مدعی علیہ شاہدوں کی تکذیب کرتا اور اس کی خوب تشہیر کرتا، اور اگر مدعی کے پاس شہادت نہ ہونے کی وجہ سے مدعی علیہ کی قسم پر فیصلہ ہوتا تو مدعی اسے جھوٹی قسم قرار دیتا، اور خوب اُچھالتا، خوب بدنام کرتا۔

میں نے سوچا کہ مسلمان کی عزت میرے مال سے زیادہ قیمتی ہے، اس لئے میں نے اُن کی عزت بچانے کی خاطر دس ہزار روپے اپنے پاس سے دینے کا فیصلہ کیا۔"

مولوی اور سیٹھ کا جوڑ نہیں ملتا:

⑱ ایک بار سفر عمرہ میں آپ مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے، اور وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف روانگی کی تاریخ متعین فرما چکے تھے، اس تاریخ سے دو تین روز قبل حرم شریف میں کراچی کے ایک سیٹھ مل گئے، اتفاق سے وہ بھی اسی تاریخ میں مدینہ منورہ جارہے تھے، انھوں نے ایک ساتھ چلنے کی خواہش ظاہر کی، مگر حضرتِ والا نے اسے پسند نہ فرمایا، اور اپنی روانگی کی تاریخ تبدیل فرمادی۔

اس میں دو مصلحتیں بیان فرمائیں:

۱۔ اگر یہ میرے ساتھ چلتے تو میرا کرایہ اداء کرنے پر اصرار کرتے، اور جو شخص مجھ سے معتد بہ دینی نفع حاصل نہیں کرتا اور یہ سلسلہ جاری نہیں رکھتا اس کی طرف سے ہدیہ یا کوئی اور احسان قبول کرنے سے سخت شرم آتی ہے، بالخصوص اہلِ ثروت سے۔

> ۲— مولوی اور سیٹھ کا جوڑ نہیں ملتا، ان کی آپس میں رفاقت ہرگز درست نہیں، بجز اس صورت کے کہ سیٹھ مولوی کے ساتھ مکمل طور پر خادمانہ حیثیت سے ہو۔

نعمتِ غیر مترقبہ یا آفتِ ناگہانی:

⑲ حضرتِ والا ایک بار اعتکاف میں تھے، اچانک سندھ کے ایک بہت بڑے زمیندار نے ایک مولوی صاحب کی معرفت حضرتِ والا کے تینوں صاحبزادوں کے لئے اپنی صاحبزادیوں کے رشتوں کا پیغام بھیجا، یہ خاندان دینی لحاظ سے بھی ممتاز ہے۔ حضرتِ والا نے فرمایا:

> ”مجھے دولت کی یہ اچانک گھٹا دیکھ کر فوراً خیال آیا کہ یہ نعمتِ غیر مترقبہ ہے یا آفتِ ناگہانی؟ خدانخواستہ یہ ان آیات کا مصداق نہ ہو:
>
> فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝
>
> (۴۶ — ۲۴، ۲۵)
>
> ”جب انہوں نے عذاب کی گھٹا اپنی وادیوں کی طرف آتی دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ بادل ہم پر رحمت کی بارش برسائے گا، یہ رحمت کی بارش نہیں بلکہ یہ وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے، یہ آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ یہ آندھی ہر چیز کو اپنے

رب کے حکم سے ہلاک کر دے گی، چنانچہ وہ ایسے تباہ ہو گئے کہ سوائے ان کے مکانوں کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا، ہم مجرموں کو یونہی سزا دیا کرتے ہیں۔"

حضرتِ والا اعتکاف میں تو تھے ہی، استخارات اور دُعاؤں کی خوب خوب توفیق ہوئی، جن کی بدولت یہ گھٹا ٹل گئی۔

کچھ مدّت کے بعد پنجاب کے ایک بہت بڑے زمیندار اس غرض سے خود آئے۔ یہ خاندان بھی دنیوی لحاظ سے بہت اونچی حیثیت رکھنے کے ساتھ دین میں بھی ممتاز ہے، مگر استخارات و دعوات کی برکت سے یہ سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ایسے مواقع کے بارہ میں ارشاد فرمایا:

"جہاں دنیوی ساز و سامان ایک دم آ رہا ہو تو خوب غور و فکر اور استخارہ و دُعاء سے کام لینا چاہیئے، جلدی سے ہوس کا مُنہ نہیں کھولنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ سے استخارہ اور خوب دُعائیں کریں، پھر جو مقدر ہو گا وہی بہتر ہو گا۔ یاد رکھیں ہر شخص کے لئے دنیا کی ہر نعمت بہتر نہیں ہوتی، ایک ہی چیز کسی کے لئے خیر اور دوسرے کے لئے شر ہو سکتی ہے۔"

حکومت کی طرف سے بہت بڑے منصب کی پیشکش:

④ حضرتِ والا کے ابتدائی دَور میں اسلام آباد سے ایک صاحب نے آپ کی خدمت میں لکھا:

"یہاں حکومت نے ایک عالی شان مسجد بنوائی ہے، جس میں خطیب کی تقرری کے لئے کمشنر نے اخباروں میں یہ اشتہار دیا ہے:

"خطیب کے لئے بہت بڑی تنخواہ، وزیر کے برابر گریڈ اور رہائش کے لئے بہت عالی شان بنگلا ہوگا، علماء درخواستیں دیں، پھر انھیں انٹرویو کے لئے بلایا جائے گا، انٹرویو کے لئے آمد و رفت کے مصارف درخواست دہندہ خود برداشت کرے گا۔ انٹرویو کے بعد کسی کو منتخب کیا جائے گا۔"

اگر آپ تشریف لے آئیں تو انٹرویو کے بغیر ہی آپ کا تقرر ہو جائے گا۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے جواب میں تحریر فرمایا:

"میں خود تو کسی قیمت پر بھی یہ کام کرنے کو تیار نہیں، البتہ آپ کو انتخابِ خطیب کا صحیح طریقہ بتا دیتا ہوں، آپ کمشنر صاحب کو میری طرف سے صحیح طریقہ یہ بتائیں:

"آپ اخبارات میں اشتہار دینے کی بجائے جامعاتِ اسلامیہ کے رؤساء سے رابطہ قائم کریں، کیونکہ وہی صحیح عالِم کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ جب وہ کوئی عالِم منتخب کر دیں تو آپ خود اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست پیش کریں، مناسب ہوا تو میں بھی آپ کی سفارش کر دوں گا۔ صحیح طریقہ بس یہی ہے کہ جسے ضرورت ہے وہی درخواست پیش کرے۔ علماء کی شان سے بہت بعید ہے کہ وہ اسامی کے لئے عرضیاں گزاریں اور پھر انٹرویو دیں۔ جو شخص درخواست اور انٹرویو کے ذریعہ منتخب ہوگا وہ صحیح عالِم نہیں ہو سکتا۔"

حُبِّ دُنیا کا کرشمہ:

(۲۱) ایک بار حضرت اقدس نمازِ عصر کے بعد حسبِ معمول بیان سے فارغ

ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے تو ایک مولوی صاحب آپ سے ملے اور کہنے لگے:

> "میری حضرت حکیم الامۃ تھانوی قدس سرہ اور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے قرابت ہے، میں ان دو قرابتوں کا واسطہ دے کر آپ سے صرف دس منٹ کا وقت مانگتا ہوں۔"

حضرت اقدس نے عشاء کے بعد ملاقات کی اجازت دے دی، وہ اس وقت اپنے ساتھ ایک اور صاحب کو بھی لائے اور ان کا حال یوں بیان کیا:

> "یہ کروڑوں پتی ہیں، دینی کاموں میں بہت فراخ دلی سے خرچ کرتے ہیں، دینی اداروں کی بہت مدد کرتے ہیں، ان پر سحر کا اثر ہے، بہت عاملوں کے پاس گئے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا، اس لئے حاضرِ خدمت ہوئے ہیں۔"

حضرتِ اقدس نمازِ عصر کے بعد روزانہ بیان فرماتے ہیں، پھر اس کے بعد مغرب سے کچھ پہلے تعویذ دینے کا معمول ہے، تعویذ دینے کا کام حضرت کسی خادم کے سپرد فرما کر خود گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ یہ صاحب جن کے لئے مولوی صاحب نے دو قرابتوں کا واسطہ دے کر دس منٹ کا وقت لیا تھا اور خود بھی ان کے ساتھ آئے تھے، حضرتِ والا نے انہیں اس وقت تعویذ نہیں دلایا بلکہ عام معمول کے مطابق ہی ہدایت فرمائی کہ کسی روز عصر کے بعد تعویذ لے جائیں۔ دس منٹ کی بجائے دو تین منٹ ہی میں انہیں رخصت کر دیا، وہ دوسرے روز عصر کے بعد بہت دیر تک تعویذ کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ بیان ختم ہوا تو حضرت کے پاس آنے لگے، حضرت نے فرمایا:

> "یہ تعویذ لینے والوں کی قطار ہے اس میں لگ جائیں۔"

انہیں قطار میں لگا کر حضرتِ والا تشریف لے گئے۔ قطار میں جب ان کی باری آئی تعویذ دینے والے خادم نے انہیں تعویذ دے دیا۔ وہ تعویذ کے بارہ میں کچھ دریافت کرنا چاہتے تھے، اس خیال سے ایک طرف بیٹھ گئے کہ قطار ختم ہونے کے بعد دریافت کرلیں گے، خادم کو اس کا علم نہیں تھا اس لئے وہ قطار ختم ہوتے ہی فوراً کسی ضروری کام کے لئے اٹھ گئے۔ بہت دیر کے بعد واپس آئے تو دیکھا کہ وہ منتظر بیٹھے ہیں۔

جو دو قرابتوں کا واسطہ دینے والے مولوی کو ساتھ لاکر دس منٹ میں کام کروانا چاہتے تھے انہیں دوسرے روز بھی حاضر ہونا پڑا اور تقریباً سوا گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

"اس مولوی نے تین غلطیاں کی ہیں:

۱۔ سیٹھ کے ساتھ کیوں آیا؟

۲۔ دو قرابتوں کا واسطہ دے کر عام وقتِ ملاقات سے الگ وقت کیوں لیا؟

میں نے اس خیال سے کہ کوئی بہت اہم کام ہوگا وقت دے دیا، اگر مجھے پتا چل جاتا کہ کسی سیٹھ کو تعویذ دلانے کے لئے دو قرابتوں کا واسطہ دے کر الگ وقت مانگ رہا ہے تو میں ہرگز الگ وقت نہ دیتا۔

۳۔ یہ تفصیل کیوں بتائی کہ یہ کروڑوں پتی ہیں، دینی کاموں میں بہت فراخدلی سے خرچ کرتے ہیں، دینی اداروں کی بہت مدد کرتے ہیں۔

> یہ سب حرکتیں حبِّ دنیا کی پیداوار ہیں، ان میں سے ہر ایک حرکت اس لائق ہے کہ اس پر سخت تنبیہ کی جاتی، تین حرکتوں پر کم ازکم تین انجکشن تو لگنے ہی چاہئیں، مگر میں نے اس قدر رعایت کی کہ بالکل کچھ بھی نہیں کہا، اتنی نرمی اور اس قدر رعایت کے باوجود لوگ مجھے سخت کہتے ہیں، اپنی بیہودہ حرکتوں کو نہیں دیکھتے۔
>
> میری اس مضبوطی سے شاید اس مولوی اور سیٹھ کو کچھ ہدایت ہوجائے، اگر میں عام معمول کے خلاف خاص وقت میں تعویذ دے دیتا تو ان کے اس مہلک مرض یعنی حُبِّ دنیا میں اور ترقی ہوتی، اس دَور کے مشائخ کی ایسے مریضوں کے ساتھ بے جا نرمی اور بزعمِ خویش خوش خلقی ان کے ساتھ احسان نہیں بلکہ ان پر ظلم ہے اور ان کے لئے باعثِ ہلاکت ہے، دنیا و آخرت دونوں میں ان کی تباہی و بربادی کا سبب ہے۔“

”ارے نہیں، جانے دو“:

(۳۲) ایک بار حضرتِ والا اپنی گاڑی پر تشریف لا رہے تھے، حسبِ معمول گاڑی خود چلا رہے تھے، ایک چوراہے پر ٹریفک رکا تو آپ نے بھی گاڑی روک لی، پیچھے سے ایک ٹرک والے نے آکر ٹکر لگادی جس سے گاڑی کو سخت نقصان پہنچا۔ چونکہ ٹرک ڈرائیور کی غلطی بالکل واضح تھی، اس لئے وہ اتر کر حضرتِ والا کے پاس آیا اور کہنے لگا:

> ”میں اقرار کرتا ہوں کہ سراسر میری ہی غلطی ہے؟ اس لئے آپ جو فیصلہ بھی کریں مجھے قبول ہے، جتنا تاوان بھی چاہیں میں ادا

کروں گا۔"

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

"اب یہ گاڑی میرے کسی کام کی تو رہی نہیں، آپ سے پیسے لے کر کیا کروں گا؟ جائیے، آپ کو معاف کر دیا۔"

اتنے میں وہاں اچانک حضرتِ والا کے کچھ عقیدت مند لوگ پہنچ گئے، انہوں نے حضرتِ والا سے یوں درخواست کی:

"ہمیں ذرا اجازت عنایت فرمائیں تو ہم اسے ایسا سبق دے دیں کہ آیندہ کبھی ایسی غلطی نہ کرے۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے بہت شفقت آمیز لہجہ سے فرمایا:

"ارے نہیں، جانے دو، میں نے سب معاف کر دیا۔"

ایک طالب علم کی غلطی پر:

۲۳ ایک طالبِ علم روزانہ حضرتِ والا کی گاڑی کی صفائی کرتے، حضرت سے انہوں نے اتنا ہی کہا ہوا تھا کہ صفائی کرتا ہوں، مگر ساتھ ہی آنکھ بچا کر تھوڑی سی ڈرائیونگ بھی کرتے اور شوق پورا کرنے کے بعد گاڑی پھر اسی جگہ کھڑی کر دیتے، ایک بار باہر نکالتے ہوئے گاڑی بڑے دروازہ سے ٹکرا گئی، بتیاں ٹوٹ گئیں، کچھ اور بھی نقصان ہوا۔

اس نے خود ہی حضرتِ والا سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ ان سے کچھ کہنا تو درکنار، حضرتِ والا نے ناگواری کا اظہار تک نہ فرمایا، مسکراتے ہوئے صرف اتنا فرمایا:

"ہاں ماہر ڈرائیوروں کے یہی کام ہوا کرتے ہیں۔"

"ہاتھ تو بچ گیا":

(۲۴) ایک طالبِ علم نے دارالافتاء کے دفتر میں رکھا ہوا بہت قیمتی بڑا کرۂ ارضیہ (گلوب) اٹھاتے ہوئے اس کے کیس کا قیمتی شیشہ چور چور کر دیا۔ حضرتِ والا نے ان کی خفت دور کرنے کے لئے فرمایا:

"ہاتھ تو بچ گیا۔"

کم تنخواہ پر ہی اکتفا:

(۲۵) حضرتِ والا کچھ مدت تک تدریس و افتاء پر بوجہِ ضرورت بادلِ نخواستہ تنخواہ لیتے رہے ہیں۔ اس زمانہ میں آپ کی شہرت اور عام مقبولیت کی وجہ سے آپ کو کئی دینی ادارے اپنے ہاں کام کرنے کی دعوت دیتے رہے اور سابق تنخواہ سے بہت زیادہ تنخواہ کی پیشکش کرتے رہے، مگر حضرتِ والا محض زیادہ تنخواہ کی وجہ سے وہاں منتقل نہ ہوئے، بلکہ سابقہ ادارہ ہی میں کم تنخواہ پر ہی خدماتِ دینیہ میں مشغول رہے۔

قناعت و صبر و شکر پر نعمتوں کی موسلا دھار بارش:

(۲۶) حضرتِ والا ابتداء میں خدماتِ دینیہ پر مجبوراً بادلِ نخواستہ تنخواہ لیتے تھے، اس زمانہ میں ایک شخص نے نیا مرغی خانہ کھولا اور وہ اپنے گاہک بنانے کی مہم چلا رہا تھا، اس نے حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا:

"آپ کتنے انڈے لیا کریں گے؟"

حضرتِ والا نے انہیں بہتر انداز سے ٹال دیا، بعد میں زیرِ تربیت خدّام

سے فرمایا:

> ”میں نہ خود کبھی انڈے کھاتا ہوں نہ گھر میں بیوی بچوں کو کھلاتا ہوں، اس لئے کہ میں بقدرِ ضرورت تنخواہ لیتا ہوں، انڈے ضرورت میں داخل نہیں، اور خدماتِ دینیہ پر قدرِ ضرورت سے زائد تنخواہ لینا جائز نہیں، مگر میں نے اس شخص کو یہ جواب اس لئے نہ دیا کہ وہ علماءِ دین کو مفلس نہ سمجھے، کسی مسلمان کے لئے بالخصوص کسی عالمِ دین کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی قول یا عمل سے کسی کے سامنے اپنا افلاس ظاہر کرے۔ اس میں دین اور علمِ دین کی توہین ہے۔“

اسی طرح اس زمانہ میں حضرتِ والا کو کہیں پانچ چھ کلومیٹر تک جانا ہوتا تو ٹیکسی، رکشہ یا کرایہ کی سائیکل کی بجائے پیدل تشریف لے جاتے تھے، اس کی بھی یہی وجہ بیان فرماتے تھے:

> ”پانچ چھ کلومیٹر کی مسافت کے لئے کرایہ پر سواری لینا ضرورت سے زائد ہے۔“

ان واقعات میں یہ امر ملحوظ رہے کہ اس وقت حضرتِ والا جس ادارہ سے تنخواہ لے رہے تھے آپ اس کے قانوناً کلی طور پر خود مختار تھے، اپنی تنخواہ بڑھانے کے لئے کسی کی اجازت تو درکنار کسی سے مشورہ لینے کی بھی آپ کو ضرورت نہ تھی، علاوہ ازیں تنخواہ میں اتنا اضافہ نہ قانوناً معیوب سمجھا جاتا ہے نہ عرفاً، دوسرے علماء اس سے کئی گنا زیادہ تنخواہیں لے رہے ہیں۔

حضرتِ والا کے اس قدر بلند تقویٰ اور قناعت وصبر وشکر کی بدولت اللہ نے بہت جلد ہی آپ پر وسعتِ رزق کے ایسے دروازے کھول دیئے کہ لی ہوئی تنخواہیں واپس کرنے کے بعد مختلف دینی اداروں سے مالی تعاون فرما رہے ہیں،

آپ مصارفِ ضروریہ سے زائد اپنی کل آمدنی دینی کاموں پر خرچ کر رہے ہیں۔

حضرتِ والا کے اس عمل اور اس کی برکت سے آپ پر دُنیوی نعمتوں کی موسلا دھار بارش سے ان علماء کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو حضرتِ والا کی تنخواہ کے معیار سے کئی گنا زیادہ اسبابِ راحت حاصل ہونے کے باوجود ہر وقت تنخواہ بڑھوانے کی کوشش میں سرگرداں رہتے ہیں، اس کے باوجود زندگی کے آخری دَم تک ان کی یہ ہوس پوری نہیں ہو پاتی۔

لنقل الصخر من قلل الجبال :

(۲۷) اسی زمانہ میں حضرتِ والا کی خدمت میں دو شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا :

> ”ہم دونوں ایک دواء کی مشترک صنعت شروع کرنا چاہتے ہیں جس میں اس قدر نفع ہے کہ ہندوستان میں کسی زمانہ میں کچھ لوگوں نے یہ صنعت شروع کی تھی جس سے اتنا نفع ہوتا تھا کہ اس کے مالکان منافع میں آنے والی اشرفیوں کو گننے سے عاجز آگئے“ اس لئے اشرفیاں تول کر تقسیم کرتے تھے۔
>
> ہم اس میں برکت کے لئے حضرتِ والا کو شریک کرنا چاہتے ہیں، حضرتِ والا کی نہ کچھ رقم لگے گی اور نہ ہی کسی بھی قسم کا کوئی کام حضرتِ والا کے ذمہ ہوگا، ہماری درخواست ہے کہ براہِ کرم آپ اس میں تیسرے حصہ کی شرکت قبول فرمالیں۔“

حضرتِ والا نے شرکت سے معذرت فرمادی اور فرمایا :

”میں بلا شرکت ہی برکت کی دُعاء کرتا رہوں گا۔“

حضرتِ والا کے استغناء کا یہ عالَم اس زمانہ میں تھا جس میں آپ کی مالی حالت کی قدرے تفصیل اوپر کے نمبر میں لکھی جا چکی ہے۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم اپنے اس حال کے مطابق جب دوسروں کو غیر اللہ سے استغناء کی تبلیغ فرماتے ہیں تو اس میں اکثر یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

لَنَقلُ الصَّخرِ مِنْ قُلَلِ الجِبَالِ
اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ مِنَنِ الرِّجَالِ

"پہاڑوں کی چوٹیوں سے پتھر ڈھو ڈھو کر گزر اوقات کروں یہ میرے لئے اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ لوگوں کا زیرِ احسان رہوں۔"

نوعمری ہی میں مال و منصب سے استغناء کا عجیب عالَم:

(۲۸) حضرتِ والا نے تقریباً بیس سال کی عمر میں مملکتِ سعودیہ کے سب سے پہلے حکمران سلطان عبد العزیز بن سعود پر اہلِ شرک و بدعت کے اعتراضات کے جواب میں ایک مفصّل و مدلّل کتاب تصنیف فرمائی۔ ایک مولوی صاحب نے مشورہ دیا:

"آپ اس کتاب کا عربی ترجمہ کر کے سلطان کو بھیجیں، اس سے آپ کو سلطان کے خصوصی تقرب کے علاوہ مال و دولت بھی بے انتہاء ملے گی۔"

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"میں نے سلطان سے دفاع پر جو اس قدر محنت کی ہے اس کا داعیہ صرف جذبۂ حفاظتِ دین ہے، اس لئے سلطان کو کتاب بھیجنا اور اس پر ان سے مال و منصب کا نفع حاصل کرنا تو درکنار

مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ میری اس خدمتِ دینیہ کا کسی طرح سلطان کو علم ہو۔"

اس واقعہ میں امورِ ذیل قابلِ توجہ ہیں:

۱ــــ سلاطینِ عرب کی روایتی داد و دہش سے بھی بدرجہا زیادہ سلطان عبدالعزیز ابن سعود مال و دولت لٹانے میں بہت فیاض اور داد و دہش میں بہت مشہور تھے۔ بالخصوص جو لوگ شرک و بدعت کے خلاف کوئی ادنیٰ سی بھی خدمت انجام دیں، ان پر تو مال و منصب کی نوازشوں کی موسلادھار بارشیں۔

۲ــــ حضرتِ والا سلطان کے قرب اور اس کی طرف سے ملنے والے مال و منصب کو اشاعتِ دین میں صرف کرنے کی نیت سے قبول کرسکتے تھے۔

۳ــــ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ حضرتِ والا کی عمر صرف بیس برس تھی، اس نوعمری کے زمانہ میں مال و منصب سے استغناء کا یہ عالم تھا ع

کہیں کیا انتہا اس کی کہ تھی یوں ابتدا جس کی

ابھی سے ہے کیا گیسوؤں پہ یہ اُف اُف
ابھی تو ہیں یہ تا کمر جانے والے
نہا کر تو نہ جانے حُسن کا عالم ہی کیا ہوگا
پسینہ پونچھنے سے جب تری رنگت نکھرتی ہے

مالی تنگی کے باوجود قبولِ ھدیہ سے احتراز:

(۲۹) ایک عرب نے ہزاروں ریالوں کا ایک موٹا دستہ حضرتِ والا کی خدمت میں بطورِ ہدیہ پیش کیا، حضرتِ والا نے قبول کرنے سے معذرت فرمادی، باوجودیکہ

اس زمانہ میں حضرتِ والا کے پاس مالی وسعت نہ تھی۔

عطیہ دینے والے ایک سیٹھ کے ساتھ:

(۳۰) حضرتِ والا دینی کاموں کے لئے چندہ قبول نہیں فرماتے، البتہ ایسے مخلصین سے عطیہ قبول فرما لیتے ہیں جن کے اخلاص میں شبہ نہ ہو، اس کے لئے دستور العمل یہ ہے:

> "عطیہ دینے والا "دارالافتاء" کے دفتر میں آکر بذریعہ انٹرکام حضرتِ والا سے رقم پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہے، اگر حضرتِ والا اس کے اخلاص سے مطمئن ہو جاتے ہیں تو اسے ہدایت فرماتے ہیں:
>
> "دفتر میں کسی کو دے دیں مجھے مل جائے گی۔"
>
> بسا اوقات حضرتِ والا کسی اہم کام میں مشغول ہونے والے ہوتے ہیں، اس لئے چاہتے ہیں کہ رقم جلد آجائے تاکہ فارغ ہو کر کام شروع کریں، مگر اس کے باوجود جب تک وہ شخص دفتر سے چلا نہیں جاتا اس وقت تک رقم نہیں منگواتے، اس کے جانے کے بعد منگواتے ہیں۔"

مگر ایک بار ایسا ہوا کہ دنیوی لحاظ سے بہت اونچے طبقہ کے ایک شخص نے دفتر میں حاضر ہو کر حسبِ دستور انٹرکام کے ذریعہ بیس ہزار روپے پیش کرنے کی اجازت چاہی، حضرتِ والا نے ان سے خلافِ معمول فرمایا:

"اوپر آکر مجھے دے جائیں۔"

وہ حاضر ہوئے تو حضرتِ والا نے رقم پکڑتے ہی فرمایا: ——— "جائیے"۔ ساتھ ہی ہاتھ سے جلدی اٹھ جانے کا اشارہ بھی فرمایا۔ اس وقت ایک خادم بھی حاضر تھے، ان کے سامنے یہ معاملہ۔

حضرتِ والا اہلِ ثروت و اہلِ اقتدار کے ساتھ اس قسم کے معاملات کے

بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"میں ان کے ساتھ ایسا برتاؤ ان کی اصلاح کے لئے کرتا ہوں اس میں انہی کا فائدہ ہے۔"

حضرتِ والا نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے استغناء و توکل کا ایک قصہ بیان فرمایا:

حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ سے گورنر عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا:

لِمَ لَا تَغْشَانَا يَا اَبَا حَنِيْفَةَ فِيْمَنْ يَّغْشَانَا ؟

"لوگ ہمارے پاس آتے ہیں آپ کیوں تشریف نہیں لاتے؟"

حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

لِاَنَّكَ اِذَا قَرَّبْتَنِيْ فَتَنْتَنِيْ وَاِذَا اَقْصَيْتَنِيْ اَحْزَنْتَنِيْ وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَا اَرْجُوْكَ لَهٗ وَلَيْسَ عِنْدِيْ مَا اَخَافُكَ عَلَيْهِ وَاِنَّمَا يَغْشَاكَ مَنْ يَّغْشَاكَ لِيَسْتَغْنِيَ بِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاَنَا غَنِيٌّ بِمَنْ اَغْنَاكَ فَلِمَ اَغْشَاكَ فِيْمَنْ يَّغْشَاكَ؟

"اس لئے کہ تو مجھے قریب کرے گا تو میرے دین کو نقصان پہنچائے گا، پھر میں تجھ سے دور ہٹوں گا تو مجھے تضیعِ اوقات پر صدمہ ہوگا اور تیرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کی وجہ سے میں تجھ سے کوئی امید رکھوں، اور میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر تجھ سے ڈروں، لوگ تجھ سے غنا حاصل کرنے آتے ہیں، اور مجھے اس اللہ نے غنی کیا ہے جس نے تجھے غنی کیا، تو میں تیرے پاس کیوں آؤں؟"

پھر حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ شعر پڑھے ؎

كِسْرَةُ خُبْزٍ وَّقَعْبُ مَاءٍ   وَسَحْقُ ثَوْبٍ مَّعَ السَّلَامَةِ

خَيْرٌ مِّنَ الْعَيْشِ فِيْ نَعِيْمٍ   يَّكُوْنُ مِنْ بَعْدِهَا نَدَامَة

"ایمان کی سلامتی کے ساتھ روٹی کا ٹکڑا اور پانی کا پیالہ اور بوسیدہ کپڑا اس عیش سے بہتر ہے جس کے بعد ندامت ہو۔"

حضرتِ والا غیر اللہ سے استغناء اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی تعلیم کے لئے قرآن کریم کی آیات، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اکابرِ امت کے واقعات کے علاوہ اس مضمون کے اشعار بھی بکثرت پڑھتے ہیں، بالخصوص مندرجۂ ذیل اشعار تو بار بار دُہراتے رہتے ہیں ؎

لَنَقْلُ الصَّخْرِ مِنْ قُلَلِ الْجِبَالِ
اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ مِّنَنِ الرِّجَالِ

"پہاڑوں کی چوٹیوں سے پتھر ڈھو ڈھو کر گزر اوقات کروں یہ میرے لئے اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ لوگوں کا زیرِ احسان رہوں۔"

بِئْسَ الْمَطَاعِمُ عِنْدَ الذُّلِّ تَكْسِبُهَا
فَالْقِدْرُ مَنْصُوْبٌ وَّالْقَدْرُ مَخْفُوْضٌ

"ذلت کی کمائی بہت بُری ہے، اس سے ہنڈیا تو چڑھ جاتی ہے مگر عزت خاک میں مل جاتی ہے۔"

پھیر لوں رُخ پھیر لوں ہر ماسوا سے پھیر لوں
میں رہوں اور سامنے بس رُوئے جانانہ رہے
بت کریں مائل مجھے میں ان سے رُوگرداں رہوں
کعبہ آگے ہو مرے پیچھے صنم خانہ رہے
اے خیالِ دوست اے بیگانہ سازِ ماسوا
اس بھری دنیا میں تو نے مجھ کو تنہا کر دیا

دیوار گرانے والے پڑوسی کے ساتھ :

(۳۱) حضرتِ والا کا کراچی کے ایک اونچے معیار کے علاقہ میں وسیع مکان تھا جو کرایہ پر دے رکھا تھا، ایک بار کرایہ دار نے آپ کو خبر کی :

"پڑوسی نے آپ کے صحن کی دیوار گرادی ہے اور وہ صحن کی پوری لمبائی سے کچھ حصہ اپنے مکان میں لینا چاہتا ہے، آپ ابھی اس کا تدارک کریں ورنہ اس کی دیوار بن جانے کے بعد کارروائی مشکل ہوگی۔"

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا :

"اگر اس کے دل میں فکرِ آخرت ہوتی تو ایسی حرکت ہرگز نہ کرتا، ایسے فاسق کے پاس جاکر کچھ کہنے سے دو مانع ہیں :

۱ــ یہ غیرتِ دینیہ کے خلاف ہے۔

۲ــ اس کے پاس جانے اور کچھ کہنے پر جو وقت صرف ہوگا اور اس سے جو خدماتِ دینیہ میں نقصان ہوگا وہ مکان کے نقصان سے بدرجہا زیادہ ہے، چھوٹے نقصان سے بچنے کے لئے بڑا نقصان کرلینا حماقت ہے۔

"نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" :

(۳۲) ایک کرایہ دار نے وقت پر کرایہ ادا کرنے میں معمولی سی پس و پیش کی تو حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا :

"جس جائداد کی طرف ایسی توجہ کرنا پڑے جو خدماتِ دینیہ میں مخل ہو وہ جائیداد باعثِ خسارہ ہے' اس لئے اس کا رکھنا صحیح نہیں۔"

چنانچہ آپ نے وہ مکان فروخت کر دیا۔

"نہ رہے بانس نہ بجے بانسری"

مکان بیچ کر رقم تجارت میں لگادی، اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت برکت عطا فرمائی۔

ایک کمپنی کی پیشکش پر معذرت:

(۴۳) ایک کمپنی نے "دارالافتاء والارشاد" کے لئے بہت وسیع اراضی پر بہترین تعمیر کر کے دینے کی پیشکش کی، حضرتِ والا نے معذرت فرمادی۔

وقت مانگنے والے کے لئے جواہرِ خمسہ:

(۴۴) ایک مخلص صاحبِ خیر "دارالافتاء والارشاد" سے مالی تعاون کرتے رہتے ہیں، دنیوی لحاظ سے بلند شخصیت ہونے کے علاوہ حضرتِ والا کی برکت سے دین میں بھی بہت بڑھتے ہیں۔ ایک بار انہوں نے حاضرِ خدمت ہو کر ڈیڑھ لاکھ روپے پیش کئے، واپس جا کر فون پر عرض کیا:

> "میں کسی وقت حاضرِ خدمت ہو کر کچھ دل کی باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، اپنے دینی جذبات پیش کرنا چاہتا ہوں، حج پر جا رہا ہوں، اس لئے کچھ برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں، اس مقصد کے لئے مجھے آدھا گھنٹہ وقت عنایت فرمائیں، جو وقت بھی حضرتِ والا عنایت فرمائیں گے میں حاضر ہو جاؤں گا۔"

حضرتِ والا نے ان کو وقت دے دیا، اتفاق سے اس متعین وقت میں ان کے آنے سے پہلے حضرتِ والا کے عقیدتمند دو عالم زیارت کے لئے پہنچ گئے، حضرتِ والا نے ان علماء کی خاطر ان صاحب کو وقت دینے سے معذرت فرما دی اور دوسرے دن کا وقت دے دیا، وہ دوسرے روز آئے تو حضرتِ والا نے

ارشاد فرمایا؛

پہلے میری چند باتیں توجہ سے نمبروار سن لیں؛

۱ــــ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے میرے وقت کے ہر منٹ سے پوری دنیا کو فائدہ پہنچا رہے ہیں، بلکہ ان کی رحمت سے مجھے یقین ہے کہ پوری دنیا کو یہ فائدہ تا قیامت پہنچتا رہے گا۔ اس حالت میں پوری دنیا کو محروم کرکے کوئی منٹ کسی فردِ واحد کے لئے مخصوص کر دینے کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟

۲ــــ کسی ایک شخص کو الگ سے کوئی منٹ دے دیا تو دوسرے لوگ بھی الگ وقت طلب کریں گے، جب کہ میں مجلس میں بار بار یہ اعلان کرتا رہتا ہوں؛

> ”بعض مرتبہ مجھ سے کوئی ایک منٹ مانگتا ہے، میں کہتا ہوں میرے پاس فالتو منٹ ہے ہی نہیں دوں کہاں سے؟ جس کے پاس کوئی چیز ہے ہی نہیں اس سے وہ چیز مانگنا بہت بڑا ظلم ہے۔“

۳ــــ خدماتِ دینیہ میں مالی تعاون کرنے والوں کو وقت دینا مظنۂ تہمت ہے، عوام سمجھیں گے کہ مالی تعاون کی وجہ سے اس کی رعایت کی جا رہی ہے، اس سے عوام کے دین کو نقصان پہنچتا ہے۔

۴ــــ کچھ بعید نہیں کہ خود اس شخص کے قلب میں نفس و شیطان یہ خیال ڈال دیں کہ تیرے مالی تعاون کی وجہ سے تیری رعایت کی جا رہی ہے، اس سے اس کے عطیہ کا اجر بھی ضائع اور دین بھی برباد۔

۵ــــ اگر کسی کی سمجھ میں یہ باتیں آجائیں تو یہ اس کی صلاحیتِ قلب اور فہمِ دین کی علامت ہے ورنہ بدفہمی اور فسادِ قلب کی دلیل۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ان کو یہ ”جواہرِ خمسہ“ عطاء فرما کر رخصت

کر دیا۔ بعد میں اپنے تلامذہ کی تربیت کی غرض سے یہ قصہ بیان کر کے ارشاد فرمایا:

ایک چھٹا نمبر بھی ہے جو ایسے لوگوں کو بتانا ان کے لئے مضر ہے، اس لئے ان کو نہیں بتایا آپ لوگوں کو بتاتا ہوں، وہ یہ ہے:

٦ — کوئی عالم دنیوی لحاظ سے اونچے طبقہ کے لوگوں کی رعایت کرے تو خود اس عالم کے قلب میں حبِ دنیا پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

مال سے بے رغبتی اور غیر اللہ سے استغناء کے متعدد سبق آموز واقعات عنوان "جواہرِ حکمت" اور عنوان "توکل کی برکات" کے تحت بھی ہیں۔

اس کتاب میں مذکورہ واقعات چند مثالیں ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت دامت برکاتہم کے خمیر میں توکل و استغناء کی دولت ودیعت فرما رکھی ہے ؎

نہ لالچ دے سکیں ہر گز تجھے سکوں کی جھنکاریں
ترے دستِ توکل میں ہیں استغنا کی تلواریں

قرآنِ کریم سے آپ کا سنِ ولادت یوں ظاہر ہوتا ہے:

توکل: وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ (۱۲-۱۴) ۱۳۴۱ ہجری

"اور اللہ ہی پر سب ایمان والوں کو بھروسا کرنا چاہیئے۔"

استغناء: لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ (۱۲۰-۵) ۱۹۲۲ عیسوی

"اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی اور ان چیزوں کی جو ان میں موجود ہیں۔"

پیدائشی طور پر خداداد شانِ توکل و استغناء کے علاوہ آپ کے استاذِ معقولات حضرت مولانا ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سندِ فراغت پر آپ کے حق میں اپنے قلمِ مبارک سے جو خصوصی دعائیں تحریر فرمائیں ان میں توکل و استغناء کی دعا بھی ہے، ان دعاؤں کی پوری تحریر عنوان "استاذ کی خصوصی دعاء" میں گزر چکی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ

○

اَلۡیَدُ الۡعُلۡیَا خَیۡرٌ مِّنَ الۡیَدِ السُّفۡلٰی

عظمتِ دین کے لئے
مُتموّل لوگوں پر
مالی اِحسان

علماءِ کرام و
مشائخِ عظام کے لئے انتہائی اہم اور
ایک نیا باب، دین کے گمشدہ وقار اور علم کی عظمتِ رفتہ
کی بحالی کی بہترین تدبیر

اَہلِ ثَروَت کی اِصلاح کے لئے
زُود تاثیر نُسخۂ اکسیر

متموّل لوگوں پر مالی احسان

عنوان	صفحہ
کروڑپتی معلّم عبدالعزیز خوقیر	۷۱
سفرِ حج میں رہائش، خوراک اور سواری کا اونچا معیار	۷۲
دینی تعلیم کے لئے بیرونی جامعات میں داخلہ	۷۲
صاحبزادگان بیرونی جامعات میں کیسے؟	۷۳
سفرِ حج میں ایک نواب صاحب کی دعوت	۷۴
لطیفۂ غیبیہ	۷۵
مولوی حامِد اور کراچی کے ایک سیٹھ	۷۶
اومیگا واچ کمپنی کا مالک	۷۷
گاڑی کی ٹنکی پٹرول سے بھروا کر رکھنا	۷۸
پٹرول ڈلوانے میں احسان	۷۹
گاڑی فروخت کرتے وقت ٹنکی بھر کر دینا	۷۹

بسم الله الرحمن الرحيم

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی یادگاروں
کی تعظیم کرے گا تو یہ دِل کے تقویٰ سے ہوتا ہے (۲۳—۲۲)

متموّل لوگوں پر مالی احسان

جو متموّل لوگ حضرتِ والا سے خصوصی خادمانہ تعلق نہیں رکھتے اور آپ سے معتدبہ دینی نفع حاصل نہیں کرتے ان پر آپ کو کوئی مالی احسان کرنے کا موقع مل جائے تو آپ اس پر بہت خوش ہوتے ہیں، فرماتے ہیں:

> "اس سے دنیاداروں کی نظر میں دین اور علماءِ دین کا وقار بلند ہوتا ہے۔"

اس نوع کے چند واقعات ملاحظہ ہوں:

کروڑ پتی معلم عبدالعزیز خوقیر:

① حضرتِ والا نے ایک بار سفرِ حج میں معلم عبدالعزیز خوقیر کے یہاں قیام فرمایا، ان کا بہت اونچا معیار ہے، اور ان کے پاس دنیوی لحاظ سے بہت اونچا طبقہ ٹھیرتا ہے، ان کے حجاج کا قیام منیٰ میں بھی خیموں کی بجائے پختہ عمارتوں میں ہوتا ہے، حضرتِ والا مع اپنے چند رفقاء کے ایک عمارت میں مقیم تھے۔

حضرتِ والا کے دو بڑے صاحبزادے مولوی محمد اور مولوی احمد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم پا رہے تھے، یہ دونوں بھی بغرضِ حج مکہ مکرمہ پہنچ گئے، اور منیٰ میں حضرتِ والا کے ساتھ اسی عمارت میں ٹھیر گئے، رفقاء نے کہا:

> "یہ عمارت ہم نے کرایہ پر لی ہوئی ہے، اس لئے ہمیں اختیار ہے جسے چاہیں اپنے ساتھ ٹھیرائیں۔"

مگر معلّم پڑتال کے لئے آیا تو اس نے دونوں کا کرایہ الگ طلب کیا، رفقاء نے اس سے کچھ ردّ و قدح شروع کر دی۔ حضرتِ والا نے فرمایا:

> "یہ مناسب نہیں، جتنی رقم یہ طلب کر رہے ہیں دے دی جائے۔"

اس نے دونوں صاحبزادوں میں سے ہر ایک کی طرف سے صرف تین روز قیام کرنے کی اتنی اُجرت لی کہ اُس وقت یہ مقدار پُورے سفرِ حج کے لئے کفایت کر سکتی تھی، آپ نے انتہائی خندہ پیشانی سے یہ رقم ادا فرمادی۔

یہاں دو امر وضاحت طلب ہیں:

سفرِ حج میں رہائش، خوراک اور سواری کا اونچا معیار:

۱ــــ حضرتِ والا سفرِ حج میں رہائش، خوراک اور سواری کا بہت اونچا معیار رکھتے ہیں، فرماتے ہیں:

> "اس سے ارکانِ حج اور عبادت میں سہولت اور زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے۔ حج کے اصل مصارف یہی ہیں، ان پر جس قدر بھی ہو سکے خوب خرچ کیا جائے، سب ذخیرۂ آخرت ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔"

آپ وہاں سے کوئی سامان ہرگز نہیں لاتے، بہت ہلکے پھلکے آتے جاتے ہیں، حتّٰی کہ سفرِ عمرہ میں تو صرف تین جوڑے پوشاک سے زائد کچھ نہیں اٹھاتے، بس چھوٹا سا بریف کیس ہاتھ میں لیا اور ایئر پورٹ سے باہر آگئے ع

سبکسار مردم سبکتر روند

"ہلکے پھلکے لوگ بہت تیزی سے چلے جاتے ہیں۔"

دینی تعلیم کے لئے بیرونی جامعات میں داخلہ:

۲ــــ حضرتِ والا دینی تعلیم کے لئے بیرونی جامعات میں داخلہ کے سخت خلاف ہیں، فرماتے ہیں:

”وہاں جاکر اوّلاً تو بہت سے طلبہ کے نظریّات ہی بدل جاتے ہیں، اور اگر کوئی اس سے محفوظ رہ بھی گیا تو اعمال میں غفلت و بے اعتنائی اور حُبِّ مال کا شکار تو ہو ہی جاتا ہے۔“

اس لئے اپنے احباب کو اس سے منع فرماتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ کے صاحبزادوں کا وہاں پہنچ جانا قدرتِ الٰہیّہ کا ایک اعجوبہ اور امر اللہ غالب کا مظہر ہے۔

صاحبزادگان بیرونی جامعات میں کیسے؟

آپ کا حتمی فیصلہ تھا کہ صاحبزادوں کو باہر ہرگز نہیں جانے دیں گے، بلکہ اکابر کے نقشِ قدم پر اخلاص اور سادگی و قناعت کے ساتھ خدمتِ دین پر مأمور فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کی زیرِ نگرانی دارالعلوم کراچی میں صاحبزادوں کو تدریس و افتاء کے کام پر لگا دیا، مگر قصّہ یوں ہوا:

ایک بار حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعودی سفیر سے فرمائش کی کہ دارالعلوم کے لئے حکومت سعودیہ کی طرف سے تین اُستاذ دیئے جائیں۔ سفیر صاحب نے کہا:

”اس وقت ہمارے پاس استاذ نہیں، آپ اپنے دارالعلوم کے تین استاذ نامزد کریں، میں انہیں صرف ایک سال کے لئے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ بھیج دیتا ہوں، پھر ان کو حکومتِ سعودیّہ کی طرف سے آپ کے دارالعلوم کے لئے مبعوث کر دیں گے۔“

حضرت مفتی صاحب نے حضرتِ والا کے تینوں صاحبزادوں کے نام سفیر صاحب کو لکھوا دیئے۔ اس کے بعد بذریعہ ٹیلیفون آپ کو اس کی اطلاع فرمائی۔ آپ نے انکار فرمایا۔ حضرت مفتی

صاحب نے زیادہ اصرار فرمایا تو آپ نے خود حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بالمشافہہ معذرت چاہی، اور عرض کیا:

> ”آپ اپنے صاحبزادہ . . . کو جامع ازہر بھیجنا چاہتے تھے، اس سلسلہ میں آپ نے مجھ سے مشورہ طلب فرمایا تو میں نے نہ بھیجنے کا مشورہ دیا تھا، چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ وہ بچ گئے۔
>
> هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ (۵۵-۶۰)
>
> ”احسان کا بدلہ صرف احسان ہے۔“
>
> کے مطابق اس احسان کا بدلہ تو یہ تھا کہ خدانخواستہ میں ان بچوں کو باہر بھیجنا چاہتا تو آپ منع فرما دیتے، مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کہ آپ بھیجنے پر مُصِر ہیں۔“

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے فرمایا:

> ”اوّلاً تو قاہرہ اور مدینہ منورہ کے ماحول میں بہت فرق ہے، پھر ایک سال کی مدت ہے، اس کے بعد یہ یہیں دارالعلوم میں واپس آجائیں گے، اور میری اور آپ کی سرپرستی میں کام کریں گے، اس لئے خطرہ کی کوئی بات نہیں۔“

حضرت مفتی صاحب حضرتِ والا کے استاذ تھے، اور آپس میں محبت کا گہرا تعلق تھا، اس لئے حضرتِ والا نے بادلِ نخواستہ اجازت دے دی، مگر حکومتِ سعودیہ نے سفیر صاحب کا وعدہ پورا نہ کیا، صاحبزادوں کو دارالعلوم واپس بھیجنے کی بجائے دوسرے ممالک میں بھیج دیا۔

سفرِ حج میں ایک نواب صاحب کی دعوت:

③ ایک سفرِ حج میں حضرتِ والا کے ساتھ آپ کی دونوں صاحبزادیاں بھی

تھیں، حسبِ معمول حرم شریف کے بالکل قریب بہت عمدہ اور آرام دہ مکان میں قیام فرمایا۔ ایک نواب صاحب بھی مع چند مستورات کے حج کے لئے آئے ہوئے تھے، اُن کا قیام حرم شریف سے دُور تھا۔ حضرتِ والا نے اُنہیں مع مستورات کے اپنے ہاں عصرانہ کی دعوت دی۔ اس کے بعد انھوں نے حضرت کو مع صاحبزادیوں کے اپنے ہاں تشریف لانے کی درخواست پیش کی۔ حضرت نے یہ فرما کر معذرت کر دی:

> "آپ کی رہائش حرم شریف سے دُور ہے، ایک تو حرم سے بُعد گوارا نہیں، دوسری بات یہ کہ وہاں تک آنے جانے اور دعوت کھانے میں جتنا وقت صرف ہوگا اُس قدر حرم میں حاضری کا نقصان ہوگا۔"

بعد میں ارشاد فرمایا:

> "ان دو وجوہ کے علاوہ ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ میں اہلِ ثروت پر مالی احسان کرنا چاہتا ہوں، اگر اس کے بعد میں اُن کی دعوت قبول کر لیتا تو یہ احسان نہ رہتا۔"

حضرتِ والا کا اہتمام حفاظتِ وقت عوام و خواص میں مشہور اور ضرب المثل ہے، مگر حرمین شریفین کی حاضری میں اس کا اہتمام پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ فرمانے لگتے ہیں، ملاقاتوں اور دعوتوں سے بہت پرہیز فرماتے ہیں، ملاقاتوں سے بچنے کی غرض سے حرم شریف میں اپنی نشست کی جگہ بدلتے رہتے ہیں۔

لطیفۂ غیبیہ:

ایک بار سفرِ عمرہ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مع اہلیہ

محترمہ اور حضرت والا مع پیرانی صاحبہ ہمرکاب تھے۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران دعوتوں کی بھرمار شروع ہوئی، حضرت کو یہ معاملہ بہت ناگوار تھا، مگر اپنے استاذ محترم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی وجہ سے انکار کی گنجائش نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے غیب سے یوں مدد فرمائی کہ پیرانی صاحبہ بیمار ہو گئیں، وہ دعوت پر نہیں جا سکتی تھیں، اور حضرتِ والا بھی ان کو تنہا چھوڑ کر تشریف نہیں لے جا سکتے تھے، اس لئے دعوت کا کھانا جائے قیام ہی پر پہنچتا رہا۔ چونکہ قیام حرم شریف سے بالکل متصل مدرسہ علوم شرعیہ کی دوسری منزل میں تھا، اس لئے حرم شریف میں حاضری مشکل نہ تھی، بلکہ روضۂ مطہرہ کی زیارت تو ہر وقت جائے قیام ہی سے ہوتی رہتی تھی۔ یہ قصہ دیکھ کر حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے حضرتِ والا سے فرمایا:

> ”آپ خوب رہے، آنے جانے کی زحمت اور ضیاعِ وقت سے بھی محفوظ رہے اور حضورِ حرم کی سعادت کے ساتھ طعامِ دعوت سے بھی محظوظ ہوتے رہے۔“

یہ ہمارے حضرت اقدس دامت برکاتہم پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے ع

می دھد یزدان مرادِ متقین

”اللہ تعالیٰ متقین کی مُراد پوری فرماتے ہیں۔“

مولوی حامد اور کراچی کے ایک سیٹھ:

③ حضرتِ والا بسلسلۂ عمرہ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے، آپ کے چھوٹے صاحبزادہ مولوی حامد صاحب مدینہ منورہ یونیورسٹی میں تعلیم پا رہے تھے، وہ آپ کو مدینہ منورہ لے جانے کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف اپنی گاڑی پر آنے والے تھے

کہ کراچی کے ایک سیٹھ سے ملاقات ہوگئی، انہیں مع اُن کی اہلیہ کے اپنی گاڑی پر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ پہنچایا۔ جب حضرتِ والا سے اس کا تذکرہ کیا تو حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

”مولوی سیٹھ پر احسان کرے تو اس میں دین اور علماءِ دین کا وقار و عظمت ہے۔“

اومیگا واچ کمپنی کا مالک:

④ ایک بار حضرتِ والا کے چھوٹے صاحبزادہ مولوی حامد صاحب نے اومیگا واچ کمپنی کی ایجنسی میں بہت عمدہ گھڑی دیکھی، آپ سے عرض کیا:

”آپ کے مناسب گھڑی دیکھ کر آیا ہوں، آپ خریدنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ پہلے خود ملاحظہ فرمالیں۔“

آپ کو بازار جانا شروع ہی سے طبعاً بہت گراں گزرتا ہے مگر اس ضرورت سے جانا پڑا کہ خدانخواستہ بدوں دیکھے گھڑی خریدنے کے بعد یہ دردِ سر نہ بن جائے، آپ دوکان پر تشریف لے گئے۔ اُس وقت ایجنسی کا مالک خود موجود تھا، اس نے ساڑھے پانچ ہزار قیمت بتائی۔ آپ نے فرمایا:

”صحیح قیمت پانچ ہزار ہے، آپ پانچ سو زائد لگا رہے ہیں یہ چھوڑ دیں۔“

اس نے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا:

”ذرا ٹیلیفون دیجئے میں ایک جگہ سے اس کی صحیح قیمت دریافت کرتا ہوں۔“

وہ بولے:

”ہم مسکینوں پر پانچ سو کا احسان کر دیجئے“

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے صاحبزادہ سے فرمایا:

”بس انہیں ان کی مطلوب رقم دے دو“

بعد میں ارشاد فرمایا:

”اتنی بڑی ایجنسی کے مالک کا ایک مولوی کے سامنے اپنی مسکنت کے اظہار اور اس سے مالی احسان کی درخواست سے ثابت ہوا کہ وہ مولوی کو اپنے سے بڑا سیٹھ سمجھتا ہے، مولوی کو اُس کے حُسنِ ظن کے مطابق اس پر احسان کرنا چاہئے، اس میں دین وعلماءِ دین کا وقار ہے“

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی طبیعت پر روپے پیسے کا حساب وکتاب، لین دین اور شمار کرنا بہت سخت گراں گزرتا ہے، اس لئے بوقتِ ضرورت ایسے کام دوسروں کے سپرد فرما دیتے ہیں، اسی معمول کے مطابق گھڑی کی ایجنسی کی طرف تشریف لے جانے سے قبل ہی اندازہ سے کچھ رقم صاحبزادہ کے سپرد فرما دی تھی اور انہی کے ہاتھ سے ایجنسی کے مالک کو دلائی۔

اسی طرح جب اپنی گاڑی میں پٹرول ڈلواتے ہیں تو رقم کسی خادم کے ہاتھ سے دلواتے ہیں، بعد میں فرماتے ہیں:

”میں نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا تاکہ دیکھنے والے انہیں سیٹھ اور مجھے ان کا ڈرائیور سمجھیں“

گاڑی کی ٹنکی پٹرول سے بھروا کر رکھنا:

⑤ عام لوگ گاڑی میں پٹرول بہت کم ڈلواتے ہیں، مگر حضرتِ والا

وقارِ علم و علماء کی خاطر لوگوں میں تحدیثِ نعمت و اظہارِ دولتِ استغناء کی غرض سے ٹنکی بھری رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں:

”پٹرول کم ڈلوانا لوگوں کے سامنے حبِّ مال یا قلّتِ مال کا اظہار ہے۔“

پٹرول ڈلوانے میں احسان:

⑥ پٹرول کے حساب میں چند پیسوں کا لین دین عرفِ عام میں متروک ہے۔ حضرتِ والا اہتمام سے اتنا پٹرول ڈلواتے ہیں کہ پٹرول والے کے پیسے آپ کی طرف نہ رہیں، بلکہ آپ کے پیسے اس کی طرف چلے جائیں۔

گاڑی فروخت کرتے وقت ٹنکی بھر کر دینا:

⑦ حضرتِ والا گاڑی دو تین سال استعمال کرنے کے بعد اس کو بیچ کر نئی لیتے ہیں، عام دستور تو یہ ہے کہ گاڑی بیچنے والے پٹرول کی ٹنکی خالی کر کے دیتے ہیں مگر حضرتِ والا گاڑی بیچتے ہیں تو خریدار کو ٹنکی پٹرول سے بھر کر دیتے ہیں۔

نظافت، نزاکت، انتخاب اور جذبۂ ایثار میں حضرتِ والا کا اعلیٰ معیار دیکھ کر امریکہ کے ایک باشندہ نے کہا:

”حضرتِ والا بہت ”ایڈوانس“ ہیں۔“

* * * * *

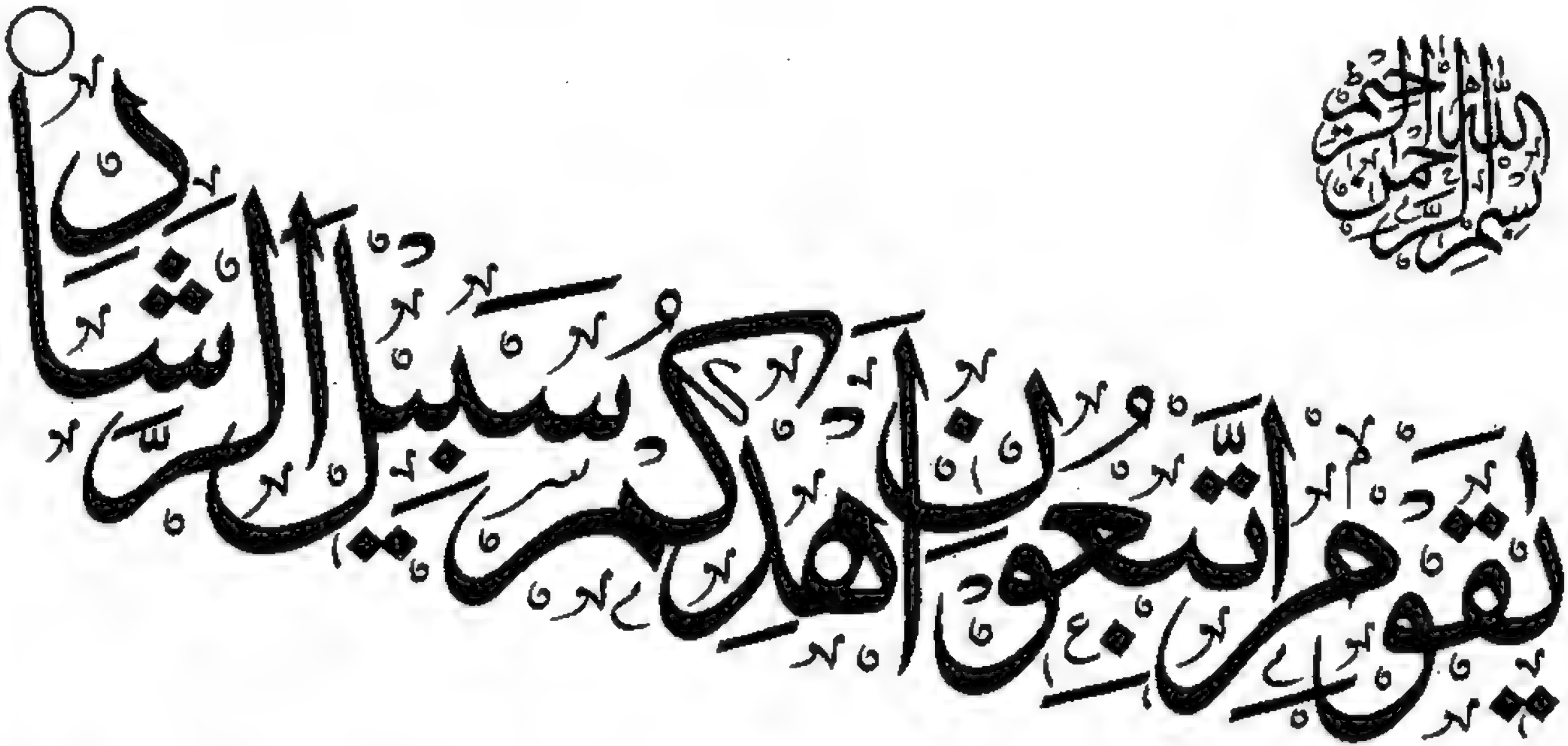
بسم الله الرحمن الرحيم
يٰقوم اتبعون اهدكم سبيل الرشاد

اے میری قوم! میرا اتّباع کرو میں تمہیں ہدایت کا راستہ بتاتا ہوں (۴۰-۳۸)

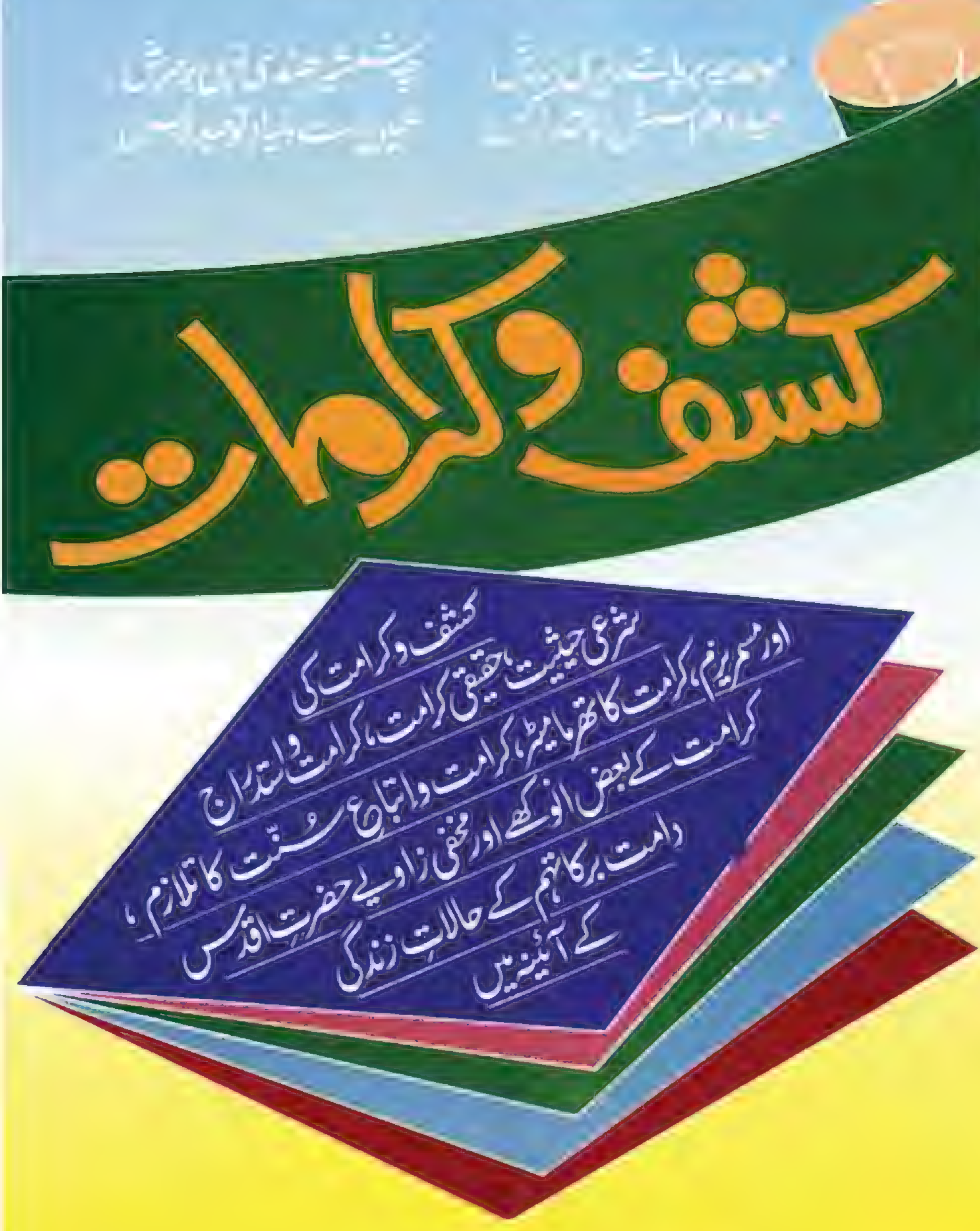

كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا

قال الصوفية رحمهم الله تعالى

الاستقامة خير من ألف كرامة.

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

کشف و کرامات

کشف و کرامت کی
شرعی حیثیت، حقیقی کرامت، کرامت و استدراج
اور مسمریزم، کرامت کا تھرمامیٹر، کرامت و اتباعِ سنت کا تلازم،
کرامت کے بعض انوکھے اور مخفی زاویے حضرت اقدس
دامت برکاتہم کے حالات زندگی
کے آئینہ میں

کشف وکرامات

مضمون	صفحہ
لاتعداد کشف وکرامات کے قصے نہ لکھنے کی وجہ	۸۵
کشف وکرامات کی حقیقت	۸۵
کرامات کی رُوح	۸۵
سب سے بڑی اور اصل کرامت۔	۸۷
حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ اور کرامت	۸۷
اللہ پر توکل واعتماد اور چار چیزوں کا دعویٰ	۸۸
جان سے مار دینے کی دھمکی کا جواب	۹۰
حضرت والا پر ایک ملحد پیر کا مسمریزم	۹۰
حضرت والا کے سامنے مسمریزم کے ماہر پیر کی ناکامی	۹۱
ایک جہاں گردیدہ کہنہ مشق درویش	۹۲
خواجہ غلطان	۹۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ الصُّوْفِيَّةُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى:

اَلْاِسْتِقَامَةُ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ كَرَامَةٍ

استقامت ہزار کرامتوں سے بہتر ہے (مرقاۃ)

کشف و کرامات

لاتعداد کشف و کرامات کے قصّے نہ لکھنے کی وجہ :

حضرت اقدس دامت برکاتہم کی کرامات کی مثالیں بے شمار ہیں، جن کا ہر آئے دن کھلی آنکھوں مشاہدہ ہو رہا ہے۔ اگر انہیں تحریر میں لایا جائے تو صرف کشف و کرامات ہی کے بیان کی ایک مستقل ضخیم کتاب بن جائے۔ مگر حضرتِ والا کشف و کرامات کے ذکر کو قطعاً پسند نہیں فرماتے اور ان کی اشاعت کی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔

کشف و کرامات کی حقیقت :

فرماتے ہیں :

> ”اہل اللہ کشف و کرامات کو حیض الرّجال کہتے ہیں، یعنی اولیاءِ کاملین خونِ حیض کی طرح کشف و کرامات کو چھپاتے ہیں اور ان کے اظہار سے شرماتے ہیں۔“

کرامات کی رُوح :

اس سے بھی بڑھ کر آپ نے کشف و کرامات کے موضوع پر بار بار تقریر و تحریر کے ذریعہ اپنے منتسبین کے اذہان بھی ایسے بنا دیئے ہیں کہ ان کی نظر میں تمام تر کشف و کرامات کا محور اور مدار و معیار صرف یہ ہے کہ دین پر استقامت کی دولت نصیب ہو جائے۔ اس بارہ میں آپ کے کیمیا تاثیر

کشف و کرامات

لاتعداد کشف و کرامات کے قصّے نہ لکھنے کی وجہ :

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی کرامات کی مثالیں بے شمار ہیں، جن کا ہر آئے دن کھلی آنکھوں مشاہدہ ہو رہا ہے۔ اگر انہیں تحریر میں لایا جائے تو صرف کشف و کرامات ہی کے بیان کی ایک مستقل ضخیم کتاب بن جائے۔ مگر حضرتِ والا کشف و کرامات کے ذکر کو قطعاً پسند نہیں فرماتے اور ان کی اشاعت کی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔

کشف و کرامات کی حقیقت :

فرماتے ہیں :

> "اہل اللہ کشف و کرامات کو حیض الرّجال کہتے ہیں، یعنی اولیاءِ کاملین خونِ حیض کی طرح کشف و کرامات کو چھپاتے ہیں اور ان کے اظہار سے شرماتے ہیں۔"

کرامات کی رُوح :

اس سے بھی بڑھ کر آپ نے کشف و کرامات کے موضوع پر بار بار تقریر و تحریر کے ذریعہ اپنے منتسبین کے اذہان بھی ایسے بنا دیئے ہیں کہ ان کی نظر میں تمام تر کشف و کرامات کا محور اور مدار و معیار صرف یہ ہے کہ دین پر استقامت کی دولت نصیب ہو جائے۔ اس بارہ میں آپ کے کیمیا تاثیر

بیانات نے منتسبین کے دلوں میں یہ حقیقت اتنی گہری اتار دی ہے اور ان کے قلوب میں یہ عقیدہ ایسا راسخ فرما دیا ہے کہ ان کے سامنے دین پر استقامت کے مقابلہ میں کشف و کرامات اور القاء، توجہ وغیرہ کی کوئی وقعت ہی نہیں رہی۔

اس سے متعلق حضرتِ اقدس دامت برکاتہم سے بار بار سُنے جانے والے ارشادات کا خلاصہ یہ ہے:

"کرامات کی رُوح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت کی دولت عطاء فرمادیں۔

دل بدست آور کہ حجِ اکبر ست
ازہزاران کعبہ یک دل بہتر ست

"دل پر ضابطہ رکھو کہ یہ حجِ اکبر ہے، ہزاروں کعبوں سے ایک دل زیادہ بہتر ہے۔"

یعنی دل پر ایسا ضابطہ قائم ہو جائے کہ وہ کسی بھی حکم سے ذرّہ بھر بھی سرتابی نہ کرسکے۔

دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اتنی پیدا ہو جائے کہ چھوٹے بڑے، ظاہری باطنی سب گناہ چھوٹ جائیں، گناہوں سے نفرت ہو جائے، گناہ کے تصوّر سے بھی شرم آنے لگے، تعلق مع اللہ پر دنیا کا کوئی بھی تعلق غالب نہ آسکے، خواہشاتِ نفسانیّہ، دنیا بھر میں کسی بھی فرد کی محبت یا خوف، مال و زر یا عزّ و جاہ کی طمع، فقر و افلاس یا ذلّت و بے عزّتی کا خطرہ، غرضیکہ کوئی خواہش، دنیا کا کوئی تعلّق، کوئی محبت، کوئی مصلحت، کوئی خوف، کوئی طاقت اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت پر آمادہ نہ کرسکے۔

سب سے بڑی اور اصل کرامت :

اس سے بڑی کیا کرامت ہو سکتی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی محبت پر اپنی تمام خواہشاتِ نفسانیہ اور دنیا بھر کے تعلقات کو قربان کر دے۔ یہ کرامت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامت جیسی ہے، انہیں ہر وقت ایسی عظیم کرامت حاصل تھی، اسی لئے ان سے دوسری کرامات زیادہ منقول نہیں۔

اللہ کی قسم! یہ اتنی بڑی کرامت ہے کہ اس کے سامنے ہوا پر اُڑنے اور سمندر کی سطح پر چلنے جیسی کرامات ہیچ ہیں حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

اگر بر آب بروی خسے باشی، وگر بہوا بپری مگسے باشی، دل بدست آر تا کسے باشی۔

"اگر تو پانی پر چلنے لگے تو تنکا بن جائے" اور اگر ہوا میں اڑنے لگے تو مکھی بن جائے، دل کو قبضہ میں لا تاکہ تو مرد بن جائے۔"

مقصد یہ ہے کہ ہوا یا پانی پر بیٹھ کر مکھی یا تنکے کی نقل اتار لینا کوئی کمال نہیں، کمال تو یہ ہے کہ اپنے قلب کی خواہشات کو اپنے مالک کی رضا کے سامنے فنا کر دے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ اور کرامت :

ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دس سال رہا، چونکہ کشف و کرامات کو مدارِ ولایت سمجھے ہوئے تھا، اس لئے مایوس ہو کر واپس جانے لگا۔ حضرت

جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وجہ دریافت فرمائی تو اس نے کہا:

"دس سال میں آپ کی کوئی کرامت ہی نہیں دیکھی۔"

حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"کیا اس عرصہ میں میرا کوئی فعل خلافِ شرع بھی دیکھا؟"

اس نے کہا: ———— "نہیں"

آپ نے فرمایا:

"دین پر استقامت ایسی کرامت ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت ہو ہی نہیں سکتی۔"

حقیقتِ مذکورہ کے تحت ہم حضرتِ والا کی عام کراماتِ ظاہرہ کی بجائے ان سے بدرجہا اعلیٰ واکمل کرامت "استقامتِ دینیہ" کا باب لکھتے ہیں۔ "کشف وکرامات" کا باب یہیں ختم کر دیا تھا، مگر اس باب کو بالکل خالی ہی چھوڑ دینا قلبِ مضطر کو گوارا نہیں ہو رہا، قلم کو اس سلسلہ میں بھی کچھ نہ کچھ واقعات لکھے بغیر قرار ہی نہیں آرہا، دوبارہ چل پڑا، آخر دُور اُفتادہ قارئین کا پوری کتاب کی طرح اس باب میں بھی تو حق ہے، حاضرین جتنا حصہ نہیں مل سکتا تو انہیں بالکل محروم رکھنا بھی مناسب نہیں، کچھ تو حاصل ہو ہی جائے، ذرا سا نمونہ ہی سہی، چنانچہ اس بارہ میں پہلے خود حضرتِ والا کا ارشاد تحریر کیا جاتا ہے:

اللہ پر توکل واعتماد اور چار چیزوں کا دعویٰ:

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم ارشاد فرماتے ہیں:

"میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور محض اسی پر توکل واعتماد کی بناء پر چار چیزوں کا دعویٰ کرتا ہوں:

۱ــ کوئی سرکش سے سرکش آسیب بھی میرے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔
۲ــ مجھ پر کسی کا کوئی جادو نہیں چل سکتا۔
۳ــ مجھ پر کسی کی توجہ یا مسمریزم وغیرہ کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔
۴ــ میرے سامنے کسی پر وجد نہیں چڑھ سکتا، مگر میرے حالات سے بے خبری کی وجہ سے میرے سامنے کسی پر وجد آجائے تو میری ذرا سی توجہ سے فوراً اتر جائے گا، ایک لمحہ بھی برقرار نہیں رہ سکتا۔

سحر کے بارہ میں کسی کو یہ اشکال ہوسکتا ہے:

"حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی سحر کا اثر ہوا ہے تو دوسرا کوئی ایسے مقام پر کیونکر پہنچ سکتا ہے کہ اس پر جادو کا اثر نہ ہو؟

اس کا جواب یہ ہے:

حضرات انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر عوارضِ بشریت طاری کرنے میں منجانب اللہ یہ حکمت تھی کہ لوگ ان کو مافوق البشر نہ سمجھنے لگیں، مقامِ عبد سے چڑھا کر مقامِ معبود پر نہ پہنچادیں۔

چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض مرتبہ نماز قضاء ہوگئی جبکہ آپ کی امت میں ایسے افراد بھی بہت ہیں جن کی جماعت کے ساتھ تکبیرۂ اولیٰ بھی کبھی فوت نہیں ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے فرعون جیسے جابر بادشاہ کے جادوگروں کی جماعت نے ہتھیار ڈال دیئے، پختہ کار مشہور ماہرین کی پوری جماعت آپ کے مقابلہ میں ناکام رہی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عام شخص کا جادو چل گیا، حالانکہ آپ کا درجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلند ہے۔ وہاں بذریعۂ معجزہ اثباتِ رسالت کے لئے اہمالِ سحر میں

حکمت تھی اور یہاں نفیِ اُلوہیّت کے لئے سحر کے تھوڑے سے اعمال میں حکمت۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو تو کیا گیا تھا ہلاک کرنے کی غرض سے مگر وہ کارگر نہ ہوا، بس اتنا سا اثر ہوا کہ بعض ایسے کاموں کے بارہ میں جو ابھی نہیں کئے تھے خیال ہونے لگا کہ کر لئے ہیں، حفاظت بھی رہی اور حکمت بھی حاصل ہو گئی، دونوں کام ہو گئے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کا کچھ اثر ہو جانے سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہیں کہ ہر شخص پر لازماً اثر ہوتا ہے، چنانچہ مشہور ہے:

"سلاطین وحکّام پر سحر کا اثر نہیں ہو سکتا"۔

پھر مسکراتے ہوئے فرمایا:

"ہم سلاطین سے کم تھوڑا ہی ہیں"۔

اب حضرتِ والا کے اس ارشاد کی مثال کے طور پر بالاختصار صرف چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں:

① عنوان "نسبتِ موسویّہ" کے آخر میں آسیب کے واقعات۔

جان سے مار دینے کی دھمکی کا جواب:

② باب "جواہرِ حکمت" کے نمبر ۲۲ میں سحر کا قصّہ۔

حضرتِ والا کے مقابلہ میں جادوگروں کا ناکام رہنا بھی "نسبتِ موسویّہ" کا اثر ہے، اس نسبت سے متعلقہ دوسرے حالات کی تفصیل مستقل عنوان "نسبتِ موسویّہ" کے تحت ہے۔

حضرتِ والا پر ایک ملحد پیر کا مسمریزم:

③ ایک ملحد پیر مسمریزم میں بہت شہرت رکھتا ہے، چنانچہ اس نے ایک

مشہور عالم اور دنیا بھر میں مشہور ادارہ کے اونچے درجہ کے استاذ پر ایسا مسمریزم کیا کہ زبان بالکل بند۔ اس قسم کے اور بھی کئی قصے مشہور ہیں۔

اس نے ایک بار حضرتِ والا پر مسمریزم کرنے کی پوری کوشش کی مگر الٹا خود کو ہی منہ کی کھانا پڑی۔

ایسے لوگوں کو حضرتِ والا یوں چیلنج کرتے ہیں ؎

سنبھل کے رکھنا قدم دشتِ خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنا پا بھی ہے

حضرتِ والا کے سامنے مسمریزم کے ماہر پیر کی ناکامی:

④ ایک پیر صاحب توجہ ڈالنے میں بہت مہارت و شہرت رکھتے ہیں، مریدوں کو حلقہ کی صورت میں بٹھا کر ان کے قلوب پر ایسی توجہ ڈالتے ہیں کہ وہ مذبوح جانور کی طرح تڑپنے لگتے ہیں، "ہائے ہوئے" کے نعرے، شور و غل اور چیخ و پکار، ایک حشر برپا ہو جاتا ہے۔

ایک بار حضرتِ والا اُس طرف کسی کام سے تشریف لے گئے، فجر کی نماز ان کی مسجد میں پڑھائی، نماز کے بعد انہوں نے حسبِ معمول اپنے مریدوں کو حلقہ میں بٹھا کر توجہ ڈالنے کا عمل شروع کیا، فرداً فرداً ایک ایک کے قلب کی طرف نیزہ کی طرح انگلی کا بہت زور دار اشارہ کر کے اسم ذات کی بھرپور زبردست ضربیں لگائیں مگر اس بار کوئی مرید بھی ٹس سے مس نہ ہوا، وہ یہ عمل دیر تک بار بار دہراتے رہے، ضربوں پہ ضربیں مگر سب بے سود، جب دیکھا کہ کسی پر کچھ بھی اثر نہیں ہو رہا تو کہنے لگے:

"یہ جماعت بہت اچھی چلی ہوئی تھی معلوم نہیں آج ان کو کیا ہو گیا؟"

حالانکہ حضرتِ والا نے ان کی توجہ کا اثر سلب کرنے کے لئے معمولی سی توجّہ بھی نہیں فرمائی تھی، ان کو اس حقیقت کا مشاہدہ ہوگیا کہ قطعِ توجہات کے لئے حضرتِ والا کا صرف وجود بلا توجّہ ہی کافی ہے۔

ایک جہاں گردیدہ کہنہ مشق درویش:

⑤ ایک جہاں گردیدہ کہنہ مشق درویش حضرتِ والا کی مجلس میں آیا، جو یمن، شام وغیرہ دنیا کے مختلف ممالک میں مشہور ماہرینِ توجّہ سے اس فن میں مہارت حاصل کرچکا تھا۔

اس نے بصورتِ وجد اچھل کر بہت زبردست نعرہ لگایا، حضرتِ والا نے اس کی طرف ذرا سی توجّہ منعطف فرمائی تو:

”وہیں کی وہیں فوراً بولتی بس“

بالکل سیدھا ہوکر نہایت آرام وسکون سے بیٹھ گیا۔

⑥ خواجہ غلطان:

غلطان کے معنیٰ: لڑھکتا ہوا۔

حضرتِ والا ربیع الثانی ۱۴۱۶ میں مجاہدین کی تنظیم ”طالبان“ کے اصرار پر ان کی ہمت افزائی اور جہاد میں افراد واموال سے تعاون کی غرض سے افغانستان کے دورہ پر تشریف لے گئے، ہرات پہنچنے پر آپ سے ملاقات کے لئے افغانستان وبلوچستان کے مختلف صوبجات کے مشہور علماءِ کبار کا اجتماع ہوا، مجلسِ علماء سے کچھ پہلے حضرتِ والا تک یہ بات پہنچی:

”یہاں ہرات میں ”خواجہ غلطان“ کا مزار ہے، اس کے قریب

جو شخص بھی لیٹتا ہے، ”خواجہ غلطان“ اس کو لڑھکا دیتا ہے، خواہ کوئی کیسا ہی موٹا اور لحیم و شحیم اور کتنا ہی طاقتور ہو وہ بھی رکنے کی کوشش کے باوجود دُور تک لڑھکتا ہی جاتا ہے۔“

اس کے بعد جلد ہی علماء کی مجلس منعقد ہوگئی، بس مجلس میں پہنچتے ہی حضرتِ والا پر جوشِ توحید غالب آگیا، آپ نے علماءِ کبار کے اس اجتماعِ عظیم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”بس بزرگوں کے لئے یہی دھندا رہ گیا کہ لوگوں کو لڑھکا لڑھکا کر اپنے سے دُور پھینکیں، اہل اللہ تو لوگوں کو اپنے قریب لانے اور ان کو دنیا و آخرت کی راحت پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں، نہ کہ لڑھکانے اور دُور بھگانے کی کوشش۔

”خواجہ غلطان“ میں اگر اتنی بڑی طاقت ہے تو وہ اسلام اور مجاہدینِ اسلام کے دشمنوں کو لڑھکا کر کسی سمندر میں کیوں نہیں پھینک دیتا۔“

پھر آپ نے ایسے واقعات کی حقیقت واضح کرتے ہوئے فرمایا:

”ایسے شعبدات کی حقیقت یہ ہے:

۱ــ مزار کے مجاورین کی توجہ کا اثر۔

۲ــ لڑھکنے والوں میں تعلق مع اللہ کی کمی کی وجہ سے مرضِ انفعال۔

۳ــ شیاطین الجن کے تصرفات۔

۴ــ اللہ تعالیٰ کی طرف سے استدراج و امتحان۔

اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو اس کی نافرمانیوں سے بچنے اور بچانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں ان پر اس قسم کے تصرفاتِ

شیطانیہ کا قطعاً کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔"

آخر میں اتنے بڑے علماء کے اتنے بڑے مجمع میں بڑے جوش کے ساتھ خوب للکار کر یہ اعلان کر دیا:

"میرے ساتھ اگر کوئی چھوٹا سا بچہ بھی چلے تو "خواجہ غلطان" اس کو بھی نہیں لڑھکا سکے گا، چاہیں تو تجربہ کر کے دیکھ لیں۔"

اس کے بعد حضرتِ والا کے چند خدام مزار پر گئے، قریب جا کر لیٹ گئے مگر کسی پر بال برابر بھی کسی قسم کا کوئی اثر نہ ہوا، ان میں ایک بہت معمّر تھے اور بہت دُبلے پتلے، ہلکے پھلکے، اُن کو بھی کچھ نہ ہوا، کئی مجاور بہت سبق پڑھاتے رہے:

"یہ سورت پڑھو، وہ پڑھو، ایسے کرو، ویسے کرو۔"

مگر یہ سب کچھ کر دکھانے کے باوجود ٹس سے مس نہ ہوئے۔ جبکہ بعض لوگوں نے خود اپنے تجارب بتائے کہ وہ بے اختیار لڑھک جاتے ہیں۔

اس حقیقت کا مشاہدہ ہو گیا کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اس کو ہر چیز ڈراتی ہے۔

یہ چند واقعات اس باب کی صرف خانہ پُری کی غرض سے لکھ دیئے ہیں ورنہ حقیقت وہی ہے جو ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ حضرتِ والا کے کشف و کرامات اور القاءِ توجہ کے واقعات بے شمار ہیں مگر آپ کے سلسلہ میں ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی، صرف یہ حقیقت پیشِ نظر رہتی ہے کہ اصل کرامت استقامت ہے۔ حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مقولہ مشہور ہے:

اَلاِسْتِقَامَةُ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ كَرَامَةٍ.

"استقامت ہزار کرامات سے بہتر ہے۔"

شیطانیہ کا قطعاً کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔"

آخر میں اتنے بڑے علماء کے اتنے بڑے مجمع میں بڑے جوش کے ساتھ خوب للکار کر یہ اعلان کر دیا:

"میرے ساتھ اگر کوئی چھوٹا سا بچہ بھی چلے تو "خواجہ غلطان" اس کو بھی نہیں لڑھکا سکے گا، چاہیں تو تجربہ کر کے دیکھ لیں۔"

اس کے بعد حضرتِ والا کے چند خدام مزار پر گئے، قریب جا کر لیٹ گئے مگر کسی پر بال برابر بھی کسی قسم کا کوئی اثر نہ ہوا، ان میں ایک بہت معمّر تھے اور بہت دُبلے پتلے، ہلکے پھلکے، اُن کو بھی کچھ نہ ہوا، کئی مجاور بہت سبق پڑھاتے رہے:

"یہ سورت پڑھو، وہ پڑھو، ایسے کرو، ویسے کرو۔"

مگر یہ سب کچھ کر دکھانے کے باوجود ٹس سے مس نہ ہوئے۔ جبکہ بعض لوگوں نے خود اپنے تجارب بتائے کہ وہ بے اختیار لڑھک جاتے ہیں۔

اس حقیقت کا مشاہدہ ہو گیا کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اس کو ہر چیز ڈراتی ہے۔

یہ چند واقعات اس باب کی صرف خانہ پُری کی غرض سے لکھ دیئے ہیں ورنہ حقیقت وہی ہے جو ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ حضرتِ والا کے کشف و کرامات اور القاءِ توجہ کے واقعات بے شمار ہیں مگر آپ کے سلسلہ میں ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی، صرف یہ حقیقت پیشِ نظر رہتی ہے کہ اصل کرامت استقامت ہے۔ حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مقولہ مشہور ہے:

اَلاِسْتِقَامَةُ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ كَرَامَةٍ۔

"استقامت ہزار کرامات سے بہتر ہے۔"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (۴۱-۳۰)

قَالَتِ الصُّوْفِیَّةُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی: اَلْاِسْتِقَامَةُ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ كَرَامَةٍ (مرقاة)

اگر بر ہوا پری مگسی باشی — وگر بر آب روی خسی باشی
دل بدست آر تا کسی باشی

دین پر استقامت

اب دین پر استقامت ممکن نہیں، اس معاشرہ میں رہتے ہوئے دین پر چلنا محال ہے، موجودہ پُر آشوب ماحول کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ رسوم و بدعات اور منکرات سے ٹکرانے والے دُنیا میں نہیں رہے۔

یہ اور اس نوع کے دوسرے شیطانی اوہام و وساوس بے دینی کا بہانہ نہیں بن سکتے، اگر یقین نہ آئے تو حضرتِ اقدس کی استقامت کے زرّیں واقعات ملاحظہ کیجئے۔

دین پر استقامت

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
صاحبزادی کی نسبت کا فسخ	۱۰۰	غلطی سے رجوع کا اعلان	۱۱۶
اولاد کی شادی میں سادگی	۱۰۰	کرایہ سے بچی رقم واپس فرمادی	۱۱۶
شرعی پردہ کا اہتمام	۱۰۰	ملاحظہ	۱۱۷
ایک مرید خاص کی شہادت	۱۰۱	بے دینی پر تعجب کی بجائے دینداری پر تعجب	۱۱۷
علماء کے لئے اُسوۂ حسنہ	۱۰۲		
بینک منیجر کا صاحبزادہ کو ہدیہ دینے کی کوشش	۱۰۴	اخبار "جنگ" کی درخواست پر	۱۱۸
ایک عزیز کے ہاں مجلس نکاح میں تصویر سازی پر	۱۰۴	ڈھاکہ میں علماء کا اجلاس	۱۱۸
مسئلہ	۱۰۷	ایران کے سفر میں افطار سے انکار	۱۱۹
اتق اللہ تأخذ الرشوۃ فی بیت اللہ؟	۱۰۷	ٹکٹوں کی میعاد بڑھانے کے لئے بیماری کی تاویل پر	۱۲۲
رؤیت ہلال کے اجلاس میں افطار	۱۱۰	حضرت پیرانی صاحبہ کے ساتھ روضۂ انور پر سلام	۱۲۳
ماقولکم رحمکم اللہ ؟	۱۱۱	ایک مشہور بزرگ کی طرف سے تقریظ کی فرمائش	۱۲۴
درمیانِ سال میں جامعہ چھوڑنا جائز نہیں	۱۱۲	مدارس کی امداد کے لئے تصدیق نامہ سے انکار	۱۲۵
مسجد خیر العمل سے وضوء کے لئے پانی	۱۱۴	حضرت مولانا شبیر علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ	۱۲۶
وصیت نامہ	۱۱۶	بدوں اطمینان فتویٰ پر تصدیق کرنا جائز نہیں	۱۲۸

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حق گوئی وحق پرستی میں عزت ہے	۱۲۹	مدیر جوازات مدینہ منورہ	۱۴۵
جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی اور دارالافتاء کی مُہر	۱۳۰	استاذِ محترم کے ہاں شادی کی دعوت پر	۱۴۶
علماء کے اجتماع میں چندہ کی اپیل پر	۱۳۱	والد ماجد، اساتذہ اور بڑے بھائیوں کی خواہش کے باوجود دعوت میں شرکت سے انکار	۱۴۷
ایک قریب تر عزیز کے ہاں	۱۳۲	رُؤیتِ ہلال کمیٹی کے ارکان کی فلم اور حضرت والا کا احتجاج	۱۴۷
صحیح بخاری کے ختم پر ایک مشہور انتخابی امیدوار کے لئے دُعاء	۱۳۵	شہید بھتیجے کے جنازے پر	۱۴۸
غیر محرم کو سفر پر ساتھ نہ لے جانا	۱۳۷	تعلقات ومحرکات	۱۵۰
واقعہ نمبر ۱	۱۳۷	حماد کے ساتھ اس کی والدہ کا سفر	۱۵۰
واقعہ نمبر ۲	۱۳۸	ایک مشہور عالم کی تعزیت میں فاتحہ خوانی پر نکیر	۱۵۱
خلافِ قانون حج کرنے پر تعاون کرنا بھی جائز نہیں	۱۳۹	لطیفہ	۱۵۳
"میں "مطلب پرست" ہوں"	۱۴۱	جامعۃ الرشید	۱۵۳
والد محترم اساتذہ اور بڑے بھائیوں کے سامنے استقامت کا مظاہرہ	۱۴۱	جامعہ چلانے کی شرائط	۱۵۵
		"جامعۃ الرشید" کا پس منظر	۱۵۹
حُب فی اللہ وبغض فی اللہ کی عجیب مثال	۱۴۳	زندگی ہو تو بر درِ محبوب	۱۶۲

دین پر استقامت

حضرتِ والا طبعی طور پر بہت ہی نرم اور مغلوب المروّۃ ہیں۔ دین پر شدت واستقامت کی وجہ سے دُور سے جو علماء آپ کو بہت سخت سمجھتے ہیں وہ آپ کی صحبت میں صرف چند روز گزارنے کے بعد آپ کی انتہائی نرمی اور بے پناہ شفقت کے گُن گانے لگتے ہیں اور آپ کے گرویدہ ہوجاتے ہیں طبعی نرمی اور مروّت کا یہ عالم ہے کہ بسا اوقات کسی کی دلجوئی کی خاطر ایسی درخواستیں بھی قبول فرمالیتے ہیں جن سے آپ کی صحت کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور معمولات میں بھی غیر معمولی خلل واقع ہوتا ہے۔ مع ھٰذا دینی معاملات میں آپ کی مضبوطی اور استقامت کا یہ حال ہے کہ دنیا میں کوئی تعلق اس پر غالب نہیں آسکتا۔ آپ اپنے مواعظ میں اکثر یہ اشعار پڑھتے ہیں ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیئے
مدِّ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہیئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیئے کیا کیا نہ چاہیئے

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا، فلک میرا زمیں میری

جنہوں نے حضرتِ والا کو دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ آپ کے صرف اقوال ہی نہیں بلکہ آپ کی زندگی کے ہر قدم پر آپ کا حال بھی یہی ہے بلکہ اقوال سے احوال بدرجہا زیادہ ارفع واعلیٰ اور بلند تر ہیں۔

آپ کی استقامت کے چند واقعات بطور نمونہ تحریر کئے جاتے ہیں:۔

صاحبزادی کی نسبت کا فسخ:

① حضرتِ والا کی والدۂ محترمہ نے آپ کے حقیقی بھانجے سے آپ کی صاحبزادی کی نسبت طے فرمادی تھی، مگر آپ نے دین کی خاطر اسے فسخ فرمادیا، اس کی تفصیل عنوان ”ذاتی اور خاندانی حالات“ میں گزر چکی ہے۔

اولاد کی شادی میں سادگی:

② اولاد کی شادی میں اس قدر سادگی اور ایسے سبق آموز حالات کہ اس دور میں ان کا تصوّر بھی نہیں کیا جاسکتا، اس کی تفصیل بھی مذکورِ بالا عنوا. میں گزر چکی ہے۔

شرعی پردہ کا اہتمام:

③ حضرتِ والا کے یہاں شریعت کے مطابق صحیح پردہ کا بہت اہتمام ہے، اس کی نظیر تلاش کرنے پر بھی نہیں مل سکتی، آپ کے بھائی، بہنوئی، بھتیجے، بھانجے وغیرہ کوئی بھی رشتہ دار آجائے ان کا قیام نیچے مہمان خانہ میں ہوتا ہے۔

اسی طرح پیرانی صاحبہ کے بہنویوں سے گھر کی سب خواتین کو پردہ ہے اور پیرانی صاحبہ کے بھائیوں سے بہوؤں کو اور بھتیجوں بھانجوں سے بہوؤں کے علاوہ صاحبزادیوں کو بھی پردہ ہے، اس لئے پیرانی صاحبہ کا بھی کوئی بھائی یا بھتیجا یا بھانجا ایسے وقت قیام کرنا چاہے کہ گھر میں کوئی ایک خاتون بھی اس کی غیر محرم ہو تو اسے بھی نیچے مہمان خانہ ہی میں ٹھیرایا جاتا ہے۔

گھر کی مستورات میں سے کسی کا محرم آئے تو اس سے ملاقات کے لئے مکان میں کوئی کمرا مخصوص کر لیا جاتا ہے، دوسری مستورات وہاں سے الگ ہو جاتی ہیں۔ کوئی نامحرم خاتون نقاب یا چادر وغیرہ میں لپیٹ کر بھی سامنے نہیں آتی، سامنے آنا تو درکنار اس کی آواز کی بھنبھناہٹ تک بھی کان تک نہیں پہنچ سکتی۔

ایک خادم خاص کی شہادت:

حضرتِ والا جس زمانہ میں جامعہ دار الہدیٰ ٹھیڑھی میں شیخ الحدیث تھے وہاں زنانہ مکان سے بالکل متصل جامعہ کا کتب خانہ تھا، آپ اس میں بیٹھ کر افتاء کا کام کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں میں سے ایک طالبِ علم آپ کے خاص خادم تھے، وہ بیشتر وقت کتب خانہ میں یا اس سے باہر مکان کے دروازہ سے متصل فرش پر گزارتے تھے، انہوں نے بتایا:

> "مدت دراز تک حضرتِ والا کے مکان سے اس قدر قریب رہنے کے باوجود پیرانی صاحبہ کی آواز کی بھنبھناہٹ بھی کبھی سننے میں نہیں آئی، حالانکہ گھر میں چھوٹے چھوٹے بچّے ہیں، اُن کی خاطر بسا اوقات بلند آواز سے بولنا ہی پڑتا ہے، جبکہ عام طور پر خواتین بچّوں کو ڈانٹنے میں اس قدر زور سے چلّاتی ہیں کہ دوسرے مکانوں تک آواز پہنچتی ہے۔"

ایک مریدِ خاص کی شہادت:

کراچی میں آپ کے ایک مرید فرنیچر کے کارخانہ کے مالک ہیں، وہ خود بھی

اس صنعت میں ماہر ہیں۔ دارالافتاء اور حضرتِ والا کے زنانہ مکان میں بڑھئی کا ہر قسم کا کام وہ بذاتِ خود اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں، اور اپنے لئے انتہائی سعادت سمجھتے ہیں، اُن کا کہنا ہے:

> "میں بسا اوقات زنانہ مکان میں کئی کئی گھنٹے مسلسل کام کرتا ہوں مگر کبھی بھی مستورات میں سے کسی کی آواز کی بھنبھناہٹ تک بھی کان میں نہیں پڑی۔"

باہر سے آنے والی خواتین کی آواز کبھی آپ کے مخصوص کمرے تک بھی پہنچ جاتی ہے، اس حالت میں اگر شاذونادر کوئی اجنبی شخص حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہو تو آپ یوں وضاحت فرما دیتے ہیں:

> "یہ آواز ہمارے گھر کی مستورات کی نہیں بلکہ بیرونی عورت کی ہے۔"

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مظنۂ تہمت سے بچنے کا حکم فرمایا ہے، اس لئے حضرتِ والا اس کا اس قدر اہتمام فرماتے ہیں۔

علماء کے لئے اُسوۂ حسنہ:

حضرتِ والا کا کوئی خاص سے خاص خادم کسی ضرورت سے مکان کے دروازہ کے قریب باہر کھڑا ہو کر بھی گھر کی کسی خاتون سے ہرگز بات نہیں کر سکتا، مکان کے بیرونی زینہ کے بیرونی دروازہ پر بورڈ لگا ہوا ہے جس پر یہ ہدایت تحریر ہے:

"زینہ پر جانا منع ہے دفتر میں تشریف لائیں۔"

مخصوص خدّام کے لئے باہر سے اطلاعی گھنٹی بجانے کا ایک خاص انداز متعین ہے تاکہ اس سے اہلِ خانہ کو یہ علم ہو جائے کہ کوئی خادم کوئی سامان اندر رکھ

کر اطلاع دے رہا ہے، یا اندر رکھنے کے لئے دروازہ جو اندر سے بند ہے کھلوانا چاہتا ہے۔ گھنٹی کے اس مخصوص انداز پر اندر سے کنڈی کھول دی جاتی ہے اور وہ باہر ہی سے ہاتھ بڑھا کر سامان اندر رکھ دیتا ہے۔

اسی طرح داماد اور دوسرے زیادہ قریبی رشتہ داروں کے لئے گھنٹی کا خاص انداز متعین ہے، جس سے گھنٹی بجانے والے کو پہچان لیا جاتا ہے۔ مستورات میں سے اس کی محرم خاتون دروازہ کے پاس جا کر اس سے بات کر لیتی ہے یا دوسری خواتین کو پردہ کروا کر اُسے اندر بلا لیتی ہے۔

حضرتِ والا کے ہاں ٹیلیفون کے نظام میں بھی پردہ کا عجیب انتظام ہے۔

انٹرکام میں غیر محارم سے آواز کے پردہ کے لئے تین انتظامات ہیں؛

۱ ــــ ایک انٹرکام خاص ہے، غیر محرم کو اس کے استعمال کی اجازت نہیں۔

۲ ــــ گھنٹی کا ایک خاص انداز متعین ہے۔

۳ ــــ ریسور اٹھانے والی خاتون جب تک آواز سے خوب پہچان نہیں لیتیں کہ بولنے والا محرم ہے خاموش رہتی ہیں۔

بیرونی ٹیلیفون اہلِ خانہ صرف بچوں کی خیریت معلوم کرنے کے لئے کبھی کبھار استعمال کرتے ہیں، لہٰذا ان کے لئے ٹیلیفون کی مستقل لائن لینے کی بجائے اغیار سے آواز کے پردہ کی مندرجۂ ذیل تدابیر ہیں؛

۱ ــــ ٹیلیفون اس قسم کا ہے کہ بحالتِ استعمال اس لائن کے سب ٹیلیفونوں میں سُرخ بتی جلتی ہے تا کہ کوئی ریسور نہ اٹھائے۔

۲ ــــ ایک مخصوص پُرزہ کے ذریعہ پوری عمارت سے فون کا تعلق کاٹ دیا جاتا ہے۔

۳ ــــ کبھی صاحبزادی کو باہر سے فون خود ملانا پڑتا ہے، دفتر میں کوئی ریسور اٹھاتا ہے تو صاحبزادی بولنے کی بجائے ریسور پر دستک دیتی ہیں، وہ گھر اطلاع

کرتا ہے، وہاں اغیار سے فون کا رابطہ منقطع کر کے بات کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ایسے انعامات کے بارہ میں حضرتِ والا فرماتے ہیں:

"فکرِ آخرت ہو تو اللہ تعالیٰ ہر مشکل میں بہت آسان تدابیر سجھا دیتے ہیں۔"

حضرتِ والا نے اولاد کے لئے جو خصوصی وصیت نامہ تحریر فرمایا ہے اس میں شرعی پردہ کا اہتمام رکھنے کی بھی وصیت فرمائی ہے۔

کسی غیر محرم عورت کو پسِ پردہ بھی آپ سے بات کرنے کی اجازت نہیں، کوئی کسی دینی مسئلہ کی خاطر آئی ہو تو گھر کی مستورات کی معرفت دریافت کرے، البتہ بذریعہ ٹیلیفون مسئلہ دریافت کرنے کی اجازت ہے، دینی مسئلہ کے سوا دوسری کسی بھی غرض کے لئے کسی عورت کو نہ خود آنے کی اجازت ہے اور نہ ہی ٹیلیفون پر بات کر سکتی ہے۔

بینک مینجر کا صاحبزادہ کو ھدیہ دینے کی کوشش:

④ حضرتِ والا کے صاحبزادہ نے تراویح میں قرآن شریف سنایا۔ مقتدیوں میں ایک بینک مینجر نے صاحبزادہ کے نام ہدیۃً کچھ رقم لگا کر ان کا بینک اکاؤنٹ کھولنے کی بہت کوشش کی مگر حضرتِ والا نے اجازت نہیں دی۔

اس کی تفصیل عنوان "استغناء کے چند نصیحت آموز واقعات" میں گزر چکی ہے۔

ایک عزیز کے ہاں مجلسِ نکاح میں تصویر سازی پر:

⑤ ایک بار حضرتِ والا کی خدمت میں شمالی ناظم آباد سے ایک صاحب آئے جو سفید ریش، معمّر اور بظاہر بہت نیک اور متشرع تھے، اور بہت اونچے طبقہ کے مالدار تھے۔ انہوں نے حضرتِ والا سے اپنا کوئی دور کا خاندانی رشتہ

بھی بتلایا، اور حضرت سے اپنے لڑکے کا نکاح پڑھانے اور بارات کے ساتھ چلنے کی درخواست کی۔

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"مجالسِ نکاح میں تصویریں لینے کی لعنت عام ہو گئی ہے،
اس لئے میں نہیں جایا کرتا۔"

انہوں نے تصویر نہ لینے کا یقین دلایا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

"اگر نکاح پڑھاتے وقت درمیان میں کوئی تصویر لی گئی تو میں
اسی وقت درمیان ہی میں چھوڑ کر اٹھ جاؤں گا، ابھی غور کرلیں،
بعد میں اپنی بے عزتی سے پریشان نہ ہوں۔"

انہوں نے پھر بھی پورے اطمینان اور یقین سے کہا:

"میں ذمہ لیتا ہوں، ہرگز کوئی تصویر نہیں ہو گی۔"

حضرتِ والا تشریف لے گئے، بارات شمالی ناظم آباد سے خشکی کے راستہ منوڑہ پہنچی، نیوی کے فوجی کیپٹن کی لڑکی سے نکاح تھا۔ منوڑہ پہنچنے پر دیکھا کہ کھلے میدان میں بہت بڑا کیمپ لگا ہوا ہے، اور اس کے چاروں طرف فوٹو گرافر کیمرے لئے کھڑے ہیں۔

حضرتِ والا نے فرمایا:

"جب تک یہ شیطان کا اسلحہ (کیمرے) سب کا سب
ان سے لے کر میرے حوالہ نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک میں
کیمپ میں نہیں جاؤں گا۔"

وہاں اس کی کوئی توقع نہیں تھی، اس لئے حضرتِ والا نے ان سے فرمایا:

”میں فلاں مسجد میں چلا جاتا ہوں، آپ لوگ فارغ ہو کر واپسی کے وقت مجھے ساتھ لے چلیں۔“

اُن صاحب نے بہت ہی خوشامد کے ساتھ یوں التجاء کی :

”ہم نے حضرتِ والا کی وجہ سے کسی دوسرے نکاح خواں کا انتظام نہیں کیا، عین وقت پر نکاح خواں نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف ہوگی اور ہماری سخت بے عزتی ہوگی۔“

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا :

”کچھ بھی ہو، نکاح پڑھانا تو درکنار میں تو اس خیمہ میں بھی نہیں جا سکتا۔“

چنانچہ آپ مسجد میں تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر خیال آیا :

”واپسی میں ایسے لوگوں کے ساتھ ہونا بھی جائز نہیں،

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○ (۶—۶۸)

”یاد آنے پر نافرمان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔“

اس لئے آپ وہاں سے لانچ کے ذریعہ کیماڑی پہنچے، اور وہاں سے ٹیکسی کر کے گھر پہنچ گئے۔

دوسرے روز وہ صاحب آئے اور کہنے لگے :

”وہاں سے واپسی کے وقت ہم نے حضرت کو بہت تلاش کیا اور نہ ملنے پر بہت پریشان ہوئے۔“

حضرتِ والا دامت برکاتہم نے فرمایا :

”یہ آپ کے اپنے کئے کی سزا ہے۔“

مسئلہ:

حضرت دامت برکاتہم تصویر سے متعلق ایک مسئلہ پر عموماً یوں تنبیہ فرماتے رہتے ہیں:

"اکثر علماء اور دیندار لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ کسی مجلس میں تصویر لی جارہی ہو تو کسی آڑ کے پیچھے چھپ کر یا سر جھکا کر یا سامنے کوئی رومال وغیرہ لٹکا کر کوشش کرتے ہیں کہ اُن کی تصویر نہ آئے اور سمجھتے ہیں کہ گناہ سے بچ گئے، یہ بالکل غلط ہے۔

مسئلہ یوں ہے کہ اگر مقام دعوت پر پہنچنے سے قبل معلوم ہوگیا کہ وہاں کوئی گناہ ہوگا تو اس دعوت میں جانا جائز نہیں، اور اگر مجلس میں پہنچنے کے بعد علم ہوا تو وہاں بیٹھنا جائز نہیں اُٹھ کر چلے جانا فرض ہے، خواہ یہ شخص عامی ہو یا عالم اور مقتدیٰ ہو، مذکورہ دونوں صورتوں میں سب کے لئے یہی حکم ہے۔

البتہ اگر مجلسِ دعوت میں گناہ نہیں ہو رہا بلکہ دوسری مجلس میں ہے تو عامی کو بیٹھنا جائز ہے مگر عالم اور مقتدیٰ کے لئے اس صورت میں بھی بیٹھنا جائز نہیں وہاں سے نکل جانا فرض ہے۔

اس لئے اگر کسی نے کسی طریقہ سے اپنی تصویر نہیں آنے دی مگر اس مجلس میں بیٹھا رہا تو یہ اس کبیرہ گناہ میں برابر کا شریک ہے اور فعلِ حرام کا مرتکب ہے۔"

اتق الله تأخذ الرشوة فى بيت الله؟

⑥ حضرتِ والا پہلی بار حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کو یہ منظر دیکھ کر

بہت تعجب ہوا کہ حجاج کو بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کی ویسے اجازت نہیں، مجاورین کوئی مناسب موقع دیکھ کر دروازہ پر سیڑھی لگاتے ہیں، لوگ اوپر چڑھنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں، خوب دھکم دھکا، جب کوئی مار دھاڑ کرتا ہوا اوپر پہنچتا ہے تو دروازہ پر کھڑا ہوا مجاور اس سے بخشش طلب کرتا ہے، اگر وہ نہیں دیتا تو وہ اندر نہیں جانے دیتا۔

ایک شخص نے تو یہاں تک بتایا کہ اس کے پاس بخشش دینے کے لئے رقم نہیں تھی تو مجاور نے اسے دھکا دے کر نیچے گرا دیا، نیچے طواف کرنے والوں کا ہجوم تھا، فرش پر گرنے کی بجائے اس ہجوم پر گرنے سے وہ چوٹ سے بچ گیا۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"اس میں دو گناہ ہیں:

① بیت اللہ میں داخل ہونا صرف مستحب ہے اور اپنے نفس یا کسی دوسرے کو ایذاء پہنچانا حرام ہے، اس لئے ایسی حالت میں بیت اللہ میں جانا جائز نہیں۔

② رشوت، جس کا نام بخشش رکھا ہوا ہے۔

اس لئے میں نے تو یہ طے کرلیا کہ میں ہرگز بیت اللہ میں نہیں جاؤں گا، ایک مستحب کام کے لئے دو حرام کاموں کا ارتکاب ہرگز نہیں کروں گا اور ثواب کی بجائے عذاب نہیں لوں گا۔"

حضرتِ والا کی عمر اس وقت چھبیس سال تھی، اس نوعمری میں جوشِ محبت پر ہوشِ شریعت کو غالب رکھنے اور جذباتِ قلبیہ کو رضائے محبوب پر قربان کردینے کی بدولت اللہ تعالیٰ کی رحمت نے یوں دستگیری فرمائی کہ عین طوافِ وداع کے وقت سیڑھی لگائی گئی، گرمی کا موسم، دوپہر کا وقت اور اکثر حجاج اپنے وطن واپس

جا چکے تھے، ان وجوہ کی بناء پر مطاف میں زیادہ ہجوم نہیں تھا، اس لئے حضرتِ والا بہت آرام واطمینان سے اوپر چڑھ گئے۔

اوپر بیت اللہ کے دروازہ میں ایک مجاور کھڑا تھا، اس نے آپ سے مخاطب ہوکر کہا:

"بخشش"۔

حضرتِ والا نے اسے تیز لہجہ میں یوں جواب دیا:

"اِتَّقِ اللهَ تَأخُذُ الرِّشْوَةَ فِی بَیْتِ اللهِ؟"

"اللہ سے ڈرو! بیت اللہ میں رشوت لے رہے ہو؟"

یہ الفاظ کہتے ہوئے آپ نے اس خطرہ سے کہ یہ مجھے نیچے دھکا نہ دے دے اپنے جسم کو خوب سنبھال لیا، اور بازوؤں کو خوب مستعد کرلیا کہ اگر اس نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو میں اس سے لپٹ جاؤں گا۔

وہ تو آپ کی ڈانٹ سن کر اور آپ کے جسم اور بازوؤں کی مستعدی دیکھ کر فوراً ٹھنڈا ہوگیا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں۔ آپ نے خوب اطمینان سے اندر حاضری دی، اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز پر نماز پڑھی، اور خوب سیر ہوکر باہر تشریف لائے۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"وہاں دل کی سیری تو نہیں ہوتی مگر جسمانی قوت وفا نہیں کرتی،
اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ وَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِکَ"۔

"یا اللہ! تیری ہی حمد ہے اور تیرا ہی شکر ہے اور یہ سب کچھ محض تیری ہی دستگیری سے ہے"۔

رؤیت ہلال کے اجلاس میں افطار:

⑦ جب حضرتِ والا حکومتِ پاکستان کی طرف سے متعینہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کے رکن تھے ایک بار ہلالِ عید الفطر کے فیصلہ کے لئے اسٹیٹ بنک پر کمیٹی کا اجلاس بلایا گیا۔ آپ کو اتنے تنگ وقت میں اس کی اطلاع دی گئی کہ اجلاس کو کسی دوسرے مقام کی طرف منتقل کرنا ناممکن تھا، اور اجلاس میں شرکت نہایت ضروری تھی، اس لئے کہ یہ کمیٹی کا بالکل ابتدائی دور تھا، عدمِ شرکت کی صورت میں کمیٹی کے غلط طریقِ کار اختیار کرنے کا شدید خطرہ تھا۔

نیز اس سے قبل مسئلۂ رؤیتِ ہلال میں حکومت اور علماء کے درمیان شدید نزاع واقع ہو چکا تھا، اگر آپ اس اجلاس میں شرکت نہ فرماتے تو حکومت کی مقرر کردہ اس کمیٹی کا فیصلہ قبول کرنے میں علماء اور عوام کو سخت اشکال ہوتا۔ شدید خطرہ تھا کہ وہ حسبِ سابق حکومت کی طرف سے جاری کردہ فیصلہ کو ٹھکرا دیں گے، اور ملک پھر اسی انتشار کا شکار ہوگا جس کا خمیازہ عنقریب ہی سب بھگت چکے تھے، اس لئے اس بار آپ کو مجبوراً بنک میں جانا پڑا، آیندہ آپ نے ہمیشہ کے لئے مقامِ اجلاس حاجی کیمپ متعین کروا دیا۔

بنک میں جاتے وقت خیال ہوا کہ شاید وہاں افطاری کا سامان بنک کی طرف سے ہو جو حرام ہے، اس لئے گھر ہی سے افطاری ساتھ لے لی۔ متعلقین میں سے ایک مخلص کی گاڑی پر جانا طے پایا۔ ڈرائیور نے وقت پر پہنچنے میں کچھ دیر کر دی، آپ نے اسے ذرا تیز لہجہ میں یوں تنبیہ فرمائی:

"چاند دیکھنے کا وقت بہت قریب ہے اتنی دیر سے کیوں پہنچے؟"

اُس وقت وہ خاموش رہا، راستہ میں چلتے ہوئے تاخیر کا عذر یہ بتایا:

”میں پیاس کی شدت کی وجہ سے نہانے لگ گیا تھا۔“

یہ سن کر حضرتِ والا کو اپنی تیزی پر سخت ندامت ہوئی۔ اس کی تلافی کے لئے آپ نے ڈرائیور سے معافی طلب کی، اور اپنی افطاری کا کُل سامان اس کے حوالہ کر دیا، خود بالکل خالی ہاتھ اجلاس میں تشریف لے گئے، بوقتِ افطار پُر تکلف طرح طرح کے ماکولات و مشروبات اور ہر قسم کے پھل وغیرہ پیش کئے گئے، آپ نے کسی چیز کو ہاتھ تک نہیں لگایا، تقریباً نمازِ عشاء تک اجلاس جاری رہا۔ اس کے بعد اپنے گھر تشریف لا کر افطار فرمایا۔

موسمِ گرما کے سخت گرم اور لمبے دن، فکرِ آخرت نے سب کچھ آسان کر دیا۔

ماقولکم رحمکم اللہ؟

⑧ ایک بار حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرتِ والا کو سعودی سفیر نے کھانے کی دعوت دی، سفارت خانہ کا دوسرا عملہ بھی شریک تھا، مقامِ دعوت پر پہنچے تو دیکھا کہ کھانے کا انتظام تو فرش پر ہے مگر کھانا تپائیوں پر لگایا جا رہا ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے حضرتِ والا سے دریافت فرمایا:

مَاقَوْلُکُمْ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ.

”آپ کی کیا رائے ہے؟“

حضرتِ والا نے عرض کیا:

”میں تو اپنی رکابی تپائی سے اُتار کر فرش پر رکھ کر کھاؤں گا۔“

کھانا شروع ہوا تو دونوں حضرات نے اپنی رکابیاں نیچے اُتار لیں۔ اُن کی موافقت میں سفیر صاحب نے بھی اپنی رکابی نیچے رکھ لی۔

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ.

"لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقہ پر چلتے ہیں۔"

کے مطابق سفیر صاحب کو دیکھ کر ان کے سب رفقاء نے بھی کھانا فرش پر رکھ کر کھایا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"ذرا سی ہمت کرنے سے دو فائدے ہوئے:

ایک یہ کہ سب حاضرین سُنّت کی مخالفت سے بچ گئے۔

دوسرا فائدہ یہ کہ شاید سفیر صاحب نے اس کی وجہ پر غور کیا ہو اور وہ مسئلہ سمجھ گئے ہوں، اور آیندہ ہمیشہ کے لئے وہ خود اور ان کے ہمنشین بھی اس خلافِ سُنّت طریقہ کو چھوڑ دیں۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔" (۱۴—۲۰)

"یہ اللہ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔"

درمیانِ سال میں جامعہ چھوڑنا جائز نہیں:

⑨ حضرت والا ایک جامعہ میں شیخ الحدیث تھے، آپ کے ایک استاذ ایک بہت بڑے جامعہ کے صدر تھے، انہوں نے حضرتِ والا کو لکھا:

"ایک ضروری کام ہے آپ جلدی آئیں۔"

آپ حاضرِ خدمت ہوئے تو حضرت استاذِ محترم نے فرمایا:

"ہمارے ہاں جامعہ میں صحیح بخاری کے استاذ کی فوری ضرورت ہے، اس لئے آپ یہاں آجائیں۔"

حضرتِ والا نے عرض کیا:

"درمیان سال میں سابقہ جامعہ کو چھوڑنا جائز نہیں، کیونکہ جامعات

اسلامیہ کا تعاقدِ مشاہرہ (ماہانہ) نہیں مسانہہ (سالانہ) ہے، لہٰذا میں یہ سال وہیں پورا کرکے آیندہ سال کے شروع میں حاضر ہوجاؤں گا۔"

حضرت استاذِ محترم نے فرمایا:

"ایسی ضرورتِ شدیدہ میں کچھ گنجائش معلوم ہوتی ہے۔"

حضرتِ والا نے عرض کیا:

"مجھے شرعی گنجائش نظر نہیں آتی، علاوہ ازیں اگر گنجائش ہو بھی تو میرا یہ اقدام خلافِ مروّت ہوگا اس لئے میں اس سال حاضری سے معذور ہوں۔"

استاذِ محترم نے نہایت شفقت و محبت سے بہت اصرار فرمایا، حتیٰ کہ یہاں تک فرما دیا:

"آپ ابھی آجائیں تو مجھ پر بہت بڑا احسان ہوگا۔"

مگر اس کے باوجود حضرتِ والا تعمیلِ حکم سے معذرت کرتے ہوئے رخصت ہوگئے۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے حضرت استاذِ محترم سے رخصت ہونے کے بعد آپ کے الفاظِ مذکورہ بالا کے بارہ میں فرمایا:

"یہ حضرت استاذِ محترم کی نہایت ہی شفقت و محبت ہے، مجھے تو اپنے بارہ میں آپ کے یہ الفاظ نقل کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔"

اس واقعہ سے سبق حاصل کرنے کے لئے امورِ ذیل کا ملاحظہ ضروری ہے:

۱ــــ بہت بڑا منصب، اس لئے کہ وسعت اور شہرت کے لحاظ سے استاذِ محترم کے جامعہ کا مقام سابقہ جامعہ سے بہت بلند ہے۔

۲ــــ تنخواہ نسبۃً بہت زیادہ۔

۳ــــ ایسے بزرگ کا حکم جو استاذ ہونے کے علاوہ بھی ہر لحاظ سے قابلِ احترام ہیں۔

۴ــــ حضرتِ والا میں طبعی نرمی اور غلبۂ مروّت اس قدر ہے کہ چھوٹوں کی کوئی درخواست قبول نہ کرنا بھی طبعِ مبارک پر سخت گراں گزرتا ہے چہ جائیکہ بزرگوں کا حکم۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان سب دواعی پر دینی استقامت غالب رہی۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط (۶۲ــ۴)

”یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔“

مسجد خیر العمل سے وضوء کے لئے پانی :

⑩ حضرتِ والا مسجد خیر العمل ناظم آباد میں بلا معاوضہ جمعہ پڑھایا کرتے تھے مسجد سے قریب ہی کرایہ کے ایک مکان میں رہائش تھی، مکان تو بہت ہی کشادہ اور نہایت عالی شان بنگلہ تھا، مگر اس میں پانی کی ٹنکی نہیں تھی، اس زمانہ میں ٹنکی کی زیادہ ضرورت بھی نہیں تھی، براہِ راست لائن سے کافی پانی آتا تھا۔

ایک روز نمازِ فجر کے وقت اچانک لائن کا پانی بند ہوگیا۔ آپ اور صاحبزادے تو ”دار الافتاء والارشاد“ میں جاکر وضو کر سکتے تھے، نماز فجر وہیں پڑھتے تھے، مگر پیرانی صاحبہ کے وضو کے لئے پانی کی فکر تھی۔ کسی نے کہا :

”مسجدِ ’خیر العمل‘ تو قریب ہی ہے، وہاں سے ایک لوٹا منگوالیں۔“

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا :

”مسجد کا پانی گھر لانا جائز نہیں، خدا نخواستہ کوئی سبیل بھی نظر نہ

آئی تو یہ بھی دار الافتاء میں جاکر وضو کرلیں گی۔“

دین پر استقامت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی کہ سامنے کے مکان سے پانی مل گیا۔

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

”بعد میں اس مسئلہ پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ میرے لئے مسجد خیر العمل اور دار الافتاء سے پانی منگوانے کی گنجائش تھی، اس لئے کہ جو شخص کسی وقف ادارہ میں مستقل طور پر کام کرتا ہو وہ متولی کی اجازت سے گھریلو استعمال کے لئے بقدرِ ضرورت پانی لے جا سکتا ہے۔“

اس واقعہ میں امورِ ذیل قابلِ توجہ ہیں:

۱ — حضرتِ والا اس مسجد میں بلا معاوضہ جمعہ پڑھاتے تھے، اور بیان بھی فرماتے تھے۔

۲ — پانی کا صرف ایک لوٹا درکار تھا۔

۳ — نماز جیسی اہم عبادت کے لئے فوری ضرورت تھی۔

ان سب دواعی کے باوجود حضرتِ والا نے مسجد سے پانی کا صرف ایک لوٹا بھی لانے کی اجازت نہیں دی۔

اس زمانہ میں حضرتِ والا کے پاس معاشی وسعت نہیں تھی، قناعت کے ساتھ گزر اوقات ہو رہی تھی، اس کے باوجود جمعہ کے روز بیان اور نمازِ جمعہ کی امامت جیسی اہم خدمات پر کوئی دنیوی معاوضہ قبول نہیں فرمایا، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

خدماتِ دینیہ میں مشغول حضرات کو بقدرِ ضرورت پر ہی اکتفاء کرنا چاہئے، زیادہ کی ہوس جائز نہیں، جو لوگ بلا ضرورت تنخواہ بڑھوانے کی کوشش میں رہتے ہیں انہیں حضرتِ والا کے اس قصہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ ——— ”اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔“

وصیّت نامہ :

⑪ حضرتِ والا کا وصیّت نامہ جو اس کتاب کے آخر میں درج ہے اس سے بھی دین پر آپ کی استقامت اور مضبوطی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، بالخصوص سفرِ آخرت سے متعلق جو وصیتیں تحریر فرمائی ہیں، موت کے بعد رسم رُونمائی، ایصالِ ثواب کے مروّجہ طریقے، اقارب واحباب اور زیادہ مجمع کی خاطر نمازِ جنازہ اور دفن میں تاخیر کرنا، عام قبرستان سے الگ کسی مخصوص جگہ میں دفن کرنا وغیرہ بدعات ومنکرات میں آج کل کے علماء وصلحاء بھی مبتلا ہیں، حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے اپنے وصیّت نامہ میں ایسے منکرات وبدعات سے بچنے کی بتاکید وصیّت فرمائی ہے۔

غلطی سے رجوع کا اعلان :

⑫ غلطی سے رجوع کا اعلان، اس کی تفصیل عنوان ”علماء کے لئے ضروری دستور العمل“ کے تحت آ رہی ہے۔

کرایہ سے بچی رقم واپس فرمادی :

⑬ حضرتِ اقدس پنجاب میں ایک جامعہ کی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں، ایک بار شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کے لئے وہاں تشریف لے گئے، واپسی پر حضرت والد صاحب کی زیارت کے لئے سکھر کے ہوائی اڈے پر اُتر کر خیرپور تشریف لے گئے، وہاں سے کراچی کے لئے کسی مناسب پرواز پر نشست نہ ملنے کی وجہ سے بذریعہ بس کراچی تشریف لائے۔ سکھر سے کراچی تک ہوائی جہاز کا

ٹکٹ واپس کر کے اس رقم سے بس کا کرایہ لے لیا، اور بقیہ رقم جامعہ میں واپس بھیج دی۔ اس پر وہاں کے ناظم صاحب نے لکھا:

> "اس عمل پر یہاں لوگ بہت تعجب کر رہے ہیں، اس لئے کہ یہ بالکل نئی بات سامنے آئی ہے، ورنہ جس مولوی صاحب کی جیب میں جو رقم بھی چلی جاتی ہے وہ کبھی واپس نہیں آتی۔"

حضرتِ والا نے جواب میں تحریر فرمایا:

> "واجب الرّد رقم کی واپسی باعثِ تعجب نہیں، یہ تو ادائے فرض ہے، اس پر کیا تعجب؟ تعجب تو اُن مولویوں پر کرنا چاہئے جو حساب سے باقی ماندہ رقم واپس نہیں کرتے، مولوی ہو کر مال پر اتنے حریص کہ عاقبت کی بھی فکر نہیں۔"

ملاحظہ:

یہ قصہ اس زمانہ کا ہے جبکہ حضرتِ والا کے پاس مالی وسعت نہیں تھی۔ حصولِ وسعت کے بعد حضرتِ والا کو جہاں بھی بلایا جاتا ہے آپ ذاتی مصارف پر تشریف لے جاتے ہیں بلکہ مزید بریں بہت گراں قدر عطیات کے ذریعہ بھی دینی اداروں کی مدد فرماتے ہیں۔

بے دینی پر تعجب کی بجائے دینداری پر تعجب:

⑭ حضرتِ اقدس کو ایک مسجد میں وعظ کے لئے بلایا گیا، واپسی پر منتظمین نے ٹیکسی پر سوار کرا کر کچھ رقم حضرت کو کرایہ کے لئے دے دی۔ ٹیکسی کے کرایہ سے کچھ رقم بچ گئی، آپ نے وہ واپس فرما دی۔ اس پر منتظمین کو بہت تعجب ہوا۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

> "معاشرہ ایسا بگڑ گیا ہے کہ بے دینی پر تعجب کرنے کی بجائے دینداری پر تعجب ہونے لگا ہے۔"

یہاں بھی وہ "ملاحظہ" مدنظر رکھا جائے جو اوپر نمبر ۱۳ کے آخر میں گزرا۔

اخبار "جنگ" کی درخواست پر:

⑮ ایک بار روزنامہ "جنگ" کراچی کی طرف سے حضرتِ اقدس کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی گئی:

> "آپ اخبار "جنگ" میں چھاپنے کے لئے ہمیں ہفتہ وار کوئی دینی مضمون دیا کریں۔"

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے جواب میں فرمایا:

> "آپ اخبار میں تصویروں اور فلموں کے اشتہارات کی اشاعت چھوڑ دیں تو میں آپ کے اخبار کے لئے مضمون بھیجنا شروع کر دوں گا۔"

ڈھاکا میں علماء کا اجلاس:

⑯ ایک بار ڈھاکا میں اکابر اور مشہور علماء کا ایک بہت بڑا اجتماع ہوا، جس میں حضرتِ والا بھی مدعو تھے، وہاں کوئی فوٹوگرافر بھی پہنچ گیا، بلکہ منتظمین نے بلوایا ہوگا، اسے دیکھ کر حضرتِ والا مجلس سے اُٹھ کر قریبی مسجد میں تشریف لے گئے، اور وہاں بہت دیر تک تلاوت میں مشغول رہے۔ جب فوٹوگرافر کے چلے جانے کا ظن غالب ہوا تو واپس مجلس میں تشریف لائے، مگر وہ تو حضرت ہی کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت کے تشریف لاتے ہی فوراً تصویر لینے کے لئے کھڑا ہوگیا۔ حضرت نے حاضرینِ مجلس علماء سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"کیا آپ میں سے کوئی اس کے جواز کا قائل ہے؟"

سب نے بالاتفاق ناجائز کہا، تو آپ نے فرمایا:

"پھر اسے کیوں بلایا ہے؟"

حالانکہ مجلس میں حضرت والا سے عمر، منصب، وجاہت اور شہرت میں بڑے علماء بھی موجود تھے، مگر اصلاحِ منکر کی کسی کو ہمت نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت اقدس دامت برکاتہم کو ایسی ہمت وجرأت سے نوازا کہ آپ پر ان بڑے بڑے معمر علماء کے منصب، وجاہت اور شہرت کا ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔

حضرتِ والا کے اس ارشاد کے بعد فوٹوگرافر کو رخصت کر دیا گیا، اور حضرتِ اقدس کے تقویٰ کی بدولت سب اہلِ مجلس تصویر کی لعنت سے بچ گئے۔

ایران کے سفر میں افطار سے انکار:

⑰ حضرتِ والا ایک بار نوشکی سے بذریعہ ریل گاڑی زاہدان (ایران) تشریف لے جا رہے تھے، آپ کے بڑے صاحبزادہ مولوی محمد صاحب بھی ساتھ تھے، رمضان المبارک کا مہینہ تھا، ایران کی سرحد پر ریلوے اسٹیشن تفتان پر چیکنگ کے لئے ریل گاڑی کئی گھنٹے رکتی ہے۔ حضرتِ والا کی گاڑی وہاں پہنچی تو چیکنگ کے لئے سب سواریوں کو گاڑی سے اتار لیا گیا اور گاڑی بالکل خالی کر دی گئی، مگر حضرتِ والا سے عملہ کے افسر نے کہا:

"آپ گاڑی ہی میں تشریف رکھیں، آپ کے لئے قانونی کارروائی یہیں بیٹھے بٹھائے مکمل ہو جائے گی۔"

کچھ دیر بعد ایک ڈاکٹر حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا، جس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس اور دو کیپسول تھے، اس نے حضرت سے کیپسول کھانے کی درخواست کی۔

حضرتِ اقدس نے فرمایا:

"میں روزہ سے ہوں، اس لئے میں کیپسول نہیں کھا سکتا، اگر مجھے پہلے علم ہوتا کہ سرحد پر دواء کھانا ضروری ہے تو میں روزہ نہ رکھتا، سفر میں روزہ رکھنا فرض نہیں۔"

ڈاکٹر نے کہا:

"دواء کھلائے بغیر آپ آگے نہیں جا سکتے۔"

حضرتِ والا نے فرمایا: ———— "نہیں جاؤں گا۔"

ڈاکٹر نے کہا:

"پھر ایک ہفتہ کے بعد دوسری گاڑی جائے گی، اس لئے آپ کو ایک ہفتہ تک یہیں انتظار کرنا پڑے گا۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"میں انتظار نہیں کروں گا بلکہ واپس کراچی چلا جاؤں گا۔"

ڈاکٹر بہت حیران تھا کہ آپ سفر کے مصارف و مشقت اور اس سے بھی بڑھ کر بیرونِ ملک سفر کی قانونی پیچیدگیاں، سب کچھ برداشت کرنے کے بعد سرحد پر پہنچ کر واپس جانے کے لئے تیار ہیں، اور آپ کے قلب میں روزہ کے مقابلہ میں سفر کے مصارف و مشقت کی ذرہ برابر بھی کوئی وقعت نہیں۔

بہرکیف حضرتِ والا اور صاحبزادہ نے دواء نہ کھائی اور ڈاکٹر واپس چلا گیا، تقریباً آدھے گھنٹے بعد پھر اسی طرح پانی کا گلاس اور کیپسول ہاتھ میں لئے آ پہنچا۔ جانبین میں جو مکالمہ پہلی بار ہوا تھا دوسری بار پھر وہی بتمامہا دُہرایا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد تیسری بار پھر اسی طرح جام بکف موجود، اور پھر اسی مکالمہ کی تیسری بار پوری گردان ہوئی۔

کچھ دیر بعد اس کے ساتھ بڑا ڈاکٹر بھی آیا، اس نے حضرتِ والا سے کہا:

”آپ اطمینان سے تشریف رکھیں (پھر چھوٹے ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) یہ آپ کے ساتھ زاہدان جائیں گے اور راستہ میں بوقتِ افطار آپ کو کیپسول کھلا دیں گے۔“

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”دین پر استقامت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس ڈاکٹر کے ذریعہ ہمیں دو فائدے پہنچائے۔

۱۔ آگے چل کر ایک ریلوے اسٹیشن میرجاوا سے زاہدآن تک سرکاری بسیں چلتی تھیں جن کا ہمیں علم نہ تھا، اس ڈاکٹر نے ہمیں بتایا:

”یہاں سے سرکاری بسیں زاہدآن تک جاتی ہیں جن پر ریل ہی کے ٹکٹ سے سفر کیا جا سکتا ہے اور یہ ریل گاڑی کی بنسبت بہت جلد زاہدآن پہنچا دیتی ہیں۔“

چنانچہ وہ ہمیں اس راستہ سے لے گیا جس کی وجہ سے ہم زاہدآن میں ریل گاڑی کے وقت سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے پہنچ گئے۔

۲۔ ہمارے میزبان کو ہماری آمد کے وقت کی اطلاع نہ ہو سکی تھی، اس لئے زاہدان ریلوے اسٹیشن سے ان کے مکان تک پہنچنے میں ہمیں دقّت ہوتی، مگر یہ ڈاکٹر ہمیں خود ان کے مکان پر پہنچا کر واپس ہوا، فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝

"جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لئے نجات کی شکل نکال دیتا ہے، اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو اللہ پر توکّل کرے گا وہ اس کے لئے کافی ہے، اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے، اس نے ہر شے کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے ہر کام میں آسانی کر دے گا۔"

ٹکٹوں کی میعاد بڑھانے کے لئے بیماری کی تأویل پر؛

⑱ حضرتِ والا کے بڑے صاحبزادہ مولوی محمد کی اہلیہ اور بچوں کے نائیجیریا کے ہوائی ٹکٹوں کی میعاد میں مزید ایک سال کی توسیع کروانے کی ضرورت تھی، متعلقہ محکمہ نے کہا؛

"اب نیا قانون یہ ہو گیا ہے کہ صرف ایک ماہ کی توسیع ہو سکتی ہے، وہ بھی میڈیکل سرٹیفکیٹ کے ذریعہ، ورنہ ٹکٹ ضائع جائیں گے۔"

ٹکٹوں کی قیمت تقریباً بتیس ہزار تھی، اور حضرتِ والا کے عقیدت مند بہت سے ڈاکٹر موجود تھے جن سے میڈیکل سرٹیفکیٹ بآسانی حاصل کیا جا سکتا تھا اور بیماری کی تأویل بھی کی جا سکتی تھی کہ ٹکٹوں میں توسیع نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت پر جو ایک معمولی سا بوجھ پڑا تھا اسے بیماری کا بہانہ بنا لیا جاتا۔

اتنی بڑی رقم نہایت ہی سہولت سے بچا سکنے کے باوجود حضرتِ اقدس نے کسی میڈیکل سرٹیفکیٹ کا سہارا نہیں لیا، اپنے اللہ پر بھروسا کر کے مزید کوئی

کوشش نہ کی، بلکہ ارشاد فرمایا:

> ”خدانخواستہ اس سے بھی بڑا نقصان ہو جائے تو بھی دین کے خلاف کوئی کام ہرگز برداشت نہیں کیا جاسکتا۔“

اس دینی استقامت پر فوراً اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوتا ہوا نظر آیا کہ دوسرے دن ہی متعلقہ محکمہ نے از خود ٹیلیفون پر کہا:

> ”میڈیکل سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں، ویسے ہی ٹکٹ بھجوا دیں، ایک سال کی توسیع کر دیں گے۔“

چنانچہ انہوں نے ایک سال کی مدت کے نئے ٹکٹ بنا دیئے۔

عام نظروں میں یہ واقعہ اتفاقیہ دکھائی دے گا مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی تکمیل ہے:

> وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (۶۵-۲، ۳)

> ”اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے ہر مشکل سے نجات کا راستہ نکال دیتا ہے، اور اسے ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔“

حضرت پیرانی صاحبہ کے ساتھ روضۂ انور پر سلام:

⑲ ایک سفرِ حج میں حضرتِ والا کے ساتھ پیرانی صاحبہ بھی تھیں، حضرتِ والا نے کئی دنوں تک شب و روز کے مختلف اوقات میں یہ جائزہ لیا کہ پیرانی صاحبہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرنے ایسے وقت جائیں کہ مردوں سے التصاق نہ ہو، یعنی جسم کا کوئی حصہ بھی کسی مرد سے ذرا سا بھی نہ چھونے پائے،

مگر ایسا کوئی موقع نظر نہ آیا تو پیرانی صاحبہ کو مسجدِ نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی قبلہ کی دیوار کے پیچھے گلی میں لے گئے، بعد میں اس گلی کی جنوبی طرف کی عمارتیں گرا کر بہت وسیع راستہ بنا دیا گیا ہے، اس گلی میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پڑھا اور یوں دُعاء کی:

> "یا اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ ہم اتنی دور سے سفر کی مشقت و مصارف برداشت کر کے صرف تیری اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی کی وجہ سے حاضر ہوئے ہیں، میرے مولیٰ! بس تیری اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و رضاجوئی ہی نے اس وقت ہمیں اتنی دور کھڑا کر دیا ہے، یا اللہ! تو جانتا ہے کہ ہم نے صرف تیری اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، رضاجوئی اور تعمیلِ حکم کی خاطر ہی اپنی دلی خواہش کو قربان کیا ہے، یا اللہ تیرا ہی تو یہ فیصلہ ہے کہ تیری اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا تیرے حکم کی تعمیل میں ہے اور قربِ حقیقی یہی ہے، اگرچہ جسم کوسوں دُور ہو، تیری نافرمانی کر کے ظاہری قرب حاصل کر لینا تیری رضا کا ذریعہ ہرگز نہیں بلکہ تیری ناراضی اور غضب کا سبب ہے، یا اللہ! تو اپنی رحمت سے ہماری یہ حاضری اور رُوحِ محبت قبول فرما۔"

ایک مشہور بزرگ کی طرف سے تقریظ کی فرمائش:

⑳ ایک بہت بڑے اور بہت مشہور بزرگ نے حضرتِ والا کو اپنی ایک تصنیف پر تقریظ لکھنے کا حکم فرمایا۔ حضرتِ والا نے عرض کیا:

> "تقریظ ایک قسم کی شہادت ہے اس لئے پوری کتاب اوّل سے آخر تک لفظ بہ لفظ پورے غور سے دیکھے بغیر تقریظ لکھنا جائز نہیں۔"

انہوں نے اپنی تصنیف کا مسودہ حضرتِ والا کے پاس بھیج دیا اور فرمایا:

"آپ اسے غور سے دیکھ لیں پھر تقریظ لکھیں"۔

یہ مسودہ کئی روز حضرتِ والا کے پاس رہا، حضرتِ والا نے اسے کئی مقامات سے دیکھا بھی، مگر چونکہ مسودہ بہت ضخیم تھا، پورا گہری نظر سے دیکھنے کی فرصت نہ تھی، اس لئے حضرتِ والا نے تقریظ لکھنے سے پھر معذرت پیش کر دی۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایا:

"آپ تقریظ نہیں لکھتے تو کم از کم اتنی اجازت تو دے ہی دیجئے کہ میں آپ کے بارہ میں اتنا لکھ دوں کہ آپ نے یہ کتاب دیکھی ہے"۔

حضرتِ والا نے عرض کیا:

"یہ بھی تقریظ ہی کے حکم میں ہے لہٰذا میرے لئے اس کی اجازت دینا بھی جائز نہیں"۔

ان بزرگ سے حضرتِ والا کو بہت عقیدت ہے اور ان کے ساتھ ایسا نیازمندانہ تعلق ہے کہ ان کے اشارہ کو بھی حضرتِ والا حکم سمجھ کر دل و جان سے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ مگر یہ عقیدت و تعلق حضرتِ والا کی استقامتِ دینیہ میں بال برابر بھی لچک پیدا نہ کر سکا۔ اسی طرح ہر موقع میں تعلق مع اللہ ہر تعلق پر غالب رہتا ہے۔

مدارس کی امداد کے لئے تصدیق نامہ سے انکار:

(۲۱) کئی اہلِ مدارس حضرتِ والا کی خدمت میں یوں درخواست کرتے ہیں:

"ہمارے مدرسہ کے لئے تصدیق نامہ لکھ دیں کہ اس میں صحیح کام ہو رہا ہے اور مستحقِ امداد ہے، اس تصدیق نامہ سے ہمیں اہلِ ثروت سے چندہ وصول کرنے میں بہت مدد ملے گی"۔

مگر حضرتِ والا کسی کو بھی ایسا تصدیق نامہ لکھ کر نہیں دیتے خواہ وہ کتنا ہی

بڑا آدمی ہو یا آپ کا کتنا ہی پرانا اور کیسا ہی گہرا دوست ہو، اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں:

”یہ تین اُمور کی شہادت ہے:

۱۔۔۔ واقعۃً اس مقام میں یہ مدرسہ ہے۔

۲۔۔۔ اس مدرسہ میں دینی تعلیم کا کام صحیح اور بہتر طریقہ سے ہوتا ہے۔

۳۔۔۔ اس میں صدقہ اور عطیہ وغیرہ ہر مد کی رقم اس کے صحیح مصرف پر خرچ ہوتی ہے۔

اِن تینوں امور کی ایسی تحقیق کہ اس پر شہادت دینا جائز ہو، میرے بس کی بات نہیں، بالخصوص تیسرے نمبر کی تحقیق تو بالکل ہی ناممکن ہے۔

اگر کسی کو ایسے اداروں کے حالات پر بقدرِ امکان غور کرنے کے بعد اطمینان ہوجائے اور وہ انہیں مالی امداد دے تو اِن شاء اللہ تعالیٰ اسے اجر ملے گا۔ بحمد اللہ تعالیٰ مجھے بھی کئی مدارس اسلامیہ میں مالی امداد دینے کی توفیق ہوتی رہتی ہے، مگر مدِ عطیہ سے دیتا ہوں، زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ سے نہیں۔ غرضیکہ خود مالی امداد دینے کے باوجود تصدیق نامہ اس لئے نہیں لکھتا کہ یہ شہادت ہے جو یقینی تحقیق کے بغیر جائز نہیں اور ایسی تحقیق ممکن نہیں۔“

حضرت مولانا شبیر علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

﴿۲۲﴾ استقامتِ دینیہ کا ایک قصہ پیش کرنے سے پہلے حضرت مولانا شبیر علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ مقام کا تعارف کرانا ضروری ہے، جو بقدرِ ضرورت

درج کیا جاتا ہے:

۱ــــ آپ حضرت حکیم الامّۃ قدس سرہ کے بھتیجے تھے۔

۲ــــ حضرت حکیم الامّۃ قدس سرہ کے متبنّی تھے، حضرت کے ہاں اولاد نہیں تھی اس لئے بھائی سے بچہ لے کر بیٹا بنا لیا تھا۔

۳ــــ آپ حضرت حکیم الامّۃ قدس سرہ کی خانقاہ "خانقاہ امدادیّہ تھانہ بھون" کے مہتمم تھے۔

ان صفات کی وجہ سے حضرت حکیم الامّۃ قدس سرہ کے تمام بڑے بڑے خلفاء بھی آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔

حضرت حکیم الامّۃ قدس سرہ کی تألیف کروائی ہوئی کتاب "اعلاء السنن" کی گیارہ جلدیں مولانا شبیر علی صاحب نے تھانہ بھون ہی میں شائع کر دی تھیں، جلد ۱۲ سے جلد ۱۸ تک سات جلدیں کراچی میں آکر شائع کیں، آپ نے یہ ساتوں جلدیں چھپوا کر "دارالافتاء والارشاد" کی مِلک کر دیں تاکہ ان کی فروخت سے وصول شدہ رقم "دارالافتاء والارشاد" پر صرف کی جائے۔

اس کے بعد انہوں نے حضرتِ والا سے فرمایا:

> "میں دارالعلوم دیوبند اور دوسرے بڑے مراکزِ اسلامیہ میں ان سات جلدوں میں سے ہر ایک کے دس نسخے بنیّتِ وقف دینا چاہتا ہوں، چونکہ اس کتاب کی جلد اوّل کی "دارالافتاء والارشاد" میں ضرورت ہے اور یہ جلد نایاب ہونے کی وجہ سے بہت قیمتی ہے۔ اس لئے یہ جلدِ اوّل مجھ سے لے لیں اور اس کے عوض سات جلدوں میں سے ہر ایک کے دس نسخے مجھے دے دیں۔"

اس کے جواب میں حضرتِ والا نے عرض کیا:

"آپ کی نظر میں یہ معاملہ جائز ہے، مگر میں ایک کتاب کے عوض ستر دینے میں "دارالافتاء والارشاد" کا نقصان سمجھتا ہوں، اس لئے جائز نہیں، میں "دارالافتاء والارشاد" کی ہر چیز کا امین ہوں، لہٰذا اس معاملہ میں اختلافِ رأی کی صورت میں مجھ پر اپنی رأی کا اتباع فرض ہے"۔

اس قصہ میں امورِ ذیل خاص طور پر توجہ طلب ہیں:

۱ــــ حضرت مولانا شبیر علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقام، جس کی تفصیل اوپر لکھی جا چکی ہے۔

۲ــــ ایسی اہم اور اتنی قیمتی کتابیں سب مولانا ہی نے "دارالافتاء والارشاد" کو عطیہ دی تھیں۔

۳ــــ مولانا دارالعلوم دیوبند اور دوسرے مشہور دینی اداروں میں وقف کرنے کی نیت سے یہ کتابیں لینا چاہتے تھے۔

۴ــــ "دارالافتاء والارشاد" میں جلد اوّل کی سخت ضرورت بھی تھی۔

بحمد اللہ تعالیٰ ان سب دواعی اور ضرورتوں پر حضرت اقدس دامت برکاتہم کا تعلق مع اللہ غالب رہا، اتنی مصالح کی خاطر مسئلۂ شرعیہ سے بال برابر بھی انحراف گوارا نہیں فرمایا۔

اس استقامت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت یوں متوجہ ہوئی کہ چند ہی روز کے بعد "دارالافتاء والارشاد" کو جلد اوّل بھی مفت مل گئی۔

بدون اطمینان فتویٰ پر تصدیق کرنا جائز نہیں:

㉝ ایک بار بڑے بڑے مشہور علماء و مفتیانِ عظام بصورتِ وفد ایک فتویٰ کی تصدیق کے لئے حضرتِ والا کے پاس تشریف لائے، ان میں سے بعض کے ساتھ

حضرتِ والا کے قدیم دوستانہ تعلقات بھی تھے، اور حضرتِ والا ان کا بہت لحاظ فرماتے تھے، مگر حضرتِ والا کی نظرِ عالی میں یہ فتوی صحیح نہیں تھا اس لئے آپ نے اس کی تصدیق سے صاف انکار فرمادیا۔

ایک موقع پر حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"اگر کسی مسئلہ پر دنیا بھر کے مفتیانِ عظام بھی جمع ہو کر میرے پاس آجائیں بلکہ جو وفات پاچکے ہیں وہ بھی زندہ ہو کر قبروں سے نکل آئیں تو بھی جب تک مسئلہ کی صحت پر مجھے اطمینان نہیں ہوگا اس وقت تک میں محض ان کی مروت سے اس مسئلہ کی تصدیق نہیں کرسکتا۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ میں اپنی رائے کو یقینی طور پر صحیح سمجھتا ہوں اور دوسروں کی رائے کو غلط، ممکن ہے کہ دوسروں کی رائے ہی صحیح ہو مگر اس کے باوجود میرے لئے شریعت کا حکم یہی ہے کہ جب تک میرا قلب مطمئن نہ ہوجائے اس وقت تک میرے لئے کسی کی تصدیق کرنا جائز نہیں۔ خالق کے مقابلہ میں مخلوق کی رعایت سے ایسا کرنا حرام ہے، میں ان کی خاطر اپنی عاقبت برباد نہیں کرسکتا اور ان کی رضا کے لئے اپنے مالک کو ناراض نہیں کرسکتا، البتہ حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہر ارشاد خواہ اس کی دلیل سمجھ میں آئے یا نہ آئے بہر حال بلا چون وچرا سر آنکھوں پر، اس لئے کہ میں امام رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقلد ہوں، آپ کے سوا دوسرے کسی کا بھی میں مقلد نہیں، بلکہ کسی دوسرے کی تقلید جائز ہی نہیں۔"

حق گوئی وحق پرستی عین عزت ہے:

⑬ ایک بار کچھ لوگ حضرتِ والا کے بڑے بھائی صاحب سے کوئی مسئلہ لکھواکر

تصدیق کے لئے حضرتِ والا کی خدمت میں لائے۔ حضرتِ والا کے یہ بھائی صاحب حضرتِ والا کے استاذ بھی ہیں۔ یہ مسئلہ حضرتِ والا کی نظر میں صحیح نہیں تھا، اس لئے اس کی تصدیق سے آپ نے انکار فرمادیا۔ اس پر وہ لوگ کہنے لگے:

> "اگر آپ اس پر دستخط نہیں کریں گے تو اس سے آپ کے بھائی اور استاذ کی سخت بے عزتی ہوگی جو آپ کی بھی بے عزتی ہے۔"

اس کے جواب میں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

> "حق گوئی وحق پرستی میں بے عزتی نہیں یہ تو عینِ عزت ہے اور اگر کوئی احمق اسے بے عزتی سمجھتا ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں بھائی اور استاذ کی عزت بچانے کے لئے جہنم میں جانا ہرگز گوارا نہیں کرسکتا اور کسی کی ناراضی سے بچنے کے لئے اپنے مالک کو ہرگز ناراض نہیں کرسکتا۔"

جامعہ دار الہدیٰ ٹھیڑھی اور دار الافتاء کی مہر:

㉕ حضرتِ والا جس زمانہ میں جامعہ دار الہدیٰ ٹھیڑھی میں شیخ الحدیث ورئیس دار الافتاء تھے، کسی مسئلہ میں وہاں کے مہتمم صاحب کی رائے حضرتِ والا کے خلاف تھی، انہوں نے فتویٰ لکھ کر اس پر مہر لگانے کے لئے حضرتِ والا سے دار الافتاء کی مہر طلب کی۔ حضرتِ والا نے فرمایا:

> "دار الافتاء کا میں ذمہ دار ہوں، کسی بھی فتویٰ پر دار الافتاء کی مہر کا ہونا اس کی دلیل ہے کہ یہ فتویٰ میری اجازت سے جاری ہوا ہے، اس لئے جو فتویٰ میری نظر میں صحیح نہیں میں اس پر دار الافتاء کی مہر لگانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

یہاں یہ امور قابلِ ملاحظہ ہیں:

۱۔۔۔ مہتمم صاحب حضرتِ والا کے استاذ تھے۔

۲۔۔۔ عمر، علم، منصب، وجاہت، شہرت ہر لحاظ سے حضرتِ والا سے بہت بڑے تھے۔

۳۔۔۔ اگرچہ بسا اوقات اساتذہ میں سے کسی شخصیت کی خداداد خصوصی قابلیت کی بناء پر مہتمم کو اس کے سامنے دبنا پڑتا ہے، مگر قانونی لحاظ سے مہتمم کو پورے عملہ پر مکمل اختیار ہوتا ہے۔ نصب و عزل، ترقی و تنزل وغیرہ ہر قسم کے اختیارات مکمل طور پر مہتمم کو قانوناً حاصل ہوتے ہیں۔

۴۔۔۔ دونوں حضرات کے آپس میں گہرے تعلقات تھے۔

بفضل اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی استقامتِ دینیہ پر کوئی تعلق بھی ذرہ برابر بھی اثر انداز نہ ہو سکا۔

علماء کے اجتماع میں چندہ کی اپیل پر:

﴿۲۶﴾ ایک مرتبہ ایک بہت بڑے عالم اور بہت مشہور پیر صاحب نے علماء کا اجتماع یہ کہہ کر بلوایا کہ ایک ضروری مشورہ کرنا ہے، حضرتِ والا کو بھی شرکت کی دعوت دی۔ آپ تشریف لے گئے، انھوں نے اس اجتماع میں چندہ کی اپیل کر دی۔ سب علماء نے بڑھ چڑھ کر چندہ دیا مگر حضرتِ والا نے بالکل کچھ بھی نہیں دیا، اس لئے کہ چندہ کرنے کا یہ طریقہ شرعاً ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل حضرتِ اقدس کے رسالہ "صیانۃ العلماء عن الذل عند الاغنیاء" مندرجہ "احسن الفتاوی" جلد ۱ میں ہے۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے اس اجتماع میں اس طریقہ کا ناجائز ہونا اس

لئے بیان نہ فرمایا کہ دوسرے سب علماء ان پیر صاحب کے زیرِ اثر تھے اس لئے ان سے قبول کی توقع نہ تھی، اور جہاں قبول کی توقع نہ ہو وہاں مسئلہ بتانا فرض نہیں۔

حضرتِ والا نے بعد میں بھی انہیں کچھ نہ بھیجا اس لئے کہ اس کے مصرف کے بارہ میں بھی شرحِ صدر نہیں تھا۔ حالانکہ امورِ دینیہ میں حضرتِ اقدس کا نہایت فراخدلی سے بے دریغ خرچ کرنا دنیا بھر میں مشہور ہے۔

اس قصہ سے حضرت اقدس دامت برکاتہم کی استقامتِ دینیہ کا اندازہ لگائیں، علماء کے اتنے بڑے اجتماع میں جہاں دوسرے سب بڑے جوش و خروش سے چندہ دے رہے ہیں وہاں ایک مشہور عالم جس کی طرف سب کی نگاہیں اُٹھ رہی ہیں وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا، یہ اہلِ دنیا کی نظر میں کتنی بڑی بے عزتی کی بات ہے مگر حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کا مقام اتنا بلند ہے کہ حدود اللہ پر قائم رہنے سے ساری دنیا کی نظر میں بھی بے عزتی کیوں نہ ہو جائے آپ کے قلبِ مبارک پر اس کا بال برابر بھی اثر نہیں پڑتا، ایسے مواقع میں آپ کا حال آپ کی زبانِ مبارک سے ان اشعار کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیے
مدِ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

ایک قریب تر عزیز کے ہاں:

(۲۷) حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کو ایک بار پنجاب کے ایک شہر میں وعظ

وارشاد کے لئے بلایا گیا، اس شہر میں حضرت والا کے ایک بہت قریبی رشتہ دار رہتے ہیں۔ والد اور والدہ دونوں جانب سے ان کے ساتھ بہت ہی قریب تر رشتہ ہے، مگر ان سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرتِ والا کا پورا خاندان قیام پاکستان تک لدھیانہ میں مقیم رہا اور آپ کے والدِ ماجد تقسیم سے بہت قبل ضلع ملتان میں تشریف لے آئے تھے، آپ کی ولادت بھی ضلع ملتان ہی میں ہوئی، اس کے بعد تحصیلِ علوم اسلامیہ میں انہماک کی وجہ سے لدھیانہ جانے کا موقع نہ ملا۔ ایک دو بار جانے کا اتفاق ہوا مگر ان دنوں میں وہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ پھر قیام پاکستان کے بعد خاندان پاکستان کے کئی شہروں میں منتشر ہو گیا جس کی وجہ سے آپس میں ملاقاتوں کا سلسلہ بہت مشکل ہو گیا۔ علاوہ ازیں حضرتِ والا کو شب و روز مشاغلِ دینیہ میں انتہائی مصروف رہنے کی وجہ سے بلا ضرورتِ دینیہ کہیں آمد و رفت اور احباب و اقارب سے ملاقات کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ آپ کے اس حال کے مطابق آپ کی زبانِ مبارک پر عموماً یہ اشعار جاری رہتے ہیں ؎

بڑھ گیا ربط کچھ ایسا مرا پیمانوں سے
کچھ تعلق ہے نہ اپنوں سے نہ بیگانوں سے

یہ کس نے کر دیا سب دوستوں سے مجھ کو بیگانہ
مجھے تو دوستی بھی دشمنی معلوم ہوتی ہے

انہوں نے حضرتِ والا کی تشریف آوری کی خبر سنی تو حضرت والا سے فون پر بات کی، دونوں جانب گہری قرابت کا خون جوش مارنے لگا۔ وہ تشریف لائے، بوقتِ ملاقات دونوں جانب جوشِ محبت و فرطِ مسرت کا عجیب مظاہرہ تھا۔ حضرتِ والا کو اپنے گھر لے گئے، پورا گھرانا جذباتِ محبت سے سرشار، چھوٹوں بڑوں سب کے قلوب فرطِ مسرت سے باغ باغ، خوشی میں پھولے نہیں سما رہے تھے، عید سے بھی دوبالا

مسرتوں کی لہریں دلوں کی گہرائیوں سے اٹھ کر پورے جسم میں رونگٹوں تک اس طرح رواں دواں کہ گویا در و دیوار بھی رقصاں۔

انہوں نے حضرتِ والا کو پہلے ایک عمومی مجلس کے کمرے میں بٹھایا، جہاں زیارت کے لئے کچھ دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہاں سے دوسرے کمرے میں تشریف لے چلنے کو کہا۔ حضرتِ والا سمجھے کہ عمومی مجلس سے ہٹ کر خصوصی مجلس چاہتے ہیں، اس لئے آپ ان کے ساتھ چل دیئے مگر اس کمرے میں پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں خواتین کا مجمع ہے۔ انہوں نے ایک ایک کا تعارف کرایا۔ یہ سب خواتین خاص ان کے گھر ہی کی تھیں۔ حضرتِ والا محبت و نرمی اور حسنِ تدبیر سے پردہ کے بارہ میں ارشاد فرمانے ہی والے تھے کہ مغرب کی اذان ہو گئی، مسجد قریب ہی تھی، فوراً مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ بطریقِ احسن نہی عن المنکر کا موقع نہ ملا۔ نماز سے فارغ ہو کر اپنی قیامگاہ پر پہنچے تو بڑی شدت سے یہ فکر دامنگیر ہوئی:

> "میں نے نہی عن المنکر کا فرض ادا نہیں کیا، بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہو گی تو کیا جواب دوں گا؟
>
> یہ طے کر لیا کہ صبح تک زندہ رہا تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ فرض ضرور ادا کروں گا مگر پھر دل و دماغ پر یہ خطرہ مسلط ہو گیا کہ اگر میں ادائِ فرض سے قبل مر گیا تو کیا ہو گا؟ اس خوف نے نیند حرام کر دی، رات بھر سخت بے چینی رہی، اور یہ دُعاء جاری رہی کہ یا اللہ! مجھے صبح تک زندگی عطا فرما تاکہ یہ فرض ادا کر سکوں، کروٹوں پر کروٹیں بدلتے بہت مشکل سے رات گزاری۔"

نمازِ فجر سے فارغ ہوتے ہی انہیں ٹیلیفون کیا اور فرمایا:

”کل آپ مجھے لے گئے تھے آج میں خود آپ کے پاس آؤں گا اور وعظ بھی کہوں گا“

انہوں نے دوسرے مردوں اور عورتوں کو بھی وعظ سننے کے لئے بلانے کی اجازت چاہی۔ حضرت والا نے اس شرط سے اجازت دے دی کہ خواتین کے بیٹھنے کا الگ باپردہ انتظام ہو۔ چنانچہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے پردہ کے بارہ میں بہت محبت اور دردِ دل سے لبریز بہت مفصل اور عجیب التاثیر وعظ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت والا کو سکون ملا اور اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر ادا کیا۔

اس قصہ میں اُمورِ ذیل ملحوظ رہیں:

۱۔۔۔ جانبین کی عمر تقریباً ساٹھ برس تھی، بہت ہی قریب تر تعلقِ قرابت کے باوجود اتنی طویل عمر گزرنے کے بعد یہ پہلی ملاقات تھی جس کی وجہ سے جانبین کے قلوب میں محبت کے ولولے موجزن تھے، اس کی کچھ تفصیل اوپر بتائی جا چکی ہے۔

۲۔۔۔ یہ سب خواتین حضرت والا کی قریب ترین ذی رحم رشتہ دار تھیں مگر محرم نہیں تھیں۔

۳۔۔۔ بے دینی کے اس دور میں بزعم خود دیندار گھرانے بلکہ بیشتر علماء و مشائخ بھی ایسے قریب ترین رشتوں میں نہ صرف یہ کہ پردہ کی ضرورت نہیں محسوس کرتے بلکہ اسے معیوب سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دیں۔

بفضل اللہ تعالیٰ ان میں سے کوئی چیز بھی حضرت اقدس دامت برکاتہم کے تعلق مع اللہ پر بال برابر بھی اثر انداز نہ ہو سکی۔

اللہ تعالیٰ پوری امتِ مسلمہ کو حضرت والا کے فیوض سے زیادہ سے زیادہ بہرہ ور فرمائیں۔

صحیح بخاری کے ختم پر ایک مشہور انتخابی امیدوار کے لئے دعاء:

㉘ ایک صاحب دینی اور دنیوی حلقوں میں بہت مشہور تھے، بلکہ بین الاقوامی

شہرت رکھتے تھے، وہ انتخابات میں امیدوار کی حیثیت سے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ دار العلوم میں صحیح بخاری کا ختم کروا کر ان کی کامیابی کے لئے دُعاء کروائی جائے۔ اس زمانہ میں دار العلوم میں صحیح بخاری حضرت اقدس دامت برکاتہم پڑھاتے تھے، اس لئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ختمِ بخاری کے لئے حضرتِ والا سے فرمایا۔ مگر حضرتِ والا کی رائے میں یہ شخص صحیح نہیں تھا۔ ظاہرًا تو یہ آزاد امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہوا تھا، مگر اندرونی طور پر اس کا تعلق جماعتِ اسلامی سے تھا، اس لئے حضرت اقدس دامت برکاتہم نے صحیح بخاری کا ختم کروا کر اس امیدوار کی موجودگی میں ان الفاظ میں دُعاء کروائی؛

> "یا اللہ! تیرا علم کامل ہے اور ہمارا علم ناقص ہے، تو ہمارے اور پاکستان کے دینی و دنیوی نفع و نقصان کو ہم سے زیادہ جانتا ہے اس لئے تیرے علم میں اگر۔ ۔ ۔ ۔ صاحب کی کامیابی خود اُن کے حق میں اور پوری قوم اور حکومتِ پاکستان کے حق میں دین و دنیا کے لحاظ سے بہتر ہے تو اپنی رحمت سے انہیں کامیاب فرما اور دین و دنیا ہر لحاظ سے انہیں زیادہ سے زیادہ خدمات بأحسن وجوہ انجام دینے کی توفیق عطاء فرما اور ان کی خدمات کو قبول فرما۔
>
> اور اگر تیرے علم میں ان کی کامیابی دینی یا دنیوی لحاظ سے ان کے حق میں یا پاکستان اور عوام کے حق میں بہتر نہیں تو اس خدمت کے لئے کوئی دوسرا بہتر شخص مقدر فرما جو تیری رضا کے مطابق خدمات انجام دے۔"

اس دُعاء پر سب نے آمین کہی۔ انہیں بھی طوعًا کرھًا آمین کہنا ہی پڑی، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ہر قسم کے اسبابِ کامیابی رکھنے کے باوجود ناکام رہے۔

غیر محرم کو سفر پر ساتھ نہ لے جانا :

واقعہ نمبر ”۱“

㉙ ایک صاحب بہت ہی اُونچے درجہ کے سرکاری افسر ہیں، علاوہ ازیں دینی امتیاز بھی رکھتے ہیں اور حضرتِ والا کے ساتھ بہت پرانے تعلقات رکھتے ہیں، ایک سفر میں حضرتِ والا نے ایک دو روز ان کے یہاں قیام فرمایا، وہاں سے کراچی واپسی کے وقت انہوں نے حضرتِ والا سے کہا :

> ”میری والدہ صاحبہ بھی کراچی جارہی ہیں، ان کی نشست بھی اسی پرواز میں ہے جس میں آپ تشریف لے جارہے ہیں، اچھا ہوا سفر میں آپ کا ساتھ مل گیا۔“

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا :

> ”غیر محرم کے ساتھ سفر جائز نہیں، یہ تو اپنے طور پر تنہا جا رہی تھیں، اب بھی یونہی سمجھیں کہ وہ میرے ساتھ نہیں جارہیں بلکہ تنہا ہی جارہی ہیں، سفر میں ہمارا آپس میں کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں رہے گا۔“

یہاں امورِ ذیل قابلِ ملاحظہ ہیں :

۱ــــ یہ صاحب سرکاری سطح پر بہت ہی اونچا منصب رکھتے ہیں۔

۲ــــ دینی لحاظ سے بھی ممتاز ہیں۔

۳ــــ حضرتِ اقدس کے ساتھ بہت پرانے تعلقات رکھتے ہیں۔

۴ــــ اس وقت حضرتِ والا ان کے مہمان تھے۔

۵ــــ یہ خاتون بہت معمر تھیں۔

۶ــــ سفر ہوائی جہاز کا تھا جس میں جہاز کا عملہ ہر قسم کا تعاون کرتا ہے کسی دوسرے کے تعاون کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

۷ — سفر صرف دو گھنٹے ۔

ان حالات میں بفضل اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی استقامتِ دینیہ پر نہ تو کوئی مروّت غالب آسکی اور نہ ہی کوئی مصلحت ۔

واقعہ نمبر ”۲“

(۳۰) حضرتِ والا سال میں ایک بار بھائی بہنوں سے ملاقات کے لئے اپنی گاڑی پر خیر پور تشریف لے جاتے ہیں، ایک بار حسبِ معمول تشریف لے جانے لگے تو آپ کی ایک بہو نے کہا :

”واپسی پر میری امّی کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔“

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا :

”غیر محرم کے ساتھ سفر جائز نہیں۔“

بہو نے اپنی ایک بیٹی (حضرت والا کی پوتی) کے بارہ میں کہا :

”آپ . . . . . کو ساتھ لے جائیں، واپسی پر یہ امّی کے ساتھ ہوں گی۔“

حضرتِ اقدس نے فرمایا :

”اِس کے ساتھ ہونے سے کیا فائدہ؟ اُس کا سفر تو پھر بھی بغیر محرم ہی ہوگا، اس لئے میں اُسے ساتھ نہیں لاؤں گا۔“

حضرتِ والا خیر پور تشریف لے گئے، بہو نے پہلے ہی اپنی امی کو حضرتِ والا کے ساتھ آنے کے بارہ میں خط لکھ دیا تھا، اس لئے وہ تیار بیٹھی تھیں حضرتِ والا دوسری عورتوں کی طرح اپنی سمدھن سے بھی براہِ راست بات نہیں کرتے، اس لئے انہیں کسی ذریعہ سے یہ مسئلہ بتایا :

”عورت کے لئے بلا محرم سفر کرنا جائز نہیں، اس لئے اگر آپ

میری گاڑی میں چلنا چاہتی ہیں تو اپنے شوہر کو بھی ساتھ لیں ورنہ میں آپ کو نہیں لے جا سکتا۔“

شوہر کے چلنے میں کچھ مشکلات بتائی گئیں، مگر حضرتِ والا پھر بھی اپنا یہی فیصلہ ان تک پہنچاتے رہے۔ بالآخران کے شوہر ساتھ آنے پر تیار ہوئے تو حضرتِ والا نے ان دونوں کو اپنی گاڑی میں بٹھایا۔

یہاں یہ اُمور ملحوظ رہیں :

۱ — یہ خاتون حضرتِ والا کی صرف سمدھن ہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ اور بھی کئی قریب تر رشتے ہیں، مگر کسی بھی رشتہ سے محرم نہیں۔

۲ — حضرتِ والا کی عمر اس وقت پینسٹھ برس سے اوپر تھی اور سمدھن صاحبہ تو حضرتِ والا سے بھی بہت بڑی ہیں۔

قریب تر متعدد رشتوں اور جانبین کی کبرسنی کے باوجود حضرتِ والا نے اپنے ساتھ سفر کرنے کی اجازت نہ دی۔

خلافِ قانون حج کرنے پر تعاون کرنا بھی جائز نہیں :

(۳۱) حضرتِ والا کے ایک بہت قریبی رشتہ دار حج فرض ادا کر چکے ہیں، انہوں نے دوبارہ نفل حج اس طریقہ سے کرنا چاہا کہ عمرہ کا ویزا لے کر مکہ مکرمہ پہنچ جائیں اور پھر حکومت کی اجازت کے بغیر موسم حج تک وہیں ٹھہر جائیں، اس مقصد کے لئے ویزا حاصل کرنے میں انہوں نے حضرتِ والا سے تعاون کی درخواست کی۔ حضرتِ والا دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا :

> ”وہاں خلافِ قانون ٹھہرنا جائز نہیں، اس لئے میں تعاون نہیں کروں گا۔“

انہوں نے قریب تر رشتہ داری اور پرانی بے تکلفی کی بناء پر بار بار بہت اصرار کیا بلکہ بہت کچھ ناراضی کا بھی اظہار کیا، اس کے باوجود حضرتِ والا نے صاف انکار فرمادیا۔

اس موقع پر یہ اُمور توجہ طلب ہیں :

۱ــــ یہ صاحب حضرتِ اقدس دامت برکاتہم اور پیرانی صاحبہ دونوں کے بہت ہی قریب تر رشتہ دار ہیں۔ پھر رشتہ بھی ایک نہیں، چار رشتے ہیں جن میں سے ہر ایک رشتہ بہت ہی قریب تر ہے۔

۲ــــ ان کے ساتھ اور ان کے والدین بلکہ دادا کے ساتھ بھی بہت پرانے تعلقات ہیں اور بہت گہری محبت کا رابطہ ہے۔

۳ــــ حضرتِ والا کو یہ بھی یقین تھا کہ اگر آپ انہیں ویزا نہیں دلائیں گے تو بھی وہ کسی نہ کسی طرح ویزا حاصل کر ہی لیں گے اور اپنی اس حرکت سے باز نہیں آئیں گے۔ حضرتِ والا انہیں بار بار یہ جتلاتے بھی رہے، اور یوں فرماتے رہے :

> ”اس یقین کے باوجود میں ویزا نہیں دلاؤں گا، میں گناہ کے کام میں تو کسی صورت میں بھی تعاون نہیں کرسکتا۔“

چنانچہ انہوں نے کسی دوسرے ذریعہ سے ویزا لے کر ہی چھوڑا، مگر کسی عذر کی وجہ سے جا نہ سکے۔ یہ بھی حضرتِ والا کی کرامت ہے کہ ویزا مل جانے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو معصیت سے بچالیا۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے تعلق مع اللہ پر دوسرے کسی بھی تعلق کا کوئی بال برابر بھی اثر نہ ہوسکا، آپ کا حال تو یہ ہے جو وقتاً فوقتاً آپ کی زبانِ مبارک سے ظاہر ہوتا رہتا ہے ؎

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اُڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

میں "مطلب پرست" ہوں:

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم بسا اوقات ارشاد فرماتے ہیں:

"میں انتہائی درجہ کا "مطلب پرست" ہوں، میرے جیسا "مطلب پرست" آپ لوگوں کو دنیا میں بمشکل ہی ملے گا، اس لئے مجھ سے بچ کر رہا کرو۔"

پھر اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں:

"میرا "مطلب" میرے محبوب کی رضاجوئی ہے، اس میں کوئی میرا ساتھ دے گا تو میں اس کے ساتھ ہوں، جو شخص میرے اس مطلب میں میرا ساتھ نہیں دیتا میں اس کا ساتھ نہیں دے سکتا۔"

والدِ محترم، اساتذہ اور بڑے بھائیوں کے سامنے استقامت کا مظاہرہ:

(۳۲) حضرت والا ایک بار حسبِ معمول والدِ محترم کی زیارت کے لئے خیرپور تشریف لے گئے، نمازِ عشاء میں آپ کے سب بھائی جمع تھے۔ نماز کے بعد والد صاحب اور بھائیوں کے ساتھ مسجد ہی میں کچھ دیر نشست ہو گئی۔ ان ایام میں

ملک میں سیاست کا دور دورہ تھا، مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈر ایک دوسرے پر کیچڑ اچھال رہے تھے، اس صورتِ حال کے پیشِ نظر حضرتِ والا سے آپ کے ایک بڑے بھائی نے دریافت کیا:

"کہئے کراچی کے لیل و نہار کیسے ہیں؟"

حضرتِ والا سمجھ گئے کہ یہ سیاسی گفتگو شروع کر کے کسی لیڈر پر نکتہ چینی کرنا چاہتے ہیں، اس لئے حضرتِ والا نے فرمایا:

"میں کوئی سیاسی بات اور کسی کی غیبت نہ کروں گا نہ سنوں گا۔"

اس کے باوجود انہوں نے ایک سیاسی لیڈر کی بات شروع کرنا چاہی، ان کے منہ سے اس لیڈر کا ابھی صرف نام ہی نکلنے پایا تھا کہ حضرتِ والا کی رگِ حمیتِ دینیہ پھڑک اٹھی، آپ نے بڑے جوش سے فرمایا:

"غیبت زنا سے بھی بدتر ہے، اتنا بڑا گناہ مسجد میں بیٹھ کر؟"

یہ فرما کر کھڑے ہو گئے اور کراچی سے جو خدام آپ کے ساتھ تھے ان سے فرمایا:

"سب اٹھ جاؤ، یہاں بیٹھنا جائز نہیں۔"

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (٦-٦٨)

"یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔"

حضرتِ والا کے ساتھ آپ کے خدام بھی فوراً اٹھ کر چل دیئے، بعد میں حضرتِ والا کے والدِ ماجد نے آپ کی اس حمیتِ دینیہ و ہمتِ عالیہ کی بہت تحسین فرمائی۔

اس واقعہ میں امورِ ذیل قابلِ ملاحظہ ہیں:

۱— اس مجلس میں حضرتِ والا کے والدِ محترم، تین بڑے بھائی اور ایک بڑے بہنوئی تشریف رکھتے تھے۔

۲ـــ حضرت والد صاحب دامت برکاتہم عالمِ دین ہونے کے علاوہ ولایت میں بھی صاحبِ مقاماتِ رفیعہ ہیں۔

۳ـــ تینوں بھائی اور بہنوئی مشہور علماء میں سے ہیں۔

۴ـــ ان میں سے ایک بھائی اور بہنوئی حضرتِ والا کے استاذ بھی ہیں، بہنوئی تو ایسے استاذ کہ آپ نے علوم کا اکثر حصہ انہی سے پڑھا ہے، بچپن سے کئی سال مسلسل انہی کی تربیت میں رہے۔

۵ـــ جس بھائی نے سیاسی گفتگو شروع کی تھی وہ بھی آپ سے بڑے تھے۔

۶ـــ والدِ محترم کی زیارت اور بھائیوں سے ملاقات کے لئے حضرتِ والا سال میں تو صرف ایک بار خیرپور تشریف لے جاتے ہیں، وہ بھی صرف ایک دن کے لئے۔

بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی استقامتِ دینیہ و تعلق مع اللہ میں بڑے سے بڑا مقام اور قریبی سے قریبی رشتہ کا تعلق ذرا سی بھی لچک پیدا نہ کرسکا۔

حُبِّ فی اللہ و بُغض فی اللہ کی عجیب مثال:

(۳۳) حضرتِ والا جس زمانہ میں جامعہ دار الہدیٰ ٹھیڑھی میں شیخ الحدیث و صدر مفتی تھے، ایک طالبِ علم آپ کے ساتھ بہت خصوصی تعلق رکھتے تھے، بہت خدمت کرتے تھے، خدمات بھی ایسی کہ جن کا تعلق محض راحت سے نہیں تھا بلکہ ضروریات میں داخل تھیں۔

ان کے بارہ میں مہتمم صاحب کو کسی ایسے سنگین جرم کی شکایت پہنچی کہ ثبوتِ جرم کی صورت میں ان کا جامعہ سے اخراج ضروری قرار پاتا مگر حضرتِ والا کے خادمِ خاص ہونے کی وجہ سے مہتمم صاحب ان کے بارہ میں شکایت کی تحقیق و تفتیش سے گریز کر رہے تھے، اور اس معاملہ کو اس قدر دبانا چاہا کہ حضرتِ والا کو اس کا علم نہ

ہو۔ مع ھٰذا کسی ذریعہ سے حضرتِ والا تک بات پہنچ گئی، تو حضرتِ والا مہتمم صاحب سے ملے اور فرمایا:

> ”آپ ان سے متعلق شکایت کی بالکل غیر جانبدارانہ تحقیق و تفتیش کروائیں، جرم ثابت ہو جائے تو جو سزا مناسب سمجھیں تجویز کریں، مجھے اس میں قطعاً کوئی ناگواری نہیں ہوگی، بلکہ اتباعِ حق کی وجہ سے بے حد مسرت ہوگی، تفتیش یا سزا کی تجویز میں میری وجہ سے ذرہ برابر بھی رعایت برتی گئی اور کسی قسم کے تسامح و چشم پوشی سے کام لیا گیا تو مجھے بہت سخت تکلیف ہوگی، اور مجھے آپ سے ہمیشہ کے لئے اس کی سخت شکایت رہے گی۔ میرا مطالبہ تو یہ ہے کہ ان سے متعلق تفتیش اور سزا کی تجویز میں دوسروں کی بنسبت بہت زیادہ سختی سے کام لیا جائے۔“

تفتیش سے ثابت ہوا کہ یہ شکایت بالکل غلط اور بے بنیاد تھی۔

ان طالبِ علم پر ثبوتِ جرم اور ان کے اخراج کی صورت میں حضرتِ والا کو کتنی تکالیف سے دوچار ہونا پڑتا؟

۱ــــ ایسے مخلص خادمِ خاص پر اتنے بڑے جرم کے ثبوت اور اخراج کی سزا سے اہلِ دنیا کی نظر میں انتہائی بدنامی۔

۲ــــ ان سے حضرتِ والا کو بہت محبت تھی، اس لئے ان کی بدنامی کی تکلیف الگ۔

۳ــــ بصورتِ اخراج ان سے فراق کا صدمہ۔

۴ــــ انتہائی ضروری خدمات کے لئے ان جیسے مخلص اور سمجھدار خادم کا ملنا بظاہر ناممکن۔

بفضل اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کے تعلق مع اللہ، فکرِ آخرت، تقویٰ اور

جذبۂ اتباعِ حق پر یہ خطرات بال برابر بھی اثر انداز نہ ہو سکے۔

مدیر جوازات مدینہ منورہ:

(۳۴) حضرتِ والا ہر سال عمرہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں، یہاں بہت اہم خدماتِ دینیہ چھوڑ کر سفرِ عمرہ اختیار فرمانے کی دو وجوہ ارشاد فرماتے ہیں:

۱ــــ یہاں متعدی خدماتِ دینیہ میں انہماک کی وجہ سے خلوت مع اللہ کے لئے وقت کم ملتا ہے۔ خدماتِ متعدیہ کے ساتھ اگر خلوت مع اللہ میں معتد بہ وقت صَرف نہیں کیا جاتا تو قلب میں ظلمت و کدورت پیدا ہونے لگتی ہے۔

۲ــــ وہاں حاضری سے یہاں خدماتِ دینیہ میں برکت ہوتی ہے۔

حضرتِ والا سفر سے قبل سنت کے مطابق استخارہ فرماتے ہیں، اس کے بعد کسی بھی قسم کی مراعات کے لئے کوئی سفارش کروانا تو درکنار خود اپنا منصب تک بھی ظاہر نہیں ہونے دیتے، سب مراحل بالکل عوام کی طرح۔

ایک بار وہاں ویزا سے زیادہ اقامت کی سخت ضرورت پیش آگئی، ضروراتِ دینیہ کے علاوہ حقوق العباد کا بھی ایک اہم مسئلہ پیش آگیا۔ حضرتِ والا نے ویزا کی توسیع کے لئے خادم کو مدیر کے پاس بھیجا۔ مدیر نے کہا:

> ”زیادہ توسیع پر سخت پابندی ہے لہٰذا ایک ہفتہ ویسے ہی قیام فرمالیں اس کے بعد ایک ہفتہ مزید توسیع کر دوں گا۔“

خادم نے حضرتِ والا کی خدمت میں مدیر کا پیغام پیش کیا تو ارشاد فرمایا:

> ”مدیر سے کہیں کہ آپ ایک ہفتہ خلافِ قانون ٹھہرنے کا مشورہ دے رہے ہیں جبکہ میرا یہ پندرھواں سفر ہے اور میں کبھی بھی ایک لمحہ بھی خلافِ قانون نہیں ٹھہرا، ویزا بڑھا دیں تو بہتر ورنہ میں چلا جاؤں گا۔“

مدیر نے حضرتِ والا کی استقامتِ دینیہ و تقویٰ کا یہ حال سن کر اُسی وقت توسیع کر دی۔

بہت سے علماء و مشایخ بھی وہاں مہینوں خلافِ قانون پڑے رہتے ہیں مگر حضرتِ والا نے ایسی ضرورتِ شدیدہ اور خود مدیر کی اجازت کے باوجود انکار فرما دیا، آپ فرماتے ہیں:

"امورِ انتظامیہ میں کافر حکومت کے قانون کی بھی خلاف ورزی جائز نہیں۔"

استاذ محترم کے ہاں شادی کی دعوت پر:

﴿۳۵﴾ حضرتِ والا کے ایک استاذِ محترم کے ہاں شادی کی تقریب تھی، جس میں حضرتِ والا کو خصوصی دعوت تھی، اس دعوت میں کچھ ایسے تکلفات تھے جو حضرتِ والا کی نظر میں ناجائز تھے، حضرتِ والا مجلس میں تشریف لائے اور استاذِ محترم کی خدمت میں عرض کیا:

"دعوت میں ایسے تکلّفات مشروع نہیں، بس میں یہی عرض کرنے حاضر ہوا تھا، اب میں جا رہا ہوں۔"

ایک عالم نے کچھ تأویلات کیں جو حضرتِ والا کے سامنے بیتِ عنکبوت ثابت ہوئیں، حضرتِ والا ان تاویلات کا مُسکت جواب ارشاد فرما کر واپس تشریف لے گئے۔

اس قصہ میں امورِ ذیل قابلِ توجہ ہیں:

۱ — صاحبِ دعوت حضرتِ والا کے اونچے درجہ کے استاذ تھے۔
۲ — بہت مشہور عالم اور مشہور بزرگ تھے۔
۳ — وہ ایک بہت بڑے جامعہ کے مہتمم تھے اور حضرتِ والا ان کے تحت اس جامعہ میں استاذ تھے۔
۴ — اس مجلس میں استاذِ محترم کے علاوہ اور بھی کئی مشہور علماء تشریف فرما تھے۔

اِن سب اَسبابِ مروّت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کو دولتِ استقامت سے نوازا۔

والدِ ماجد، اساتذہ اور بڑے بھائیوں کی خواہش کے باوجود دعوت میں شرکت سے انکار:

(۳۶) ایک بار حضرتِ والا اپنے والدِ ماجد کی زیارت کے لئے خیرپور تشریف لے گئے، وہاں والدِ محترم کے احباب میں سے کسی نے حضرتِ والا کے اعزاز میں کھانے کی دعوت کی جس میں آپ کے والدِ محترم اور تین بڑے بھائیوں کو بھی مدعو کیا، یہ تینوں بھائی عالم ہیں اور ان میں سے ایک حضرتِ والا کے استاذ بھی ہیں۔

حضرتِ والا کو عِلم ہوا کہ وہاں کوئی آزاد خیال مولوی بھی آئے گا تو آپ نے دعوت قبول فرمانے سے معذرت کر دی اور اس کی یہ وجوہ بیان فرمائیں:

۱— عوام کو خیال ہوگا کہ اس مولوی کے ہم سے تعلقات ہیں۔

۲— یہ احتمال بھی ہے کہ وہ مجلس میں کوئی غلط بات کہے، اس پر میں خاموش رہوں تو اس کی تأیید ہوگی اور بولوں تو مجلس میں تکدر ہوگا، دعوت کا مزا ہی کرکرا ہو جائے گا۔

چنانچہ حضرتِ والا کے سوا دوسرے حضرات تشریف لے گئے، بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی استقامت پر والد، استاذ اور بڑے بھائیوں کے تعلق کا کوئی اثر نہ ہوا۔

رؤیتِ ہلال کمیٹی کے ارکان کی فلم اور حضرتِ والا کا احتجاج:

(۳۷) حضرتِ والا جب رؤیتِ ہلال کمیٹی پاکستان کے رکن تھے رؤیتِ ہلال کا فیصلہ بذریعہ ٹی وی نشر کرنے کے لئے ارکانِ مجلسِ علماء کی فلم بننے لگی حضرتِ والا

نے منع فرمایا، حکومت کے کارندے باز نہ آئے تو حضرتِ والا کمرے سے باہر تشریف لے گئے۔

جبکہ بعض ارکان حضرتِ والا سے عمر میں بھی بہت بڑے تھے اور حکام و عوام میں شہرت بھی زیادہ رکھتے تھے۔

کمیٹی کے اجلاس اور کارروائی میں اور بھی منکرات ہوتے تھے حضرتِ والا نے ان کی اصلاح کی کوشش فرمائی، کوئی نتیجہ نہ نکلا تو رکنیت سے استعفاء دے دیا۔

شہید بھتیجے کے جنازہ پر:

(۳۸) حضرتِ والا کے ایک نوجوان بھتیجے پاک فضائیہ میں بہت اونچے درجہ کے افسر تھے، جو کراچی میں ایک پرواز کے دوران جہاز گر جانے سے شہید ہوگئے۔ ذمہ دار افسر نے اطلاع دی تو حضرتِ والا فضائیہ کے مرکز ماڑی پور تشریف لے گئے، ذمہ دار افسر نے کہا:

> "ہم ان کو فوجی طیارہ کے ذریعہ خیرپور پہنچائیں گے، آپ بھی اسی طیارہ میں ساتھ تشریف لے چلیں۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

> "میت کو دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا جائز نہیں، اس لئے ان کو ہمارے سپرد کر دیں یا آپ خود یہیں دفن کرنے کا انتظام کریں۔"

اس نے کہا:

> "ہم نے خیرپور فون کر کے ان کے والد سے خیرپور پہنچانے کی اجازت لے لی ہے۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

”خیرپور فون کی لائن ملا کر مجھے دیں، میں بھائی صاحب سے بات کروں گا۔“

حضرتِ والا تقریباً دو گھنٹے وہاں بیٹھے انتظار کرتے رہے، اس کے بعد افسر نے کہا:

”پوری کوشش کے باوجود لائن نہیں ملی، اس لئے اب ہم نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ان کو خیرپور لے جائیں گے، آپ بھی ساتھ تشریف لے چلیں۔“

حضرتِ والا نے فرمایا:

”میں گناہ کے کام میں شریک نہیں ہو سکتا، اس لئے واپس جا رہا ہوں۔“

دارالافتاء پہنچ کر بھائی صاحب کو فون کیا تو انہوں نے فرمایا:

”انہوں نے مجھ سے یہاں لانے کی اجازت نہیں لی، انہوں نے آپ سے بالکل غلط کہا ہے۔“

اتنی دیر میں ان کا طیارہ پرواز کر چکا تھا، اس لئے اب ان کو روکنے کی کوئی صورت ممکن نہ رہی تھی۔

فوجی دستہ میت کو لے کر خیرپور پہنچا تو حضرتِ والا کے بھائی صاحب نے ان سے سخت شکایت کی کہ اس کو یہاں کیوں لائے ہیں؟ کراچی ہی میں کیوں نہیں دفن کیا؟ ان کی اس حرکت پر بہت سخت افسوس کا اظہار کیا۔

دراصل حقیقت یہ ہے کہ فوج میت کو اس کے وطن پہنچانے میں اپنا اور میت کا اعزاز سمجھتی ہے اور نہ پہنچانے کو توہین۔ اس لئے فوجی افسر نے حضرتِ والا

سے جھوٹ کہا اور لائن نہ ملنے کا بہانہ بھی جھوٹا ہی تراشا۔

تعلقات و محرکات:

① بھتیجا
② نوجوان
③ فضائیہ میں بہت بڑا منصب
④ شہید
⑤ اچانک حادثہ
⑥ بھائی کا رشتہ
⑦ بڑے بھائی
⑧ استاذ بھی
⑨ ہوائی جہاز کی سہولت
⑩ بلا کرایہ
⑪ فوجی اعزاز
⑫ نماز جنازہ میں شرکت
⑬ بھائی اور دوسرے متعلقین کو تعزیت
⑭ نہ جانے کی صورت میں فوج کی نظر میں انتہائی خفت
⑮ عوام میں ہدفِ ملامت

تعلق مع اللہ پر سب کچھ قربان اور محبتِ الٰہیہ میں ہر خفت و ملامت عین عزت۔

حمّاد کے ساتھ اس کی والدہ کا سفر:

㊴ خیر پور سے حضرتِ والا کے سمدھی صاحب نے فون پر بتایا:

"میری اہلیہ سخت بیمار ہیں، حالت بہت مایوس کن ہے، بس آج یا کل ہی میں رخصت ہونے والی ہیں، میری بیٹی کو آخری بار منہ دیکھنے بیٹے حمّاد کے ساتھ گاڑی پر سوار کروا دیں ہم یہاں اسٹیشن پر اتار لیں گے۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"عورت کے لئے بلا محرم سفر جائز نہیں، حمّاد کی عمر گیارہ سال ہے، بارہ سال کا ہوتا تو اس کے ساتھ سفر کر سکتی تھیں، اس لئے وہیں سے کوئی محرم آکر لے جائے۔"

انہوں نے کہا:

”حمّاد تو ماشاء اللہ! بہت ہشیار اور سمجھدار ہے، کوئی گنجائش نکل سکے تو بہتر ہے۔“

حضرتِ والا نے فرمایا:

”میں مسئلہ کی مزید تحقیق کرواتا ہوں، رخصت مل گئی تو بھیج دیں گے، ورنہ مالک کے حکم پر صبر کریں اور اس کی رضا پر راضی رہیں، وہ ہماری بہتری ہم سے زیادہ جانتا ہے، مسئلہ کی تحقیق کے بعد شریعت کا جو حکم معلوم ہوا اور اس کے مطابق جو فیصلہ ہوا آپ کو بتا دوں گا۔“

حضرتِ والا نے مسئلہ کی تحقیق دار الافتاء میں ایک مفتی صاحب کے ذمّہ لگا دی، انہوں نے کتبِ فقہ کا مراجعہ کیا تو ثابت ہوا کہ بلوغ شرط ہے اور ایسی ضرورتِ شدیدہ میں بھی بارہ سال سے کم کی گنجائش نہیں، سمدھی صاحب کو بذریعہ فون بتایا گیا تو ان کے صاحبزادہ خیرپور سے آ کر اپنی بہن کو لے گئے، دوسرے یا تیسرے روز ان کی والدہ انتقال کر گئیں، ایک ہفتہ بعد پھر بھائی ہی کراچی واپس چھوڑ کر گئے۔

اس وقت حضرتِ والا کے صاحبزادہ کراچی میں نہیں تھے، ورنہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ چلے جاتے، سسرال والوں کو ایسی مصیبت کے وقت کراچی سے خیرپور لے جانے اور پھر واپس کراچی چھوڑ کر جانے کی مزید تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

ایک مشہور عالم کی تعزیت میں مروّجہ فاتحہ خوانی پر نکیر:

﴿۴۰﴾ ایک بہت مشہور عالم بہت بڑے اور بہت مشہور جامعہ کے مہتمم کی نمازِ جنازہ میں حضرتِ والا شریک نہ ہوئے، دوسرے روز بغرضِ تعزیت ان کے جامعہ میں تشریف لے گئے، جہاں تعزیت کے لئے اطرافِ ملک سے بہت

دور دور سے بہت بڑے بڑے اور بہت مشہور علماءِ کرام کا بہت بڑا مجمع تھا، حضرتِ والا نے وہاں پہنچ کر پہلے بطریقِ مسنون میت کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر واجر کی دُعاء فرمائی، پھر تعزیت کے طریقِ مسنون کی وضاحت فرمائی، پھر ان اکابر علماءِ کرام سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

> ”کئی تجارب سے ثابت ہوا کہ اس زمانہ میں مشہور علماء و مشائخ کی نمازِ جنازہ منکرات سے خالی نہیں ہوتی، اس لئے میں نے مشہور علماء و مشائخ کی نمازِ جنازہ میں شرکت چھوڑ دی ہے، ان کے لئے سنت کے مطابق کثرت سے دُعاءِ مغفرت، ترقیِ درجات و ایصالِ ثواب کا معمول بنا لیتا ہوں۔ اسی وجہ سے کل نمازِ جنازہ میں شریک نہیں ہوا۔“

اتنے میں ایک صاحب آئے، رسم کے مطابق بیٹھتے ہی دُعاء کے لئے ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے:

> ”فاتحہ پڑھیں۔“

پورا مجمع ابھی ہاتھ اٹھا ہی رہا تھا کہ اتنے میں حضرتِ والا نے فوراً برجستہ فرمایا:

> ”دُعاء کا یہ مروجہ طریقہ بدعت ہے، سنت کے مطابق دُعاء کا طریقہ میں بتا چکا ہوں۔“

یہ سُن کر سب نے ہاتھ چھوڑ دیئے، حضرتِ والا کی بدولت اتنی بڑی بدعت جیسے کبیرہ گناہ سے سب کی حفاظت ہو گئی، ورنہ اس زمانہ میں علماء و مشائخ کی مجالس بھی اس قسم کی بدعات و منکرات سے محفوظ نہیں۔

سب علماء و مشائخ حضرتِ والا کی پوری گفتگو نہایت سکون و توجہ سے

سنتے رہے، استقامت وہمت کا یہ بے مثال مقام دیکھ کر سب حیرت سے منہ تکتے رہ گئے، ایسے بے خود کہ گویا سب پر سکتہ طاری ہو گیا، کوئی بھی ایک لفظ بھی نہ بولا۔

اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کا سایہ بدعات ومنکرات کے قلع وقمع کے لئے تا دیر بسلامت قائم رکھیں اور آپ کے فیوض وبرکات سے امت کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں۔ بقولِ حضرتِ والا دین پر ایسی استقامت عطاء فرمائیں کہ اللہ کے معاملہ میں کوئی محبت، کوئی مروت، کوئی خوف، کوئی تعلّق بال برابر بھی اثر انداز نہ ہو سکے۔

لطیفہ:

حضرتِ والا کی استقامتِ دینیہ وتصلب اور اصلاحِ منکرات وتبلیغِ کلمۂ حق میں کسی تعلق، محبت، مروّت یا خوف سے متأثر نہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں غیر اللہ کی کوئی پروا نہ کرنے کی وجہ سے دنیا دار مولوی کہتے ہیں:

"آپ میں انانیّت ہے۔"

حضرت والا جواب میں فرماتے ہیں:

"ان مولویوں میں عنانیّت ہے۔"

جامعۃ الرشید:

(۴۱) عنوانِ "قبولِ مناصب سے انکار" کے تحت کئی واقعات تحریر کئے جا چکے ہیں کہ کئی بہت بڑے اور بین الاقوامی مشہور جامعات کی طرف سے حضرتِ والا کو منصبِ شیخ الحدیث کے ساتھ منصبِ اہتمام بھی پیش کیا گیا مگر آپ نے معذرت فرمادی۔

عنوان "توکّل" اور عنوان "استغناء" کے تحت کئی واقعات لکھے جاچکے ہیں کہ حکومت کے علاوہ کئی اصحابِ خیر نے بھی حضرتِ والا کو کئی بار بہت بڑے پلاٹوں اور بعض نے ان پر بہت شاندار تعمیرات کرکے دینے کی بھی پیشکش کی۔

حضرتِ والا نے کسی کی بھی کسی پیشکش کو قبول نہیں فرمایا۔

لیکن جب "دارالافتاء والارشاد" میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی برکت سے خدماتِ دینیہ میں روز افزوں حیرت انگیز ترقی ہونے لگی اور مزید کئی شعبے کھولنے کی ضرورت محسوس ہوئی جن کے لئے موجودہ عمارت ناکافی تھی تو حضرتِ والا کے تلامذہ و خلفاء اور بعض مخلصین اصحابِ خیر نے اجتماعی کوشش و اصرار کے بعد حضرتِ والا سے وسیع رقبہ پر تعمیر کی اجازت حاصل کرلی۔ کمشنر کو اس کا علم ہوا تو اس نے "دارالافتاء والارشاد" کی وسیع تعمیر کے لئے بہت بہترین موقع پر رفاہی اراضی کے دس ایکڑ پیش کئے، حضرتِ والا نے معذرت فرما دی، بعد میں ارشاد فرمایا:

حکومت کی طرف سے رفاہی اراضی قبول کرنے میں یہ مفاسد ہیں:

۱ — میں کسی حال میں بھی حکومت کی طرف سے کسی بھی قسم کا کوئی احسان بھی قبول کرنے کو تیار نہیں۔

۲ — رفاہی اراضی لینے والوں کے لئے حکومت کی طرف سے کئی شرائط کی پابندی لازم ہے۔

میں صرف اپنے اللہ کے احکام کا پابند ہوں، کسی غیر کی طرف سے کوئی پابندی قبول نہیں کرسکتا۔

رفاہی اراضی لینے والے عموماً حکومت کی عائد کردہ پابندیوں سے بچنے اور حکام کو خوش رکھنے کے لئے ناجائز تدابیر اختیار کرتے ہیں، اس میں

تین گناہ ہیں:

۱ــــ حکومت کے قانون کی خلاف ورزی۔

۲ــــ فساق وفجار حکام سے روابط قائم کرکے اوران سے خلافِ قانون مراعات حاصل کرکے اپنے دین کو سخت خطرہ میں ڈالنا۔

۳ــــ ناجائز تدابیر اختیار کرنا۔

جامعہ چلانے کی شرائط:

(۴۲) اہلِ خیر میں سے بعض مخلصین نے ”دارالافتاء والارشاد“ کی توسیع کے لئے زمین کا کوئی بڑا قطعہ خرید کر پیش کرنے کی اجازت چاہی، حضرتِ والا نے ان کے جذبۂ خلوص اور اپنے تلامذہ وخلفاء کی شدید خواہش کے پیشِ نظر اجازت مرحمت فرمادی، بہتر سے بہتر محلِ وقوع پر زیادہ سے زیادہ اراضی کی تحصیل کے لئے تقریباً ڈیڑھ ماہ مسلسل تگ ودو کے بعد تین مواضع میں زیادہ بڑے رقبے نظر آئے:

۱ــــ گڈاپ کے قریب دو سو ایکڑ، جن میں سے ایک سو ایکڑ میں باغ، بہت بڑا اور نہایت عالی شان بنگلا، علاوہ ازیں بھی کافی تعداد میں بہترین تعمیرات تھیں۔

۲ــــ شاہراہِ پاکستان سے ڈھائی کلومیٹر گڈاپ روڈ پر ایک سو پینتیس ایکڑ۔

۳ــــ شاہراہِ پاکستان پر ایک سو ایکڑ۔

موقع کے لحاظ سے یہ آخری رقبہ سب سے بہتر تھا اس لئے اس کا انتخاب کیا گیا۔

اتنی زیادہ وسعت، شاہراہِ پاکستان کے بالکل کنارہ پر، تین جانب روڈ، غرضیکہ محلِ وقوع ہر لحاظ سے ایسا بہتر کہ کراچی میں اس جیسا بہتر موقع شاید کہیں نہ ہوگا۔

مگر اس زمین میں ایک نقص تھا کہ اس کا کچھ حصہ ملکیت تھا اور کچھ حصہ لیز پر۔ پھر یہ پابندی بھی کہ لین دین میں دونوں قطعات کو الگ نہیں کر سکتے، دونوں ہی لینے پڑیں گے۔ احباب کی خواہش بھی یہی تھی کہ "دار الافتاء والارشاد" کی شان کے مطابق سو ایکڑ تو ہونے ہی چاہئیں، اس لئے لیز والے قطعہ کو بھی ملکیت سے تبدیل کرنے کے طریقِ کار پر غور ہوتا رہا۔ اس اثناء میں حضرتِ والا کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ اس معاملہ کو حل کرنے کے لئے دنیوی لحاظ سے بہت اونچے طبقہ کے لوگوں کا اجلاس ہونے والا ہے۔ یہ سن کر حضرتِ والا نے بندہ عبد الرحیم اور دار الافتاء کے دوسرے خدام کو بلا کر ارشاد فرمایا:

> "میرے خیال میں لیز کی زمین لینے میں رفاہی زمین سے بھی زیادہ مفاسد ہیں، لہٰذا آپ سب دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ اس اجلاس کے اجتماعی غور میں کوئی ایسی صورت پیدا فرما دیں کہ یہ لیز والا قطعہ بھی قانون کے مطابق، کسی کا احسان لئے بغیر عام مملوکہ اراضی کی طرح بسہولت خریدا جا سکے، اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے کوئی ایسی سبیل نکال دی تو ہم یہ زمین لیں گے ورنہ نہیں، میں کوئی بھی ایسا کام کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا جس میں حکومت کے زیرِ احسان ہونا پڑے، یا قانونی پابندیوں میں رہنا پڑے، یا کوئی کام خلافِ قانون کرنا پڑے، یا فساق و فجار حکام سے روابط رکھنے پڑیں' یا ناجائز تدابیر اختیار کی جائیں، اللہ کے قانون کے اندر رہتے ہوئے کوئی چیز ملتی ہے تو وہ نعمت ہے ورنہ عذاب۔
>
> بس دعاء کرتے رہیں، اس کے بعد جو کچھ بھی منجانب اللہ مقدر ہوا اسی میں بہتری ہوگی، وہ ہماری بہتری کو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔

اللّٰھمّ ارضنا بقضائك و بارك لنا فیه حتّٰی لانحب
تعجیل ما اخرت ولا تأخیر ما عجلت "۔

" یا اللہ! تو ہمیں اپنی قضاء پر رضاء عطاء فرما اور اس میں ہمارے لئے برکت عطاء فرما، حتیٰ کہ ہم اس چیز کو جلدی نہ چاہیں جس کو تو نے مؤخر کیا ہے اور اس چیز کی تأخیر نہ چاہیں جو تو نے جلدی مقدر فرمائی ہے "۔

اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا :

" لیز والی زمین کو قانون کے مطابق ملکیت سے تبدیل کیا جاسکتا ہے، مگر اس زمین میں چند نقائص ہیں جن کے پیشِ نظر اس کی خرید کا فیصلہ غور طلب ہے "۔

چنانچہ تادمِ تحریر اس زمین کا معاملہ زیرِ غور ہے۔

والخیر فیما قدر اللہ۔

" اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی مقدر فرمائیں گے اسی میں بہتری ہوگی "۔

حضرتِ والا نے سو ایکڑ اراضی کے مطابق عظیم الشان جامعہ چلانے کی اجازت بشرائطِ ذیل دی ہے :

۱ ـــ چرمِ قربانی جمع نہ کریں، کوئی خود کھال بیچ کر اس کی قیمت پیش کرے تو قبول کر سکتے ہیں۔

۲ ـــ صدقۃ الفطر جمع کرنے کے لئے کوئی کوشش نہ کریں، کوئی از خود پیش کرے تو لے سکتے ہیں۔

۳ ـــ چندہ کے عام مروجہ طریقوں کی کسی حال میں بھی اجازت نہیں۔

۴ ـــ مالی تعاون صرف ایسے مخلصین سے قبول کریں جو رسید کے خواہشمند نہ ہوں۔

۵ ـــ مالی تعاون کرنے والوں کی دوسرے عوام کی بنسبت کسی بھی قسم کی کوئی خلص

رعایت نہ کریں۔ اس میں خود ان کا بھی ضرر ہے۔

★ اس کی تازہ مثال سامنے ہے کہ حضرتِ والا کی خدمت میں ڈیڑھ لاکھ روپے پیش کرکے خلافِ ضابطہ آدھا گھنٹہ وقت لینے کی درخواست کرنے والے کو آپ نے صرف تین منٹ میں "جواہرِ خمسہ" عطاء فرماکر رخصت فرمادیا، جن میں سے ہر جوہر کروڑوں سے بھی زیادہ قیمتی ہے، جن کی تفصیل "انوار الرشید" میں عنوان "استغناء" کے تحت اور مزید تفصیل وعظ "وقت کی قیمت" میں ہے، یہ وعظ نہایت اہم اور علماء و عوام کے لئے بہت نافع ہے★

۶۔۔۔ حکومت سے کسی قسم کا تعاون ہرگز قبول نہ کریں۔

۷۔۔۔ اساتذہ، طلبہ و دیگر عملہ صرف ایسا رکھیں جو دین میں خوب متصلب و مضبوط ہو، جو زمانہ کے ساتھ چلنے کی بجائے خود صراطِ مستقیم پر قائم رہتے ہوئے زمانہ کو اپنے ساتھ چلانے کا حوصلہ، عزائم اور درد رکھتے ہوں۔

۸۔۔۔ علمی کمزوری کسی حد تک برداشت کی جاسکتی ہے مگر عملی پختگی سے کسی حال میں بھی کوئی تسامح روا نہیں۔

۹۔۔۔ جتنا کام ان شرائط کے مطابق بسہولت ہوسکے صرف اتنا ہی کریں، زیادہ نہ بڑھائیں۔ اللہ تعالیٰ ان شرائط کے تحت جتنا کام بھی لے لیں اس پر اس کا شکر ادا کریں۔

۱۰۔۔۔ اس زمین کو وقف نہ کریں، اگر اس میں ہدایاتِ مذکورہ کے تحت منجانب اللہ کام مقدر نہ ہوا تو اسے فروخت کرکے اشاعتِ علوم اسلامیہ و ہدایاتِ ربانیہ کے دوسرے ذرائع میں صرف کردیں۔

واللہ ولی التوفیق لما فیہ رضاہ۔

"اللہ ان اعمال کی توفیق دینے والا ہے جن میں اس کی رضا ہے۔"

دین میں استقامت کے متعدد واقعات جلد اول میں عنوان "قبولِ مناصب سے انکار" اور جلد ثالث میں عنوان "اپنی اصلاح کی فکر" کے تحت بھی ہیں۔

"جامعۃ الرشید" کا پسِ منظر:

گزشتہ تحریر میں "جامعۃ الرشید" کے لئے سو ایکڑ زمین کا زیرِ غور ہونا مذکور ہے، تحقیق کے بعد اس میں چند ناقابلِ قبول نقائص ظاہر ہوئے، اس لئے اس کو چھوڑ دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض اس سے بہتر موقع پر زمین دلادی، "احسن آباد" میں شارعِ سید احمد شہید، شارعِ ملا جیون اور شارعِ مولانا وصی اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے درمیان۔

اس طرح تین مشہور علماءِ امت اور بہت بلند پایہ اولیاء اللہ کی طرف نسبت ہوگئی، بالخصوص "جامعۃ الرشید" چونکہ مرکزِ جہاد بھی ہے، اس لئے شارعِ سید احمد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف جو نسبت منجانب اللہ ہوگئی وہ قبولِ جہاد، اس میں ترقی اور نمایاں خدمات کی بشارت ہے۔ اللہ تعالیٰ مذکورہ تینوں نسبتوں کی برکات بدرجۂ اتم عطاء فرمائیں۔

حضرتِ والا نے اس مقام کی خصوصیات وبعض دیگر حالات کے پیشِ نظر تحریرِ سابق کی شرط نمبر ۱۰ کو حذف فرمادیا۔

اس بقعۂ مبارکہ میں "جامعۃ الرشید" کی تعمیر کے وقت حضرتِ والا نے اس جامعہ کا پسِ منظر بقلمِ خود تحریر فرمایا جو درج ذیل ہے:

> "میں "دار الافتاء والارشاد" کو صرف ایسی خدماتِ علمیہ تک محدود رکھنا چاہتا تھا جن کا انتظام کسی دوسرے ادارہ میں نہ ہو، چنانچہ تمرینِ افتاء کا شعبہ اس وقت تک کسی ادارہ میں بھی نہیں تھا، اس لئے میں نے یہ کام شروع کیا، چونکہ عوام کی دنیا و آخرت کی فلاح و بہبود، علماء کی علمی و عملی صحیح تربیت پر موقوف ہے اس لئے

میرے قلب میں ہمیشہ اس کی بہت اہمیت رہی ہے کہ علماءِ اسلام کا علماً و عملاً معیار بہت بلند رہے۔

اسی نظریہ کے تحت میں نے "دار الافتاء والارشاد" کا نظم کیسا رکھا؟ اس کا اندازہ مندرجۂ ذیل کوائف سے لگایا جاسکتا ہے:

① تمرینِ افتاء کے لئے طلبہ کی استعدادِ علمی و عملی کا جو معیار میرے ذہن میں تھا اس کے مطابق امتحانِ داخلہ میں کامیاب ہونے والے طلبہ کی تعداد بہت ہی کم رہتی تھی، دو متفرق سالوں میں تو صرف ایک ایک طالبِ علم ہی رہا اور چھ سے زیادہ تو کبھی بھی نہ ہوئے۔

ایک بہت بڑے جامعہ کے رئیس اور بہت بڑے مشہور عالم نے کہا بھی کہ معیار کم کریں تاکہ زیادہ طلبہ داخلہ لے سکیں، مگر پھر بھی میں نے اپنے اسی معیار کو برقرار رکھا اور پچیس برس تک یہی حال رہا۔

② بیس برس تک مجھے اپنے معیار کے مطابق کوئی ایک عالم بھی ایسا نہ مل سکا جسے اپنا معین مقرر کرسکوں، سخت ضرورت کے باوجود اتنے طویل عرصہ تک ہر قسم کی سب خدمات انجام دینے کی سخت ترین مشقت تن تنہا خود ہی برداشت کرتا رہا، جس سے صحت کو بہت سخت نقصان پہنچا۔

بیس برس اسی طرح گزارنے کے بعد مفتی عبد الرحیم صاحب میں صلاحیت دیکھ کر ان کو معین رکھا، انہوں نے تمرینِ افتاء کے لئے "دار الافتاء والارشاد" میں داخلہ لیا تو ایک سال تک ان کے

حالات کا خوب خوب جائزہ لینے کے بعد ان کی خواہش پر ان کو بطورِ معین مستقل قیام کی اجازت دے دی۔

③ میرے قلب میں سب سے زیادہ اہمیّت اپنا ایسا وصی مقرر کرنے کی تھی جو میرے انتقال کے بعد ”دار الافتاء والارشاد“ میں تربیتِ علمیہ وعملیہ کا معیارِ معہود قائم رکھ سکے۔

میں اس معاملہ میں بہت متفکر رہتا، جستجو اور دُعاؤں کا سلسلہ بائیس سال تک جاری رہا، کوئی شخص بھی اس معیار کا نظر نہیں آرہا تھا۔ کبھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دل و دماغ میں چکر لگا کر زبان پر جاری ہو جاتا:

إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً.

(صحیح بخاری)

کبھی دردِ حسرت سے یہ اشعار دُہراتا؂

رأيت الشيخ بالمصباح يسعى
له فی کل ناحية مجال
يقول مللت انعاما و بهما
وانسانا اريد فهل انال
فقلنا ذا محال قد بحثنا
فقال و منيتی ذاك المحال

دی شیخ با چراغ همی گشت گرد شہر
کز دام و دد ملولم و انسانم آرزوست

گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما
گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست

کبھی پریشانی بہت بڑھ جاتی تو یوں مراقبہ کرتا:

"اگر میں کوئی وصی مقرر کئے بغیر مر گیا اور آخرت میں اس بارہ میں مجھ سے سوال ہوا تو میرے پاس یہ جواب موجود ہے:

"یا اللہ! مجھے انتہائی کوشش اور مسلسل دعاؤں کے باوجود کوئی ایک شخص بھی صحیح معیار کا نہ ملا، اس لئے میں نے اس معاملہ کو تیرے ہی سپرد کر دیا، یہ میرا کام تو تھا نہیں تیرا ہی کام تھا، بس تو جانے اور تیرا کام ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

اور اگر میں نے کسی غیر معیاری شخص کو وصی بنا دیا، پھر آخرت میں مجھ سے سوال ہوا کہ نالائق کو وصی کیوں بنایا؟ تو اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔

اگر دمِ آخر تک خدا نخواستہ کوئی بھی لائق وصی نہ ملا تو دنیا سے رخصت ہوتے وقت "دار الافتاء والارشاد" سے یوں خطاب کروں گا ع

حوالت با خدا کردیم و رفتیم
وھو حسبی ونعم الوکیل"

اس مراقبہ سے بہت سکون ملتا۔

بائیس سال تک مسلسل دعاؤں اور انتھک جستجو کے علاوہ تین

سال تک مفتی عبدالرحیم صاحب کو ہر طرح خوب پرکھا، علم وعمل کی تربیتِ صحیحہ کے بارہ میں بہت سخت ترین امتحانات لئے، خوب ٹھونک بجا کر دیکھا، اصلاحِ ظاہر و باطن بالخصوص حُبِ دنیا سے قلب کی تطہیر کے لئے میں نے تین سال تک ان سے بہت ہی سخت مجاہدات کروائے ہیں، خوب خوب رگڑائی کی ؎

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے دل

ان کی خود نوشتہ "آپ بیتی" جو "انوار الرشید" جلد ثانی کے آخر میں ہے، اس میں مندرجہ ان کے حالات کو ان کے تمام اساتذہ، متعلقہ سب مدارس و جامعات کے تمام ارکان، طلبہ، اعزہ و اقارب، احباب و اغیار سب ہی خوب اچھی طرح جانتے ہیں، یہ خبر متواتر ہے، اس لئے ان حالات کے صدق میں کسی قسم کے شک و شبہہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

ان حالات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ان کے "دارالافتاء والارشاد" میں قدم رکھتے ہی اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب کو حُبِ جاہ و حُبِ مال سے پاک فرمادیا تھا، جب کہ یہاں پہنچنے سے قبل اس قلب سے حُبِ دنیا کی نجاست گٹر کی طرح اُبل رہی تھی، منجانب اللہ قلب کی اس قدر محیر العقول تطہیر کے باوجود مزید تثبت و رسوخ کی غرض سے میں نے مستعیناً باللہ ان سے تین سال تک بہت سخت مجاہدات کروائے اور آزمانے کے لئے سخت ترین امتحانات لئے۔

اس کے بعد ان کے بارہ میں اطمینان ہوگیا کہ یہ ان شاءاللہ تعالیٰ "دارالافتاء والارشاد" میں تربیتِ علمیہ وعملیہ کے معیارِ معہود کو قائم رکھ سکیں گے، عین مطابق نہیں تو قریب تر ہی سہی۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز، ولاحول ولاقوۃ الا بہ۔

اس لئے میں نے ان کو اپنا وصی مقرر کر دیا۔

تعمیرِ جامعہ سے انکار:

مجھے تیس سال تک مختلف احباب تعمیرِ جامعہ کی ترغیب دیتے رہے، ہر قسم کے تعاون کی پیشکش بھی کرتے رہے، جن کی تفصیل "انوار الرشید" کے مختلف ابواب میں ہے۔

مگر میں نے اتنے طویل عرصہ تک کسی کی بات بھی قبول نہ کی اور تعمیرِ جامعہ سے ہمیشہ انکار ہی کرتا رہا اور ہمیشہ اسی عزم کو تازہ اور پختہ کرتا رہا اور خواص وعوام کے سامنے بہت قوت وشدت سے اس کا اظہار بھی کرتا رہا کہ کبھی بھی جامعہ ہرگز نہیں بناؤں گا، جس کی دو وجوہ تھیں:

① جامعات تو پہلے ہی ضرورت سے بہت زیادہ ہیں تو اب کسی نئے جامعہ کی کیا ضرورت؟

کسی نئے جامعہ کا قیام بضرورت ہو تو یہ تعدد محمود ہے، مگر بلاضرورت ایسا اقدام تبدد ہے جو شرعاً وعقلاً ہر لحاظ سے مذموم ہے۔

② علماء کی تربیتِ علمیہ وعملیہ کا جو معیار وطریقِ کار میں چاہتا ہوں اس کے مطابق اساتذہ، طلبہ و دیگر عملہ کہاں سے لاؤں؟

تئیس سال اسی عزم میں گزار دینے کے بعد متعدّد احباب نے تعمیرِ جامعہ پر بہت اصرار کیا اور اس کی ضرورت یوں بیان کی :

” دوسرے جامعات میں تربیتِ علمیہ و عملیہ کا معیار و طریقِ کار اس بارہ میں ہمارے نظریات کے مطابق نہیں، لہٰذا ہمیں اپنے طریقِ تعلیم و اصلاح کے مطابق علماء کی تربیت کے لئے ایک مستقل نئے جامعہ کی ضرورت ہے۔“

★ وحدتِ مقصد کے باوجود صرف طریقِ کار میں اختلافِ نظر ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے ★

رہا یہ اشکال کہ ایسے اساتذہ اور طلبہ و عملہ کہاں سے آئیں گے؟ سو اس کے حل کی دو تدابیر ہیں :

① اساتذہ اور طلبہ وغیرہ زیادہ تر اپنے ہی سلسلہ کے لئے جائیں، ان کی تربیت اپنی خواہش کے مطابق بہت آسانی سے ہوسکے گی، اور جو چند افراد بیرونِ سلسلہ کے ہوں گے وہ بھی بعونِ اللہ تعالیٰ اہلِ سلسلہ کی اکثریت، حقانیت، تصلّب فی الدّین اور علم و عمل میں پختگی سے ضرور متاثر ہوں گے۔

② درجاتِ ابتدائیہ کے بچوں کا نشو و نما تو شروع ہی سے اپنے سامنے ہوگا، ان کی تربیت اپنی خواہش کے مطابق بہت آسانی سے ہوسکے گی۔

احباب کی اس تقریر و اصرار کے بعد میں نے تعمیرِ جامعہ کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی اپنی خواہش کے مطابق تربیتِ علمیہ و عملیہ کی تفصیل بھی بتادی جو درج ذیل ہے :

تربیتِ علمیۃ:

① نصابِ مروّج کی منطق و فلسفہ کی نجاسات سے تطہیر کی جائے۔

میں نے ان فنون سے پردہ ہٹا کر بلکہ ان کی تشریح الابدان (پوسٹ مارٹم) کر کے ان کو اندر سے خوب اچھی طرح دیکھا ہے، اس کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے۔ میں نے ان فنون کی ایسی کتب مخطوطہ بھی پڑھی ہیں جو مدعیانِ منطق و فلسفہ نے کبھی دیکھیں نہ سنیں۔

ان خرافات کی تشنیع و تقبیح پر میرے مفصل بیان کی کیسٹ "دار الافتاء والارشاد" کے دفتر میں محفوظ ہے۔

البتہ فلکیات، ہیئت، ریاضی و حساب بلاشبہہ دین و دنیا دونوں میں نافع بلکہ نہایت ضروری ہیں، مگر ظلمِ عظیم دیکھئے کہ ان فنون کے نصاب میں کوئی ایک کتاب بھی کسی معیار کی نہیں رکھی گئی، پھر مزید طرفہ یہ کہ ان کتب میں جو کچھ تھوڑے سے مباحث کسی کام کے ہیں ان کے مقاصد، مصارف، طریقِ استعمال و نتائج سے اساتذہ بھی مکمل طور پر ناواقف اور بالکل کورے ہیں تو وہ طلبہ کو کیا سمجھا سکتے ہیں؟ ؎

تو کارِ زمین را نکو ساختی
کہ با آسمانہا بپرداختی

② جامعات میں بہت طویل تقاریر کی جو بدعت چل نکلی ہے، اس سے طلبہ کی استعداد تباہ ہو رہی ہے۔

اس طرزِ تعلیم سے معلومات میں تو کچھ اضافہ ہو جاتا ہے مگر وہ استعداد جو علوم میں پختگی و رسوخ کی بنیاد ہے بالکل برباد ہو جاتی ہے، لہٰذا اس طریقِ مفسد سے احتراز لازم ہے۔

۳ نصاب میں زیادہ کتابوں کی بھرمار کی بجائے زیادہ محنت وتمرین پر توجہ دی جائے۔

۴ تعلیمِ حدیث میں مذاہبِ ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے مسائلِ فرعیہ اجتہادیہ کے بیان میں بہت لمبی چوڑی تقاریر اور مباحثِ طویلہ میں دماغی، زبانی، قلمی قویٰ اور اوقاتِ غالیہ و اموالِ وقف کو ضائع کیا جا رہا ہے، اس کا کوئی جواز نہیں، اس کی بجائے طلبہ میں ایسی استعداد پیدا کرنے کی کوشش کرنا فرض ہے کہ وہ اسلام میں پیدا ہونے والے فتنِ ارتداد، الحاد، زندقہ اور بدعات ومنکرات کا مقابلہ کر سکیں۔

اس پر امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت سخت تنبیہ فرمائی ہے، جس کی تفصیل ”انوار الرشید“ جلد اوّل، باب ”موافقتِ اکابر“ میں نمبر ۲۷ کے تحت بعنوان ”عمر ضائع کر دی“ ہے۔

تربیتِ عملیّہ:

اصلاحِ ظاہر و باطن کا بہت اہتمام رکھا جائے، اَمراضِ باطن میں سے سب سے بڑا اور مُہلک مرض حُبِّ دنیا ہے جس کے دو شعبے ہیں:

① حُبِّ مال ② حُبِّ جاہ

حُبِّ مال کی بنسبت حُبِّ جاہ زیادہ خطرناک بھی ہے اور متعسر العلاج بھی۔

مریضِ حُبِّ جاہ کی دو قسمیں ہیں:

① **احمق**۔ یہ اپنے مرض کو چھپا نہیں سکتا، اس کے مرض کو ہر شخص سمجھ لیتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ بھری مجلس میں کسی کی متعفّن ریح یا پاخانہ نکل جائے۔

② **ہشیار و مکار**۔ یہ بہت ہی خطرناک ہوتا ہے، لوگوں کے قلوب میں اپنی تعلّی اور دوسروں کی تخفیف ایسی چابکدستی و مکاری سے اُتارتا ہے کہ کسی کو پتا ہی نہیں چلتا، زہر کو لقمۂ چرب میں ملا کر دیتا ہے، بمطابق قاعدہ:

اِنَّ السَّمَّ فِی الدَّسَمِ.

کسی بڑے کو گرا کر اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے اس طرح مکر و فریب سے کام لیتا ہے کہ کبھی کبھار اس بڑے کی تعریف کے کچھ جملے بھی کہتا جائے گا اور ساتھ ہی ایسی تلبیسات سے بھی کام لیتا رہے گا کہ مخاطبین کے ذہن میں غیر شعوری طور پر بتدریج بڑے کی تحقیر و تخفیف اور اس شاطر کی تعلّی و برتری اترتی چلی جائے۔

بالآخر اس مکر و فریب کے ذریعہ لوگوں کے قلوب کو متاثر اور اپنے گرویدہ بنا کر بڑے کی حکومت کا تختہ الٹنے اور اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

الغرض؛ اتنی طویل تقریرات نے اہتمام کے ساتھ لکھنے سے میرے دو مقاصد ہیں:

① مفتی عبد الرحیم صاحب زید فضلہ کے تمام حالات میرے سامنے ہیں، خوبیاں بھی خامیاں بھی، سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ ان کی طبیعت فطرۃً غیر منظم واقع ہوئی ہے، جب کہ ادھر اس کے بالکل برعکس میرا ایک ایک منٹ نظم کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے، میں ان کی بدنظمی کو برداشت کر رہا ہوں۔

اس کی وجہ وہی ہے کہ میں نے ان کو بلا سوچے سمجھے یا کسی معمولی سی تشخیص و تفتیش کے بعد وصی نہیں بنا دیا، ان کے انتخاب کی مفصل روئداد اوپر لکھ چکا ہوں، یہ بائیس سال کے طویل دور تک انتہائی جستجو اور مسلسل بے تابانہ دعاؤں کے مظہر ہیں اور مقدر من اللہ۔ تین سال تک مسلسل وہم و گمان سے بھی بالاتر مجاہداتِ شدیدہ کے رگڑے کھائے ہوئے ہیں اور سخت ترین امتحانات سے آزمائے ہوئے۔

بفضل اللہ تعالیٰ انہی مجاہدات و امتحانات کے ثمرات ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس فطری غیر منظم "اعجوبۂ قدرت" سے ایسی خدماتِ جلیلہ لے رہے ہیں کہ نظمِ شاہانہ رکھنے والے بھی ان سے محروم ہیں۔

اس لئے میں جملہ متعلقین کو عموماً اور جامعہ میں شرکاءِ کار کو خصوصاً بتاکید وصیت کرتا ہوں کہ ان کا درجہ پہچانیں، ان کے ساتھ توادد وتحابب اور اطاعت وانقیاد کے معاملہ کا اہتمام رکھیں۔

ان کی غیر منظم فطرت یا کوئی اور خامی کسی کی نظر میں کھٹکے تو وہ ان کو ملایمت و ملاطفت کے ساتھ اس خامی کی اصلاح کی طرف متوجہ کریں اور ان کے لئے دعاء کا معمول بنائیں۔

عزیز موصوف کو اللہ تعالیٰ نے اس خوبی سے بھی نوازا ہے کہ وہ احباب و شرکاءِ کار کی تطییبِ خاطر اور اہم اُمور میں ان سے مشاورہ کا اہتمام رکھتے ہیں، جو حبِّ جاہ سے تخلیۂ قلب کا اثر ہے، اس نعمت پر وہ اور احباب و شرکاءِ کار اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ ط

کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ترقی کے طلبگار و امیدوار رہیں۔

② میں نے بے شمار جامعات موجود ہونے کے باوجود مزید ایک نیا جامعہ تعمیر کرنے کی اجازت تیس سال کے طویل عرصہ تک خوب غور و خوض کرنے کے بعد ایک خاص ضرورت کے تحت اور ایک خاص اہم مقصد کی خاطر دی ہے، جس کی تفصیل اوپر لکھ چکا ہوں، اس لئے جامعہ کے ہر فرد پر تربیتِ علمیہ و عملیہ کی تفصیل میں مذکورہ سب ہدایات کی بہت مضبوطی سے مکمل پابندی کرنا لازم ہے۔
حضرات فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا مسلمہ و متفق علیہا قاعدہ ہے:

شَرْطُ الْوَاقِفِ كَنَصِّ الشَّارِعِ.

حضرات فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بالاجماع واقف کی طرف سے عائد کردہ شرط کی پابندی کو نصِ قرآن کی طرح لازم و مؤکد قرار دیا ہے، اس کی تعمیل کو فرض اور اس کے خلاف کرنے کو بالاجماع حرام قرار دیا ہے۔

لہٰذا جامعہ کے ہر فرد پر ہدایاتِ مذکورہ کی پابندی فرض اور کسی

ہدایت کی خلاف ورزی حرام ہے۔

منطق فلسفہ جیسی خرافات کے لئے عمارتِ وقف کا استعمال، طلبہ کی خوراک، وظیفہ اور اساتذہ کی تنخواہ ویسے ہی جائز نہیں، پھر شرطِ واقف کے بعد تو ان مداتِ مذکورہ کی حُرمت مزید مؤکد ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی فرد ہدایاتِ مذکورہ میں سے کسی ہدایت سے کسی قسم کا استنکاف یا انکار کرے گا، یا کِسی ہدایت کے حق وصواب ہونے میں کسی قسم کے شک وشبہہ کا صراحۃً یا دلالۃً اظہار کرے گا تو وہ واجب الاخراج ہوگا ۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دانند
جوانانِ سعادتمند پندِ پیر دانارا

مزید ہدایات:

جامعہ کے اساتذہ، طلبہ وعملہ ھدایاتِ ذیل کی بھی پابندی کریں:

① تجویدِ قرآن، اس کے امتحان میں کامیابی کے بغیر آگے ترقی نہ دی جائے۔

② کثرتِ تلاوت ونوافل و دُعاء۔

③ نظمِ جامعہ سے متعلق کیسٹوں کی ہفتہ وار اجتماعی سماعت۔

④ رسائلِ ذیل کی روزانہ اجتماعی خواندگی۔

۱۔ صیانۃ العُلماء عن الذل عند الاغنیاء۔

۲— اِستیناسُ الآبد بشرحِ فضل العالم علی العابد۔
۳— عِلم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟
۴— جامعۃ الرشید سے متعلق زیرِ نظر تحریر مع تحریرِ سابق
ص۱۵۳ سے ص۱۷۲ تک۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِهٖ“

رشید احمد
۲۱ رمضان سنہ ۱۴۱۶ھ

(۴۳) زندگی ہو تو بردرِ محبوب:

کراچی کے حالات روز بروز خراب سے خراب تر ہو رہے ہیں، لسانی، قومی، علاقائی اور مذہبی فسادات نے پورے کراچی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، اس بھیانک صورتِ حال سے عوام وخواص سب خوفزدہ و پریشان ہیں، بعض لوگ دوسرے پُرامن علاقوں کی طرف کوچ کر گئے، اور بہت سے کراچی کو خیرباد کہنے کے لئے تیار ہیں، ایسے فسادات میں اعداءِ اسلام حضرتِ والا کو ہر ممکن نقصان پہنچانے کی جس طرح کوشش کر رہے ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں۔ اس سنگین صورتِ حال کے پیشِ نظر ملک وبیرونِ ملک میں بہت سے مخلص ومعتقد تلامذہ ومریدین نے حضرتِ والا کو اپنے اپنے علاقوں اور ملکوں کی طرف انتقالِ مکانی کی دعوت دی، انتقالِ مکانی کی دعوت کے ساتھ یہ حقیقت بھی پیشِ خدمت کر رہے ہیں:

> ”یہاں کے علماء اور عوام کو بہت فیض پہنچے گا، عوام کے علاوہ یہاں کے علماء کی اصلاح کی بھی بہت ضرورت ہے، آپ کی تشریف آوری سے دین کا بہت بڑا کام ہوگا۔“

ایک نہایت حسین و دلکش پر فضاء مقام میں، خوبصورت سرسبز پہاڑوں، قدرتی دلفریب چشموں اور مختلف اعلیٰ اقسام کے پھلوں سے لدے باغوں سے شاداب و پُربہار علاقہ میں بہت بڑا جامعہ تعمیر کرنے کے لئے ڈیڑھ سو ایکڑ زمین کی پیشکش کی گئی ہے۔

سعودیہ میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، طائف اور ینبوع سے۔

مغربی ممالک میں لندن سے، ٹورنٹو (کینیڈا) سے، جزیرہ باربڈوز (ویسٹ انڈیز) سے۔

افغانستان میں قندھار، خوست اور وردک سے۔

پنجاب کے بعض ایسے علاقوں سے جو دین و دنیا دونوں اعتبار سے طاقتور و مضبوط ہیں اور ہر قسم کے شرور و فتن سے محفوظ۔

وزیرستان میں متعدد سرسبز و شاداب مقامات سے باصرار دعوت دی جارہی ہے۔

حضرتِ والا نے سب کے جواب میں اُمورِ ذیل ارشاد فرمائے:

① اللہ تعالیٰ نے یہ زندگی خدمتِ دین کے لئے عطاء فرمائی ہے ؎

جینا چاہوں تو کس بھروسے پر
زندگی ہو تو بر درِ محبوب

اس لئے توطن یا ترکِ وطن میں خدماتِ دینیہ کو مدِ نظر رکھنا چاہئے نہ کہ ذاتی و نجی سہولتوں یا پریشانیوں کو۔ اللہ تعالیٰ جہاں دین کی خدمات لے رہے ہوں اس علاقہ کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا صحیح نہیں، جب تک کہ کسی دوسرے علاقہ میں زیادہ اہم خدمات کا ظنِ غالب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں سلسلہ شروع کروا دیا وہیں اخلاص و استقامت کے ساتھ کام میں لگے رہنا چاہئے، اس کی

برکت سے اللہ تعالیٰ داخلی وخارجی خلفشار سے حفاظت فرمائیں گے۔

إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝

④ پُرفتن مقامات میں اصلاحِ امت کی اہمیت بڑھ جاتی ہے، فسادات کا تقاضا تو یہ ہے کہ پہلے سے زیادہ اور جم کر کام کیا جائے ورنہ یہ ایسا ہی ہوگا جیسے امراض کی بہتات اور مریضوں کی کثرت سے کوئی طبیب یا ڈاکٹر وطن چھوڑ جائے، ظاہر ہے ایسے ڈاکٹر کو ڈاکٹر کہنا بھی غلط ہوگا۔

③ ایسے حالات میں کسی دوسری جگہ جانے سے عام مسلمانوں کی اور بالخصوص متعلقین ومحبین کی دل شکنی اور حوصلہ شکنی ہوتی ہے جو کم از کم مجھے تو کسی حال میں بھی گوارا نہیں، دین پر چلنے والے لوگوں کی حوصلہ شکنی ان کی دین شکنی کے مترادف ہے اس سے ان کے دین کو نقصان پہنچتا ہے، میں "دارالافتاء والارشاد" کو اور یہاں کے احباب کو یتیم چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔

اللہ نور السموات والارض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَفِي مُوسَىٰٓ إِذۡ أَرۡسَلۡنَٰهُ إِلَىٰ فِرۡعَوۡنَ بِسُلۡطَٰنٖ مُّبِينٖ (۵۱-۳۸)

فَوَكَزَهُۥ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيۡهِ

أَفۡضَلُ الۡجِهَادِ كَلِمَةُ عَدۡلٍ عِنۡدَ سُلۡطَانٍ جَائِرٍ (ابوداود)

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا

سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے

نسبتِ موسویہ

حمیتِ دینیہ و غیرتِ ایمانیہ کے ایمان افروز حالات، حق گوئی کے وجد آفرین واقعات، خداداد رُعب و جلال کے دلچسپ و رُوح افزا مناظر جو مقتدایانِ دین و راہبرانِ شریعت کے لئے مداہنت سے بچنے اور نہی عن المنکر کی ہمت و جرأت پیدا کرنے کے لئے نسخۂ اکسیر ہیں۔

نسبتِ موسویہ

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
طالب علم کی توہین پر ڈاکو کی ٹھکائی	۱۷۹	خاندانی روایات	۲۰۵
ایک طوائف کی پٹائی	۱۸۱	رگِ جنوں	۲۰۵
وہمی کا علاج	۱۸۳	ایک صدرِ مملکت کے کفریہ کلمات پر عجیب شعر	۲۰۶
گھوسن کے عاشق کا علاج	۱۸۴	عیدگاہ میں فوٹوگرافر	۲۰۷
للکار سنتے ہی ہندو ساہوکار بھاگ کھڑے ہوئے	۱۸۵	کراماتی طمانچا	۲۰۹
چور گرفتار	۱۸۷	طنابیں ٹوٹ گئیں خیمے ہی اُڑ گئے	۲۱۰
ایک بدعتی مشرک مولوی کی شرکیہ عقائد کی کتاب	۱۸۹	ٹھٹھہ کا ایک عامل اور اُس کے جِنّات	۲۱۳
بدعتی مناظر کی طرف سے چیلنج اور پھر فرار	۱۹۱	ایران	۲۱۵
فِرقِ باطلہ سے خطاب	۱۹۲	"میری پشت پر اپنا دستِ مُبارک رکھیں"	۲۱۵
چیف منسٹر کی صدارت اور حضرتِ والا کی حق گوئی و بیباکی	۱۹۵	نام سنتے ہی آسیب غائب	۲۱۶
ملاحظہ	۱۹۹	خاران کی شہزادی کا قصہ	۲۱۷
ڈاڑھی کی توہین کرنے والے افسر پر حمیّتِ دینیہ اور نسبتِ مُوسویہ	۲۰۱	خط پڑھتے ہی آسیب رخصت	۲۲۰
		کراماتی طمانچے کی شہرت	۲۲۰
		حضرتِ والا کا رعب جنّات پر	۲۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

سب سے افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے صحیح بات کہنا ھے (ابوداؤد)

نسبتِ موسویہ

ہم ابتداءِ کتاب میں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے بچپن کا ایک خواب بعنوان "ایک بشارت" تحریر کر چکے ہیں، جس میں "نسبتِ موسویہ" کا ذکر بھی ہے، دین کی خاطر آپ کی بے پناہ غیرت اور جوشِ حمیّت کے مظاہر کا اہلِ مجلس کو تو شب و روز مشاہدہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ دُور اُفتادہ حضرات کے لئے بطور نمونہ چند واقعات تحریر کئے جاتے ہیں۔

طالبِ علمِ دین کی توہین پر ڈاکو کی ٹھکائی:

① جب حضرتِ والا جامعہ مدینۃ العلوم بھینڈو ضلع حیدر آباد میں شیخ الحدیث تھے، اس قصبہ کے ایک ڈاکو نے ایک طالبِ علم کا مذاق اڑایا اور نہایت ناشائستہ الفاظ کہے۔ اس نے حضرتِ والا کو بتایا، آپ نے فرمایا:

> "طالبِ علمِ دین کی تحقیر درحقیقت دینِ اسلام کی تحقیر ہے، اس شخص پر تعزیر لگانا واجب ہے، حکومت سے اس کی کوئی توقع نہیں، لہٰذا یہ کام ہمیں ہی کرنا پڑے گا، حکومت جب اپنا فرض ادا نہ کرے تو عامۃ المسلمین کو اس کا حق پہنچتا ہے۔"

اس مسئلہ کی تفصیل احسن الفتاوی جلد ۵ میں ہے۔

حضرتِ والا نے قصبہ کے بڑے بڑے زمینداروں کو جمع کر کے ان سے فرمایا:

> "اس ڈاکو کو بلوا کر اس سے کہا جائے کہ وہ اس طالبِ علم سے معافی مانگے۔"

اسے پنچایت میں بلوایا گیا، اس اندیشہ کے پیشِ نظر کہ وہ پنچایت کے سامنے بھی سرکشی کرے اور اس کی مدد کے لئے علانیہ یا خفیہ اس کے حواری بھی ہوں، حضرتِ والا نے پہلے ہی سے ایسے طلبہ کو جو آپ سے بنّوٹ بھی سیکھتے تھے حکم فرمادیا:

"بوقتِ ضرورت انہیں بنّوٹ کے کچھ سبق آموز ہاتھ دکھانے کے لئے تیار رہیں۔"

چنانچہ ڈاکو کا منہ سے گستاخانہ لفظ نکالنا اور لاٹھیوں کا برسنا، ڈاکو کا جامع کے صحن میں فرش پر تڑپنا اور پنچایت کے زمینداروں کا بھاگنا بہت ہی عبرت انگیز منظر تھا۔

آپریشن کے بعد اسے گھر بھیج دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی کریمانہ شان دیکھئے، ان کی رحمت سے یہ آپریشن ایسا کامیاب رہا کہ اس نے ڈکیتی وغیرہ فواحش سے توبہ کرلی اور نمازی بن گیا ؂

کیمیا داری کہ تبدیلش کنی
جوئے خون باشد اگر نیلش کنی

"تیرے پاس ایسی کیمیا ہے جس سے کایا ہی پلٹ جاتی ہے،
تو خون کی نہر کو دریائے نیل بنا دیتا ہے۔"

حضرتِ والا نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

"بزرگوں کی شان تو یہ ہے ؏

آنان کہ خاک را بنظر کیمیا کنند

"وہ لوگ جو خاک کو نظر سے کیمیا بنا دیتے ہیں۔"

مگر ہمارا حال یہ ہے ؏

آنان کہ خاک را بعصا کیمیا کنند
”وہ لوگ جو خاک کو لاٹھی سے کیمیا بنا دیتے ہیں“
ان کی برکت کام کرتی ہے اور ہماری حرکت“

یہ وہی نسبتِ موسویّہ ہے، جس طرح عصائے موسوی جادوگروں کے سانپوں کو نگل گیا تھا، اور اس کی ضرب سے پتھر سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے تھے اسی طرح عصائے رشیدی ڈکیتی اور فواحش وغیرہ خواہشاتِ نفسانیّہ کے سانپوں کو نگل گیا، اور اس کی ضرب سے پتھر جیسے سخت دل سے محبتِ الٰہیّہ کے چشمے جاری ہوگئے۔

حضرت حکیم الامّۃ قدس سرہ نے فرمایا:

”اہل اللہ اور خاصانِ حق کی کسی پر نظرِ شفقت ہو جائے اور صحبت میسّر آجائے تو بہت ہی بڑی چیز ہے، ان کی تو اگر کوئی جوتیاں بھی کھائے تو وہ بھی محروم نہیں رہتا“

پھر جوتیاں کھانے کی برکت کے تین قصّے ذکر فرمائے:

ایک طوائف کی پٹائی:

① مولوی رحم الٰہی صاحب منگلوری نہایت نیک اور سادہ بزرگ تھے مگر نہایت ہی جوشیلے اور جذبۂ حق قلب میں تھا۔ ایسے بزرگوں کے اکثر دنیادار لوگ مخالف ہوا ہی کرتے ہیں۔

اہلِ محلہ نے محض بنیّتِ شرارت یہ حرکت کی کہ جس مسجد میں آپ نماز پڑھتے تھے اس کے اور ان کے مکان کے درمیانی حصہ میں کہ بمنزلہ ساحت (میدان) مشترک کے تھا ناچ کی تجویز کی، ایک طوائف کو بلایا گیا، شامیانہ لگایا گیا۔ غرض خوب ٹھاٹھ کے ساتھ انتظام

ہو کر مجلس رقص شروع ہو گئی۔ مولوی صاحب مکان سے عشاء کی نماز کے لئے مسجد کو چلے، راستہ میں یہ طوفانِ بے تمیزی۔ خیر چلے تو گئے خاموش مگر نماز پڑھ کر جو واپسی ہوئی پھر وہی خرافات موجود، برداشت نہ کر سکے۔ ماشاء اللہ ہمت اور جرأت دیکھئے کہ نکال جوتا اور لے ہاتھ میں، بھری مجلس کے اندر بیچ میں پہنچ کر اس عورت کے سر پر بجانا شروع کر دیا۔ اہلِ محلہ میں شرارت سہی مگر علم اور بزرگی کا ادب ایسا غالب ہوا کہ بولا کوئی کچھ نہیں، رقص و سرود سب بند ہو گیا۔ اب لوگوں نے جن کی یہ شرارت تھی اس طوائف سے کہا:

"تُو مولوی صاحب پر دعوی کر اور روپیہ ہم خرچ کریں گے شہادتیں ہم دیں گے۔"

اس عورت نے کہا:

"میں دعوی کر سکتی ہوں، روپیہ میرے پاس بھی ہے، شہادتیں تم دے سکتے ہو مگر ایک مانع موجود ہے وہ یہ کہ مجھے ان کے اس فعل سے یہ یقین ہو گیا کہ یہ اللہ والا ہے اور اس کے قلب میں ذرہ برابر دنیا کا شائبہ نہیں، اگر اس میں ذرا بھی دنیا کا لگاؤ ہوتا تو مجھ پر اس کا ہاتھ اٹھ نہیں سکتا تھا، تو اس کا مقابلہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ ہے جس کی مجھ میں ہمت نہیں۔"

★ کیسی عجیب بات کہی، یہ اتنی سمجھ ایمان ہی کی برکت ہے، لوگ ایسے آوارہ لوگوں کو حقیر سمجھتے ہیں مگر ایمان والے میں کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوتی ہے جو ایک دم اس کی کایا پلٹ دیتی ہے ★

یہ کہہ کر وہ عورت مولوی صاحب کے پاس پہنچی اور عرض کیا:

"میں گنہگار ہوں، نابکار ہوں، میں اپنے اس پیشہ سے توبہ کرتی ہوں، آپ میرا نکاح کسی شریف آدمی سے کرادیں تاکہ آیندہ میری گزر کی صورت ہوجائے۔"

مولوی صاحب نے توبہ کراکر کسی بھلے آدمی کو تلاش کرکے نکاح پڑھادیا، بزرگوں کے جوتوں کی برکت نے برسوں کی معصیت اور کبائر سے ایک دم اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کردیا۔

وہمی کا علاج:

(۲) ایک ذاکر شاغل شخص یہاں پر مقیم تھے جو اکثر وساوس کی شکایت کیا کرتے تھے۔ میں ان کی تسلی کردیتا پھر اس کا زور ہوتا اور میں سمجھادیتا، یہی سلسلہ چل رہا تھا۔ ایک روز میرے پاس آئے اور کہنے لگے:

"اب تو جی میں آتا ہے کہ عیسائی ہوجاؤں۔"

میں نے ایک دھول رسید کی اور کہا:

"نالائق! جا ابھی عیسائی ہوجا، اسلام کو ایسے بیہودہ اور ننگِ اسلام کی ضرورت نہیں۔"

بس اٹھ کر چلے گئے۔ بس دھول نے اکسیر کا کام دیا، ایک دم وہ خیال دل سے کافور ہوگیا۔ اس کے بعد پھر کبھی وسوسہ تک نہیں آیا۔ مزاحاً فرمایا:

"دھول سے دھول جھڑ جاتی ہے اور مطلع صاف، بے غبار ہوجاتا ہے۔ یہ میرا اثر نہ تھا شرعی تعزیر کا اثر تھا۔"

گھوسن کے عاشق کا علاج:

③ ایک شخص کہیں باہر سے میرے پاس آیا وہ ایک گھوسن پر عاشق ہوگیا تھا۔ اس نے اپنا واقعہ بیان کیا، میں نے تدبیر بتائی:

"نہ اس محلہ میں جاؤ نہ اسے دیکھو اور ضروری کام کی طرف مشغول رہا کرو۔"

کہنے لگا:

"میں تو اس کے یہاں سے دودھ خریدا کرتا ہوں حالانکہ دودھ کی مجھے ضرورت نہیں اسے دیکھنے کی وجہ سے خریدتا ہوں۔"

میں نے اس سے بھی منع کیا، کہا:

"یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔"

میں نے اسے ایک دھول رسید کی اور کہا:

"نکل یہاں سے دور ہو، جب علاج نہیں کرتا تو مرض لے کر کیوں آیا؟"

وہ چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے خیال ہوا کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ غیر شخص تھا تعارف تک بھی نہ تھا مگر اس وقت حق تعالیٰ نے دل میں یہی ڈالا۔ تقریباً کوئی سال بھر کے بعد فلاں مولوی صاحب سے وہ شخص ملا اس نے انہیں پہچان کر مصافحہ کیا اور یہاں کی خیریت معلوم کی۔ انہوں نے پوچھا:

"تم کون ہو؟"

کہا:

”میں وہ شخص ہوں۔“

یہ سمجھ گئے، پوچھا:

”اب اس مرض کا کیا حال ہے؟“

مجھے دُعائیں دے کر کہا:

”ان کی دھول نے سب کام بنا دیا، دھول کے لگنے کے ساتھ ہی بجائے عشق و محبت اور رغبت کے ایک دم اس کی طرف سے نفرت پیدا ہو گئی۔“

جس طرح ان حضراتِ اکابر رحمہم اللہ کے جوتوں کی برکت سے سالوں کے مریضوں کو شفاء ہوئی اور ان میں آخرت کی طرف توجہ کی فکر پیدا ہوئی اسی طرح ہمارے حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی لاٹھی سے ڈکیتی اور فحاشی میں مبتلا سالوں کے مریض کو صحت حاصل ہو گئی۔

للکار سنتے ہی ہندو ساہو کار بھاگ کھڑے ہوئے:

② جامعہ مدینۃ العلوم بھینڈو میں نسبت موسویہ کا ایک اور کرشمہ:

قیامِ پاکستان سے پہلے سندھ پر ہندوؤں کا ہر لحاظ سے مکمّل تسلّط تھا مسلمان پورے طور پر ان کے شکنجہ میں تھے۔ حضرتِ والا کو اطلاع ملی کہ قصبہ کے ایک ہندو لڑکے نے ریل گاڑی میں کسی مسلمان کی چوری کی ہے۔ حضرتِ والا نے اس ہندو لڑکے کو تحقیق کے لئے بلوایا۔ اس نے اپنی برتری کے زعم میں مجلس میں کوئی نامناسب لفظ کہہ دیا، حضرتِ والا نے اسے ایک طمانچہ لگا دیا۔ اس نے گھر میں جا کر بتایا تو بس قصبہ کے تمام ہندوؤں میں آگ بھڑک اٹھی، اس لئے کہ ان کے خیال کے مطابق ایسی پست قوم کے فرد نے اتنی اونچی قوم کی ایسی بے عزتی کر دی، گویا کسی بھنگی نے شہزادہ

کو طمانچا لگادیا۔ بڑے بڑے ساہوکار جمع ہوکر جامعہ کے مہتمم صاحب کے پاس آئے اور انہیں ڈانٹنا شروع کیا۔ مہتمم صاحب ڈر کر ان سے معافی مانگنے لگے مگر وہ یہ مطالبہ کررہے تھے کہ جس نے طمانچا لگایا ہے اسے مجلس میں ہمارے سامنے پیش کیا جائے تو ہم کوئی فیصلہ کریں گے۔ مہتمم صاحب اس سے پس و پیش کررہے تھے اور بہت لجاجت کے ساتھ بار بار کہہ رہے تھے :

”ان کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں۔“

مگر وہ بضد تھے کہ مجرم کو حاضر کیا جائے۔ کسی طالبِ علم نے اس منظر کی حضرتِ والا کو اطلاع کردی۔ حضرتِ والا اس وقت ننگے سر تشریف فرما تھے، یہ خبر سنتے ہی فوراً اسی طرح برہنہ سر بزلفِ منتشر شیرِ ببر کی طرح لپکے، بنوٹ والی لاٹھی پکڑی اور برق رفتاری سے اسی لمحہ مجلس میں جا پہنچے، ساہوکاروں کے تو یہ منظر دیکھتے ہی طوطے اڑ گئے، آپ نے انہیں گرجدار آواز سے یوں للکارا :

> ”تم لوگوں نے مجھے صرف مولوی ہی سمجھ رکھا ہے؟ یہ خیال دماغ سے نکال دو، میں سب کچھ کرنا جانتا ہوں اور کر بھی سکتا ہوں، میرے ہاتھ سے اپنی بیویوں کو بیوہ مت کرواؤ۔ میں ایسا شخص ہوں کہ تمہارے گھروں سے تمہاری موجودگی میں سب کچھ دن دہاڑے زبردستی اٹھوا سکتا ہوں۔“

بس ایک شوریدہ سر کی یہ للکار سنتے ہی بھگدڑ مچ گئی، موٹے موٹے ساہوکار سر پر چوٹی، نیچے دھوتی، بڑی بڑی توندیں اٹھائے بھاگے جارہے ہیں، بھاگا بھی نہیں جارہا، گھروں میں جاکر دھوتیاں بھی دھلوائی ہوں گی۔

اس وقت حضرتِ والا کی عمر پچیس سال تھی اور آپ اس قصبہ میں بالکل تنہا تھے بلکہ قصبہ کے گرد و نواح میں بھی دور دور تک نہ کوئی آپ کا رشتہ دار تھا

نہ آپ کی قوم کا کوئی آدمی اور نہ ہی آپ کے وطن کا کوئی فرد تھا، اس کے باوجود ایسی طاقتور قوم بلکہ پورے صوبہ میں ہر لحاظ سے مسلمانوں پر مسلّط قوم کے بڑے بڑے ساہوکاروں کی مجلس میں تنہا جا کر انہیں اس طرح للکارنا اور ان کا مرعوب ہو کر بھاگنا، یہ قوتِ قلب محض تعلق مع اللہ کا کرشمہ تھا۔

چور گرفتار :

③ ایک بار حضرتِ والا حسبِ معمول سالانہ تعطیل کا زمانہ اپنے والدین کی خدمت میں سلیم آباد خیر پور میں گزار رہے تھے۔ گنّے کی فصل کا موسم تھا، کوئی چور روزانہ کھیت سے گنّے کاٹ کر لے جاتا، مزارع اور نوکر اس کا سراغ لگانے سے عاجز آگئے تو حضرتِ والا کئی روز تک مختلف اوقات میں اس طرف چکر لگاتے رہے مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔ بالآخر آپ نے یہ تدبیر اختیار فرمائی کہ کوئی کتاب ساتھ لے کر گنّے کے کھیت کے اندر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور کتاب کے مطالعہ میں مشغول ہو گئے۔ کچھ دیر بعد گنّے کاٹنے کی آواز سنائی دی، آپ کھیت کے اندر ہی چھپ چھپ کر اس کی طرف نہیں بڑھے، بلکہ دوسری جانب سے باہر نکل کر اس کے پیچھے آگئے، دیکھا کہ ایک لمبا چوڑا مضبوط جوان کلہاڑی سے گنّے کاٹنے میں مست ہے۔ آپ نے بہت دور سے اسے یوں للکارا :

”ہشیار ہو جاؤ! میں پہنچ گیا ہوں۔“

اس کے بعد آپ بالکل خالی ہاتھ اس کی طرف بڑھے اور اسے پکڑ کر کلہاڑی اور گنّوں سمیت مکان پر لے آئے، وہاں اپنے نوکروں اور مزارعوں کو جمع کر کے فرمایا :

”میں نے تمہیں صرف عبرت کے لئے تماشا دکھلانے کو جمع

کیا ہے، کسی کو اسے کچھ کہنے کی یا ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں، اس کی مرمت میں خود ہی کروں گا۔"

اس کے بعد آپ نے بغیر کسی لکڑی وغیرہ کی مدد کے اسے چند ضربیں ایسی لگائیں کہ وہ زمین پر لیٹ گیا، پکڑ کر بٹھانے سے بھی نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ آپ نے اس کے گھر پیغام بھیجا کہ چارپائی لا کر اسے اس پر اٹھا کر لے جاؤ۔ چنانچہ وہ چارپائی پر اٹھا کر لے گئے۔

بعد میں کسی نے بتایا:

"اسے خون کے دست آ رہے ہیں۔"

یہ کمر میں چوٹ کا اثر ہو سکتا ہے، پیٹ میں کوئی معمولی سی ضرب بھی قطعاً نہیں لگائی۔

کچھ مدت کے بعد حضرت والا نے اس سے معافی طلب کی اور اسے پچاس روپے بھی بطورِ ہدیہ دیئے۔

حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

"میرا ارادہ تو یہی تھا کہ اسے صرف مناسب تعزیر لگا کر چھوڑ دوں گا، مگر غیر ارادی طور پر اسے زیادہ چوٹیں لگ گئیں، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو طمانچا تو بغرضِ تعزیر لگایا تھا مگر وہ مر گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہ تھا، چونکہ مجھ سے یہ غلطی ہو گئی اگرچہ غیر ارادی طور پر ہوئی اس لئے میں نے اس سے توبہ بھی کی اور اس شخص سے بھی معافی مانگی اور اسے ہدیہ بھی دیا۔"

مزید فرمایا:

"اگر میں کھیت کے اندر ہی اندر چھپ چھپ کر اس کی طرف

بڑھتا تو بہت آسانی سے اسے پکڑ سکتا تھا، اسی طرح کھیت سے باہر نکل کر جب دیکھا کہ وہ اپنے کام میں مست ہے اور گنّے کاٹنے کا شور اس کے کان تک کوئی آواز نہیں پہنچنے دیتا، ایسی حالت میں اگر میں پیچھے سے آکر اس کے بدن کی کول بھر لیتا تو بڑی آسانی سے اس کا پورا جسم مع دونوں بازوؤں اور کلہاڑی کے میرے شکنجہ میں آجاتا، مگر میں نے ان دونوں تدبیروں میں سے ایک بھی اختیار نہیں کی، بلکہ کھیت سے باہر نکل کر بہت دور سے اسے للکارا، اس طرح اسے خوب موقع دیا کہ چاہے تو بھاگنے کی کوشش کر کے دیکھ لے اور چاہے تو مقابلہ کے لئے خوب تیار ہو جائے، جبکہ اس کے ہاتھ میں کلہاڑی ہے اور میں بالکل خالی ہاتھ، مگر وہ بڑا ہشیار نکلا، غالباً میرے حالات سے باخبر ہوگا، اس لئے اس نے گرفتاری ہی میں خیر سمجھی، اگر بھاگنے کی کوشش کرتا یا مقابلہ کے لئے کلہاڑی سے وار کرتا تو واللہ اعلم اس کا کیا حشر ہوتا۔"

ایک بدعتی مشرک مولوی کی شرکیہ عقائد کی کتاب :

④ ایک بدعتی مشرک مولوی کی کتاب کسی طرح حضرت والا کے ہاتھ لگ گئی، اس میں صریح شرک و کفر بھرا ہوا تھا، منجملہ ایک قصّہ یہ بھی تھا :

"ایک بڑھیا کا بیٹا مر گیا، اس نے حضرت پیران پیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی :

"آپ میرے بیٹے کو زندہ کر دیں۔"

آپ نے فرمایا :

"مرنے کے بعد کوئی زندہ نہیں ہو سکتا۔"

بڑھیا نے کہا:

"اسی لئے تو آپ کی خدمت میں آئی ہوں۔"

آپ نے آسمان کی طرف پرواز کی، ملک الموت کو راستہ ہی میں جا پکڑا، اس سے فرمایا:

"فلاں کی رُوح چھوڑ دو۔"

اس نے کہا:

"اللہ تعالیٰ کے حکم سے لے جا رہا ہوں، مجھے کسی کی رُوح چھوڑنے کا اختیار نہیں۔"

آپ نے اسے ایسا طمانچہ لگایا کہ ایک آنکھ جاتی رہی اور اس سے روحوں کا تھیلا چھین کر جھاڑ دیا، سب رُوحیں پُھر پُھر اُڑ گئیں۔ ملک الموت نے جا کر اللہ تعالیٰ سے شکایت کی تو جواب ملا:

"تو نے اس کے حکم کی تعمیل سے انکار کیوں کیا؟ وہ تو ایسا زبردست ہے کہ میں بھی اس کے حکم کے سامنے مجبور ہوں"۔"

حضرتِ والا یہ کتاب لے کر اُس مشرک کے گھر پہنچ گئے، ایک ماچس بھی ساتھ لے گئے۔ کتاب سے مذکورہ بالا قصہ نکال کر اس سے دریافت فرمایا:

"کیا یہ قصہ صحیح ہے؟ اور آپ کا عقیدہ بھی یہی ہے؟"

اس نے تقیہ ہی میں خیر سمجھی، لرزتی ہوئی زبان سے بولا:

"یہ قصہ غلط ہے، میرا یہ عقیدہ نہیں۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"کیا یہ صریح شرک و کفر نہیں؟"

اس نے اس کا بھی اقرار کرلیا تو آپ نے فرمایا:

"پھر اس کتاب کو جلا دوں؟"

اس نے کہا:

"نہیں، قیمتی کتاب ہے۔"

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

"شرک و کفر کی تعلیم دینے والی کتاب قیمتی کیسے ہوسکتی ہے؟ صرف کاغذ، کتابت و طباعت کی عمدگی سے کتاب قیمتی نہیں ہو سکتی، حُسنِ ظاہر تو مارِ منقش میں بھی بہت ہوتا ہے۔"

یہ فرما کر کتاب کو وہیں اس کے مالک کے سامنے پھاڑ کر جیب سے ماچس نکالی اور پھٹے ہوئے اوراق کو جلا ڈالا۔ وہ مشرک دَم سادھے خاموشی سے اپنے بُت کی ارتھی جلنے کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا، شاید بعد میں اس کی خاکستر محفوظ رکھ لی ہو۔

بدعتی مناظر کی طرف سے چیلنج اور پھر فرار:

⑤ حضرتِ والا ایک مدرسہ "شمسُ الہدیٰ" میں قیام پذیر تھے، ایک بدعتی مناظر بھی وہاں پہنچ گیا، اور میدان خالی سمجھ کر مناظرہ کے لئے للکارنے لگا۔ حضرتِ والا نے اس کی داستان کو نظم فرمالیا تھا، جو درجِ ذیل ہے ؎

مناظر آج اک شمس الہدیٰ میں بے خطر آیا
مجھے کچھ شور سا سننے میں آیا فی المنام اس کا
میں خوابِ استراحت سے اٹھا مجلس میں جا پہنچا
مجھے بس دیکھتے ہی اُڑ گیا علمِ کلام اس کا

وہ لرزاں تھا، زباں ساکت تھی آنکھیں بند تھیں اسکی
یہ منظر دیکھ کر حیران و ششدر تھے عوام اس کا
اٹھا، مجلس سے بھاگا، جیسے شیطاں رجم ثاقب سے
کہ جاں اپنی سلامت لے کے جانا تھا مرام اس کا
مسیحا سے پگھلتا جا رہا دجّال تھا گویا
عجب پُر کیف تھا بس وہ فرارِ بے لگام اس کا
نہ بھولے او خبیث اب عمر بھر تو نام اختر کا
کہ لوہا مان لیتے ہیں ہمیشہ خاص و عام اس کا

حضرتِ والا کا تاریخی نام "سعود اختر" ہے، آپ عربی نظم میں بطورِ تخلص اپنا نام "سعود" لاتے ہیں اور اردو نظم میں "اختر"۔

اس تاریخی نام کی تخریج آپ نے پندرہ سال کی عمر میں خود فرمائی ہے۔

فِرقِ باطلہ سے خطاب :

⑥ حضرتِ والا نے بالکل نوعمری ہی میں "فِرقِ باطلہ سے خطاب" کے عنوان سے اشعارِ ذیل کہے تھے، ان میں "نسبتِ مرشدیہ" کا جلال ملاحظہ ہو ؎

اے پرستارِ ہویٰ، اے بندۂ نفسِ پلید
اے گرفتار و اسیرِ دامِ شیطانِ مَرید
مذہبِ اسلام کو برباد تو نے کر دیا
خانۂ ابلیس کو آباد تو نے کر دیا
دین و ملّت کی اُڑا دیں دھجیاں تو نے لعیں
[illegible] بالیقیں

بن کے نیزہ کی سناں سینہ ترا میں پھاڑ دوں
موت کے پنجے ترے ناپاک دل میں گاڑ دوں
واعظِ بےبس نہیں ہوں نعرہ ہوں میں بیدھڑک
قصرِ باطل کے لئے میں رعد کی سی ہوں کڑک
گربہ مسکیں نہیں ہوں شیرِ خوں ریز ہوں
گردنِ باطل پہ میں اِک تیغِ خوں آمیز ہوں
پنجۂ فاروق ہوں میں تیغ ہوں دو دھار کی
کاٹ کر سینوں پہ رکھ دوں گردنیں فجار کی
ہے زمیں سہمی ہوئی تھرا رہے ہیں آسماں
میری ہیبت چھا چکی ہے بر مکینِ ہر مکاں
وحشیانِ دشت بھی دُبکے پڑے ہیں خاک پر
مہلکِ فجار ہوں، نازاں ہوں اپنی دھاک پر
زاہدِ بےدل نہیں ہوں عاشقِ بدنام ہوں
اہلِ باطل کے لئے میں موت کا پیغام ہوں
ایک نعرہ سے ہلا دوں میں بڑے انبوہ کو
ایک ٹھوکر سے گرا دوں میں مثیلِ کوہ کو
اُس حریمِ ناز کا میں عاشقِ جانباز ہوں
اِک صدائے غیب پر لبیک کی آواز ہوں
حامیِ دینِ مبیں ہوں ماحیِ بدعات ہوں
اہلِ بدعت کے لئے میں نامۂ آفات ہوں

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”میں علمِ عروض سے ناواقف ہوں، اور وزنِ شعر کا طبعی ذوق بھی نہیں، مع ہٰذا کبھی جوش کی بے ہوشی میں کچھ اشعار کہہ جاتا تھا ان میں لفظی وزن تو معلوم نہیں کہاں تک ہے؟ معنوی وزن ضرور ہے ؎

شعر می گویم بہ از آبِ حیات
من ندانم فاعلاتن فاعلات
قافیہ اندیشم و دلدارِ من
گویدم مندیش جز دیدارِ من“

”میں وزنِ شعر تو نہیں جانتا مگر آبحیات سے بھی بہتر شعر کہتا ہوں، میں قافیہ سوچتا ہوں تو میرا محبوب کہتا ہے کہ میرے دیدار کے سوا کچھ نہ سوچ۔“

یہ حضرتِ اقدس عمّت فیوضہم پر توجہ الی اللہ کے غلبہ کا اثر ہے، اس کے باوجود وزنِ شعر میں کمال اہلِ فن پر مخفی نہیں۔

ملاحظہ:

یہ اشعار اور ان سے اوپر ۵ میں بدعتی مناظر کے فرار سے متعلق اشعار حضرتِ والا نے اب سے تقریبًا چالیس برس پہلے کہے تھے، جبکہ آپ کی عمر تقریبًا بائیس برس تھی۔ بیاض میں ان کی نقل آپ کے پاس محفوظ تھی، مگر چوبیس پچیس برس کی عمر کے بعد تدریس و افتاء میں انہماک کی وجہ سے اشعار کی طرف قطعًا کوئی التفات نہ رہا۔ کبھی کبھار اس بیاض میں مندرجہ علمی مباحث دیکھتے ہوئے ان اشعار پر بھی سرسری نظر پڑ جاتی تھی۔

اب سے بیس سال قبل ایک صالح عالم نے خواب میں کسی بزرگ کو حضرتِ والا کے بارہ میں فرماتے سُنا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ

آگے پوری آیت یوں ہے:

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ (۳۶ – ۶۹)

"اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور وہ آپ کے لئے شایاں بھی نہیں، وہ تو محض نصیحت اور احکام کا ظاہر کرنے والا قرآن ہے۔"

حضرتِ اقدس نے فرمایا:

"یہ میرے لئے حصولِ علومِ قرآن کی بشارت ہے۔"

اس کے بعد آپ کو شعرگوئی سے مزید انقباض ہو گیا جس کے نتیجہ میں آپ نے اپنے اشعار کی نقول جلا ڈالیں۔

اب راقم الحروف نے ترتیبِ سوانح کے سلسلہ میں آپ سے پرانے واقعات دریافت کرنے شروع کئے تو آپ کو چہل سالہ قدیم اشعار یاد آگئے، اور ذرا سی توجہ سے ان میں سے اکثر ذہن میں مستحضر ہو گئے، یہ قوتِ حافظہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔

چیف منسٹر کی صدارت اور حضرتِ والا کی حق گوئی و بیباکی:

⑦ خیرپور کے ریاستی دور میں وہاں کے چیف منسٹر کی صدارت میں سیرت کا جلسہ ہو رہا تھا۔ حضرتِ والا اور آپ کے والد صاحب کا اتفاقاً اس طرف سے گزر ہوا، چیف منسٹر کی نظر پڑ گئی، اُس نے آپ حضرات کی خدمت میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو بھیج کر اس کے ذریعہ درخواست پیش کی کہ اسٹیج پر تشریف لائیں، دونوں حضرات اسٹیج پر تشریف لے گئے تو چیف منسٹر نے حضرتِ والا سے بیان کی درخواست کی۔ حضرت نے سیرت کے موضوع پر بہت مبسوط اور ایمان افروز تقریر فرمائی چیف منسٹر

سرکاری حکام اور عوام سب محوِ حیرت تھے اور بہت محظوظ ہو رہے تھے۔

تقریر کے خاتمہ پر آپ نے فرمایا:

"سیرت کا اصل مقصد یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل اتباع کیا جائے، اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم فرض جو ہم پر عائد ہوتا ہے وہ پاکستان میں اسلامی آئین جاری کرنا ہے۔

دوسرا فرض قادیانیوں کو اقلیت قرار دینا ہے۔ مرزا قادیانی ملعون نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستارِ نبوت پر ہاتھ ڈال کر اور اس پر غاصبانہ حملہ کر کے آقائے نامدار، روحانیت کے آخری تاجدار، سیدِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت سخت گستاخی کی ہے، اس پر خاموش رہنا سخت بے غیرتی اور انتہائی بے دینی ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کے دعوے کرنے، سیرت کے جلسے منعقد کرنے اور سیرت کے موضوع پر دھواں دھار تقریریں کرنے کے ساتھ صاحبِ سیرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علانیہ توہین تماشائیوں کی طرح خاموشی سے دیکھتے رہنا اور ان مردودوں کا احتساب نہ کرنا کھلی منافقت ہے، اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سیرتِ پاک کا مذاق اڑانا ہے۔

آج اللہ تعالیٰ نے بہت اچھا موقع عطاء فرمادیا کہ سیرت کے نام پر ہماری حکومت اور عوام دونوں جمع ہیں، میں اپنی حکومت اور عوام دونوں کی طرف سے مرکزی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ قیام پاکستان کے وقت کئے گئے وعدوں کے مطابق فوراً اسلامی آئین جاری کرے۔

میں مرکزی حکومت سے دریافت کرتا ہوں کہ وہ اسلامی قوانین کو تاقیامت انسانی فلاح وبہبود کے لئے ہر لحاظ سے کامل ومکمل سمجھتی ہے یا نہیں؟

اگر جواب اثبات میں ہے تو ان قوانین کے اجرا میں مسلسل التوا اور لیت ولعل سے کیوں کام لیا جا رہا ہے؟ اور حسب وعدہ پاکستان میں حکومت اسلام کیوں نہیں قائم کی جاتی؟

اور اگر خدانخواستہ حکومت اسلام کے ضابطۂ حیات کو تاقیامت کامل اور فلاح وبہبود کا ضامن نہیں سمجھتی تو وہ اس کا اعلان کیوں نہیں کرتی؟ تاکہ ہم ان ارباب حکومت کو بھی مرتدین کی فہرست میں داخل کرکے ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کریں۔

دوسرا مطالبہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا ہے۔ ان زنادقہ کی اصل شرعی سزا تو یہ ہے کہ سب کو تہ تیغ کرکے سرزمین پاک کو ان کے ناپاک وجود سے بالکل پاک کر دیا جائے۔ مگر سخت حیرت اور افسوس ہے کہ اسلام کی نام لیوا حکومت انہیں اقلیت قرار دینے پر بھی تیار نہیں۔

میں مرکزی حکومت سے اس کی بہبود وخیر خواہی اور دنیا وآخرت دونوں میں اس کی سرخروئی کے جذبہ کے تحت نہایت خلوص کے ساتھ یہ دونوں مطالبے کرتا ہوں۔ اگر خدانخواستہ پھر بھی نشۂ اقتدار سے ہوش نہیں آتا تو یہ حقیقت سمجھ لیجئے کہ قوم کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے مزید انتظار کا تحمل نہیں۔ اس کے نتائج کے بارہ میں سوچئے اور خوب سن لیجئے۔

اگر اظہارِ استبداد کے معنی بغاوت ہے
اگر بیزاریِ بیداد کے معنی بغاوت ہے
اگر اک فطرتِ آزاد کے معنی بغاوت ہے
تو پھر میں ایک باغی ہوں مرا مذہب بغاوت ہے
بغاوت کرنے والا کم سے کم آزاد ہوتا ہے
وہ سو پابندیوں میں بھی مگر دلشاد ہوتا ہے
کہ جیلیں، ہتھکڑی، بیڑی، قیودِ جسم ہیں ساری
یہ دل آزاد ہو جانا حقیقت میں ہے آزادی"

(پورے اشعار یاد نہیں رہے، اس لئے آخری دو بند ناقص ہیں)

آپ یہ اشعار ایسے جوش کے ساتھ پڑھ رہے تھے کہ حمیتِ دینیہ و ہیجانِ موسوی کا ناقابلِ بیان نظارہ تھا۔

آپ نے جب مطالبہ شروع کیا تو ایک مجسٹریٹ بولے:

"آپ یہ مطالبے مرکزی حکومت سے براہِ راست کریں۔"

مگر چیف منسٹر نے انہیں خاموش کر دیا۔

جب آپ فارغ ہو گئے تو صدرِ جلسہ چیف منسٹر اختتامی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ سب سے پہلے حضرتِ والا کی تقریر کی بہت تعریف کی، اور کہا:

"سیرت سے متعلق اتنی مبسوط اور ایسی معلومات افزا تقریر میں نے آج تک کبھی نہیں سُنی۔"

پھر وہی بات کہی جو رسمی طور پر زبان سے، تو سب کہتے ہیں مگر دل میں یہ فیصلہ کئے ہوتے ہیں کہ اس کے مطابق عمل ہرگز کبھی نہیں کریں گے، وہ رسمی بات یہ ہے:

"سیرت کی حقیقت اور رُوح یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور اپنی زندگی اس کے مطابق بنائی جائے، زندگی کے ہر قدم اور ہر موڑ

پر اسی سے ہدایت حاصل کر کے اس کا پورا اتباع کیا جائے۔"

جلسہ برخاست ہوا تو چیف منسٹر نے الگ ہو کر حضرتِ والا سے کہا:

"آپ کے یہ مطالبے بالکل درست اور ضروری تھے مگر یہ اس کا موقع نہ تھا۔"

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے فرمایا:

"اس سے بڑھ کر اور کونسا موقع ہو سکتا ہے؟ علاوہ ازیں میں نے آپ ہی کے اس آخری جملہ کی تشریح کی ہے جس میں آپ نے سیرت کی حقیقت اور رُوح بتائی ہے۔"

وہ خاموشی سے الوداعی مصافحہ کر کے چل دیئے۔

ملاحظہ:

یہاں یہ امر ملحوظ رہے کہ جرأت اور حق گوئی و بے باکی کا یہ مظاہرہ ایسے شخص کی طرف سے ہے جس کا سیاست سے کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں، جس کے قلب میں دنیوی اقتدار کی کوئی وقعت نہیں، جو دنیوی اعزاز و مناصب سے سخت بیزار ہے، جس کی کسی قسم کی امداد کے لئے اس کی پشت پر کوئی سیاسی جماعت نہیں، اور مالی تعاون کے لئے قوم کے سرمایہ کا کوئی فنڈ نہیں، سوائے مالکِ حقیقی کے کسی پر نظر نہیں۔

کسی سیاسی لیڈر کا ایسی تقریر جھاڑنا کوئی کمال اور تعجب کی بات نہیں، اس لئے کہ اسے ہر قسم کی امداد کے لئے پوری جماعت کا تعاون حاصل ہوتا ہے، اس لئے حکومت کو بھی اس پر ہاتھ ڈالنے سے پیشتر کافی غور و فکر کرنا پڑتا ہے، اس کے گھریلو مصارف اور مقدمات لڑنے کے لئے قوم سے حاصل کردہ فنڈ موجود ہوتا ہے، پھر یہ کہ سیاسی لیڈر کے لئے ایسی تقریریں جھاڑنا، جلوس نکالنا، ہنگامے کروانا، پولیس کے ڈنڈے کھانا اور جیل میں جانا تو بہت مرغوب پیشہ ہے، اس سے اس کی لیڈری

چمکتی ہے، خوب داد ملتی ہے، سیاست میں اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے، قوم کی طرف سے مال وجاہ کے گراں قدر عطیات، زندہ باد کے نعرے اور آیندہ کے لئے حصولِ اقتدار کی توقعات، ان چیزوں کی بے لگام ہوس اس کے لئے تمام مصائب وآفات کو آسان بلکہ لذیذ بنا دیتی ہے، محبوب تک پہنچنے کے ذرائع بھی محبوب ہوتے ہیں، پولیس کا ایک ایک ڈنڈا اور جیل کا ایک ایک لمحہ ان کے لئے باعثِ ترقیِ درجات اور ذریعۂ وصلِ لیلیٰ ہوتا ہے۔ مقولہ مشہور ہے:

ضَرْبُ الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ.

"محبوب کی مار کشمش ہے۔" یعنی میٹھی اور لذیذ ہے۔

اسی طرح یہ حقیقت بھی مسلّم ہے:

ضَرْبٌ فِی الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ.

"محبوب کے عشق میں بڑی سے بڑی مار بھی کشمش ہے۔"

ہر ذلت اور ہر اذیت پر سیاسی لیڈر بزبانِ حال یہ نعرہ لگاتا ہے ؎

اَجِدُ الْمَلَامَةَ فِیْ هَوَاكِ لَذِیْذَةً
حُبًّا لِذِكْرِكِ فَلْیَلُمْنِی اللُّوَّمُ

"تیرے ذکر سے محبت کی وجہ سے تیرے عشق کے بارہ میں مجھے ملامت بھی لذیذ معلوم ہوتی ہے، اس لئے مجھے ملامت کرنے والے خوب ملامت کریں۔"

جب حُبِّ ذکر کا یہ کرشمہ ہے تو حُبِّ وصل کا اندازہ لگائیے کہ اس کی بدولت کتنی بڑی تلخیاں کس قدر شیریں ولذیذ ہو جاتی ہوں گی۔ وَاللّٰهُ الْحَفِیْظُ.

یہ ہیں سیاسی لیڈر۔

> ”مگر وہ لوگ جو ایمان اور اعمالِ صالحہ میں پختہ ہیں اور وہ بہت کم ہیں۔“

ڈاڑھی کی توہین کرنے والے افسر پر حمیّتِ دینیہ و نسبتِ مُوسویہ :

⑧ ایک بہت اُونچے درجہ کا سرکاری افسر ریٹائرڈ کالج یا یونیورسٹی میں ایک بزرگ کا ہم جماعت رہا تھا، یہ بزرگ حضرتِ والا کے پیر بھائی اور حضرت پھولپوری قدس سرہ کے خلیفہ و مجازِ بیعت تھے۔ اس افسر نے پُرانی بے تکلفی کی بناء پر اُن بزرگ کی ڈاڑھی مُبارک کی طرف اشارہ کرکے یوں بکواس کی :

”یہ کیا حماقت ہے؟“

انہوں نے حضرتِ والا سے اس کا تذکرہ کر دیا۔ حضرتِ والا نے پہلے تو انہیں یوں ڈانٹ پلائی :

”آپ نے اس مردود کا موقع ہی پر گلا کیوں نہ دبایا؟“

یہ افسر نمازِ فجر ”دارالافتاء والارشاد“ کی مسجد میں پڑھتا تھا۔ حضرتِ والا نے نماز کے بعد سب نمازیوں کے سامنے اس بارہ میں اس سے پوچھا۔ وہ خاموش رہا۔ بس آپ پر جلالِ موسوی غالب آگیا، فرمایا :

> ”خبیث، مردود، ابلیس بولتا کیوں نہیں؟ میں اس لئے تجھ سے پوچھ رہا ہوں کہ میرے پاس شہادتِ شرعیہ نہیں، ورنہ میں تجھے فوراً اسی وقت ذبح کرکے جہنم رسید کر دیتا؛ اب میرے سامنے اقرار کرلے تو ابھی تماشا دیکھ، یہیں مسجد ہی میں تجھے جہنم رسید کروں گا۔“

بہت ڈانٹا، خوب لتاڑا، شیطان، مردود، خبیث جیسے القاب سے خوب

نوازا۔ اس پر سکتہ طاری رہا۔ اس نے بغرضِ انتقام ڈپٹی کمشنر کے ہاں حضرتِ والا کے خلاف شکایت داخل کر دی:

> ”آپ نے مذہبِ شیعہ کے خلاف بہت اشتعال انگیز تقریر کی ہے، جس کی وجہ سے نقضِ امن اور فساد کا شدید خطرہ ہے۔“

ڈپٹی کمشنر نے حضرتِ والا کو بلوایا۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے حلقۂ احباب میں فرمایا:

> ”میں نے آج تک سرکاری مہمان کی حیثیت سے کبھی کسی سرکاری تقریب میں شرکت کی دعوت قبول نہیں کی، ایسے مواقع میں شرکت سے ہمیشہ معذرت ہی کرتا رہا ہوں، مگر آج مجھے بزعمِ حکومت مجرمانہ حیثیت سے بلوایا گیا ہے، اس لئے ضرور جاؤں گا، حکومت کا معزز مہمان بننے سے مجھے عار ہے، بزعمِ حکومت مجرمانہ پیشی سے عار نہیں۔“

پھر ”دار الافتاء والارشاد“ کے عملہ اور اہلِ خانہ سے فرمایا:

> ”میں آج ڈپٹی کمشنر سے ایسی باتیں کہنے والا ہوں کہ ان کے پیشِ نظر میری واپسی مشکل ہے، جیل میں جانے کا ظنِ غالب ہے، آپ لوگوں کو پہلے سے اس لئے بتا دیا ہے کہ جیل میں جانے کی اچانک خبر سن کر گھبرائیں نہیں۔“

پھر ایک مولوی صاحب کو ”دار الافتاء والارشاد“ کے نظم سے متعلق چند ہدایات ارشاد فرما کر جیل میں جانے کے لئے تیار ہو کر تشریف لے گئے۔ ڈپٹی کمشنر بلا تمہید بولے:

> ”علماء کو تیز اور انتشار پیدا کرنے والی تقریروں سے احتراز کرنا چاہئے۔“

حضرتِ اقدس نے فرمایا:

> ”مقدمہ کی سماعت کا یہ نرالا دستور دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہو رہا ہے،

> کسی پر الزام کو بلا تحقیق ہی صحیح تسلیم کرلینا شرعاً ناجائز ہونے کے علاوہ خلافِ عقل بھی ہے۔ صحیح طریقہ تو یہ ہے کہ پہلے ملزم سے دریافت کیا جائے، اگر وہ ارتکابِ جرم سے انکار کرے تو مدعی سے شہادت شرعیہ طلب کی جائے، اگر وہ شہادت پیش نہ کرسکے تو ملزم کو قسم دی جائے۔ اس تفصیل کے مطابق ثبوتِ جرم کے تین طریقے ہیں:
>
> ۱۔ مجرم کا عدالت میں خود اقرار کرلینا۔
> ۲۔ مدعی کا شہادتِ شرعیہ پیش کرنا۔
> ۳۔ شہادت نہ ملنے کی صورت میں مجرم کا قسم سے انکار کرنا۔
>
> ان تین طریقوں میں سے کسی ایک سے جرم ثابت ہوجائے تو مجرم کو نصیحت کی جائے یا مناسب سزا دی جائے۔
>
> علاوہ ازیں آپ کو یہ تو سوچنا چاہئے تھا کہ مذہبِ شیعہ کے خلاف تقریر کرنے پر کوئی شیعہ آپ کے ہاں درخواست پیش کرتا، یہ درخواست گزار شیعہ نہیں۔"

پھر حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ڈپٹی کمشنر کے سامنے حقیقتِ حال واضح فرماکر ارشاد فرمایا:

> "یہ میری طرف سے صرف دھمکی ہی نہیں تھی بلکہ اگر یہ خبیث میرے سامنے اقرار کرلیتا یا اس کے کفر بکنے پر مجھے شہادتِ شرعیہ مل جاتی تو میں واقعۃً ایسے مردود کو جہنم رسید کردیتا، اگر آپ کو اس میں کچھ تردد ہو تو یہیں مجلس عدالت ہی میں اپنے سامنے اس کا تجربہ کرلیجئے کوئی ایسی بکواس کرکے دیکھے اسے یہیں جہنم رسید کروں گا۔"

ڈپٹی کمشنر نے کہا:

"کوئی مسلمان تو ایسا نہیں کہہ سکتا۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ مردود مسلمان نہیں، مسلمان ہوتا تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کو حماقت نہ کہتا، اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی گستاخی ہرگز نہ کرتا۔"

حضرتِ والا کا لہجہ ایسا تیز اور آواز اتنی بلند تھی کہ عدالت کے بند کمرے سے باہر بیٹھا ہوا مجمع بھی سن رہا تھا اور حیران تھا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ ڈپٹی کمشنر یہ منظر دیکھ کر گھبرا گیا اور اس نے چاہا کہ اب آپ باہر تشریف لے جائیں، مگر حضرتِ والا اس پر بدستور مسلط رہے۔ اس نے یہ تدبیر نکالی کہ گھنٹی بجا کر چپراسی کو بلایا، اور اسے دوسرا مقدمہ پیش کرنے کا حکم دیا۔ دوسرے مقدمہ کی فائل ڈپٹی کمشنر کے سامنے آگئی اور اس سے متعلقہ افراد کمرے میں پہنچ گئے، اس کے باوجود حضرتِ والا بیٹھے رہے اور ڈپٹی کمشنر سے فرمایا:

"میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتکِ عزت کا دعویٰ دائر کرتا ہوں، آپ ابھی لکھیں۔"

وہ خاموش رہا، حضرتِ والا نے اس سے پوچھا:

"حکومت کے آئین میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتکِ عزت کے دعویٰ کی سماعت کا کوئی قانون ہے؟"

اس نے کہا: ــــــــــ "نہیں۔"

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

"اسلام کے نام پر قائم ہونے والی حکومت میں کسی بھنگی اور چمار کی ہتکِ عزت کا دعویٰ سننے اور اس پر سزا دینے کا قانون تو ہے

مگر سیّدِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلم کی ہتکِ عزت کا دعویٰ سننے اور آپ کی شان میں گستاخی کرنے والے مردودوں کو سزا دینے کا کوئی قانون نہیں؟"

اس نے پھر کہا: ———— "نہیں۔"

اس کے بعد حضرتِ والا باہر تشریف لے آئے۔ "بغلیں جھانکنے" کا محاورہ بہت مشہور ہے، اور بہت عرصہ سے سُن رہے تھے، مگر اس کے صحیح مصداق کا مشاہدہ پہلی بار اس مجلس میں ہوا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کرسی پر بیٹھے واقعۃً بغلیں جھانک رہے تھے۔

خاندانی روایات:

بعد میں حضرتِ والا نے مجلسِ احباب میں فرمایا:

"الحمد للہ! میں ایسے خاندان کا فرد ہوں کہ انگریزی تسلّط کے دور میں جبکہ ایک معمولی سپاہی کا رعب آج کے صدرِ مملکت سے بھی زیادہ تھا ہمارے اکابر میں سے ایک عالم نے مجلسِ عدالت میں کرسی اٹھا کر انگریز جج کے سر پر دے ماری تھی۔"

حضرت والد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے خدائی کا دعویٰ کرنے والے ایک مردود کو اٹھا کر گڑ بنانے کی دہکتی ہوئی بھٹی میں جھونک دیا تھا۔"

رگِ جنوں:

مزید فرمایا:

"میرے دماغ میں ایک "رگِ جنوں" ہے جو اسلام یا حضورِ اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا کوئی واقعہ دیکھ کر یا ایسی کوئی بکواس سن کر بھڑک اٹھتی ہے، پھر اسے اس وقت تک سکون نہیں آتا جب تک کہ ایسے خبیث اور مردود کو جہنم رسید کر کے اس کے ناپاک وجود سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک نہیں کر دیا جاتا۔"

یہاں بھی وہ "ملاحظہ" پھر دوہرا لیجئے جو اوپر ۵ میں گزرا۔

ایک صدر مملکت کے کفریہ کلمات پر عجیب شعر:

⑨ ایک جنرل صدر مملکت کے کچھ اسلامی رجحانات اور اس سلسلہ میں بعض اقدامات دیکھ کر ناتجربہ کار لوگوں نے اسے "امیر المؤمنین" کے خطاب سے نوازا، مگر اس نے ایک کھلے جلسہ میں مجسمہ سازی، مصوری، رقص و سرود اور عورتوں کی بےپردگی جیسے منکرات و فواحش کو جائز بتایا، بلکہ ان کبیرہ گناہوں کی توصیف کو بھی عینِ اسلام قرار دیا، اس کا یہ مضمون اخباروں میں شائع ہوا، مگر کسی سیاسی مولوی کے کان پر جوں تک نہ رینگی، حصولِ اقتدار کی توقع میں سب کی زبانوں پر مہرِ سکوت لگی رہی۔

ایسے لوگوں کے بارہ میں شیخ ابو علی دقاق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ سَکَتَ عَنِ الْحَقِّ فَھُوَ شَیْطَانٌ اَخْرَسُ.

"جو حق بات کہنے سے خاموش رہا وہ گونگا شیطان ہے۔"

حضرت اقدس نے اس جنرل کی اصلاح کی زبانی اور تحریری ہر ممکن کوشش کی، اس کے قریبی حلقہ کے ذریعہ اسے اعلانِ توبہ کی تلقین کی، مگر جب امیدِ قبول نہ رہی تو حضرتِ والا نے اسے بہت سخت خط لکھا اور اپنی تقریروں و تحریروں میں اس پر بہت شدید نکیر فرمائی، خط میں اور عام تقریروں و تحریروں میں بھی حضرتِ والا بار بار اس شعر کا تکرار فرماتے رہے ؎

بُت گری و رقص کی توصیف بھی ہو عینِ دیں
یہ امیر المؤمنین ہے یا کہ ابلیسِ لعیں

جب سیاسی مولوی حصولِ اقتدار سے مایوس ہو گئے تو اسی جنرل کے سخت خلاف ہو گئے، جس کی تعریف میں رطب اللسان تھے، اور حضرتِ والا سے وہ پرانی تحریریں اور وہ شعر طلب کرنے لگے، مگر حضرت نے دینے سے انکار فرما دیا، اور ارشاد فرمایا:

"بعون اللہ تعالیٰ میری موافقت و مخالفت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتی ہے اقتدار کے لئے نہیں۔"

یہاں بھی ے کے آخر میں مذکورہ "ملاحظہ" پھر دیکھ لیں۔

عیدگاہ میں فوٹو گرافر:

⑩ ایک بار ناظم آباد کی عیدگاہ میں نماز سے قبل ایک فوٹو گرافر فوٹو لینے لگا حضرتِ والا نے اُسے منع فرمایا، وہ باز نہ آیا تو آپ کے ایک شاگرد نے اسے للکارا، اس کی طرف بڑھتے ہوئے گرجدار آواز سے کہا:

"تجھے ابھی قتل کرتا ہوں۔"

وہ تو سر پر پاؤں رکھ کر ایسا بگٹٹ بھاگا کہ پیچھے مُڑ کر بھی نہیں دیکھا، شاید اپنے گھر ہی پہنچ کر دَم لیا ہو، بیوی سے کہہ رہا ہوگا:

"جان بچی لاکھوں پائے۔"

حالانکہ وہ بہت لحیم شحیم اور قد آور تھا اور یہ طالبِ علم بہت ہی نحیف اور مختصر جسم، قوّتِ ایمانیہ غالب آگئی۔

نمازِ عید کے بعد ایک دوسرا فوٹو گرافر حضرتِ والا کی خدمت میں آکر کہنے لگا:

"اگر یہ فعل حرام ہے تو علماء فوٹو کیوں کھنچواتے ہیں؟ اور ان کے

فوٹو اخباروں میں کیوں شائع ہوتے ہیں؟ اگر یہ پیشہ حرام ہے تو ہمیں کیا ضرورت کہ حرام آمدنی سے اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ پالیں، اس کی بجائے ہم کوئی حلال پیشہ کیوں نہ اختیار کرلیں؟"

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"آپ علماء کا عمل نہ دیکھیں بلکہ ان سے مسئلہ پوچھیں، کوئی عالم بھی اسے جائز نہیں کہے گا، آپ خود تحقیق کریں اگر کوئی ایک عالم بھی اسے جائز کہہ دے تو مجھے بتائیں۔"

بعد میں حضرتِ والا نے فرمایا:

"اس فوٹو گرافر کی باتوں سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ علماء کی مداہنت بلکہ مجالس معصیت میں شرکت کا یہ اثر ہے کہ عوام ایسے منکرات کو حلال سمجھنے لگے ہیں۔ عوام کی گمراہی اور ارتکابِ منکرات کا وبال اور عذاب ایسے مولویوں پر بھی ہوگا جو اس قسم کے منکرات سے نہیں روکتے، بلکہ خود بھی شریک ہوجاتے ہیں۔

میرے علم میں ایسے علماء بھی ہیں کہ انہوں نے تصویر کی حُرمت پر مفصّل و مدلّل کتابیں لکھی ہیں مگر اپنی مجالس اور تقریر میں اس کی حرمت بیان نہیں کرتے، اور اس کے عذاب سے نہیں ڈراتے، بلکہ ایسی مجالس میں شریک بھی ہوجاتے ہیں جہاں تصویر لی جارہی ہو، اس سے بڑھ کر یہ کہ کوئی فوٹو گرافر خود ان کی تصویر لے رہا ہو تو اسے منع نہیں کرتے، حتیٰ کہ فوٹو گرافر تصویر لینے کی اجازت طلب کرے تو صراحۃً یا اشارۃً اسے اجازت دے دیتے ہیں۔

~~تصویر کی حرمت پر ایسے عالم کی کتاب کا کیا فائدہ جب کہ اس~~

> کے عمل کو پوری دنیا دیکھ رہی ہے، اور کتاب کو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ہی دیکھتا ہے، پھر جس نے کتاب دیکھی اس پر کیا اثر ہوگا؟ وہ یہ سوچتا ہوگا کہ جب حرمت پر کتاب لکھنے والا عالم خود ہی علانیہ حرام کام کر رہا ہے تو ہم جیسے عوام کے لئے کیا حرج ہے؟ اللہ تعالیٰ ایسے علماء کو فکرِ آخرت عطاء فرمائیں۔"

کراماتی طمانچہ:

⑪ دارالعلوم ٹنڈو الٰہ یار میں مشرقی پاکستان کے ایک نوجوان طالبِ علم پر ایک آسیب مسلط ہوگیا، اس کا مطالبہ یہ تھا:

> "میں اس کا ہم سبق ہوں اسے میں بذریعہ ہوائی جہاز ڈھاکا لے جاؤں گا کرایہ دارالعلوم کی طرف سے دیا جائے، وہاں جا کر ہم دونوں مولانا ..... صاحب سے درسِ نظامی کی تکمیل کریں گے، اس کے بعد دونوں ایم اے کریں گے، پھر میں اپنی بہن کی شادی اس سے کروں گا۔"

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دفعِ آسیب کے لئے اپنی مشہور انگوٹھی اسے دی، مگر اس نے بہت گستاخانہ انداز سے انگوٹھی بہت دُور پھینک دی، اور دارالعلوم سے جہاز کے کرایہ کا مطالبہ جاری رکھا۔ حضرت عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجبورًا اس کے ساتھ بغرضِ حفاظت ایک اور طالبِ علم بھی تیار کیا اور اسے دو آدمیوں کا کرایہ دارالعلوم سے بطورِ قرض دے دیا۔

یہ دونوں کراچی پہنچے تو اپنے ایک دوست سے ملاقات کے لئے "دارالافتاء والارشاد" میں آگئے، یہاں ایک کمرے میں آسیب زدہ نوجوان نے اودھم مچا دیا،

چلا چلا کر اشعار پڑھنے لگا اور خوب اُچھلنے کودنے لگا۔ حضرتِ والا شور سُن کر اس کمرے کی طرف تشریف لے گئے، کمرے میں داخل ہوتے ہی آسیب حملہ کرنے کی غرض سے بہت جوش اور غضب کے ساتھ آپ کی طرف بڑھا، آپ نے اسے ایک ایسا طمانچا لگایا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا، دو تین منٹ کے بعد آنکھ کھولی اور یہ کہہ کر چلا گیا:

"میں جارہا ہوں، آیندہ کبھی نہیں آؤں گا۔"

حاضرین اس طمانچے کی زبردست آواز سن کر حیران رہ گئے، اور یہ طمانچا "کراماتی طمانچا" کے نام سے مشہور ہو گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طمانچے سے ایک قبطی مر گیا تھا، ایک ہی طمانچے نے اس کا کام تمام کر دیا، اور یہاں نسبتِ موسَوِیّہ کے اثر سے ایک ہی طمانچے سے جن بے ہوش ہو گیا۔

حضرتِ والا نے دونوں کے ہوائی جہاز کے ٹکٹ واپس کروا کر رقم دار العلوم بھجوا دی۔

طنابیں ٹوٹ گئیں خیمے ہی اُڑ گئے :

⑫ ایک خاتون پر آسیب کا حملہ ہوا، ایک عامل کو بُلایا گیا، اس کے علاج سے اسے تو کیا نفع ہوتا، اُلٹا اس کی دوسری بہن پر بھی حملہ شروع ہو گیا۔ عامل صاحب پوری رات عملیّات پڑھتے تھے، کئی راتیں اسی طرح رات بھر پڑھتے گزاریں مگر اثر اُلٹا۔ حتّٰی کہ اس لڑکی کے تین بھائی بھی آسیب کی لپیٹ میں آگئے، یہ کُل پانچ بہن بھائی تھے، پورا خاندان ہی گرفتار ہو گیا۔ دفعِ آسیب کے لئے مکان میں اذانیں دینے کا سلسلہ شروع کیا گیا، شب و روز مسلسل بآوازِ بلند اذانوں کی آوازیں محلے بھر

میں گونج رہی تھیں، مگر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا، پورا محلہ پریشان تھا، خاندان کے پانچوں افراد پر پے بہ پے اس قدر شدید حملے ہو رہے تھے کہ جانکنی کی صورت نظر آ رہی تھی، بالآخر جِنّات کے قبیلہ کا رئیس بولا:

"ہم اس لڑکی کے سُسرال والے اسے پسند نہیں کرتے، وہ اسے رکھنا نہیں چاہتے، اور طلاق دینے میں بے عزتی سمجھتے ہیں، اس لئے انھوں نے فلاں عامل کے ذریعہ ہمیں بھیجا ہے کہ اس لڑکی کو جان سے مار دو۔ لڑکی کی ساس نے اس مقصد کے لئے فلاں عورت کو فلاں عامل کے پاس بھیجا ہے، اُس عامل نے یہ کام ہمارے ذمّہ لگایا ہے۔"

پھر اس رئیس جِنّ نے اپنے قبیلہ کے ایک جِن کو اس کے نام سے پکار کر اس سے پوچھا:

"بتاؤ میں صحیح کہہ رہا ہوں؟"

اس نے تصدیق کی، پھر اسی طرح رئیس نے دوسرے جِن کا نام لے کر پکارا اور اس سے پوچھا، اس نے بھی تصدیق کی، اس طرح دو شہادتوں سے اپنا دعویٰ ثابت کیا، اس کے بعد بولا:

"اگر اب بھی آپ لوگوں کو اس حقیقت پر یقین نہیں آتا تو اس لڑکی کی ساس اور فلاں عورت جسے اس نے عامل کے پاس بھیجا تھا دونوں کو یہاں بلاؤ، اگر انھوں نے یہ حقیقت تسلیم نہ کی تو ہم اُن پر مسلّط ہو جائیں گے اور اقرار کروا کر چھوڑیں گے۔"

یہ کہہ کر اُس لڑکی پر بہت زبردست حملہ کیا، اس کے جسم کو ایسا مروڑا کہ زندگی سے مایوسی ہونے لگی۔ یہ حالت دیکھ کر لڑکی کے والد نے اپنے سمدھی کو ٹیلیفون کیا

اور سارا قصہ بتا کر بڑی لجاجت سے یوں درخواست کی:

"خدارا میری بچی کو طلاق دے دو اس کی جان نہ لو۔"

سمدھی نے سمجھانے کی بہت کوشش کی اور کہا:

"جنّات کی باتیں قابلِ اعتبار نہیں ہوتیں، یہ ہمارے درمیان اختلاف پیدا کرنے کے لئے جھوٹ بول رہے ہیں۔"

مگر لڑکی کے والد نے پریشانی کے عالم میں چند منٹ کے اندر کئی بار ٹیلیفون کیا اور ہر بار بہت لجاجت سے یہی کہا:

"جان لیوا حملے ہو رہے ہیں، میری بچّی کی جان جا رہی ہے، خدا کے لئے ہمارے حال پر رحم کھائیے، فوراً طلاق دے کر میری بچّی کی جان بچائیے۔"

سمدھی صاحب پریشان ہو کر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آسیب زدہ مکان میں تشریف لے چلنے کی درخواست کی۔ حضرتِ والا اس قسم کے معاملات کی خاطر کہیں تشریف نہیں لے جاتے مگر اس قصہ میں چونکہ دونوں جانب علماء و مشائخ کا خاندان تھا، بالخصوص سمدھی صاحب کا حضرتِ والا کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا، اس لئے حضرت آمادہ ہو گئے۔ سمدھی صاحب اور اُن کی اہلیہ کے علاوہ اس عورت کو بھی ساتھ لیا جس کے بارہ میں جنّات کا دعوی تھا کہ اسے عامل کے پاس بھیجا گیا ہے، جب محلِّ وقوع کی طرف روانہ ہوئے تو جنّات کا رئیس بولا:

"حضرت مفتی صاحب تشریف لا رہے ہیں اس لئے ہم جا رہے ہیں۔"

اُن سے بہت کہا گیا:

"وہ دونوں خواتین بھی ساتھ آرہی ہیں جنہیں آپ نے بلوایا تھا، اس لئے اب آپ اُن کی آمد کا انتظار کریں اور کوئی فیصلہ کرکے جائیں۔"

مگر انھوں نے ایک نہ سُنی اور وہی جملہ:

"حضرت مفتی صاحب تشریف لا رہے ہیں اس لئے ہم جارہے ہیں۔"

کہہ کر سب چلے گئے۔

حضرتِ والا اُن کے مکان پر پہنچے تو پانچوں مریض بالکل تندرست تھے، دیکھا کہ کمروں کی دیواریں، کھڑکیاں اور دروازے سب تعویذوں سے بھرے پڑے ہیں، یہ تعویذ ساری ساری رات پڑھنے والے عامل صاحب نے لگوائے تھے، معلوم ہوا کہ کمروں کے فرش میں بھی جگہ جگہ تعویذ دفن کروائے ہیں۔

حضرتِ والا نے فرمایا:

"دیواروں، کھڑکیوں، دروازوں اور فرش سے سب تعویذ نکال کر جلا ڈالو۔"

اس کے بعد اس خاندان پر آسیب کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ جنّات کی اس یورش کی دور دور تک بہت شہرت ہوگئی تھی، اس لئے بہت دُور سے ایک مشہور بزرگ عالم نے بذریعہ فون لڑکی کے خسر صاحب سے اس بارہ میں دریافت فرمایا تو انہوں نے جواب میں کہا:

"حضرت مفتی صاحب کے تشریف لے جانے سے جنّات کے خیموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں اور خیمے ہی اُڑ گئے۔"

ٹھٹھا کا ایک عامل اور اس کے جنّات،

(۱۳) ایک بار حضرتِ والا براستہ ٹھٹھا حیدرآباد تشریف لے جا رہے تھے،

گاڑی آپ کے ایک بے تکلف عقیدتمند کی تھی جسے وہ خود ہی چلا رہے تھے ٹھٹا کے قریب پہنچے تو انھوں نے بتایا:

"یہاں ایک عامل ہے جو جنات کو بلا کر اُن کا تصرف لوگوں کو دکھاتا رہتا ہے، مثلاً کسی جن کا نام لے کر اس سے کہا کہ فلاں چیز لاؤ تو وہ فوراً سامنے موجود نظر آتی ہے، کبھی کسی جن کا نام لے کر کہا کہ فلاں چیز لے جاؤ تو وہ فوراً غائب ہو جاتی ہے۔"

انہوں نے یہ حالات بتا کر حضرتِ والا سے دریافت کیا:

"حضرت ان سے ملنا اور یہ حالات دیکھنا پسند فرمائیں گے؟"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"میں ایسی خرافات نہیں دیکھا کرتا۔"

مگر انھوں نے ازراہِ بے تکلفی یہ حرکت کی کہ عامل کے مکان کے سامنے گاڑی روک کر کہا:

"ہم اُن کے مکان پر پہنچ گئے۔"

حضرتِ والا نے عامل کو بلانے کی اجازت دے دی، وہ باہر آئے تو ان سے جنات کے تصرفات دیکھنے کی خواہش ظاہر فرمائی، انھوں نے کہا:

"ابھی کچھ دیر پہلے سب جنات یہ کہہ کر بھاگ گئے ہیں کہ حضرت مفتی صاحب تشریف لا رہے ہیں اس لئے ہم جا رہے ہیں۔"

عامل سے بار بار اصرار کیا گیا کہ وہ جنات کو بلائے، اُس نے کہا:

"وہ اتنی دور بھاگ گئے ہیں کہ وہاں تک میری آواز نہیں پہنچ سکتی۔"

ایران :

⑭ ایران میں حضرت والا کے ایک شاگرد و مرید عالم سے کچھ لوگوں نے درخواست کی:

"ہمارے گھر میں ایک خاتون پر آسیب ہے، اس لئے آپ ہمارے مکان میں تشریف لائیں"۔

انھوں نے معذرت پیش کرتے ہوئے کہا :

"میں آسیب کا علاج نہیں جانتا"۔

مگر وہ اصرار کرکے لے ہی گئے، انھوں نے جا کر آسیب سے اپنی بلوچی زبان میں کہا:

"تجھے معلوم نہیں کہ میری پشت پر حضرت مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم کا ہاتھ ہے"۔

یہ سنتے ہی آسیب نے غضبناک ہو کر اہلِ خانہ سے کہا:

"مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ میرے پاس ایسا آدمی آرہا ہے جس کی پشت پر حضرت مفتی صاحب کا ہاتھ ہے"۔

یہ کہہ کر آسیب چلا گیا۔

"میری پشت پر اپنا دستِ مُبارک رکھیں":

⑮ ایک بار ایک بہت عمر رسیدہ عالم نے حضرتِ والا سے درخواست کی:

"حضرتِ والا مجھے بیعت فرمالیں اور میری پشت پر اپنا ہاتھ مبارک رکھیں"۔

حضرتِ اقدس نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو وہ بولے :

"میں دفعِ آسیب کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "القول الجمیل" سے عملیات گھنٹوں پڑھتا [illegible] ہیں

ہوتا، مگر آپ کا صرف نام لے دیا جائے تو سنتے ہی آسیب بھاگ جاتا ہے"۔

حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

"اگر آپ کی نظر میں بزرگی کی یہی علامت ہے تو آپ کو کئی گرو بھی ایسے مل جائیں گے جو آسیب کا علاج کرتے ہیں آپ ان سے بیعت ہو جائیں"۔

نام سنتے ہی آسیب غائب:

⑯ ایک بار ایک عمر رسیدہ مشہور عالم و مفتی نے حضرتِ والا سے بذریعہ ٹیلیفون درخواست کی:

"میری نواسی پر آسیب کا دورہ پڑا ہوا ہے، حضرتِ والا کو تشریف آوری کی زحمت دینا چاہتا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ آپ ایسے کاموں کے لئے کہیں تشریف نہیں لے جاتے، مگر میں نے اس توقع پر یہ جرأت کی ہے کہ آپ میری رعایت فرمائیں گے"۔

حضرت والا نے فرمایا:

"آپ ٹیلیفون کا رسیور اس صاحبزادی کو دیں"۔

انھوں نے پکڑا دیا، حضرتِ والا نے آسیب سے ذرا تیز لہجہ سے فرمایا:

"کیا بات ہے؟"

بس اتنی ہی سی بات سن کر وہ چیخ چیخ کر چلّانے لگا:

"سلیمان علیہ السلام کی قسم میں جا رہا ہوں"۔

یہ جملہ اس نے کئی بار دہرایا اور چلّاتا ہوا بھاگ گیا۔

حضرت والا نے ارشاد فرمایا:

”اگر یہ ذرا سکون سے میری بات سنتا تو میں اسے دو کبیرہ گناہوں سے توبہ کی تلقین کرتا، ایک کسی کو ایذاء پہنچانا اور دوسرا غیر اللہ کی قسم کھانا۔“

مگر اس نے تو کوئی بات سنی ہی نہیں، چلاتا ہوا بھاگ گیا۔

خاران کی شہزادی کا قصہ:

⑰ خاران کے ایک عالم حضرتِ والا کے شاگرد ہیں، وہ اپنے آسیب زدہ بھائی کو آپ کی خدمت میں لائے اور ان کی عجیب داستان سنائی، کہنے لگے:

”میں انہیں لے کر کئی مشہور عاملوں کے پاس گیا، مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، ایک عامل نے ان کو بجلی کے جھٹکے لگائے، اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا (اُن کے جسم میں مختلف مقامات پر سیاہ داغ دکھا کر بتایا) یہ سیاہ داغ بجلی لگانے سے پڑے ہیں، پھر کراچی میں ایک بہت مشہور عامل کے پاس لایا جو بہت بڑے قبرستان میں رہتا ہے، اس قبرستان میں بہت بڑے بڑے درخت ہیں، اُن درختوں کے ساتھ بہت موٹی اور لمبی زنجیریں لٹک رہی ہیں، عامل نے بتایا:

”ان زنجیروں کے ساتھ جنّات جکڑے ہوئے ہیں۔“

عامل نے پانچ سو روپے فیس پیشگی لے لی، پھر اپنے مسخّر جنّات میں سے بعض کا نام پکار کر میرے بھائی کے جنّ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، اِدھر بھائی کے جن نے للکار کر کہا:

”میں خاران کی شہزادی ہوں، میرے ساتھ میری فوج ہے، میرے مقابلہ میں کوئی نہیں آسکتا، جو چاہے مقابلہ میں نکل کر دیکھے۔“

یہ جنّیہ بار بار اسی طرح للکارتی رہی، عامل کے جنّات اس کو گرفتار نہ کرسکے، عامل نے دو تین دن زور لگانے کے بعد کہا:

"میرے جنّات بکرا مانگتے ہیں، انھیں بکرا کھلاؤ تب کام کریں گے۔"

ہم نے بکرا خرید کر دے دیا، اس کے بعد عامل نے اپنے متعدد جنّات کو ان کے نام لے کر پکارا، اور بھائی کی جنّیہ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، اس کے جنّات نے ہمارے سامنے بھائی کو فضا میں اُلٹا لٹکا کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھنے شروع کر دیئے، بھائی کا جسم فضا میں معلّق تھا اور اس کے ہاتھ اور پیروں میں ایسی حرکات نظر آرہی تھیں جیسے انہیں باندھنے کے لئے مروڑا جارہا ہے، یہ سب کچھ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، بھائی کی جنّیہ چلّا چلّا کر پکارنے لگی:

"ہائے میں پکڑی گئی، میری فوج کہاں گئی؟"

تھوڑی دیر بعد بھائی کا جسم زمین پر آگیا، اور عامل نے یقین دلایا:

"اس کی جنّیہ گرفتار ہوگئی ہے۔"

مگر جب ہم اپنی جائے رہائش پر پہنچے تو جنّیہ نے پھر آدبوچا، ہم پھر عامل کے پاس گئے، اس نے کہا:

"اب اس جنّیہ کو جان ہی سے مروائے دیتا ہوں۔"

چنانچہ اس نے اپنے متعدد جنّات کا نام لے کر پکارا، اور انہیں حکم دیا:

"اس جنّیہ کو جان سے مار ڈالو۔"

انھوں نے پھر بھائی کو فضا میں اُلٹا لٹکا لیا، جنّیہ چلّانے لگی:

”ہائے میں ماری گئی، میری خارانی فوج کہاں گئی؟ آج میری فوج میرے کسی کام نہ آئی۔“

تھوڑی دیر بعد کراہنے کی آوازیں شروع ہوگئیں، اور وہ آہستہ آہستہ مدھم ہورہی تھیں، جیسے کوئی دم توڑ رہا ہو، بالآخر خاموشی چھاگئی، بھائی کا جسم زمین پر آگیا، اور عامل نے کہا:

”بس اب تو اسے ختم ہی کر دیا ہے، مرگئی ہے۔“

مگر ہم اپنی جائے رہائش پر پہنچے تو پھر وہی قصہ، جنّیہ نے پھر آلیا، میں عامل کے پاس گیا اور اس سے کہا:

”میرے فیس کے پانچ سو روپے اور بکرے کی قیمت کے دو سو روپے فوراً واپس کرو، ورنہ میں اخبار میں اشتہار دے کر تیرے فریب کی اشاعت کروں گا، اور میری قوم کی بہت بھاری تعداد یہاں کراچی میں رہتی ہے، انھیں ساتھ لے کر تیرے یہ سب درخت کٹوادوں گا جن کے ساتھ زنجیر لٹکا کر ان سے جنّات کو مقید کرنے کا ڈھونگ رچا کر مخلوقِ خدا کو دھوکا دے رکھا ہے، فریب دے کر لوگوں کو لوٹ رہا ہے اور حرام کھا رہا ہے۔“

عامل نے یہ پوری رقم واپس کردی، اس کے بعد جنّیہ نے خود کہا:

”اگر مجھ سے نجات چاہتے ہو تو اپنے استاذ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے پاس لے چلو۔“

اس لئے میں انہیں ساتھ لایا ہوں، حاضرِ خدمت ہیں۔“

جب اُن کا بھائی حضرت والا کے سامنے آیا تو اس پر سخت لرزہ طاری تھا، حضرت نے جو دریافت فرمایا تو آسیب بولا:

"آپ سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

حضرتِ والا نے فرمایا:

"ڈر لگتا ہے تو بھاگ جاؤ۔"

اس کے بعد وہ دو تین روز تک کراچی میں رہے آسیب کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

خط پڑھتے ہی آسیب رخصت:

⑱ پنجاب سے علاجِ آسیب کے لئے حضرتِ والا کی خدمت میں درخواست آئی، حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے آسیب کے نام خط لکھا:

"اگر آپ براہِ راست مجھے نہیں جانتے تو خاران کی شہزادی سے میرے بارہ میں پوچھ لیجئے۔"

آسیب خط پڑھنے کے بعد حاضرین سے کچھ الوداعی باتیں کر کے رخصت ہو گیا۔

خاران کی شہزادی کا قصہ اوپر ۱۲ میں گزر چکا ہے۔

"کراماتی طمانچے" کی شہرت:

⑲ حضرتِ اقدس کے صاحبزادہ مولوی حامد دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار میں اُستاذ تھے، وہاں ایک طالبِ علم پر آسیب مسلط ہو گیا، اسے علاج کے لئے دارالعلوم کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لایا گیا۔ مولانا نے آسیب سے اس طالبِ علم پر مسلط ہونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ اس نے جواب دیا:

"ہم ہندوستان میں رہتے ہیں، مجھے اپنی لڑکی کے لئے بہتر رشتہ کی تلاش تھی، بہت کوشش کے بعد میری نظر مولوی حامد پر پڑی تو یہ ہر لحاظ سے مجھے بہت پسند آئے، مگر ان کی اس پر آمادگی بہت

مشکل نظر آرہی تھی اس لئے اس کی یہ تدبیر خیال میں آئی کہ یہ لڑکا اُن کا دوست ہے، یہ انہیں اس شادی پر راضی کر سکتا ہے، اس لئے ہم نے اسے پکڑا ہے جب تک یہ مولوی حامد کو شادی پر راضی نہیں کرتا ہم اسے ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔"

مولانا نے اس سے فرمایا:

"آپ براہِ راست مولوی حامد کو کیوں نہیں پکڑتے؟ جس سے مطلب ہے اسے چھوڑ کر اس کے دوست کو کیوں پکڑا ہے؟"

آسیب نے جواب دیا:

"اس کی دو وجہیں ہیں:

ایک یہ کہ ہم اپنے داماد کو تکلیف پہنچانا نہیں چاہتے۔

دوسری وجہ یہ کہ ان کے ابّا کے ایک ہی طمانچے سے ایک جنّ بے ہوش ہو گیا تھا، وہ طمانچا پتھر کی طرح لگا تھا، تمام جنّات میں اس کی شہرت ہو گئی ہے، اس لئے ہم مولوی حامد کو پکڑنے سے ڈرتے ہیں۔"

اس سے وہی "کراماتی طمانچا" مراد ہے جس کی تفصیل اوپر 11 میں گزر چکی ہے۔

حضرتِ والا کا رعب جنّات پر:

⑳ ایک آسیب خود کو صحابی بتاتا تھا، اس کی زیارت اور اس سے دُعاء و تعویذ کے لئے بہت بڑا مجمع لگنے لگا، بڑے بڑے علماء و مشایخ بھی اس کے پھندے میں آگئے، اور اس کی بارگاہ میں حاضری دینے لگے۔

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کو علم ہوا تو آپ اس کی مجلس میں تشریف لے گئے، مجمع لگا ہوا تھا، وہ اپنی صحابیت بگھار رہا تھا۔ مجلس میں ایک مشہور شیخ الحدیث

ومفتی اور ایک مشہور شیخِ طریقت عالم بھی باادب سرنگوں بیٹھے تھے، مگر حضرت اقدس کو دیکھ کر اس کے دماغ سے خمارِ صحابیت کافور ہو گیا پھر وہ خود ہی ہرن ہو گیا۔ حاضرینِ مجلس یہ طُرفہ دیکھ کر حیران رہ گئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی برکت سے اس شیطان کے نرغے سے بچالیا۔

انسان کے عِلاوہ جنّات پر بھی حضرتِ والا کا اس قدر رعب آپ کے تقوی کا اثر ہے۔

حضرت حکیم الامّۃ قدس سرّہ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم پر ایک بار ہمارے حضرتِ اقدس کے تعلق مع اللہ کے جلال وہیبتِ حق کا ایسا انکشاف ہوا کہ آپ اسے اپنی مجالس میں بیان فرماتے رہتے ہیں، اس کی تفصیل عنوان "حضرتِ اقدس کا مقامِ عشق اکابر اولیاء اللہ کی نظر میں" کے تحت گزر چکی ہے۔

حضرتِ والا کی نسبت مع اللہ اور تقوی کا مقام اس قدر بلند ہے کہ اس کے جلال وہیبت کے سامنے جنّات تک بھی ترساں ولرزاں ہیں ؎

ہیبتِ حق ست ایں از خلق نیست
ہیبتِ ایں مردِ صاحب دلق نیست

"یہ گدڑی والے شخص کی ہیبت نہیں، بلکہ حق جلّ شانہٗ کی ہیبت ہے۔"

ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید
ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید

"جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور اس نے تقوی اختیار کیا اس سے جنّ وانس وغیرہ ہر چیز ڈرتی ہے۔"

حضرتِ والا عمّت فیوضہم میں "نسبتِ موسویّہ" کا ایک سبق آموز اعجوبہ آگے جلد ثالث میں عنوان "وارداتِ قلبیہ" میں آرہا ہے۔

ومفتی اور ایک مشہور شیخِ طریقت عالم بھی باادب سرنگوں بیٹھے تھے، مگر حضرتِ اقدس کو دیکھ کر اس کے دماغ سے خمارِ صحابیت کافور ہوگیا پھر وہ خود ہی ہرن ہوگیا۔ حاضرینِ مجلس یہ طُرفہ دیکھ کر حیران رہ گئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی برکت سے اس شیطان کے نرغے سے بچالیا۔

انسان کے علاوہ جنّات پر بھی حضرتِ والا کا اس قدر رعب آپ کے تقوی کا اثر ہے۔

حضرت حکیم الامّۃ قدس سرہ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم پر ایک بار ہمارے حضرتِ اقدس کے تعلق مع اللہ کے جلال وہیبتِ حق کا ایسا انکشاف ہوا کہ آپ اسے اپنی مجالس میں بیان فرماتے رہتے ہیں، اس کی تفصیل عنوان "حضرتِ اقدس کا مقامِ عشق اکابر اولیاء اللہ کی نظر میں" کے تحت گزر چکی ہے۔

حضرتِ والا کی نسبت مع اللہ اور تقوی کا مقام اس قدر بلند ہے کہ اس کے جلال وہیبت کے سامنے جنّات تک بھی ترساں ولرزاں ہیں ؎

ہیبتِ حق ست ایں از خلق نیست
ہیبتِ ایں مردِ صاحب دلق نیست

"یہ گدڑی والے شخص کی ہیبت نہیں، بلکہ حق جلّ شانہٗ کی ہیبت ہے۔"

ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید
ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید

"جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور اس نے تقوی اختیار کیا اس سے جنّ وانس وغیرہ ہر چیز ڈرتی ہے۔"

حضرتِ والا عمّت فیوضہم میں "نسبتِ موسویّہ" کا ایک سبق آموز اعجوبہ آگے جلد ثالث میں عنوان "وارداتِ قلبیہ" میں آرہا ہے۔

یاایها الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ○

تری محفل میں جو بیٹھا اٹھا آتش بجاں ہوکر
دلوں میں آگ بھر دیتی ہے آہ آتشیں تیری

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مجالسِ رُشد و ہدایت

خرم

مجالسِ رشد و ہدایت

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم یوں تو ہر آنے والے کے کان میں کچھ نہ کچھ دین کی بات پہنچا کر ہی چھوڑتے ہیں، آپ کی نشست و برخاست کا ہر آن ایک مستقل سبق ہے، بلکہ آپ کی زندگی پوری کی پوری شریعتِ مقدسہ کی ایک جیتی جاگتی عملی تصویر ہے، لیکن جمعہ کی شام آپ تلقین و ہدایت کے لئے وقت فارغ کر دیتے ہیں، جس میں اطراف و جوانب سے کثیر تعداد میں مرد اور خواتین حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں آپ نے عام ملاقات کے لئے عصر کے بعد کا وقت متعین فرما رکھا ہے، اس وقت میں بھی طالبینِ دین و تشنگانِ محبت ہی کا مجمع ہوتا ہے، دنیوی غرض سے کوئی نہیں آتا، حضرتِ والا اکثر ارشاد فرماتے ہیں:

> ”یہاں کوئی دنیوی کام نہیں ہوتا، ہم جس مال کے تاجر ہیں اور جو سامان ہماری دوکان پر ہے بس، ہم سے صرف وہی طلب کیجئے، کوئی صراف کے پاس جوتی گٹھوانے یا دل کے اسپیشلسٹ کے پاس کھرپی بنوانے چلا جائے، یہ کیسی حماقت اور کتنا بڑا ظلم ہے، اس لئے مجھ سے کسی دنیوی کام کی کوئی ہرگز توقع نہ رکھے، البتہ حاجاتِ دنیویہ کے بارہ میں دُعاء کے لئے کہہ سکتے ہیں، مجھے اس سے بہت مسرت ہوتی ہے، اس لئے کہ دُعاء سے مالک کی طرف توجہ میں ترقی اور محبوب سے خطاب کی لذت حاصل ہوتی ہے اور بندہ کی سفارش سے مولیٰ کی رحمت۔
>
> علاوہ ازیں اس شخص کی دینی فہم پر بھی مسرت ہوتی ہے، کیونکہ

طریق مسنون یہی ہے، تعویذ سے مجھے مناسبت نہیں، کسی کے طلب کرنے پر اس لئے دے دیتا ہوں کہ بہت سے لوگ اسی غرض سے آتے ہیں، اس طرح اُن کے کانوں تک دین کی باتیں پہنچانے کا موقع مل جاتا ہے۔ دُعاء اور تعویذ کی غرض سے آنے والوں کو اسی لئے بٹھائے رکھتا ہوں، جلدی سے فارغ نہیں کر دیتا، پہلے دین کی باتیں سُنیں پھر تعویذ۔

اس میں ان لوگوں کے لئے دینداری اور فکرِ آخرت کی دولت کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہے کہ ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حاجت برآری کا طریقہ تعویذ کی بجائے رضائے مالک ہے، جو گناہ چھوڑنے سے حاصل ہوتی ہے۔

میں نے یہ طریقہ حضرت یوسف علیہ السلام سے سیکھا ہے۔ آپ کی خدمت میں دو شخص خواب کی تعبیر دریافت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے، آپ نے پہلے انہیں دین کی تبلیغ فرمائی، بعد میں تعبیر بتائی، اس سے یہ سبق ملا کہ کوئی شخص کسی دنیوی غرض سے آئے تو پہلے اسے دین کی تبلیغ کی جائے، اس کے بعد اس کی حاجت پر غور کیا جائے۔

آج کل کے معاشرہ سے بھی مجھے اپنے اس معمول میں بہت تقویت حاصل ہوئی ہے، آج کل کوئی کسی وقت بھی کسی کے پاس چلا جائے اسے کچھ کھلائے پلائے بغیر خالی واپس کرنا بہت معیوب سمجھا جاتا ہے، کچھ نہ کچھ ضرور اس کے حلق میں اُتار کر ہی چھوڑیں گے۔

جب پیٹ کی غذا اور دنیوی زندگی کے سامان کا اس قدر اہتمام کیا جاتا ہے تو قلب و رُوح کی غذا اور اخروی زندگی کے سامان کا اہتمام

تو اس سے بھی بدرجہا زیادہ ہونا چاہئے، اس لئے میں ہر آنے والے کے قلب میں کچھ نہ کچھ اتارنے کی کوشش کرتا ہوں، خالی واپس کرتے ہوئے شرم آتی ہے، پہلے کچھ کھاؤ پیو، تعویذ بعد میں۔"

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی یہ مجالس کیمیائے سعادت ہیں، بالخصوص نوجوان طبقہ کے لئے تو یہ مجالس اکسیر عجیب التأثیر ہیں، چند ہی روز میں اُن کے دلوں کی کایا پلٹ جاتی ہے، اور ایسا حیرت انگیز انقلاب آتا ہے کہ زندگی کے طور و طریق ہی بدل جاتے ہیں۔

آپ کے مواعظ و ملفوظات کی نشر و اشاعت ٹیپ ریکارڈر اور مطبوعہ کتابچوں کے ذریعہ بھی بہت کثرت سے ہو رہی ہے۔ مواعظ کی کیسٹیں اور کتابچے بیرونی ممالک میں بھی بہت بڑی تعداد میں منگوائے جا رہے ہیں، بلکہ بیرونی ممالک میں کتابچے مختلف زبانوں میں مستقل طبع ہونے لگے ہیں، ہندوستان میں طباعت کا کام بڑے وسیع پیمانہ پر جاری ہے، بنگلا دیش میں بنگلا ترجمے اور مغربی ممالک میں انگریزی ترجمے طبع ہو چکے ہیں، بارہ زبانوں میں مواعظ شائع ہو رہے ہیں۔ اردو، براہوی، سندھی، پشتو، تامل اور انگریزی میں مطبوعہ مواعظ کی بہت کثیر تعداد میں اشاعت ہو رہی ہے۔

عربی، فارسی، ترکی، بلوچی اور گجراتی میں تراجم کی مختلف علماء نے اجازت حاصل کر لی ہے۔ ان تراجم کے علاوہ بھی کئی مختلف زبانوں میں تراجم کا شوق عوام و خواص میں روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اس طرح ملک و بیرونِ ملک ہر جگہ یہ فیض جاری ہے، جس کی بدولت بہت دور و دراز مقامات کے باشندوں میں بھی بکثرت ایسے لوگ ہیں کہ آپ کے مواعظ کی کیسٹیں سُن کر یا مطبوعہ مواعظ پڑھ کر ان کی زندگیوں میں ایسا انقلاب آیا کہ انھوں نے منکرات اور بدعات سے توبہ کر لی، اور صحیح مسلمان بن گئے۔ ایسے لوگوں کی کمی نہیں کہ اُن کی سابق زندگی کو دیکھنے والے لوگ ان میں انقلابِ عظیم دیکھ کر

حیران رہ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان فیوض کو تاقیامت صدقۂ جاریہ بنائیں اور ان میں مزید برکت عطاء فرمائیں۔ آمین۔

عجیب کرامت:

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم وعظ میں دوسرے مذاہب پر قطعاً کوئی ردّ نہیں فرماتے، اس کے باوجود بریلوی عقائد کے بہت سے لوگ آپ کے مطبوعہ مواعظ پڑھ کر شرکیہ عقائد سے توبہ کرچکے ہیں۔

یہ جاذبیت حضرتِ اقدس کے اخلاص، تعلق مع اللہ اور دردِ دل کا اثر اور کھلی کرامت ہے۔

رونقِ مجالس:

اسلام کے فضائل اور اکابرِ امت وسلفِ صالحین کے کارنامے بیان کرنے والے مشایخ وعلماء تو بہت مل جائیں گے لیکن عملی زندگی کے ہر ایک موڑ پر اسلام اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات پر پوری طرح عمل پیرا ہونے والے اور اکابر کے نقشِ قدم پر پوری طرح چلنے والے بہت کم ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔

کلمۂ شہادت کے بعد اسلام کا دوسرا اور اہم رکن نماز ہے لیکن نماز کو صحیح طور پر اداء کرنے کے آداب سے عوام تو کیا خواص تک بھی ناواقف ہیں، اگر کسی کو کچھ علم ہے بھی تو عملی طور پر وہ بھی بالکل صفر ہے۔ پورے آداب کی رعایت کے ساتھ نماز اداء کرنے والا کسی بڑے سے بڑے دینی ادارہ میں بھی کوئی مشکل ہی نظر آئے گا۔

الحمد للہ! حضرتِ والا کے یہاں نمازوں میں بھی اتباعِ سنّت کا وہ اہتمام کیا

جاتا ہے جس کی کہیں نظیر نہیں ملتی حتی کہ یہاں کے عام نمازی بھی نماز کے وہ مسائل جانتے ہیں جن کا بڑے بڑے مولویوں کو بھی علم نہیں ؎

کہیں نہ دیکھا کہیں نہ پایا جمال ایسا کمال ایسا
دکھائے کوئی اگر ہو دعوی جمال ایسا کمال ایسا

اسی طرح شریعت اور اتباعِ سنّت کی رُوح یعنی گناہوں سے بچنے کی تعلیم و تبلیغ سے بھی بڑے بڑے مشایخ و علماء نے کنارہ کشی اختیار کی ہوئی ہے خصوصًا وہ گناہ جو معاشرہ میں پوری طرح داخل ہو گئے ہیں جیسے ڈاڑھی کٹانا یا منڈانا، تصویر رکھنا اور کھنچوانا، گانا سننا سنانا، غیبت سننا اور کرنا، سُودی لین دین، بنک اور بیمہ جیسی حرام ملازمت، ٹی وی دیکھنا اور اس کی حرام تجارت، حرام آمدنی والوں کی دعوت اور ھدیہ قبول کرنا، خلافِ شرع لباس پہننا یا اپنے بچوں کو پہنانا، فضول ولایعنی کام و کلام، بے پردگی، دیور۔ جیٹھ۔ نندوئی۔ بہنوئی۔ خالہ زاد۔ ماموں زاد۔ چچازاد۔ پھوپھی زاد وغیرہ سے پردہ نہ کرنا، ایصالِ ثواب کے لئے خلافِ شرع و عقل طریقے اختیار کرنا، اور دوسری بدعات۔

اُمّت کو ان گناہوں سے روکنے کو تو آج کے علماء و مشایخ نے ناجائز سمجھ رکھا ہے اور بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ اگر ان گناہوں سے بچنے کی تبلیغ کی جائے تو عوام میں بہت بڑا انتشار پیدا ہو جائے گا، ہم سے ناراض ہو جائیں گے، تعلق ختم کر دیں گے۔ مگر یہ نہیں سوچتے ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

اگر ایک اللہ تعالیٰ کو راضی کرلیا تو ساری دنیا کی ناراضی کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور اگر اللہ تعالیٰ کو ناراض رکھا اور پوری دنیا کو راضی رکھنے کی کوشش کی تو دنیا میں بھی ناکامی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا اور آخرت میں تو ہے ہی۔

ان گناہوں سے نہ روکنے کا اثر یہ ہو رہا ہے کہ لوگ ان گناہوں کو گناہ سمجھنے کی بجائے ثواب اور باعثِ فخر سمجھنے لگے ہیں۔ علاوہ ازیں خود ان علماء و مشائخ پر یہ اثر پڑ رہا ہے کہ ان کے گھرانے بھی ان گناہوں کے سیلاب میں بہے جا رہے ہیں۔

حضرتِ والا ان گناہوں سے بچنے بچانے پر اس قدر شدتِ درد اور سوز و گداز سے بیان فرماتے ہیں کہ اکثر پہلا ہی بیان سن کر بہت سے لوگ اس قدر متأثر ہوتے ہیں کہ ڈاڑھی منڈانے اور بے پردگی وغیرہ جیسے منکرات اور سوئم چہلم جیسی بدعات سے تائب ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اقدس کے قلبِ مبارک میں امت کو فواحش و منکرات سے بچانے کا ایسا درد رکھ دیا ہے اور اس میں آپ کو ایسی امتیازی شان سے نوازا ہے کہ یہ حقیقت عوام تک زبان زد ہو گئی ہے:

> ”اگر کہیں کوئی کسی گناہ سے بچنے اور بچانے کی کوشش کرے گا تو تحقیق کرنے پر یہ پتا چلتا ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ حضرتِ والا سے تعلق ضرور ہے۔ اسی طرح جسے بھی نماز صحیح طریقہ سے ادا کرتے دیکھا گیا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ حضرتِ والا ہی کی تعلیم کا اثر ہے۔ ع
>
> جہاں ہو گی برکت وہ ہو گی یہیں کی“

جامعاتِ اسلامیہ کا اصل مقصد علمی ترقی کے ساتھ عملی تربیت و تہذیبِ اخلاق بھی ہے لیکن اس پُرفتن دور میں جہاں جامعات کے اساتذہ و طلبہ میں علمی تنزل پایا جا رہا ہے اس سے کہیں زیادہ عملی و اخلاقی انحطاط روز افزوں ہے۔ مزید برآں یہ کہ ان اربابِ جامعات کو اس عظیم خسارہ سے بچنے کا نہ ہی احساس و فکر ہے اور نہ ہی اس کی سعی و کوشش،

بلکہ روز بروز ان کے اس عجب و پندار میں ترقی ہوتی جا رہی ہے کہ ہم علمِ دین کے علمبردار ہیں اور صراطِ مستقیم کی طرف گامزن ہیں۔

حضرتِ والا کی خدمت میں مختلف جامعات سے جو اساتذہ وطلبہ استفادہ کی غرض سے حاضر ہوتے ہیں ان پر ان کی علمی و عملی کیفیت کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یہاں آنے سے قبل اُن کی تمام عمر ضائع گئی ہے اور انہیں علمی و عملی کمالات میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ حضرتِ والا کی خدمت میں حاضری کے بعد جہاں علمی ترقی کی فکر پیدا ہوتی ہے وہاں عملی کوتاہیوں کے علاج اور اصلاحِ باطن کا ایسا داعیہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کے گزشتہ حالات کو دیکھنے والے اس نئے انقلاب کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں:

> ”یہ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم وعمت فیوضہم پر اللہ تعالیٰ کا خاص انعام اور آپ کی کھلی کرامت ہے۔“

بس یہاں آنے کے بعد جس پر بھی ایک بار اللہ تعالیٰ کی محبت کا رنگ چڑھ جاتا ہے کوئی دوسرا رنگ اس پر غالب آ ہی نہیں سکتا۔ مختصر یہ کہ حضرتِ والا کے رنگِ مجلس کا وہی نقشہ ہے جو حضرت مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ سے متعلق یوں بیان فرمایا ہے ؎

جہاں میں آج تجھ سا کوئی دریا دل نہیں ساقی
مئے گل رنگ سے سیراب ہے روئے زمیں ساقی
ٹلوں گا میں نہ ہرگز لاکھ ہو تو خشمگیں ساقی
کہ جو مے سب سے بہتر ہے وہ ملتی ہے یہیں ساقی
مٹا دیتا ہے تو دم میں غمِ دنیا و دیں ساقی
یہاں جس کو نہیں تسکیں کہیں تسکیں نہیں ساقی

تری محفل میں کیا انوار ہیں اے مہ جبیں ساقی
اتر آیا زمیں پر آج کیا عرش بریں ساقی
یہیں سے پاؤں گا ہر نعمتِ دنیا و دیں ساقی
کہیں کیوں جاؤں تیرے میکدہ میں کیا نہیں ساقی
یہ کس بھٹی کی دی تو نے شرابِ آتشیں ساقی
کہ پیتے ہی رگوں میں بجلیاں سی بھر گئیں ساقی
زبردستی لگادی منہ سے بوتل آج ساقی نے
میں کہتا ہی رہا ہاں ہاں نہیں ساقی نہیں ساقی
تری ان بخششوں پر یاالٰہی جان و دل صدقے
کہ مجھ سے بدتریں کو بہتریں مے بہتریں ساقی
کہاں سے مجھ کو پہنچایا کہاں پیر مغاں تو نے
مرا میخانہ اب لاہوت ہے روح الامیں ساقی
نظر میں جانچ لیتا ہے کہ کس کا ظرف کتنا ہے
دکھائے کوئی ایسا نکتہ رس اور دور بیں ساقی
سلامت تیرا میخانہ سلامت تیرے مستانے
رہے گا رنگ عالم میں یہی تا یوم دیں ساقی

ہم نے حضرتِ والا کے رنگِ مجلس کا نقشہ قرطاس پر اتارنے کی کوشش تو کی مگر ناکام ؎

گر مصور صورتِ آں دلستاں خواہد کشید
لیک حیرانم کہ نازش را چساں خواہد کشید

"اگر کوئی مصور اس دلربا کی تصویر کھینچنا چاہے تو ممکن ہے لیکن

میں حیران ہوں کہ اس کے ناز کا نقشہ کیسے کھینچ سکتا ہے۔"

بس اس مجلس کی لذت بدوں دیکھے حاصل نہیں ہوسکتی ع

لطف این بادہ ندانی بخدا تا نچشی

"واللہ! تو اس شرابِ محبت کی لذت اس وقت تک نہیں سمجھ
سکتا جب تک اُسے چکھ نہیں لیتا۔"

چند خصوصیاتِ مواعظ

حضرتِ والا کے مواعظ میں دین کے ہر شعبہ پر بیان ہوتا ہے، بہت سے ایسے عِلمی دقائق بھی آجاتے ہیں جو بڑے بڑے علماء کے یہاں نہیں ملتے اور کتابوں کے ذخیروں میں بھی دستیاب نہیں ہوسکتے، اس لئے آپ کے مواعظ سے اصلاحِ عمل کے ساتھ عِلمی ترقی بھی حیرت انگیز ہوتی ہے۔ آپ کی مجالس میں حاضر ہونے والے علماء محبتِ الٰہیہ و فکرِ آخرت کے ساتھ ایسے نایاب و گرانقدر عِلمی جواہر سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں جو کسی دوسری جگہ نہیں ملتے۔ آپ کے مواعظ کی چند خصوصیات تحریر کی جاتی ہیں:

① محبّتِ الٰہیّہ: اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ کے مواعظ کا محور ہے، ہر وعظ بلکہ ہر مجلس میں حاضرین کو شرابِ محبت سے سرشار فرماتے رہتے ہیں۔ عموماً وعظ کے درمیان تھوڑے تھوڑے وقفہ سے بار بار اور وعظ کے آخر میں بالالتزام محبتِ الٰہیّہ کی دُعاء فرماتے ہیں، بلکہ کسی وقت بھی کوئی ملاقات کرے تو اُسے محبتِ الٰہیّہ کی دعاء ضرور دیتے ہیں، علاوہ ازیں اسے بھی یہی تلقین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت مانگا کرو۔

② رُوحِ محبّت: آپ بہت اہتمام سے بار بار یہ حقیقت واضح فرماتے رہتے ہیں کہ محبت کی رُوح ترکِ معصیت ہے، لوگوں نے نفل عبادت کی کثرت کو محبت کا

معیار سمجھ رکھا ہے، یہ نفس و شیطان کا دھوکا ہے، آپ قرآن و حدیث کے علاوہ عقلی دلائل اور مثالوں سے بھی یہ حقیقت خوب ذہن نشیں فرمادیتے ہیں کہ محبت کا معیار عباداتِ نافلہ نہیں بلکہ ترکِ منکرات ہے، یعنی ہر قسم کے تمام گناہوں سے بچنا۔

③ تعلق مع اللہ: یعنی اللہ تعالیٰ پر اعتماد و توکل، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق جو دنیا بھر کے تمام تعلقات پر غالب رہے۔

④ ردِّ بدعات: آپ بدعات کی قباحت اس انداز سے بیان فرماتے ہیں کہ بات دلوں میں اُتر جاتی ہے۔ باپ، دادا سے بدعات میں مبتلا متعصّب لوگ بھی آپ کا بیان سن کر تائب ہوجاتے ہیں اور ان پر اتنا پختہ رنگ چڑھ جاتا ہے کہ اقارب و احباب کی مخالفت اور طعن و تشنیع کا ان پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوتا، بلکہ ان حالات میں وہ بڑی جرأت کے ساتھ خوب مزے لے لے کر یہ اشعار پڑھتے ہیں ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیے
مدِّنظر تو مرضیِ جانانہ چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

⑤ ترکِ منکرات: آپ کے مواعظ میں گناہوں سے بچنے پر بہت زور دیا جاتا ہے، بالخصوص وہ گناہ جو معاشرہ میں اس طرح پھیل گئے ہیں کہ اس سیلاب میں علماء و صلحاء کے گھرانے بھی بہے جارہے ہیں، گویا کہ آج کے مسلمان بلکہ مولویوں نے بھی ان کبیرہ گناہوں کو گناہوں کی فہرست ہی سے نکال پھینکا ہے، مثلاً دیور، جیٹھ، نندوئی، بہنوئی، چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد وغیرہ سے پردہ نہ کرنا، ڈاڑھی منڈانا یا

کٹانا، غیر شرعی لباس پہننا، تصویر کی لعنت، ٹی وی کی لعنت اور مروجہ بدعات وغیرہ

⑥ موقع ومحل کی رعایت، جس وقت اور جس ماحول میں جیسے مضمون کی ضرورت ہوتی ہے آپ اسی موقع ومحل کی ضرورت کے مطابق وعظ فرماتے ہیں۔

⑦ علاجِ امراض، حاضرینِ مجلس میں جو عیوب اور جو خامیاں ہوتی ہیں بدونِ طلب وبدونِ اطلاع اللہ تعالیٰ آپ کے قلبِ مبارک میں انہی کی اصلاح کا مضمون القا فرمادیتے ہیں اور وہی مضمون آپ کی زبانِ مبارک سے ایسے مؤثر انداز سے کہلا دیتے ہیں کہ حاضرین کے امراض کی اصلاح بدوں بتائے ہی ہوجاتی ہے۔ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ ہو بہو اس شعر کا مصداق ہے ؎

اے لقاءِ تو جوابِ ہر سؤال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

”آپ سے ملاقات ہی ہر سؤال کا جواب ہے، آپ سے بدوں پوچھے ہی ہر مشکل حل ہوجاتی ہے۔“

حاضرین کو تو اس کا ہر وقت مشاہدہ ہورہا ہے دُور افتادہ حضرات کے لئے اس کی چند مثالیں آگے باب العبر میں آرہی ہیں۔

⑧ دردِ دل، آپ کے وعظ میں دردِ دل اور سوز وگداز کا ایسا طوفان ہوتا ہے کہ سخت سے سخت دل بھی پگھلنے لگتا ہے اور

از دل خیزد وبر دل ریزد

”درد دل سے اٹھ رہا ہے اور دل پر گر رہا ہے۔“

کا کھلی آنکھوں مشاہدہ ہوتا ہے ؎

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

اگر کوئی کبھی اتفاقاً آپ کی مجلس میں پہنچ جاتا ہے یا آپ کا کوئی مطبوع وعظ پڑھ لیتا ہے یا وعظ کی کیسٹ سن لیتا ہے تو بس گرویدہ ہی ہو جاتا ہے، گرویدہ بھی محبت کے جھوٹے دعویداروں کی طرح نہیں بلکہ اس پر ایسا پختہ رنگ چڑھ جاتا ہے کہ گناہ چھوٹنے لگتے ہیں اور زندگی میں ایک انقلابِ عظیم برپا ہو جاتا ہے اور اس کا حال یہ ہو جاتا ہے ؎

اے سوختہ جاں پھونک دیا کیا مرے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں
اُف اُف رے ستم ہائے تری نیم نگاہی
نکلا بھی نہیں تیر کہ بیٹھا مرے دل میں

زخمی بھی کیا کس کو؟ سینے میں چھپے دل کو
شاباش او تیر افگن! کیا خوب نشانہ ہے

کیا جانے کس انداز سے ظالم نے نظر کی
حالت ہی دگرگوں ہے مرے قلب و جگر کی

تری محفل میں جو بیٹھا اُٹھا آتش بجاں ہو کر
دلوں میں آگ بھر دیتی ہے آہِ آتشیں تیری

حضرتِ والا دامت برکاتہم کا رنگِ مجلس چھوٹوں بڑوں، بچوں بوڑھوں، مرد و عورت سب پر ایسا اثر انداز ہوتا ہے کہ جو بھی مجلس میں پہنچتا ہے پہلی ہی حاضری میں اس کا قلب حرارتِ عشق سے ایسا گرما جاتا ہے کہ پھر وہ جہاں بھی جاتا ہے حضرتِ والا ہی کے گن گانے لگتا ہے۔

ایک بالکل نوعمر ننھے منے شاعر نے حضرتِ اقدس کے بارہ میں اپنے تأثرات

اشعار ذیل میں پیش کئے ہیں؛

مسیحائے زمان

تمہیں بیٹھے جو دیکھا تو کوئی پیرِ مغاں دیکھا
تمہیں چلتے جو پایا تو جوانوں سے جواں دیکھا
نہیں دیکھا کوئی تم سا بہت دنیا جہاں دیکھا
تمہارے حُسن میں مَیں نے عجب نوری سماں دیکھا
ہزاروں دل کئے سیراب تیری مست آنکھوں نے
ترے ہی روپ میں سب نے مسیحائے زماں دیکھا
جو اہلِ باطل و شیطاں کے دل کو بھی جلا ڈالے
تمہارے وعظ میں ہم نے وہی آتش فشاں دیکھا
تو فقہِ ظاہر و باطن کا ایسا شمسِ کامل ہے
ستارے ماند پڑتے ہیں جہاں تجھ کو عیاں دیکھا
"عمرؔ" کے زور سے باطل پہ سناٹا رہا ہر دم
قلم میں آپ کے سب نے وہی تاب و تواں دیکھا
یہ عالم آج تو تیری محبت میں مٹا ایسا
تمہی کو دل، تمہی کو جاں، تمہی کو جانِ جاں دیکھا

باب العقیدہ

عام طور پر علماء و مشایخ اپنی تقاریر اور مجالس میں اعمال اور اذکار و اوراد کے فضائل ہی بیان کرنے پر قناعت کرتے ہیں اور مختلف پریشانیوں اور آفتوں کا علاج مختلف وظائف اور کچھ سورتوں کا پڑھ لینا بتا دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ

لوگ جنات بھگانے کے لئے اور مصائب و آفات سے بچنے کے لئے قرآن خوانیوں کی مجالس تو کرتے ہیں لیکن قرآن کریم کے احکام کی علانیہ بغاوت کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مصائب اور پریشانیوں کے جال میں اور زیادہ پھنستے چلے جاتے ہیں۔

مصائب اور پریشانیوں کا جو علاج اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اسے نہ اس دَور کے علماء و مشائخ بیان فرماتے ہیں اور نہ عوام کی توجہ اس علاج کی طرف ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا واضح اعلان ہے کہ سکونِ قلب اور دنیا میں راحت و سُرور صرف اُسے ہی نصیب ہوگا جو اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق گزارے گا اس کی بغاوت اور نافرمانیوں سے دور رہے گا۔

ہمارے معاشرہ میں الحاد و بے دینی اور منکرات کے پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ علماء و مشائخ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ترک کر رکھا ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے کہ علماءِ بنی اسرائیل پر اسی فریضہ کے ترک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی۔ قرآن و حدیث میں اس فریضہ کو ترک کرنے پر بہت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی مجالس و مواعظ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا منبع ہیں، کہیں بھی گناہوں سے بچنے کی بات ہوگی یا اس کی تبلیغ کی جائے گی تو تحقیق کے بعد ثابت ہوگا کہ وہ حضرتِ والا ہی کی مجلس کا اثر و ثمرہ ہے، جو گناہ معاشرہ میں اس طرح داخل ہو چکے ہیں کہ انہیں گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ امت کو ان گناہوں سے بچانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کو خاص امتیاز بخشا ہے۔

جو لوگ حضرتِ والا کی مجالس میں شریک ہوتے ہیں اور طلبِ صادق کے ساتھ حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق قائم کرتے ہیں چند ہی روز کے بعد ان کا یہ حال ہو جاتا ہے ؎

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

حضرتِ والا سے تعلق سے ان میں حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کی وہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا تعلق بھی انہیں صراطِ مستقیم سے ہٹا کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بغاوت پر آمادہ نہیں کرسکتا، جو گناہ معاشرہ میں وباءِ عام کی صورت اختیار کرچکے ہیں جیسے بے پردگی، ڈاڑھی کٹانا یا منڈانا، تصویر رکھنا اور سوئم چہلم وغیرہ بدعات ان گناہوں سے بچنے کا حضرتِ والا کے متعلقین میں خاص اہتمام پیدا ہوجاتا ہے۔ ایسے بے شمار واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ کسی نے حضرتِ والا کی ایک دو مجلسوں میں شرکت کی یا کسی مطبوع وعظ کا مطالعہ کیا یا وعظ کی کوئی کیسٹ سنی اور اس کے دل کی دنیا میں ایک انقلابِ عظیم برپا ہوگیا۔ تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے بچ کر ایک سچا پکا مسلمان بننے کا بے پناہ جذبہ پیدا ہوجاتا ہے۔

ان بے شمار عبرت آموز واقعات کے پرچوں میں سے بعض پرچے حضرتِ والا جمعہ کی مجالس میں "باب العبر" کے عنوان سے پڑھ کر سنوایا کرتے ہیں اور حاضرین کو سنانے سے دو مقاصد گاہے گاہے بیان فرماتے رہتے ہیں:

۱۔ دوسروں کے واقعات سن کر ہمت بلند ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو گناہوں سے بچنے کی ہمت عطاء فرمادی آخر وہ بھی ہم جیسے انسان ہیں اور اسی زمانہ میں، اسی ماحول میں، اسی معاشرہ میں رہتے ہیں جس میں ہم، پھر ہماری ہمت کیوں نہیں بلند ہوتی؟

۲۔ جن قلوب پر اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت ہوئی ان کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے یوں دعاء کی جائے:

> "یا اللہ! تو نے جو رحمت ان لوگوں کے دلوں پر نازل فرمائی ہے وہ رحمت ہمارے دلوں پر بھی نازل فرما، جیسے تو نے ان کی دستگیری فرما کر انہیں گناہوں سے بچنے کی ہمت عطاء فرمائی ہے اسی طرح ہماری بھی

دستگیری فرما اور ہمیں بھی گناہوں سے بچنے کی ہمت عطا فرما۔"

انہی مقاصد کے پیش نظر یہاں چند عبرت آموز واقعات کے پرچے نقل کئے جاتے ہیں تاکہ ان سے دُور افتادہ قارئین بھی عبرت اور سبق حاصل کر سکیں۔

عرضِ مرتب

① اللہ تعالیٰ نے حضرت دامت برکاتہم کے فیض سے ایسے بھی بے شمار مریضوں کو شفاءِ کامل عطاء فرمائی ہے جو عشقِ مجازی میں اس طرح مبتلا اور مفتون تھے کہ بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔

ایسے واقعات بجز چند معمولی شکایات کے "باب العبر" میں نہیں لکھے گئے، یہاں صرف عمومی گناہوں سے نجات کے واقعات درج کئے گئے ہیں۔

② بطورِ نمونہ صرف وہ پرچے نقل کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے جو "باب العبر" کی تحریر کے وقت سامنے تھے، ورنہ عبرت آموز واقعات اتنے ہیں کہ سب کو جمع کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں، اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک ماہ سے قبل خط نہ لکھنے کی پابندی کے باوجود اصلاحی ڈاک اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ اصلاح طلب حالات کے فوری جواب کی ضرورت کے شدید احساس کے باوجود جواب میں بہت تأخیر ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات تو کچھ مدت تک اطلاعِ حالات کے پرچے دینے پر پابندی کا اعلان کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے متعلقین کو شدید انتظار کرنا پڑتا ہے۔

③ خطوط اور دستی پرچوں کے طویل مضامین سے صرف ضروری اقتباسات لئے گئے ہیں۔

④ حضرت اقدس دامت برکاتہم کی کچھ مخصوص اصطلاحات ہیں، آپ کے متعلقین بھی اصلاحی ڈاک میں وہی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں، اس لئے عبرت آموز

پرچے نقل کرنے سے قبل ان اصطلاحات کی تشریح پیش کی جاتی ہے :

۱ــــ **ٹی. بی** : حضرت والا "ٹی وی" کو "ٹی بی" کہتے ہیں، اس لئے کہ "ٹی وی" دیکھنے کا مرض آخرت کو برباد کرنے کے علاوہ جسمانی صحت کو بھی تباہ کر دیتا ہے "ٹی بی" کی طرح "ٹی وی" کا حملہ بھی اندر ہی اندر پوشیدہ ہوتا ہے، دیکھنے والوں کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ آخرت اور جسمانی صحت کو کتنی شدت کے ساتھ تباہ کر رہا ہے، پتا جبھی چلتا ہے جب پانی سر سے گزر جاتا ہے اور زندگی کی کوئی صورت نہیں رہتی۔

۲ــــ **ہسپتال** : اس سے "گناہ چھڑانے کا ہسپتال" مراد ہے، یعنی حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کی "مجلسِ رشد و ہدایت" جہاں بہت پرانے اور مایوس مریض بھی صرف چند دنوں میں صحتیاب ہو جاتے ہیں، دل گناہوں سے پاک و صاف ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبت سے منور ہو جاتا ہے۔

۳ــــ **دار الجنون** : اس سے حضرتِ والا کی "خانقاہ" مراد ہے، جہاں پہنچتے ہی دل و دماغ پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا جنون غالب آجاتا ہے جو محبوبِ حقیقی کی محبت میں آڑے آنے والے دنیا بھر کے تمام تعلقات کو یکسر کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ یہاں پہنچ کر بزبانِ حال تو ہر شخص اور بیشتر لوگ بزبان خطاب و کتاب بھی عقلِ دنیا کو یوں تحدی (چیلنج) کرنے لگتے ہیں ؎

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

۴ــــ **تربھلا** : یہ جملہ امراض سے نجات و اعادۂ شباب کے لئے ویدک کا بہت مشہور و اکسیر نسخہ ہے جو تین پھلوں کا مرکب ہے۔ آملہ، بلیلہ، ہلیلہ۔ اسی لئے اسے "تربھلا" کہتے ہیں۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم جملہ امراض باطنہ سے نجات اور محبت الٰہیہ کے شباب کے لئے تین اجزاء سے مرکب ایک نسخۂ اکسیر ارشاد فرمایا کرتے ہیں؛ آپ نے اس نسخۂ اصلاح کا نام "تربھلا" رکھا ہے۔ اس کے اجزاء یہ ہیں:

۱ - اے اللہ! میں اقراری مجرم ہوں، باغی نہیں ہوں۔
۲ - میرے تمام گناہوں کو معاف فرمادے۔
۳ - آیندہ گناہوں سے حفاظت فرما۔

روزانہ رات کو سونے سے پہلے یہ نسخہ استعمال کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔

۵ — **پھاوڑا:** ڈاڑھی مونڈنے کے لئے چہرہ پر چلانے کی "سیفٹی ریزر"۔

۶ — **زادوں:** چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد۔

حضرت والا خواتین کو ان سے سخت پردہ کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

آپ ان "زادوں" کو "ہمزاد" بھی کہتے ہیں، فرماتے ہیں:

"یہ نقصان پہنچانے کے لئے ہمزاد کی طرح ہر وقت لگے لپٹے رہتے ہیں۔"

کبھی آپ ان کو "چار تخم" سے بھی تعبیر فرماتے ہیں۔

اسی طرح خالو، پھوپھا، نندوئی، بہنوئی اور دیور، جیٹھ سے بھی پردہ کی بہت سخت تاکید فرماتے ہیں، اور ان کے شر سے بچانے کے لئے ان سب کے لئے بھی بہت خطرناک اصطلاحات استعمال فرماتے ہیں۔

۷ — **بنی اسرائیل کی مچھلیاں:** بے پردہ عورتیں۔ جس طرح بنی اسرائیل کے امتحان کے لئے ہفتہ کے دن مچھلیاں تالاب کے اوپر ظاہر ہو جاتی تھیں اسی طرح بے پردہ عورتوں کی چہل پہل میں ایمان والوں کا امتحان ہے۔

۸ — **خوانیاں:** اجتماعی قرآن خوانیوں کی مروّجہ بدعات۔

اب دلوں کی کایا پلٹ دینے والے اسباق عبرت کے اقتباسات ملاحظہ ہوں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

① جہاں کہیں دین کی بات ہوتی ہیں وہاں جانے کی کوشش کرتا اس طرح سالوں سال بعد حضرتِ والا کے وعظ کی محفلوں میں آنے کا موقع ملا تو صرف وہی وعظ سن کر آنکھیں کھل گئیں، بہت سی باتیں اگرچہ کتابوں میں پڑھی تھیں لیکن دل پر ان کا اثر نہیں تھا، اب اللہ تعالیٰ نے محض اپنی شانِ رحیمی و کریمی سے مجھے حضرتِ والا کے قدموں میں ڈال دیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسے گناہ جن کی اہمیت صرف حضرتِ والا کے وعظ سے معلوم ہوئی یعنی بدنگاہی، شرعی پردہ اور دیگر منکرات سے اب بڑی حد تک اجتناب حاصل ہو گیا ہے، پہلے ٹیلیویژن پر صرف بے ضرر پروگرام دیکھا کرتا تھا اب بالکل چھوڑ دیا ہے ؎

تری نظروں کے صدقے اک ہجومِ شوق ہے دل میں
ہوا آباد دم بھر میں جو تھا ویرانہ برسوں سے

② میں بیان میں آٹھ نو ماہ سے آرہا ہوں، حضرتِ والا کی توجہ اور دُعا سے یہ گناہ چھوٹ گئے ہیں:

۱۔۔۔ بدنظری جیسے مہلک مرض سے مکمل طور پر نجات۔
۲۔۔۔ ٹی وی دیکھنے کی لعنت سے مکمل پرہیز۔

۳۔۔۔ گانا بجانا سننے سے سخت نفرت۔

۴۔۔۔ غیبت کبھی کبھار شروع ہو جاتی ہے اور خیال آجاتا ہے تو فوراً رک جاتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

۵۔۔۔ ڈاڑھی سنّت کے مطابق رکھ لی ہے۔

۶۔۔۔ ٹخنے ڈھانکنا چھوڑ دیا ہے، اب شلوار ٹخنوں سے اوپر باندھتا ہوں۔

۷۔۔۔ پہلے تصویریں اپنے ہاتھ سے بنایا کرتا تھا اور اب تصویر دیکھی بھی نہیں جاتی، اگر کبھی کسی تصویر پر نظر پڑ جاتی ہے تو استغفار پڑھ لیتا ہوں، گھر میں جو تصویریں تھیں سب جلا ڈالیں۔

۸۔۔۔ گھر میں تین افراد ہیں، والدہ، بیوی، بہن، الحمد للہ! انہوں نے بھی ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔

میں نے سب سے پہلے حضرتِ والا کا مطبوع وعظ "بدعاتِ مروّجہ" پڑھا، دل میں عہد کر لیا کہ آیندہ حضرتِ والا کے سب مواعظ پڑھوں گا، اچانک حضرتِ والا کے وعظ "ترکِ منکرات" پر نظر پڑی، اس میں آپ نے ہدایت کے تمام دروازے کھول دیئے۔ میں نے اس سے چند قرآنی آیات مع ترجمہ یاد کر لی ہیں۔ یہ وعظ پڑھ کر دل ملاقات کے لئے بے حد بے قرار ہوا اور دل میں زیارت کی سخت تڑپ پیدا ہو گئی۔ میرے دل نے اسی وقت تصدیق کی کہ یہ عالم صاحب باعمل ہیں، ان میں جذبۂ ایمانی ہے، اللہ دوست، مردِ مجاہد اور نڈر انسان ہیں۔

ایک مسجد کے امام صاحب نے حضرتِ والا کا پتا بتایا، دل میں خیال آیا اور ربِ کریم سے دُعا کی کہ حضرتِ والا پردہ پر بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دُعا بھی سُن لی تو حضرتِ والا نے پردہ اور ڈاڑھی پر بیان فرمایا جو اب تک دل میں ٹیپ ہے، جب سے حضرتِ والا کا بیان سنا ہے اس وقت سے ایک ہفتہ کے اندر میں نے کم ازکم

چالیس آدمیوں کو سناتا ہے۔

اب میں نے عہد کرلیا ہے کہ آیندہ باقاعدگی سے ہر جمعہ کو حضرتِ والا کے بیان میں حاضر ہوا کروں گا۔

میرے پاس ایسے الفاظ نہیں کہ حضرتِ والا کا شکریہ ادا کرسکوں بس صرف دل سے حضرتِ والا کے لئے یوں دُعاء کرتا ہوں :

”مولائے کریم! اس جیسے درویش عالم اور بھی دنیا میں پیدا فرما۔“

دنیا میں علما حضرات بہت ہیں مگر اللہ تعالیٰ حضرتِ والا جیسا جذبۂ ایمان عطاء فرمائیں تاکہ لوگوں کو گناہوں سے بچائیں۔

★ ★ ★ ★ ★

ان صاحب نے عام مشہور اصطلاح کے مطابق ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کو ”سنت“ لکھ دیا ہے ورنہ حضرتِ والا کے مواعظ سننے والوں کو خوب علم ہے کہ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، اس سے کم کرنا گناہِ کبیرہ ہے، بلکہ علانیہ بغاوت ہونے کی وجہ سے دوسرے کبائر سے بڑا کبیرہ ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم لوگ حضرتِ والا کے وعظ سن کر ٹی بی، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، تصاویر وغیرہ رکھنے سے توبہ کرچکے ہیں۔

میری اہلیہ حضرتِ والا سے بیعت ہونا چاہتی ہیں۔

حضورِ والا! کیا یہ آپ سے اپنے ہاتھ سے لکھ کر خط وکتابت کرسکتی ہیں؟ انہوں نے درجِ ذیل عبارت لکھ دی ہے تاکہ میں اسے اس خط میں نقل کردوں:

”الحمد للہ! میرے شوہر تو حضرتِ والا کا بیان کافی سالوں سے سن رہے ہیں، تقریبًا چھ سات ماہ سے ہر جمعہ پابندی سے جارہے ہیں، ان ہی سے حضرتِ والا کے بیان سننے کا موقع ملتا ہے۔

اس سال محرم کے موقع پر حضرت والا کا مطبوعہ وعظ "زندگی کا گوشوارہ، کیا کھویا کیا گنوایا" پڑھا، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بہت سے گناہوں سے بچالیا اور بہت سے گناہوں سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل ہوگیا۔

پہلے تو ایسا تھا کہ میں بعض نامحرموں کے سامنے بھی آتی رہی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب میں نے تہیہ کرلیا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آیندہ کسی کے سامنے نہیں آؤں گی، اللہ تعالیٰ دین کے ہر معاملہ میں ثابت قدم رکھیں، آمین ثم آمین۔

حضرت والا کا بیان سننے کا اشتیاق تو مجھے بھی بہت ہے، مگر بچیاں چھوٹی ہیں، اس لئے ارادہ ہی کرکے رہ جاتی ہوں۔ حضرت والا کے وعظ اور واقعات اپنے شوہر سے سُن سُن کر ہی مجھے حضرت والا سے عقیدت ہوگئی ہے اور اب میں تقریباً ایک ہفتہ سے خواب میں حضرت والا کو پشت کی طرف سے سایہ کی طرح دیکھ رہی ہوں، اب حال یہ ہے کہ جاگتے میں بھی وہی خواب ذہن میں رہتا ہے۔

میں چاہتی ہوں کہ حضور والا اللہ کی اس گنہگار بندی کو بیعت فرمالیں تاکہ جو مزید لغزشیں اور کوتاہیاں ہیں وہ حضرت والا کی سرپرستی میں دُور ہوجائیں، آخر میں حضرت والا سے دُعاؤں کی درخواست کرتی ہوں۔"

★ ★ ★ ★ ★

اس خط میں یہ امر خاص طور پر قابلِ توجہ اور عبرت انگیز وسبق آموز ہے کہ ان خاتون کے قلب میں حضرت والا کا صرف ایک ہی وعظ پڑھ کر فکرِ آخرت اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام اس قدر پیدا ہوجاتا ہے کہ اپنے قلم کی تحریر بھی غیر محرم کی نظر سے گزارنے کو گناہ سمجھنے لگی ہیں، اس لئے مضمون خود لکھ کر اپنے شوہر سے اس کی نقل کرواکر حضرت والا کی خدمت میں پیش کیا ہے، خود اپنے قلم کی تحریر نہیں بھیجی۔

پھر جس غیر محرم کی نظر سے اپنی تحریر کو بھی پردہ کروا رہی ہیں وہ کون ہے؟ جن کی

بزرگی سے متأثر ہو کر ان کے قلب میں محبتِ الٰہیہ کا ایک سمندر موجزن ہونے لگا ہے اور وہ ان سے بیعت کی درخواست کر رہی ہیں۔

ان سے پردہ کا اتنا اہتمام ہو رہا ہے، اس سے اندازہ لگایا جائے کہ دوسروں سے پردہ کا کتنا اہتمام ہوگا۔

④ وعظ "شرعی پردہ" پڑھ کر یہ خیال آیا کہ اس دنیا میں کوئی عورت کیسی ہی بے حیا اور بے پردہ ہو، اس کے دل میں ذرا بھی ایمان ہے تو اسے وعظ "شرعی پردہ" پڑھ کر فوراً شرعی پردہ کر لینا چاہئے۔ "شرعی پردہ" ایک بار پورا پڑھ لیا ہے، اب روزانہ میں اسے اپنے معمولات میں داخل کرتی ہوں، یعنی روزانہ تین یا پانچ صفحے پڑھتی ہوں، اگر حضرتِ والا کی اجازت ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ جاری رکھوں گی ورنہ نہیں۔

ایک مرتبہ میں اپنے بھائی سے ملنے گئی وہاں اور لوگ بھی تھے، ایک صاحبہ نے کہا:

> "صرف آپ ایسا پردہ کرتی ہیں دوسرا تو کوئی نہیں کرتا بلکہ پاکستان میں آپ جیسے لوگ کسی کے پاس جائیں تو کوئی اپنے پاس آنے بھی نہیں دیتا کیونکہ مردوں کو الگ اور عورتوں کو الگ کھلانا پڑتا ہے۔"

پہلے تو میں مسکرائی پھر کہا:

> "وہ لوگ موت کو بھول گئے ہیں، جب مر جائیں گے تو پتا چلے گا۔"

وہ تو ایک دم خاموش ہو گئیں، منہ کو قفل لگ گیا، بہت لیکچر دینے کو دل چاہ رہا تھا مگر قفل پڑ گیا تو سوچا کہ بلا ٹلی، الحمد للہ۔

⑤ ایک نوشادی شدہ دولہا نے حضرتِ والا کے وعظ سے متأثر ہو کر دلہن کے سامنے ڈاڑھی رکھنے کا عزم ظاہر کیا، دلہن کی طرف سے مسلسل یہ اصرار رہا:

> "ابھی تو شادی کو چند دن ہی گزرے ہیں چند ماہ بعد رکھ لینا۔"

وہ صاحب اسے حضرتِ والا کے بیان میں لائے، اس مجلس میں کوئی ارشاد ڈاڑھی سے متعلق نہ ہوا تھا، اس کے باوجود مجلس پُرفیوض کا ان کے قلب پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے گھر جا کر از خود شوہر سے کہدیا:

”ابھی سے ڈاڑھی رکھ لیجئے۔“

حضرتِ والا کو جب شوہر نے اس انقلاب کی اطلاع دی تو دلی دُعاؤں اور مبارکباد کے علاوہ بیوی کو سو روپے کا نوٹ ہدیہ مرحمت فرمایا۔

انہیں حضرتِ والا کے اس ھدیہ سے اتنی خوشی ہوئی کہ اس مبارک نوٹ کی تصویر کا چہرہ مسخ کر کے نوٹ کو بہت بڑے سائز کی نہایت خوبصورت سینری میں لگا کر فریم کروالیا۔

حضرت اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”ڈاڑھی پر بیان نہ ہونے کے باوجود دلہن کے قلب پر یہ اثر درحقیقت یہاں اللہ تعالیٰ کی خاطر جمع ہونے والے قلوب کی برکت ہے۔“

جب شوہر نے نوٹ کو فریم کروا کر محفوظ رکھنے کی حضرتِ والا سے اجازت چاہی تو حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا:

”نوٹ کو کسی مصرف پر خرچ کرنے کی بجائے اس طرح ہمیشہ کے لئے محبوس کر دینا بظاہر تو اضاعتِ مال ہونے کی وجہ سے ناجائز معلوم ہوتا ہے مگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو یہ تبلیغ کا بہت مؤثر ذریعہ ہونے کی وجہ سے بہت بڑی تجارت ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھنے والوں کے لئے یہ بہت بڑا درسِ عبرت، باعثِ ہدایت اور میاں بیوی دونوں کے لئے تاقیامت صدقۂ جاریہ ہوگا، اس سے کسی ایک کو بھی ہدایت ہوگئی تو کروڑوں سے بھی زیادہ قیمتی دولت مل گئی۔“

⑥ ایک دفعہ میری ایک رشتہ دار خاتون نے کہا:

"تمہارے خاوند اس وقت نہیں ہیں، اس لئے تم میرے لڑکے
کے سامنے آجاؤ کیونکہ رشتہ داری کا معاملہ ہے۔"

میں نے جواب دیا:

"وہ تو نہیں دیکھ رہے مگر میرا اللہ تو دیکھ رہا ہے۔"

⑦ پچھلے خط میں بندہ نے چند امراض لکھے تھے، جن پر حضرت نے کرفیو لگا دیا جو کیمیا تاثیر ثابت ہوا۔ امراض یہ تھے:

۱۔۔۔ بدنظری اتنی کثرت سے سرزد ہونے لگی تھی کہ صحتیابی سے مایوس ہونے لگا تھا، ایک فیصد بھی نہیں بچ سکتا تھا، حضرتِ والا کے نسخہ سے یکدم پچانوے بلکہ چھیانوے فیصد صحت ہوگئی، ساتھ ہی فحش تفکرات سے بھی نجات مل گئی۔

۲۔۔۔ عیب جوئی اور غیبت، اس میں بدنظری سے بھی زیادہ ابتلاء تھا، حضرتِ والا کے نسخہ سے بحمد اللہ نوے فیصد حفاظت ہوگئی۔

۳۔۔۔ فحش گوئی، حضرتِ والا کا نسخہ استعمال کرنے کے بعد الحمد للہ فحش گوئی بالکل نہیں ہوئی۔

۴۔۔۔ فضول تفکرات، حضرتِ والا کے نسخہ سے اس میں بھی بہت کمی آگئی ہے۔

⑧ ماشاء اللہ ہماری تین سال کی بچی جب گانے یا ڈھول کی آواز سنتی ہے تو فوراً کانوں میں انگلیاں دے لیتی ہے، کوئی کاغذ تصویر والا آجائے تو فوراً پھاڑ دیتی ہے کوئی بچی ہمارے یہاں ناخن پالش لگا کر آجائے تو اس کو بھگا دیتی ہے اور کہتی ہے:

"اللہ تعالیٰ آگ میں ڈال دیتے ہیں۔"

اس سے چھوٹی بچی جس کی عمر دو سال ہے کسی کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھ لے تو کہتی ہے:

"گندی بچی کھڑی ہو کر پانی پیتی ہے۔"

ہم سب کے لئے دعاء کی درخواست ہے۔

⑨ حضرت والا سے اصلاحی تعلق کی بے شمار برکات ہیں، بدعات اور منکرات سے بچنے بچانے کی کچھ تفصیل اس سے قبل تحریر کرچکا ہوں، اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا کرم ہے کہ اس ناتواں کے ذریعہ بے شمار لوگوں کو بدعات اور منکرات سے مکمل طور پر توبہ کی توفیق عطاء فرمائی اور ان کی زندگیوں میں انقلاب عظیم پیدا فرمادیا، یہ محض حضرت اقدس سے اصلاحی تعلق کی برکت ہے۔

اب مزید ایک بہت بڑی عظیم تبدیلی یہ ہوئی کہ حضرت والا کا اپنی اولاد کے نام وصیت نامہ پڑھا تو میں نے اپنے اور بھائیوں کے بچے اسکول سے نکال کر حفظ قرآن میں لگادیئے، ایک بارہ سال کا بچہ صرف آٹھ ماہ میں حافظ بن گیا، دوسرے بچے بھی بحمد اللہ تعالیٰ توقعات سے بہت زیادہ ذہین نکلے، ان شاء اللہ تعالیٰ رمضان تک مزید چار بچے حافظ ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہوا کہ حضرت والا کی دعاؤں سے آج ہمارا کوئی بچہ بھی اسکول میں نہیں پڑھتا۔ مکمل طور پر علوم دینیہ پڑھانے کا پختہ ارادہ ہے، فراغت کے بعد علوم دینیہ کی خدمت کے لئے وقف رہیں گے، کوئی دنیوی مشغلہ نہ ہوگا۔ ان بچوں کے لئے خصوصی دعاء کی درخواست ہے۔

⑩ میرے بہنوئی کا نہ عقیدہ صحیح تھا اور نہ عمل۔ عقیدہ یہ کہ علماء دیوبند سے سخت متنفر اور جمعہ کی نماز اکاڑوی کے پیچھے پڑھتا تھا، کافی سمجھانے کی کوشش کی مگر مزاج گرم کرلیتا تھا۔

حضرت والا کے بتائے ہوئے نسخوں کا استعمال شروع کیا، ہر وقت ان کی اصلاح کے لئے دعاء کرتا تھا، گزشتہ سال اعتکاف میں بھی خوب دعاء کی، اس کے

علاوہ ان کی موجودگی میں اپنی بہن اور چھوٹے چھوٹے بھانجوں کے سامنے حضرت والا کے اوصاف اور حالات بیان کرتا رہتا تھا کہ شاید مائل ہو جائیں اور حضرت والا کے مواعظ کے رسالے خاموشی سے ان کے گھر رکھ دیتا تاکہ مطالعہ کریں۔

وعظ ”منکراتِ محرم“ پڑھنے کے بعد اللہ کے فضل سے عقیدہ کی اصلاح ہوگئی اور دیگر مواعظ کے مطالعہ کے بعد ڈاڑھی بھی رکھ لی ہے، گزشتہ جمعہ کو بیان میں خود حاضر ہوئے اور کہا:

”میں نے حضرت مفتی صاحب کو خواب میں دیکھا“

ان کے ڈاڑھی رکھنے کے بعد میں نے والدین کو اور ماموں کو مبارک باد کے خط لکھے، دو رکعت نماز بطورِ شکر ادا کی، اللہ نے احسان فرمادیا۔

ان کے لئے استقامت کی دُعا کی درخواست ہے۔

فجر کی نماز کے بعد اپنی مسجد میں کتاب ”انوار الرشید“ سنانے کا کافی روز سے معمول ہے، اس سعی کی مقبولیت اور بہتر نتائج کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

⑪ جب کبھی گھر آنا پڑتا تو راستہ سے بڑی گھبراہٹ ہوتی، موت کا بڑا خطرہ رہتا، کیونکہ ان پہاڑی علاقوں کا راستہ بہت کٹھن ہے، اس مرتبہ کوئی پریشانی اور خوف نہ تھا کہ گاڑیوں کا حادثہ ہو جائے گا، بس الٹ جائے گی بلکہ زبان پر ذکر جاری تھا اور وعظ ”ایمان کی کسوٹی“ میں حضرتِ والا کا جو یہ شعر ہے ؎

مزے کا وقت ہے اے موت اس دم آ تو بہتر ہے
نظر میں میری منظر اور دل میں میرے دلبر ہے

یہ شعر پڑھ پڑھ کر مزے لیتا رہا، لوگ موت سے ڈر رہے تھے مگر میں نے کہا:

”ہماری زندگی مولائے کریم کی مرضی کے مطابق ہو تو جہاں بھی اور جس وقت بھی موت آجائے بہتر ہی بہتر ہے“

یہ تھے حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق کے ثمرات۔

اس کے علاوہ ایک اور بات یہ پیش آئی کہ راولپنڈی ویگن کے اڈے پر بہت رش تھا اور گاڑی کوئی نہ تھی لوگ دو تین گھنٹے سے لائن میں کھڑے تھے، ایک شخص نے کہا:

"آج ایسی لائن لگا کر کھڑے ہیں جس طرح سینما کے ٹکٹ کے لئے۔"

اس پر میں نے ان سب سے کہا:

"تم لوگوں نے اللہ کی نافرمانی میں لائن لگانا شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اس مصیبت کو مسلط کر دیا کہ لگاؤ دو دو تین تین گھنٹے لائن، کبھی ایسا وقت تھا کہ گاڑیاں اگرچہ کم تھیں مگر وہ آواز لگاتے تھے اور کوئی بیٹھنے والا نہ تھا، اب بیت الخلاء ہو یا اور کوئی جگہ لائن میں تین تین گھنٹے کھڑے رہو۔"

میرے ذہن میں اس کی اس بات کا جو جواب آیا یہ محض اللہ کا احسان و کرم اور حضرتِ والا کی مجلسوں کے طفیل سے ہے ورنہ بندۂ ناچیز کچھ بھی نہ تھا۔

آمدہ بودم بتو بے مایۂ
از درِ دولت شدم شاہِ زمن

"میں تیرے پاس خالی ہاتھ آیا تھا، تیرے درِ دولت سے زمانہ کا بادشاہ بن گیا ہوں۔"

کہاں سے مجھ کو پہنچایا کہاں پیرِ مغاں تو نے
مرا مے خانہ اب لاہوت ہے روح الامیں ساقی

⑫ جب کعبۃ اللہ جاتی ہوں تو بس نگاہ کعبہ پر رہتی ہے اور دعا یہ رہتی ہے:

"یا اللہ! حضرت قبلہ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔"

اللہ تعالیٰ کو دل کی تمام کیفیت معلوم ہے مگر پھر بھی یوں کہتی ہوں :

"یا اللہ! حضرت قبلہ کے مجھ سے خوش رہنے کی اس لئے دُعاء کرتی ہوں کہ حضرت قبلہ ایک تار کی طرح ہیں جو مجھے آپ تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں اور حضرت قبلہ کے خوش ہونے سے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ مجھ سے خوش رہیں گے"۔

اکثر وہاں لوگ آپس میں باتیں کرتے ہیں، مجھے اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے اور اللہ کے عذاب کا خیال آتا ہے تو بہت ڈر لگتا ہے۔ میں الحمد للہ! سوائے کعبۃ اللہ کی عظمت کا نظارہ کرنے کے کوئی بات وغیرہ نہیں کرتی! بس ایک ہی خواہش رہتی ہے اور اس کے لئے یہ دُعاء ہوتی ہے :

"یا اللہ! بس آپ مجھ سے راضی اور خوش ہو جائیں' ناراض نہ ہوں"

مجھے پیسے کے نام سے نفرت ہونے لگی ہے، بعض لوگ بار بار پیسے کا حساب کرتے ہیں، گننے کے لئے کہتے ہیں تو اس قدر متلی ہوتی ہے کہ بتا نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے مال سے نفرت اور آخرت کے لئے دولت یعنی آخرت کی کمائی کی فکر عطاء فرمائے۔ آمین۔

⑬ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ میں کسی کامل بزرگ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو جاؤں، دوستوں سے ذکر کیا تو انہوں نے حضرت جی کے بارہ میں کہا۔ ایک ساتھی نے یہ مشورہ دیا کہ استخارہ کر لو، مگر حضرت جی کی محبت اللہ تعالیٰ نے ایسی دے دی کہ مجھ سے استخارہ بھی نہیں کیا گیا۔

میں نے حضرت جی کے مسلسل چار وعظ سنے ہیں اور حضرت جی کے مطبوعہ مواعظ کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ وعظ "شرعی پردہ" اور "ترکِ منکرات" پڑھنے سے بہت سے گناہ ترک ہو گئے اور وعظ "حفاظتِ نظر" سے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے گناہ سے بچنے کی

توفیق عطا فرمائی جس کو چھوڑنا میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ میں اپنی تایا کی لڑکی سے محبت کرتا تھا، حتی کہ اس کی وجہ سے پچیس یا تیس غزلیں بھی لکھی ہیں، مگر حضرت جی کے مواعظ کی برکت سے وہ جنونی محبت بالکل ختم ہو گئی۔

⑭ حضرتِ والا! میں نے آپ کے مختلف مواعظ پڑھے ہیں اور وقتاً فوقتاً پڑھتا رہتا ہوں بہت ہی نافع ہیں۔ تصویر کے متعلق آپ کا مضمون ماہنامہ "البلاغ" میں پڑھا۔ اس سے ایسا اثر ہوا کہ میں نے اپنی بہن سے تقریباً پینتیس چالیس فوٹو لے کر جلا کر راکھ کر دیئے۔ رشتہ داروں اور دوستوں کے تھے سب جلا دیئے۔

⑮ میں کالج میں پڑھتا ہوں، میں ۲۹ر شعبان کو حضرتِ والا کی مجلس میں پہلی ہی بار شریک ہوا اور جنونِ محبت لے کر اٹھا، میں نے تقریباً تین سو تصویریں جلا دی ہیں، ڈاڑھی رکھ لی ہے اور ٹی وی دیکھنا، گانا سننا بھی بالکل ترک کر دیا ہے، انگریزی لباس کو بھی خیرباد کہہ دیا۔ حضرتِ والا سے اپنی پوری اصلاح کرانا چاہتا ہوں، میرے لئے دعاء فرما دیجئے، اللہ تعالیٰ استقامت عطاء فرمائے۔

⑯ ایک نوجوان ریلوے لائن پر اپنے خیالات میں مگن چلا جا رہا تھا کہ اچانک اسے "دارالافتاء والارشاد" کی مسجد کا مینار نظر آیا اور دل میں کشش سی پیدا ہوئی، کبھی جی میں آتا تو نماز بھی پڑھ لیا کرتا تھا، سوچا آج بھی اس مسجد میں ایک نماز ادا کر لوں۔ مسجد پہنچا تو حضرتِ والا کا بیان ہو رہا تھا، بیان سننا تھا کہ اندر کی دنیا بدل گئی، پلاسٹک کے مجسم کھلونوں کی دکان تھی، سب کھلونے اپنے ہاتھ سے توڑ کر جلا ڈالے، اور کوئی ذریعۂ معاش نہیں تھا مگر عشقِ مولیٰ کو کسی چیز کی کوئی پروا نہیں ع

عشق آمد لاابالی فاتقوا

"عشق کو کوئی پروا نہیں اس کی چوٹ سے بچو۔"

ایک ریڈیو حضرتِ والا کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا:

”میں اسے بھی توڑ کر جلانے ہی لگا تھا مگر خیال ہوا کہ پہلے حضرت والا سے دریافت کر لوں، اب جیسے ارشاد ہو۔“

حضرتِ والا نے ان کی تطییبِ خاطر سے ریڈیو ان سے بہت زیادہ قیمت میں رید کر ایک ایسے شخص کو عنایت فرما دیا جس پر یہ اعتماد تھا کہ وہ غلط استعمال ہیں کرے گا۔

⑰ میں چالیس سال سے بدنظری کی لعنت میں مبتلا تھا، وعظ ”حفاظتِ ظر“ سن کر تائب ہو گیا ہوں۔

⑱ ایک شخص نے حضرتِ والا کی خدمت میں یوں درخواست پیش کی:

> ”میں بدنظری کا بہت کہنہ مریض تھا، وعظ ”حفاظتِ نظر“ سنا تو اللہ تعالیٰ نے اس مزمن و مہلک مرض سے مجھے شفاءِ کلی عطاء فرمائی، اس لئے میں بطورِ شکرانہ یہ وعظ چھاپ کر مفت تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔“

چنانچہ حضرتِ والا کی اجازت کے بعد یہ وعظ پہلی بار انہوں نے ہی شائع کیا۔

⑲ ایک خاتون ایک مشہور بزرگ سے بیعت تھیں، ان کے وصال کے بعد ایک دوسرے بہت مشہور بزرگ سے بیعت ہوئیں جو ترتیبِ سلسلہ کے لحاظ سے حضرتِ والا سے بھی اوپر کے طبقہ کے تھے، مگر شرعی پردہ کی آخر تک توفیق نصیب نہ ہوئی اور گھر میں دو عدد ٹی وی کی ڈبل لعنت موجود، حتی کہ یہ بزرگ بھی انتقال فرما گئے۔

اب انہوں نے حضرتِ والا کی طرف رجوع کیا تو ایسی متأثر ہوئیں کہ بیعت ہوتے ہی مکمل شرعی پردہ کر لیا، اور ٹی وی توڑ کر پھینک دیئے۔

⑳ مذکورہ خاتون کے شوہر کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے، جن دو مشہور بزرگوں کا ذکر اوپر گزرا یہ ان دونوں سے یکے بعد دیگرے بیعت ہوئے مگر گھر میں بے پردگی اور

ٹی وی جیسے کبائر کے علاوہ ڈاڑھی برائے نام، بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ والا سے بیعت ہوتے ہی سب کبائر سے تائب ہوگئے، ڈاڑھی بھی پوری رکھ لی۔

یہ بہت اونچے طبقہ کے افسر ہیں، محکمہ کی طرف سے ڈاڑھی چھوٹی کرنے پر اصرار کیا گیا حتیٰ کہ معطل کرنے کی دھمکی دی گئی، انہوں نے جواب میں کہا:

”ملازمت تو جاسکتی ہے مگر ڈاڑھی نہیں جاسکتی۔“

بفضل اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی صحبت کی برکت سے ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔

(۲۱) ایک خاتون نے حضرتِ والا کا وعظ سن کر اپنے شوہر سے کہا:

”معلوم نہیں حضرتِ والا کس دنیا میں رہتے ہیں۔“

شوہر نے یہ بات حضرتِ والا تک پہنچادی۔ حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا:

”ان سے کہہ دیں ؎

میں دن رات جنت میں رہتا ہوں گویا
مرے باغِ دل میں وہ گلکاریاں ہیں

میں گو کہنے کو اے ہمدم اسی دنیا میں ہوں لیکن
جہاں رہتا ہوں میں وہ اور ہی ہے سرزمیں میری۔“

(۲۲) ایک مولوی صاحب کی اپنی بیوی سے سالوں سے کشیدگی چلی آرہی تھی، نزاع اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی صورت دیکھنے کے روادار نہ تھے، نوبت طلاق تک پہنچنے والی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی۔

مولوی صاحب حضرتِ والا سے بیعت ہیں، حضرتِ والا کی اجازت سے بیوی کو بھی ساتھ لے آئے۔ مجلسِ وعظ کی برکت سے دونوں کی نفرت وعداوت محبت سے بدل گئی، کشیدگی نام کو بھی نہ رہی۔ محبت کی یہ کیفیت ہوگئی کہ وہ یوں کہتے ہیں:

گویا ہماری شادی ابھی ہوئی ہے۔“

(۲۳) مذکور مولوی صاحب کے ایک دوست مولوی صاحب بھی اپنی بیوی سے سخت نالاں تھے، انہوں نے جب یہ ماجرا سنا تو حضرتِ والا سے اجازت لے کر پنجاب روانہ ہوگئے، بہت طویل اور انتہائی کٹھن سفر طے کرتے ہوئے رات کو گھر پہنچے، دوسرے ہی دن بیوی بچوں کو لے کر واپس روانہ ہوگئے، بیوی کو حضرتِ والا سے بیعت کرایا، ان میں بھی محبت و آشتی کی وہی کیفیت پیدا ہوگئی۔

(۲۴) ایک خاتون نے بدعات و رسومِ باطلہ سے متعلق حضرتِ والا کا وعظ سُنا تو اس قدر متأثر ہوئیں کہ مرنے سے پہلے اپنی سب اولاد کو جمع کرکے یہ وصیت کی:

> ”خبردار! میرے مرنے کے بعد مروجہ رسوم میں سے کسی قسم کی کوئی رسم نہ کی جائے۔“

سب نے ان کے روبرو اس طرح وعدہ کیا:

> ”آپ بالکل مطمئن رہیں ہم آپ کی وصیت پر پوری طرح عمل کریں گے، کوئی رسم نہیں ہونے دیں گے۔“

خاتون نے کہا:

> ”مجھے تمہارے وعدہ پر اعتماد نہیں، تم ضرور کچھ نہ کچھ کروگے، اس لئے ٹیپ ریکارڈر لاؤ، اس میں میری یہ وصیت بھرو۔“

اولاد نے ہر چند یقین دلانے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانیں، ٹیپ ریکارڈر منگوا کر اس میں وصیت بھرلی گئی تو سکون ملا۔

(۲۵) میں بہت ہی بدکار تھی، حضرتِ والا کی نظرِ کرم نے مجھے جہنم سے بچالیا، میں نے سب گناہ یکسر چھوڑ دیئے ہیں، سب سے توبہ کرلی ہے، شرعی پردہ مکمل طور پر کرلیا ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ جو لوگ میرے کردار کو جانتے ہیں وہ میرا بہت مذاق اڑائیں گے، مگر مجھے کسی کی کوئی پروا نہیں، میں نے اپنے خالو سے پردہ کیا تو میری والدہ بہت سخت ناراض ہوئیں۔ میں نے کہا:

"میں تو اب بغیر پردہ کے زندہ ہی نہیں رہ سکتی۔"

میں نے اپنے بہنوئی سے پردہ کیا تو والدہ نے مجھے بہت ہی ڈانٹا اور بہت ہی سخت ناراض ہوئیں۔ میں نے کہا:

> "میں نے جب پردہ کر ہی لیا ہے تو مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی سے کروں اور کسی سے نہ کروں، میں تو ہر غیر محرم سے پردہ کروں گی خواہ وہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہو۔"

حضرت والا کے وعظ "شرعی پردہ" میں پڑھا ہے کہ کبھی کسی غیر محرم مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو آواز میں بتکلف ایسی خشکی اور سختی پیدا کریں گویا کہ کوئی چڑیل بول رہی ہے، اس لئے اب میں چڑیل جیسی آواز بنانے کی مشق کر رہی ہوں، چند دنوں کے بعد اپنے گھر والوں کو سنا کر تصدیق کراؤں گی کہ غیر محرم سے بات کرنے کے لئے یہ آواز صحیح ہے یا نہیں۔

میں نے وصیت نامہ لکھ کر اس کی کاپیاں سب رشتہ داروں میں تقسیم کر دی ہیں، وصیت نامہ میں یہ مضمون لکھا ہے:

> "میرے مرنے کے بعد سوئم وغیرہ جیسی مروجہ رسموں سے کوئی رسم ہرگز نہ کی جائے۔ ایصالِ ثواب، غسل اور کفن دفن غرضیکہ ہر کام سُنت کے مطابق کیا جائے۔"

(۳۶) حضرت جی! میں تو بھیڑیا تھا بھیڑیا۔ حضرت جی کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے کہ بھیڑیئے کو انسان بنا دیا۔

(۲۷) پنجاب کے ایک مشہور عالم جو ایک مشہور جامعہ کے مہتمم ہیں حضرت والا کی خدمت میں ایک ماہ کے لئے حاضر ہوئے، چند ہی روز بعد بہت لجاجت سے عرض کیا:

"حضرت والا! اللہ مجھے معاف فرمادیں، میں حضرت والا کی بہت غیبتیں کرتا رہا ہوں، غلط فہمیوں کا شکار رہا، حقیقت یہاں آکر کھلی"

حضرت والا نے فرمایا —— "طلبِ عفو سے قبل ہی سب معاف ہے۔"

پھر مزید احسان یہ کہ بہت دُعاؤں سے بھی نوازا۔

(۲۸) حضرتِ اقدس کی بارگاہ میں پہنچنے سے پہلے بندہ کی یہ کیفیت تھی کہ لوگوں میں "دیندار"، "حضرت صاحب"، "مولانا صاحب" ایسے القاب سے مشہور ہونے کے باوجود بعض ایسے گناہوں میں ابتلاء تھا جن کے گناہ ہونے کا احساس بھی قلب میں نہ تھا، مثلاً رمضان المبارک میں ختمِ قرآن کے بعد اُجرت وصول کرنا، شادی غمی کی خود ساختہ رسموں میں بے دھڑک شریک ہوتا اور دل میں کبھی خیال تک بھی نہ گزرتا کہ یہ کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہا ہوں۔ حضرتِ والا کی خدمت میں حاضری کے بعد ان گناہوں کو گناہ سمجھنے اور ان سے تائب ہونے کی توفیق ملی۔

امسال ایک مشہور دینی مرکز میں قرآن سنانے کا اتفاق ہوا، ختمِ قرآن کے موقع پر مسجد کے منتظمین حضرات نے کچھ "خدمت" کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، لیکن بندہ نے دوٹوک الفاظ میں معذرت کر دی۔ وہ مُصِر رہے اور بالآخر مجبور کیا کہ کم از کم آپ جوتوں کا ایک جوڑا قبول کر لیں، ہم ایک عمدہ قسم کا جوتا دینا چاہتے ہیں۔ میں نے اس سے بھی صاف انکار کر دیا، لیکن وہ مجھے بے خبری میں جوتوں کی ایک دوکان پر لے گئے، وہ اندر جا کر جوتا پسند کرنے لگے، میں آنکھ بچا کر بھاگ کھڑا ہوا، پیدل چلتے چلتے کہیں رات کے بارہ بجے اپنی قیام گاہ پر پہنچا۔

دوسرے دن ایک دوست کے ہاتھ ان کے نام یہ تحریر بھیج دی:

"میری اس روش سے آپ حضرات کی دل شکنی ہوئی ہوگی لیکن
میرا کیا قصور؟ میں کسی کی دل شکنی کے خوف سے اپنی دین شکنی
نہیں کرسکتا۔"

یہ سب حضرتِ والا کی نظر کرم کا صدقہ ہے۔

(۲۹) آج میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا، آج صبح فون پر اپنی عزیزہ کو جو گلشنِ اقبال میں رہتی ہیں، حضرتِ والا کی تعلیم فرمودہ دعاء:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ فُجَاءَةِ الْخَیْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ
مِنْ فُجَاءَةِ الشَّرِّ

"یا اللہ! میں تجھ سے نعمت غیر مترقبہ کا سوال کرتا ہوں اور آفتِ
ناگہانی سے پناہ مانگتا ہوں۔"

لکھوا رہا تھا اور ساتھ ہی اس کو یہ شعر پڑھوا رہا تھا جو حضرتِ والا خاص کیف کے ساتھ پڑھتے ہیں:

سن میرے نالے سن میرے نالے   اپنا بنا لے اپنا بنا لے

اسی دوران اس عزیزہ کو حضرتِ والا کی یہ ہدایت بھی بتا رہا تھا کہ دو گناہ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی کھلی بغاوت کہا جاتا ہے:

۱۔ مردوں میں ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا۔
۲۔ عورتوں میں شریعت کے مطابق پردہ نہ کرنا۔

اچانک اسی ٹیلیفون کے درمیان ایک خاتون کی آواز آئی:

"میں ناظم آباد ۲ سے بول رہی ہوں، میں نے آپ کی پوری رقت
آمیز نصیحت سنی، میں نے اب تک برقع تو کیا دوپٹا بھی سر پر نہ
رکھا تھا، اب ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ مکمل پردہ کروں گی، مجھے

اس کے متعلق کتابیں بھی بھجوا دیجئے۔“

انہوں نے اپنا نام، شوہر کا نام، فون نمبر اور مکمل پتا مجھے لکھوا دیا۔

میں حیران رہ گیا کہ گلشنِ اقبال فون کر رہا ہوں اور رب العزۃ ناظم آباد کی خاتون سے لائن ملا کر اسے ہدایت دے رہے ہیں۔

حضرتِ والا! اب تو میں اس یقین پر پہنچ گیا ہوں کہ یہ سب کچھ حضرتِ والا کے خلوص اور رب العزۃ کی توفیق کی برکت ہے کہ وہ اپنے بندوں کی کن کن ذرائع سے اصلاح فرما رہے ہیں۔

آخر میں حضرتِ والا سے درخواست ہے کہ مجھے یہ ضرور مشورہ فرما دیں کہ کون کون سی کتابیں اور رسالے ان خاتون کے لئے مفید ہوں گے؟

★ ★ ★ ★ ★

حضرتِ اقدس دامت برکاتہم نے ”انوار الرشید“ اور اپنے مواعظ بطور ہدیہ بھجوا دیئے۔ چند روز کے بعد اطلاع آئی کہ انہوں نے مکمل طور پر شرعی پردہ کر لیا ہے اور تہجد کی بھی پابند ہو گئی ہیں، جبکہ پہلے سر پر دوپٹا بھی نہیں رکھتی تھیں اور فرض نماز بھی نہیں پڑھتی تھیں۔

(٣٠) پچھلے جمعہ حضرتِ والا کی مجلس میں حاضر تھا، چونکہ حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کے ملفوظات کی کافی کتابیں پڑھ چکا ہوں اس لئے حضرتِ والا کی مجلس میں حاضر ہوا تو بہت مزا آیا، یوں لگا کہ حکیم الامۃ کا وعظ سن رہا ہوں۔ گھر آ کر حضرتِ والا کے مواعظ کی کئی کتابیں پڑھیں، ”شرعی پردہ“ اور ”ترکِ منکرات“ والے کتابچے پڑھے، اب دل بے چین ہے کہ حضرتِ والا سے بیعت ہو جاؤں۔

آج کے پُر آشوب وقت میں حضرتِ والا کی باطنی تربیت حاصل ہو جائے تو خوش قسمتی ہے، اللہ تعالیٰ سے پُر امید ہوتے ہوئے حضرتِ والا کے حکم کا منتظر ہوں۔

(۳۱) حضور! رب کریم کا شکرِ عظیم ہے جس نے آپ سے اصلاحی تعلق نصیب فرمایا، گناہوں کا علم عطاء فرمایا، بہت سے گناہوں سے بچایا اور جس میں مبتلا ہیں اس سے بچنے کی فکر میں ہر وقت لگے ہوئے ہیں۔

حضرتِ والا! اس سال کے آخر میں جب ۱۴۰۶ھ کا سورج غروب ہو رہا تھا اس وقت غور و فکر میں تھا کہ بیعت ہونے کے بعد رب کریم کی کیسی دستگیری ہوئی۔

عرض ہے کہ جن گناہوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے بچالیا ان کی فہرست مندرجۂ ذیل ہے:

(۱) بدنظری (۲) ٹی بی (۳) ریڈیو
(۴) گانے (۵) اخبار (۶) رسائل
(۷) فضول کام و کلام (۸) رسم و رواج (۹) فضول ملاقاتیں
(۱۰) دوستوں کی دعوتیں جہاں گناہ کا ڈر تھا۔
(۱۱) سودی کاروبار سے بچنے کی فکر اور تگ و دو۔

اللہ تعالیٰ تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بچالیں۔

اور نیک کام جو اللہ تعالیٰ کی دستگیری سے ہو رہے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) نماز کی پابندی و فکر (۲) ذکر و اذکار
(۳) فکر ہے کہ مالک ناراض نہ ہو جائے (۴) شکرِ نعمت
(۵) کوئی غفلت ہو جائے تو فوراً توبہ و استغفار
(۶) سنت کے مطابق صورت و شکل و لباس
(۷) احسن الفتاوی (۸) انوار الرشید (۹) تلاوتِ قرآن
(۱۰) مناجاتِ مقبول (۱۱) مراقبہ (۱۲) محاسبہ
(۱۳) سورۃ المؤمنون کے پہلے رکوع اور سورۃ الفرقان کے آخری رکوع پر غور

⑭ حضرت والا کے مواعظ کا مطالعہ

⑮ ہسپتال میں جمعہ اور دو تین دن مزید حاضری

⑯ زکوٰۃ ⑰ صدقات ⑱ قربانی وغیرہ

یہ سب حضرت والا کی دُعاؤں اور تعلق کا اثر ہے، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔ رحمٰن ان سب پر ثابت قدم رکھیں اور قبول فرمائیں کیونکہ نفس و شیطان کے دھوکے کا ڈر رہتا ہے اور خیال پیدا ہوتا ہے کہ آیا قبول ہے یا پکڑ کا سبب بن جائے گا۔

خط ختم کرنے سے پہلے بندہ ہر قسم کی بے ادبی اور کوتاہی کی معافی کا از حد طالب ہے، اور نیا سال شروع ہوا ہے اس لئے خصوصی دُعاؤں کا طالب ہوں کہ کریم ہر قسم کے ظاہری و باطنی گناہوں سے نجات عطاء فرمائیں۔ شوقِ وطن اور غلبۂ شوقِ لقاء عطاء فرمائیں اور بندہ کے تمام گھر کے افراد کو اور جو اس دنیا سے گزر چکے ہیں ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائیں۔ بندہ کو اللہ تعالیٰ صحیح معنیٰ میں اپنا بندہ بنالیں، سورۃ المؤمنون والفرقان کی طرح۔

㊱ ایک مولوی صاحب نے "دار الافتاء والارشاد" میں حضرتِ والا کی خدمت میں تمرینِ افتاء و تربیتِ باطن کی غرض سے ایک سال قیام کیا، اسی زمانۂ تربیت میں کراچی کے ایک مدرسۂ دینیہ میں جلسہ ہوا، جس میں اکابر علماء کے علاوہ ایک مشہور شیخِ طریقت بھی تھے، بلکہ صدرِ جلسہ وہی تھے، جلسہ گاہ میں فوٹو گرافر بھی آگئے یا بلالئے گئے اور وہ اپنے کام میں مشغول ہوگئے، بڑے بڑے علماء و مشایخ خاموش رہے مگر یہ نوعمر طالبِ علم اصلاحِ منکر کے لئے کھڑے ہوگئے اور بڑے سے بڑے ذی اثر و وجاہت و شہرت کی کوئی پرواہ نہ کی، آخر حضرتِ اقدس کے تربیت یافتہ تھے، منکر کو کیسے برداشت کرسکتے؟ اور تعلق مع اللہ پر کوئی دوسرا تعلق اور وجاہت و شہرت

کیسے غالب آسکتی تھی؟ دینی ادارہ میں، علماء ومشائخ کی مجلس میں علانیہ تصویر کشی کی لعنت پر کوئی حضرتِ والا کا شاگرد ہو کر کیسے صبر کر سکتا ہے؟

(٣٣) اصلاحِ منکرات سے متعلق حضرتِ اقدس کے ملفوظات کی مسلسل تبلیغ جاری ہے جس کے اثر سے بہت سے علماء وطلبہ نے اپنے گھروں میں شرعی پردہ کرنے کا عزم مصمم ظاہر کیا، انہوں نے کہا:

> ”آج تک علماء کے طرزِ عمل سے ہم یہی سمجھتے رہے کہ ایسے مسائل صرف پڑھنے پڑھانے تک محدود ہیں، عملی زندگی میں ان کا کوئی حصہ نہیں، ہم نے آج تک ترکِ منکرات کی تبلیغ کرنے والا کوئی عالم نہیں دیکھا۔“

(٣٤) ایک بار ایک مسجد کے خطیب صاحب نے اپنی کسی مشغولیت کی وجہ سے اپنی مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھانے کے لئے بندہ سے فرمائش کی۔ بندہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرتِ والا کی خصوصی توجہات اور دعاؤں کی برکت سے اصلاحِ منکرات پر بیان کیا۔ سامعین میں سے دو نے دورانِ بیان ہی بھری مسجد میں کھڑے ہو کر ڈاڑھی منڈانے سے توبہ کا اعلان کیا اور آئندہ پوری ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کا وعدہ کیا۔

بعد میں معلوم ہوا کہ اس وعظ سے متأثر ہو کر اور بھی بہت سے لوگوں نے ڈاڑھیاں رکھلی ہیں، خواص وعوام کہہ رہے تھے:

> ”ہم نے اصلاحِ منکرات پر ایسا وعظ آج تک کبھی نہیں سنا،
> اس سے پہلے کبھی کسی عالم کو ترکِ منکرات پر وعظ کہتے نہ سنا نہ دیکھا۔“

یہ حضرتِ والا کی نظرِ اکسیر کیمیا تأثیر کا کرشمہ ہے کہ میرے مردہ دل میں روحِ محبت پھونک دی، مزید توجہات قلبیہ اور خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

(٣٥) اللہ تعالیٰ نے حضرتِ اقدس کی چند روزہ صحبت کی برکت سے اصلاحِ

منکرات کا ازالہ فرمادیا ہے

ہمارے مدرسہ میں بہت بڑا عظیم الشان جلسہ تھا، بندہ جلسہ گاہ کی طرف جارہا تھا، قریب پہنچا تو وہاں کچھ شیطانی کارندے (فوٹوگرافر) نظر آئے، بندہ وہیں سے واپس اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ گیا، جلسہ میں شریک نہیں ہوا، اسی وقت مہتمم صاحب کو اس منکر کی اصلاح کے بارہ میں پرچہ لکھ بھیجا، مگر انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی اور بروقت اصلاحِ منکر کا فرض انجام نہ دیا۔

جلسہ ختم ہونے کے بعد بندہ نے مہتمم صاحب سے خلوت میں ملاقات کی اور انہیں اصلاحِ منکرات سے متعلق خوب تبلیغ کی۔ مہتمم صاحب بہت نادم ہوئے اور وہیں اس گناہِ کبیرہ سے توبہ واستغفار کیا۔ بندہ نے کہا:

> "قانونِ شریعت یہ ہے کہ علانیہ گناہ سے توبہ بھی علانیہ ہونا ضروری ہے، اس لئے یہاں آپ کی توبہ واستغفار ہرگز کافی نہیں، آپ توبہ کا اعلان کریں۔"

چنانچہ مہتمم صاحب نے بوقتِ نمازِ جمعہ بہت بڑے مجمع میں اس گناہِ کبیرہ وجرمِ عظیم سے توبہ کا اعلان کیا، الحمدللہ علیٰ ذلک۔

㊱ ہمارے گاؤں میں لوگ جمعہ پڑھتے تھے، جب بندہ "دارالافتاء والارشاد" سے فارغ ہوکر اپنے گاؤں گیا تو بروز جمعہ بعد نمازِ فجر مسجد میں وعظ کہا اور لوگوں کو تفصیل سے سمجھایا کہ گاؤں میں جمعہ جائز نہیں، الحمدللہ! لوگ سمجھ گئے۔

جب دوسرے علماء کو پتا چلا تو وہ بندہ کے پاس آئے اور اس بارہ میں بحث کرنے لگے، مگر حضرتِ والا کی دعاء وفیضِ صحبت سے بندہ نے از روئے دلائل سب کو لاجواب کر دیا۔

بندہ نے کہا:

"دنیا کا کوئی عالم اگر مذہب حنفی میں گاؤں میں جمعہ کا جواز کسی کتاب سے ثابت کر دے تو میں پڑھنا شروع کر دوں گا۔"

ان علماء میں سے کسی کو دوبارہ بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

اس کے بعد صرف اس مقصد کے لئے بندہ کے ایک استاذ بندہ کے پاس تشریف لائے، مجلس میں بندہ کے کچھ دوسرے اساتذہ بڑے علماء بھی موجود تھے، استاذ صاحب نے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کے مصالح بیان فرمائے۔ بندہ نے جواب دیا:

"اگر کسی کتاب میں دکھا دیں تو میں تسلیم کر لوں گا۔"

سب نے بالاتفاق کہا:

"کتابوں میں تو عدم جواز ہی ہے مگر پڑھنے میں مصالح ہیں۔"

بندہ نے کہا:

"حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کا ارشاد ہے:

"مسائل کے سامنے مصالح کو مصالحہ کی طرح پیس ڈالو، مصالحہ کو جتنا زیادہ پیسا جائے گا اتنا ہی سالن زیادہ لذیذ بنے گا"۔"

سب اساتذہ نے جمعہ پڑھنے پر بہت زور دیا اور کہا:

"ہم استاذ ہونے کی حیثیت سے آپ کے گاؤں جا کر جمعہ شروع کرائیں گے۔"

بندہ نے کہا:

"آپ حضرات تو میرے صرف استاذ ہی ہیں اور حضرت . . . صاحب تو میرے استاذ ہونے کے علاوہ میرے پیر بھی ہیں اگر خدانخواستہ گاؤں میں جمعہ پڑھنے پر وہ بھی مجھے مجبور کریں تو میں بیعت توڑ دوں گا اور اگر میرے والد صاحب مجبور کریں تو گھر چھوڑ دوں گا، کیونکہ گاؤں میں جمعہ

پڑھنا معصیت ہے اور شرعی اصول یہ ہے،

لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔

"خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔"

اس کے بعد سب خاموش ہو گئے، یہ صرف حضرتِ والا کے فیض اور دعاؤں کا ثمرہ ہے ورنہ کیا میں اور کیا میری بساط، کیا میرا علم اور کیا میری ہمت، کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔ ہدایات، توجہات اور دعاؤں کا سخت محتاج ہوں۔

(۳۷) بندہ نے تقریباً ذی قعدہ کے مہینے سے ہسپتال میں داخلہ لیا ہے اور ہر جمعہ کو دوا لینے حاضر ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تین چار ہفتے ہوئے ہیں سات سال کے پرانے مریض کو خداوند تعالیٰ نے مکمل شفاء عطاء فرمائی ہے۔

محترم المقام! اگر امراض کی فہرست لکھوں تو کئی صفحات میں بھی سما نہ سکے گی اس لئے چند بڑے بڑے امراض کا نام لکھتا ہوں۔

۱ــــ بدنظری بالکل ختم ہو گئی ہے، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور وہی مثال قائم ہو چکی ہے جو حضرتِ والا کے وعظ "حفاظتِ نظر" میں تحریر ہے، وہ یہ ہے:

"بچے کی آنکھ کی طرف انگلی بڑھائی جائے تو آنکھ خود بخود بند ہو جاتی ہے۔"

الحمد للہ! اسی طرح اچانک اگر کسی عورت پر نگاہ پڑتی ہے تو آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔

۲ــــ دل سے غیر کی محبت بالکل ختم ہو چکی ہے، اس کی ایک مثال یہ کہ میرا ایک معشوق تھا جس کے ساتھ بات کئے بغیر وقت ہی نہیں گزرتا تھا، اب تین ہفتے بعد اس کے ساتھ ملاقات ہوئی ہے اور وہ ملاقات بھی ایسی کہ صرف ہاتھ ملایا اور چہرہ کو بالکل نہیں دیکھا، اور ہاتھ بھی اس انداز سے ملایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ زندگی بھر دوبارہ ہاتھ نہیں ملائے گا۔

۳— اگر کسی کتاب کا مطالعہ کرتا تو کچھ پڑھ کر بس غلط افکار میں مبتلا ہو جاتا تھا اس کی بجائے ڈائجسٹ اُٹھا کر پڑھنا شروع کر دیتا تھا لیکن اب الحمد للہ! یہ مرض بھی ختم ہو گیا ہے، کتابیں پڑھتا ہوں، سمجھ میں آتا ہے کہ کیا پڑھ رہا ہوں، ڈائجسٹوں کی بجائے روزانہ ایک آدھ گھنٹہ حضرت والا کے مواعظ کی کتابیں پڑھتا ہوں اور بالکلیہ یہ مشغلہ بن گیا ہے۔

۴— جھوٹ، غیبت، چغل خوری اور فضول بکواس ایسا عظیم مشغلہ تھا کہ اس کے بغیر محفل گرم نہیں ہوتی تھی، شیاطین دوستوں کو جھوٹی باتیں سنا سنا کر ہنساتا تھا، اب ان سے اس قدر بیزار ہو چکا ہوں کہ وہ مجھے بالکل دیوانہ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں:

”یہ پاگل ہو گیا ہے، صوفی ہو گیا ہے، یہ ہو گیا ہے، وہ ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔“

ایسے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں لیکن بندہ کو کوئی فکر ہی نہیں ہوتی، یہ شعر ہر وقت زبان پر آتا ہے ؎

عرفی تو میندیش ز غوغائے رقیبان
آوازِ سگان کم نکند رزقِ گدارا

حضرتِ والا کی ارشاد فرمودہ یہ دُعاء:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ عَلٰى طَاعَتِكَ.

ہر وقت پڑھتا ہوں، ساتھ ساتھ حضرتِ والا کی بتائی ہوئی یہ دُعا بھی پڑھتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِيْ قَلْبِيْ رَجَائَكَ وَاقْطَعْ رَجَائِيْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ.

مجلس میں حاضری کی ابتداء یوں ہوئی کہ میرے دو ساتھی تھے ٹریننگ

حضرتِ والا کی مجلس میں آیا کرتے تھے، حضرتِ والا کے بارہ میں ہر وقت جب ملاقات ہوتی تھی تذکرہ کیا کرتے تھے، مجھے ایک دن فکر ہوا:

"تو اتنا خبیث ہے کہ دنیا کے درندے بھی تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اور یہ تیرے ساتھی ان کا کیا حال ہے۔"

پس معمولی سی نیت کر کے ایک جمعہ کو ہسپتال میں آیا، اس دن تو کچھ اثر ظاہر نہ ہوا اس لئے کہ دل بہت کالا تھا اور کافی زنگ چڑھا ہوا تھا، لیکن حضرتِ والا کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا، ہر جمعہ کے دن ایسی حالت ہوتی تھی:

"بڑا بے قرار ہوتا تھا کہ کب معشوق کے پہلو میں پہنچوں گا۔"

قصۂ مختصر اب تو دل چاہتا ہے:

"میں سر رکھوں اور حضرتِ والا اس پر پاؤں مبارک رکھتے جائیں۔"

آخر میں حضرتِ والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی ضرور درباری بنوں گا، اور ہسپتال میں مکمل داخلہ لوں گا۔

حضرتِ والا کے لئے دل سے جو دُعائیں نکلتی ہیں میں ان کا اظہار تحریر میں ہرگز نہیں کر سکتا۔

والسلام
خاکِ پا . . . . . .
یکے از مریضہائے ہسپتال
دار الافتاء والارشاد

(۳۸) میں عید الاضحیٰ سے دو ہفتے قبل سے حضرتِ والا کے بڑے ہسپتال میں متواتر ہر جمعہ کو آتا ہوں، مجھے ہر جمعہ کو ہسپتال سے نئی تازہ دوا مل جاتی ہے۔ بس

میرے ربِ کریم نے حضرتِ والا کی ذاتِ اقدس کو ہمارے لئے مفت کی علاج گاہ بنایا ہے، جس سے ہم روز بروز صحت یاب ہوتے جارہے ہیں، بے حیائی، بے پردگی، ٹی وی، وی سی آر، گناہوں کے غار، سب کی جڑیں کٹ رہی ہیں۔

مجھے لوگ کہتے ہیں:

> ”تم جو پردہ کی باتیں کرتے ہو اور بے پردگی پر تنبیہ کرتے ہو یہ چھوٹے نکتے ہیں، بڑے نکتے نہیں ہیں۔“

میں کہتا ہوں:

> ”یہ چھوٹے نکتے ہیں تو قرآنِ کریم سے سُورۂ نور اور سورۂ احزاب نکال دو۔“

میں جو محنت کر رہا ہوں یہ سب حضرتِ والا کا فیض ہے، ربِّ کریم اس کا حضرتِ والا کو اجر دے گا، حضرتِ والا نے پوری زندگی علمِ دین پر صَرف فرمائی ہے، محنت آپ نے کی اور اب ہم بالکل تیار پھل حاصل کرتے ہیں اور مزے سے کھاتے جارہے ہیں۔

حضرت! آپ کی علاج گاہ سے میرے مندرجۂ ذیل امراض ختم ہوگئے ہیں:

> ”غیبت، بدنظری، گانے کبھی کبھی سنتا تھا، ٹی وی کبھی کبھی دیکھتا تھا، اب اللہ کے فضل سے اِن منکرات سے بالکل پاک ہوں۔“

اب مجھے اگر کوئی زہریلا دعوت دیتا ہے کہ آج ٹی وی میں فلاں ڈراما آئے گا، تو میں کہتا ہوں:

> ”بھائی مجھے ٹی بی سے شرم آتی ہے، ٹی بی کے زہریلے جراثیم سے مجھے بھی ٹی بی لگ جائے گی، کیا تم مجھے ٹی بی لگانا چاہتے ہو۔“

بس پھر وہ مجھ سے دوبارہ نہیں کہتا۔

حضرتِ والا! میں نے آپ کے باہر والے بورڈ کا نام تبدیل کر دیا ہے، میں نے اپنے دل میں اس کا یہ نام رکھ لیا ہے:

روحانی علاج گاہ، باب العبر
گناہ چھڑانے کی خاص علاج گاہ، بڑا ہسپتال
اسپیشلسٹ خاص۔ حضرت ڈاکٹر مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

(۳۹) تقریباً تین برس سے کبھی کبھی اور چھ مہینے سے بلاناغہ حضرتِ والا کی بابرکت مجلس میں حاضر ہوتا ہوں۔ حضرت مرشدنا . . . . . صاحب مدظلہم کا ادنیٰ سا غلام ہوں اور خاندانی رشتہ بھی ہے۔

آج خط لکھنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے مرشد کے ہاتھ پر یہ عہد کیا ہوا ہے کہ میں زندگی کے آخری سانس تک گانے بجانے کی لعنت چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو اور تصویر کی لعنت خواہ کسی کی ہو ہرگز ہرگز نہ تو خود نہ کسی بچہ کو لانے دوں گا، نہ ایسے گھروں میں رشتہ کسی بچہ یا بچی کا کروں گا جن کے ہاں یہ لعنتیں ہوں گی اور نہ کسی بچے یا بچی کو اسکول کے دروازہ تک بھی جانے دوں گا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تین بیٹوں دو بیٹیوں کے رشتے میری خواہش کے مطابق ہوئے لیکن ماحول نے ایسی تباہی مچادی کہ دوسرے سب رشتہ دار مثلاً بیٹوں کے سالے سالیاں ان کے سسر ساس وغیرہ رشتہ دار اور میرے اپنے ہی بہت سے رشتہ دار میری راہ میں رکاوٹ بننے شروع ہو گئے، شرعی پردہ بھی درہم برہم ہونے لگا اور دوسری رسومات بھی چوری چھپے ہونے لگیں۔

ایک طرف میں اکیلا دوسری طرف رشتہ داروں کا ٹولا۔ کوئی کہتا ہے:

”دادا پردادا کی ساری رسمیں ختم کرنے والا یہ کہاں سے آگیا؟“

کوئی کہتا ہے:

"ارے فلاں مولوی، فلاں حافظ کے گھر ٹیلیویژن ہے، یہ ایسی سخت پابندیاں لگاتا ہے۔"

میرے آقا! دل میں جو تکلیف ہوتی ہے چیر پھاڑ کر کس کو دکھاؤں، اللہ تعالیٰ کے حضور رونے کے علاوہ میں اور کیا کیا کرتا رہا۔ کافی دنوں تک حضرت . . . صاحب کی مجلس میں سب گھر والوں کو لے جاتا رہا لیکن بات نہ بنی۔

ایک دن حضرت والا کے ہاں جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اسی سوچ و فکر میں بیٹھا تھا:

"اے میرے اللہ! اب میں کونسی تدبیر کروں؟ کیا کروں؟ میرے بس سے کام باہر ہوتا جا رہا ہے، میرے اللہ! اگر آپ میری مدد نہیں فرمائیں گے تو میں تباہ ہی ہو جاؤں گا؟"

تھوڑی دیر سوچنے پر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی:

"آج ہی سب گھر والوں کو حضرت والا کی مجلس میں لاؤں۔"

بس فوراً گھر گیا اور کہا:

"میرے پیارے بیٹو بیٹیو! کیا آج حضرت مفتی صاحب کا بیان سننے کے لئے حضرت مفتی صاحب کے ہاں میرے ساتھ چلو گے؟"

سب نے خوشی سے کہا:

"ہاں ابا! ضرور ضرور چلیں گے۔"

میں نے کہا:

"اچھا پھر تیاری کرو، عصر کی نماز وہاں پر پڑھنا ہے۔"

سب لوگ آ گئے، اللہ تعالیٰ کو میری لاج رکھنا تھی، حضرت والا کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی کہ آج [illegible] کی لعنت اور شرعی پردہ پر

بیان ہو، ایک خاتون کے خط کا حوالہ بیان فرما کر حضرت والا نے یوں بیان شروع فرمایا:

> ”میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کی بات نہیں کرتا، اس دور کی ایک خاتون میرا مطبوع وعظ ”زندگی کا گوشوارہ“ پڑھ کر مجلس میں آئے بغیر توبہ کر لیتی ہے تو آنے والیاں نہیں کر سکتیں؟“

میرے آقا! آپ بیان فرما رہے تھے اور میں دل ہی دل میں اتنا خوش ہو رہا تھا کہ ایک سانس میں کئی کئی باریوں دل میں کہتا تھا:

> ”اے اللہ! اے اللہ! تیرا کس زبان سے شکر ادا کروں، تو نے تو آج مجھ پر مہربانیوں کی بارش ہی برسا دی۔“

بلکہ کئی دن تک چلتے پھرتے بھی یہی وظیفہ بنا رہا کیونکہ میرے آقا! جب میں عشاء کے بعد گھر گیا تو میری بہو بیٹیاں توبہ کر چکی تھیں، چھوٹے چھوٹے دیوروں سے بھی پردہ کئے ہوئے تھیں، بس رنگ بدلا ہوا تھا۔ جس رنگ کے لئے میں برسوں کوششیں کرتا رہا وہ کام اللہ تعالیٰ نے آپ سے چند منٹوں میں کروا دیا، اور اس رنگ میں اضافہ ہی ہو رہا ہے، برکت ہی ہو رہی ہے۔

اب میری تینوں بہوئیں اور ایک میری بچی جس کی عمر گیارہ برس دس مہینے ہے، بار بار کہتی ہیں:

> ”ابا! بہت ہی دل چاہتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب سے اصلاحی تعلق قائم کر لیں۔“

میں یوں ٹالتا رہتا ہوں:

> ”مرید مردے کی مانند ہوتا ہے، مریدنی بن کر اپنی مرضی سے کوئی سی خوشی غمی کی خبر نہیں رکھ سکو گی، اگر ایسا کیا تو پھر رشتہ ٹوٹ جاتا ہے،

اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں، خوب سوچ لو۔"

لیکن یہ کہتی ہیں:

"ہم تو سب کچھ قربان کر چکے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ آخری سانس تک نبھائیں گے۔"

انہوں نے آج مجھے خط لکھنے پر مجبور کر دیا، یہ کہتی ہیں:

"ہمیں تو اتنی محبت ہو گئی ہے کہ پیر کے دن بھی مجلس میں ہم کو حصہ مل جائے تو بڑی خوشی ہوگی۔"

میں نے ان سے آج وعدہ کر لیا کہ آج ان شاء اللہ تعالیٰ بعد نماز ظہر حضرت جی کی خدمت میں خط پیش کر دوں گا۔

* * * * *

اس تحریر میں جہاں ایک بزرگ کی مجلس سے ناکام لوٹنے کا ذکر ہے وہاں اصل تحریر میں ایک بہت بڑے بزرگ کا نام تھا، جو عمر، منصب، شہرت ہر لحاظ سے حضرت والا سے بہت بڑے ہیں، علاوہ ازیں سلسلہ کی ترتیب کے لحاظ سے بھی حضرت والا سے اوپر کے طبقہ میں ہیں۔

(۳۰) بہت عرصہ کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے حالات لکھنے کی توفیق عطا فرمائی، محرم الحرام میں بغرض شادی گاؤں گیا تھا اور وہیں ارادہ تھا کہ سب سے پہلا خط حضرت والا کی خدمت اقدس میں لکھوں گا لیکن موقع نہ ملا۔ کچھ دنوں تک دائیں ہاتھ میں زخم رہا، پھر گاؤں کے کام کاج بھی ایسے تھے کہ دن میں کھیتوں پر اور رات کو تھکے ماندے ہوتے۔ پھر بھی لگن یہی تھی کہ حالات کا خط لکھوں، لیکن آج کل پر ٹلتا رہا۔

پھر واپسی میں دن کم رہ گئے تھے تو خیال ہوا کہ کراچی میں جا کر حالات عرض کر دوں گا۔ یہاں پر بھی ڈیڑھ ماہ ہونے کو ہے کہ اس کی توفیق نہ ہوئی۔ بڑی دعاؤں و

التجاؤں کے بعد آج یہ توفیق نصیب ہوئی ہے، اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر و احسان ہے، اتنے دن ہونے پر بہت ندامت اور سخت افسوس ہوا تو اللہ سے اس گناہ کی معافی مانگنا شروع کی جس کی وجہ سے یہ توفیق سلب ہوگئی تھی اور ساتھ ساتھ اخلاص میں بھی فرق آگیا تھا، وعظ "حقوق القرآن" اور "نسخۂ اکسیر" پڑھنے سے اس کا تدارک ہوگیا۔

حضرتِ والا کے اقوال وافعال سب سبق آموز ہیں لیکن حالات پر آسانی سے عمل ہو جاتا ہے اور یاد بھی رہتے ہیں، انہی میں سے ایک واقعہ اللہ تعالیٰ نے بروقت یاد دلا دیا، وہ یہ ہے:

> "حضرتِ والا نے "دارالافتاء" کی تعمیر مکمل ہونے اور نئے مکان میں منتقل ہونے کی خوشی کے موقع پر اپنے قلبِ مبارک کو ملک الموت کے استقبال اور اسے "خوش آمدید" کہنے کے لئے مستعد پایا تھا۔"

یہ واقعہ اس وقت یاد آیا جب مجھ پر شادی کی خوشی بہت زیادہ غالب ہوگئی اور پھر اول ملاقات میں اسی حال میں یہ کیفیت آئی:

> "اتنی خوشی میں موت کا فرشتہ آجائے تو چلنے کے لئے تیار ہو؟ بحمد اللہ دنیا کی فانی خوشی کی بجائے آخرت کی ابدی خوشیوں کے لئے تمنا پیدا ہوئی۔"
>
> کیفیت ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ کا بار بار شکر ادا کیا۔

"انوار الرشید" میں جب رفیقۂ حیات کے لئے دعاء پڑھی اسی وقت دو رکعت نماز پڑھ کر تنہائی کے عالم میں دعاء مانگی تھی، اس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا اور اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اہلیہ عطاء فرمادی۔ جب اس کو انتہائی فرمانبردار و صالح پایا تو دو رکعت نماز پڑھ کر اس نعمت کے عطیہ پر شکر ادا کیا اور اب تک شکرِ نعمت کا

معمول ہے، اس کے ساتھ یہ دُعاء بھی کرتا ہوں:

> ”اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو اپنی مرضیات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔“

حضرتِ والا سے بھی دُعاء کی درخواست ہے کہ ہم دونوں اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے بن جائیں۔ والدہ صاحبہ کو علاج کی غرض سے کراچی لے آیا ہوں اور اہلیہ کو والد صاحب کی خدمت کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ اہلیہ کی محبت بعض وقت دل و دماغ پر مسلط ہوجاتی ہے میں اس کے اختیاری یا غیر اختیاری ہونے میں فرق نہیں کرسکتا، سوچتا ہوں کہ محبت تو صرف اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہئے۔ دُعاء بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبت سب سے زیادہ عطا فرمائیں۔

گاؤں میں دو ماہ کے عرصہ کے دوران ہر جمعہ کے دن مجلس میں حاضری کا استحضار رہتا تھا، بعض اوقات حضرتِ والا اتنے یاد آتے تھے کہ آنکھیں تر اور دل تڑپ جاتا تھا۔ وہاں سے واپسی پر یہ ارادہ کیا کہ کراچی پہنچ کر سب سے پہلی حاضری حضرتِ والا کی خدمت میں ہوگی، دوسرے رشتہ داروں سے بعد میں ملاقات کروں گا۔

سفر پر روانگی کے بعد کی دُعاء:

اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا ھٰذَا السَّفَرَ پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ نے یوں مدد فرمائی:

> ”اس میں دنیا سے آخرت کی طرف سفر کی نیت کرو، کیونکہ اصل سفر یہی ہے اور اصل منزل آخرت ہے۔“

یہ سب کچھ حضرتِ والا کا فیض ہے ورنہ ”کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔“

دُعاء و اصلاح کا سخت محتاج ہوں ؎

کریں حضرت شیخ جو میری اصلاح
جزا اس کی اللہ دے ان کو بھاری

سلامت رہے ان کا سایہ سروں پر
جدائی نہ ان سے کبھی ہو ہماری

★ ★ ★ ★ ★

اس تحریر میں حضرت اقدس دامت برکاتہم کے تعلق مع اللہ میں اعلیٰ مقام کے جس قصہ کی طرف اشارہ ہے، اس کی تفصیل عنوان "جواہر الرشید" کے ص۵۱ میں ہے۔

(۲۱) بندہ نے اپنے گھر میں پردۂ شرعی کا مکمل انتظام کر لیا ہے اور اپنے رشتہ داروں کو اس کی اطلاع کر کے ان سے بھی اس پر عمل کی درخواست کر دی ہے۔ الحمد للہ اس دفعہ جو گھر گیا تو ایک ہمشیرہ صاحبہ نے تو مکمل طور پر کاربند ہونے کا وعدہ کیا ہے اور دوسری ہمشیرگان نے اتنا عمل تو شروع کر دیا ہے کہ ہماری طرف سے جو رشتہ دار ہیں چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد وغیرہ ان سے مکمل پردہ کر لیا ہے البتہ شوہروں کے رشتہ داروں سے مکمل پردہ کرنے میں کچھ مشکلات ذکر کرتی ہیں۔ تاہم اتنا اہتمام کرنے لگی ہیں کہ حتی الوسع ان سے ہمکلام ہونے سے بچیں۔

محترمہ والدہ صاحبہ نے مکمل پردہ کر لیا ہے البتہ بسا اوقات کسی رشتہ دار کے گھر کسی مجبوری سے جانا ہو تو وہ رشتہ دار مرد باوجودیکہ ہم نے ان کو منع کر دیا ہے مگر پھر بھی وہ رواج کے مطابق خیریت دریافت کر لیتے ہیں جس پر والدہ صاحبہ مختصر جواب عرض کر دیتی ہیں، تاہم حتی الوسع یہ کوشش کرتی ہیں کہ ایسے وقت جائیں کہ کوئی مرد اس گھر میں نہ ہو۔

حضرتِ والا کی خدمت میں سب کے لئے ثابت قدمی اور مکمل طور پر اتباعِ شریعت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(۲۲) الحمد للہ! گناہوں کا صفایا ہو رہا ہے، اور اب تو اللہ تعالیٰ نے ایسی ہمت دی ہے کہ اپنے قریب سے قریب عزیز اور گہرے سے گہرے دوست کے یہاں بھی کسی تقریب میں شرکت سے معذرت کر دیتا ہوں، انہیں یہ بتا کر:

"بھائی فلاں فلاں گناہ کے کام تو ضرور ہوں گے اور گناہ کو دیکھنا بھی گناہ ہے۔"

میں حضرتِ والا کے لئے دُعا کرتا رہتا ہوں اور ان شاء اللہ کرتا رہوں گا، دن بھر اللہ تعالیٰ کثرت سے استغفار کی توفیق عطاء فرماتے ہیں۔

بے پردگی کے لئے گھر میں اور عزیز واقارب میں اور جہاں بھی موقع ملتا ہے اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ ضرور کہلوا دیتے ہیں۔

(۴۳) آپ کی دُعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم کیا کہ گناہوں کا تو کونڈا ہی کر دیا۔ الحمد للہ میری جتنی نمازیں قضاء ہوئی تھیں وہ کل مکمل ہوگئیں، گھر کا ماحول بھی یکسر بدل گیا ہے، ہر چھوٹے سے چھوٹے کام کو قرآن وسنت کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے تب عمل کیا جاتا ہے، گھر میں اتنا سکون ہے کہ کیا بتاؤں، شرعی پردہ بھی ہے مگر تکلیف کبھی نہیں ہوئی، اسی ماحول ہی کی بدولت میرے بھائی کے بچے بھی اثر لیے بغیر نہ رہ سکے۔ اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کروں کم ہے بچے جب بھی کہیں سے گانے کی آواز سنتے ہیں تو کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں اور استغفار پڑھتے ہیں، اسی طرح جب تصویر اور بے پردہ عورتوں کو دیکھتے ہیں۔

انھوں نے اپنی اسکول کی کتابوں میں جتنی تصویریں تھیں ان کے چہرے مٹا دیئے ہیں۔ میرے لئے اور ان کے لئے خصوصی دُعاء فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین پر استقامت عطاء فرمائیں اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

(۴۴) وعظ "ترکِ منکرات" حصہ اوّل ختم ہونے والا ہے اور "انوار الرشید" تقریبًا نصف تک مطالعہ کر چکا ہوں، ان دونوں کے مطالعہ سے مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و کرم ہوا کہ گناہ چھوٹ گئے، مثلاً:

۱ــــ اخبار پڑھنے سے توبہ کر لی ہے اور توبہ کے بعد سے آج تک کبھی بھی اخبار

نہیں پڑھا۔

۲۔ بازار بلا ضرورت جانے سے توبہ کرلی ہے، کام کے بغیر بازار نہیں جاتا۔

۳۔ سب سے بڑا اور مہلک مرض بدنظری جو کافی عرصہ سے تھا اس سے بھی توبہ کرلی ہے، عمداً نظر کو غلط جگہ استعمال کرنے سے بہت احتیاط کرتا ہوں۔

(۴۵) حضرتِ والا نے زیادہ گفتگو کا جو علاج ارشاد فرمایا تھا اس کے استعمال سے الحمدللہ! اس مرتبہ مزید افاقہ ہوا اور مسلسل افاقہ ہو رہا ہے۔

مکتوب ۷ میں غصّہ کا علاج ارشاد فرمایا تھا اسے بار بار استعمال کرنے سے الحمدللہ! بہت نفع ہوا۔

(۴۶) بندۂ عاجز کو حضرتِ والا کے نسخوں کو استعمال کرنے اور حضرت کی دعاؤں کے صدقہ بہت فائدہ ہوا ہے، اللہ کے فضل سے تقریباً ستر فیصد گناہ چھوٹ گئے ہیں، اگر کوئی گناہ ہو بھی جاتا ہے تو فوراً توبہ ہو جاتی ہے ایک منٹ بھی ایسے گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔

(۴۷) میرے شوہر رائے ونڈ تبلیغی اجتماع میں تشریف لے جا رہے ہیں، نہ چاہتے ہوئے بھی بمجبوری مجھے حیدر آباد جانا پڑ رہا ہے، ویسے ہی گھر گھر کی اس ٹی بی نے اچھے اچھے دین دار گھرانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔

میرے اوپر تو اللہ جلّ شانہ کا بہت بڑا کرم ہے اور حضرتِ اقدس کی مشفقانہ عنایت کا ثمرہ ہے بس کیفیت کچھ اس طرح ہے ؎

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

اللہ تعالیٰ شکر گزار بندیوں میں شمار فرمائے اور ہمیشہ اِن عزائم پر ثابت قدم رکھے آمین ثم آمین۔

گو حضرتِ والا سے یہ شعر میں نے خود نہیں سنا مگر جب میرے شوہر نے بتایا اسی وقت سے دل کی گہرائیوں میں اُترتا گیا۔

مگر بچیوں کی طرف سے فکر مند ہوں کہ بچہ تو بہت جلد اثر قبول کر لیتا ہے، ابھی تو رب کریم کی عنایت ہے کہ بڑی بچی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ساڑھے تین سال کی ہے ہماری ایک عزیزہ کے گھر گئی جو کہ ان کے والد کی محرم عزیزہ ہیں وہ اسے چھوڑ کر نماز کے لئے چلے گئے ان کے جانے پر کسی بچہ نے ٹی بی کھول دیا، بچی اندر نہیں گئی اور کہنے لگی:

"پہلے ٹی بی بند کریں پھر اندر آؤں گی، اللہ تعالیٰ مجھے آگ میں ڈال دیں گے"۔

اللہ تعالیٰ سے دُعاء فرمائیں کہ ان بچیوں کو دین کی اعلیٰ سے اعلیٰ سمجھ عطاء فرمائیں، گھر کے ماحول سے علیحدہ ہونے پر بھی ہم سب کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

(۴۸) حضرتِ والا سے اصلاحی خط و کتابت کا سلسلہ قائم کئے ہوئے آج پورے سوا دو ماہ ہو گئے ہیں، اُس وقت سے اب تک اللہ تعالیٰ نے میری خوب حفاظت فرمائی ہے۔ اس طویل عرصہ میں میں نے ایک مرتبہ بھی اُس گناہ کا ارتکاب نہیں کیا جس کے لئے نسخہ لیا گیا تھا۔

میں حضرتِ والا کے مواعظ جو کہ کتابی صورت میں شائع ہوئے ہیں اُن کو اکثر اوقات دل لگا کر مطالعہ کرتا ہوں جس سے میرے قلب پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اکثر اوقات مراقبہ میں مشغول رہتا ہوں جس کا مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا ہے۔

(۴۹) مجھے اس بڑے ہسپتال میں آتے ہوئے تقریباً سات جمعہ ہو چکے ہیں، اس عرصہ میں مجھے اس مختصر سی زندگی کا اصل روپ نظر آنے لگا ہے، اگر اسی طرح حضرتِ والا کے ہسپتال میں آتا رہا تو نہ جانے کیا کیا ابھی اور نظر آنا باقی ہے۔ اب میری

زندگی میں پہلے کے مقابلے میں زمین و آسمان کا فرق ہے، حضرتِ والا کے سپتال میں آنے سے پہلے میں اِن گناہوں میں مبتلا تھا۔

ٹی بی، بڑی ٹی بی (سینما)، اسٹیج ڈرامے، غیر محرم عورتوں اور اس فانی دنیا کی حیا سوز رنگینیوں کو دیکھنا۔

اب تقریبًا سارے گناہ چھوٹ گئے ہیں لیکن جھوٹ اور غیبت یہ دونوں گناہ کبھی کبھی ہو جاتے ہیں۔ اللہ سے امید ہے کہ یہ گناہ بھی بہت جلد چھوٹ جائیں گے اِن شاء اللہ تعالیٰ۔ حضرتِ والا سے گزارش ہے کہ آپ بھی میرے حق میں دُعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے بقایا گناہ بھی مجھ سے چھڑا دیں۔

(۵۰) "انوار الرشید" پڑھنے کا معمول الحمد للہ! پہلے بھی تھا مگر دن میں کسی وقت، اب کچھ عرصے سے بعد نماز عشاء وقت مقرر کیا ہے، خوب مزے لے کر پڑھتا ہوں، خیال تو ہوتا ہے کہ دو چار صفحات پڑھ کر سو جاؤں گا مگر بیسیوں صفحات پڑھ جاتا ہوں، جب سے عشاء کے بعد "انوار الرشید" کا معمول رکھا ہے الحمد للہ تہجد کی نماز کے وقت آنکھ بغیر کسی الارم کے کُھل جاتی ہے، قبل اس کے بندہ کئی وظائف پڑھ کر سوتا تھا کہ سحر کے وقت آنکھ کھل جائے مگر مشکل سے فجر کی نماز سے دس پندرہ منٹ قبل اُٹھ پاتا تھا۔ "انوار الرشید" بندہ کے لئے تو قلب کا سکون بن چکی ہے۔ الحمد للہ۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور میرے شیخ حضرتِ والا کی دُعاؤں کا صدقہ ہے۔

(۵۱) الحمد للہ تعلیم "انوار الرشید" بدُعاءِ آں بزرگوار تا ص ۱۹۵ پہنچ گئی ہے تمام اَحباب سامعین اسی طرح حسبِ معمولِ سابق بامداومت استفادہ کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں بمنّہٖ وکرمہٖ زندگیوں میں ایسی تبدیلی آئی ہے جو پہلے کبھی نہ آئی تھی؛ چنانچہ حضرتِ والا کی صحبتِ مبارکہ میں رہ کر استفادۂ تامہ کرنے کا تو تقریبًا سب ہی نے

عزم کیا ہے، نیز مجموعی طور پر ایسے منکرات سے بچنے کا عزمِ مصمم ہوگیا ہے جو عموماً ہم میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً فوٹو لینا، اسبالِ ازار کرنا، غیبت، گھروں میں شرعی پردہ سے بے اعتنائی، عبادات میں کاہلی و سستی وغیرہ۔ اور ایسی عبادات کی توفیق ملی ہے جو کبھی میسّر نہ تھی مثلاً تہجّد، تلاوتِ کلام مجید، تسبیحاتِ مسنونہ، نوافل کا شوق وغیر ذلک۔

یہ سب کچھ اللہ رب العزّۃ نے بطفیلِ حضرتِ والا مرحمت فرمایا اس لئے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مع تمام رفقاء و احباب کے بطورِ صدقۂ جاریہ قبول فرما کر استقامت عطا فرمائیں۔

(۵۲) میں "الریاض" سعودی عرب میں ملازم ہوں، حضرتِ والا کے وعظ پڑھتا ہوں اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیتا ہوں، میں بہت ہی سخت گناہوں میں مبتلا تھا حضرتِ والا کے وعظ کی کتابوں سے میرے سب گناہ چھوٹ گئے، میرے کئی دوست غلط راستہ سے سیدھے راستہ پر آگئے ہیں، ڈاڑھیاں چھوڑ دی ہیں، بدنظری، غیبت، غصّہ وغیرہ وغیرہ سے کب کے دست بردار ہوگئے ہیں اور پوچھتے رہتے ہیں کہ حضرت صاحب کا کوئی نیا وعظ نہیں آیا؟ اُن کے دلوں میں حضرتِ والا کی زیارت کا شوق مچل رہا ہے، یہ لوگ بہت سخت بریلوی تھے مگر اب ہر وقت بریلویوں کے طور طریقوں پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور ہر وقت پچھلے گناہوں کی معافی مانگتے رہتے ہیں۔

(۵۳) مجھ سے بڑا بھائی "الریاض" میں ڈرائیور ہے، گانے بجانے کا شروع ہی سے مشتاق تھا، مجلس بنا لیتا اور پنجابی ماہیئے اور غزلیں گاتا۔ اب اس نے انڈیا سے اسپیشل باجا منگلیا تھا، میں خط کے ذریعہ اس کو سمجھاتا رہا مگر وہی حالت۔ اس کے پاس سے آنے والے بتلاتے کہ وہ رات کو وی سی آر دیکھتا رہتا ہے۔

میں نے حضرتِ والا کے کچھ مواعظ ارسال کر دیئے، ان کو پڑھ کر وہ کچھ متاثر ہوا اور لکھا:

"میں نے موسیقی سے توبہ کر لی ہے اور اب نماز اور تلاوت کا پابند ہوں۔"

پھر میں نے اسے وعظ "حفاظتِ نظر" ارسال کیا تو اس کے جواب میں اس نے لکھا:

"اب تک تو میں سمجھتا رہا کہ نماز، روزہ ہی کافی ہے اور بس یہی بزرگی ہے لیکن حضرت مفتی صاحب کا وعظ "حفاظتِ نظر" پڑھا تو پتا چلا کہ ابھی تک میں دھوکے میں ہوں، میں نے نماز ہی کو کافی سمجھ کر پڑھنا شروع کیا مگر نظرِ بد میں شدید مبتلا تھا، اب اتنا ڈر لگا کہ مارکیٹ ہی جانا چھوڑ دیا، جبکہ اسپیشل اسی وجہ سے جاتا تھا کہ نظرِ بد کروں، اب تو دفعۃً بھول کر بھی نگاہ پڑ جائے تو فوراً حضرت کا وعظ یاد آجاتا ہے اور تصور کر لیتا ہوں کہ یہ پاخانے کے ٹوکرے چل رہے ہیں۔"

(۵۴) حضرتِ والا کے وعظ کے رسالے پڑھنے سے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ آیندہ تمام زندگی شریعت کے مطابق گزاروں گا۔ وعظ "شرعی پردہ" پڑھنے کے بعد یہ عزم کیا کہ آیندہ غیر محرم عورتوں سے ملنا جلنا اور باتیں کرنا بھی چھوڑ دوں گا۔

۳۰ ردسمبر بروز منگل میں مدرسہ سے اپنے گھر آیا۔ گھر جانے سے قبل اپنی دکان پر بھائی صاحب کے پاس گیا اور انھیں شرعی پردہ کے متعلق مسئلہ سمجھایا، ان سے کہا:

"آپ پہلے گھر جائیں اور اپنی بیوی کو یہ مسئلہ سمجھا دیں میں بعد میں گھر جاؤں گا۔"

چنانچہ وہ اس بات پر تیار ہو گئے اور گھر جا کر مسئلہ سمجھایا تو اُن کی بیوی نے کہا:

”ٹھیک ہے یہ زندگی عارضی ہے اگر بے پردگی کی حالت میں موت آجائے تو اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گی، میرا آج سے شرعی پردہ ہے۔“

(۵۵) حضرتِ والا کی صحبتِ بابرکت میں حاضری کے بعد میں نے ان گناہوں سے توبہ کرلی ہے:

۱ــــ ڈاڑھی نہ رکھنے کے برابر تھی، حضرتِ والا کی پہلی ہی مجلس میں میں نے عہد کر لیا کہ اب ڈاڑھی نہیں کٹواؤں گا۔ ربِّ کریم کی لاکھ لاکھ مہربانی اور حضرتِ والا کی مجلس کی برکت سے اب ڈاڑھی کٹوانے کا خیال تک نہیں آتا۔ ربِّ کریم مجھے اور تمام مسلمانوں کو دین پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

۲ــــ نماز پابندی سے باجماعت نہیں پڑھتا تھا، اب اللہ کے فضل سے، شیخ کی برکت سے باجماعت نماز پڑھنے کا عادی ہو گیا ہوں۔ قضاء نمازیں متواتر ہر نماز کے ساتھ پڑھتا ہوں، محرم سے تہجد کی نماز بھی پڑھتا ہوں۔

۳ــــ بدنظری سے ربِّ کریم نے پناہ دے دی ہے، اس دَور میں سب سے بڑا اور قوم کو تباہ کرنے والا گناہ بدنظری ہے، جس سے بے حساب گناہ ہو جاتے ہیں حضرتِ والا کی برکت سے اس سے محفوظ ہو گیا ہوں۔

۴ــــ اخبار بینی، ٹیلی ویژن فلم وغیرہ اور گانا سننے سے بھی توبہ کرلی ہے۔ ربِّ کریم سب مسلمانوں کو ان گناہوں سے محفوظ رکھیں۔

۵ــــ قرآن کریم باقاعدگی سے صبح کی نماز کے بعد پڑھتا ہوں جس سے پہلے محروم تھا، پہلے صرف رمضان سے پہلے پڑھتا تھا وہ بھی تراویح کے لئے، اب باقاعدگی سے سوا پارہ روزانہ پڑھتا ہوں۔

اسی طرح کئی بہت بڑے گناہوں مثلاً غیبت، حسد، بغض اور کبر وغیرہ سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں، کسی حد تک کامیاب بھی ہوا ہوں، حضرت والا سے گزارش ہے کہ ان گناہوں سے بچنے کے لئے نسخے عنایت فرمائیں۔

(۵۶) الحمدللہ! مجھے جو معمولات دیئے گئے تھے بہت پابندی سے ادا کرتا ہوں، جب سے حضرتِ والا کی صحبت ملی ہے سب گناہوں سے توبہ کرلی ہے، اللہ تعالیٰ کی دستگیری سے اور حضرتِ والا کے ہسپتال کا مصالحہ لگنے سے یہ گناہ بالکل چھوٹ گئے ہیں:

① فلم دیکھنا
② ٹی بی
③ وی سی آر
④ گانے وغیرہ
⑤ تصویر وغیرہ
⑥ شراب
⑦ چرس
⑧ سگریٹ نوشی
⑨ نسوار
⑩ زنا
⑪ چوری
⑫ ڈاڑھی کٹانا
⑬ ٹخنے ڈھانکنا
⑭ غیبت کرنا اور سننا
⑮ جھوٹ بولنا
⑯ زیادہ باتیں کرنا
⑰ غلط قسم کی کتابیں دیکھنا
⑱ دوست نما شیطانوں سے ملاقات

ان سب چیزوں سے توبہ کرلی ہے۔

اور حضرتِ والا کی دعا سے اپنے لڑکے کا ختنہ خاموشی سے کر دیا۔ ماں، باپ، بیوی سب خلاف تھے مگر اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی، ورنہ ماں باپ نے طے کر رکھا تھا کہ لوگوں کو جمع کرنا، کھانے کی دعوت کرنا، ڈھول، گانا، ناچ، رقص وغیرہ یہ سب کچھ کریں گے مگر میں نے کچھ بھی نہیں ہونے دیا۔

اللہ کی قسم آپ کے لئے دل سے دعائیں نکل رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت تک زندہ رکھے تاکہ ہم اسی طرح مستفید ہوتے رہیں اور اللہ تعالیٰ آپ سے اسی طرح کام لیتا رہے، آمین۔

(۵۷) حضرت جی! آپ کے زیر سایہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے گناہوں پر نادم ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ کے فضل سے اور آپ کی دعاء کے صدقہ سے آپ کے نسخے استعمال کرنے پر اللہ تعالیٰ نے کافی صحت یاب بنادیا ہے۔

اس سے پہلے میرے دل میں غیر کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی لیکن اب بفضلہ تعالیٰ نجات حاصل ہوگئی ہے، اس کا اندازہ مجھے اس بات سے ہوا ہے کہ جس ہم جماعت کی محبت میں میں دیوانہ بنا ہوا تھا، ہر وقت ذہن پر اس کا خیال رہتا تھا، اب اس کا خیال جلتا رہا۔ وہ اب چھٹی پر گیا ہے، میں نے اپنے دل میں جھانکا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کبیرہ گناہوں سے اللہ تعالیٰ نے کافی حد تک نجات دے دی ہے مثلاً غیبت، گالی گلوچ، جھوٹ وغیرہ اب کسی کی کوئی بات اس کے پیچھے ہونے لگے تو فوراً خیال آتا ہے کہ یہ غیبت ہوگی بس خاموش ہوجاتا ہوں۔ دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نجاتِ کاملہ عطا فرمائیں۔

(۵۸) حضرتِ والا کی خدمت میں حاضری اور خاص طور سے جمعہ کی مبارک مجلس کی برکت سے ٹی وی کی لعنت سے نجات مل گئی۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ ٹی وی دیکھ رہے ہیں نماز کا وقت ہوگیا اٹھ کر چلے گئے واپس آکر پھر بیٹھ گئے، مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اب ایسا نہیں ہوتا، اکثر نماز میں ٹی وی کے خیالات آتے رہتے تھے مگر اب خیالات سے بھی نجات مل گئی۔

لوگ کہتے ہیں:

”مفتی صاحب نے تجھے پاگل بنادیا ہے تو ہمیں پاگل بنا رہا ہے۔“

مگر مجھے اپنا یہ پاگل پن بہت عزیز ہے۔

کوئی بھی رشتہ دار آتا ہے تو مجھے ٹی بی والے کمرے میں بلایا جاتا ہے مگر میں نہیں جاتا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرتِ والا کی دُعا سے بدنظری سے بھی حفاظت ہوگئی۔

تصویر سے اس قدر نفرت ہوگئی کہ نوٹوں کو تصویر کی مخالف سمت سے گنتا ہوں۔

(۵۹) حضرتِ محترم! میں عرصہ تین چار ماہ سے آپ کے حالات اور مواعظ سے خاص طور پر جمعہ کے دن کے وعظ سے اپنے ماموں کے توسط سے متعارف ہو رہی ہوں۔ محترم! میں آپ کے مواعظ پڑھ کر بہت متاثر ہوئی ہوں خاص طور پر "ترکِ منکرات"، "شرعی پردہ" اور "زندگی کا گوشوارہ" پڑھ کر میری زندگی میں بہت بڑا انقلاب آگیا ہے۔

ایک مسلمان گھرانے میں تربیت ہونے کے باوجود دین کے بارہ میں اتنی قیمتی باتیں نہ کبھی گوشگزار ہوئی ہیں اور نہ ہی کبھی ان باتوں کا تذکرہ ہوا، الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرتِ والا کے غائبانہ تعارف اور آپ کے مواعظ پڑھنے کے بعد میرے اندر اس تھوڑے سے عرصہ میں بہت تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں مثلاً:

۱ ـــ شرعی پردہ خاص طور پر قریبی رشتہ داروں سے۔
۲ ـــ فکرِ آخرت۔
۳ ـــ ترکِ منکرات، ہر قسم کے گناہوں سے نجات۔

حضرتِ والا! ایسے برے ماحول اور بے دین معاشرہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطہ سے جو خاص رحمت مجھ پر فرمائی ہے اس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں اور حضرتِ والا کے لئے دُعائیں کرتی ہوں۔

ترکِ منکرات اور قریبی رشتہ داروں سے شرعی پردہ کرنے کے بعد مجھے اپنے خاندان سے بہت ہی تکلیف اٹھانی پڑی، لیکن یہ میرے ربِّ کریم کا کرم اور حضرتِ والا کی دینی محنت کا ثمرہ ہے کہ مجھے مالک کی رضا کے مقابلہ میں کسی کی ناراضی کی کوئی پروا نہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کی عمرِ مبارک دراز فرمائیں اور صحت و عافیت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت لیتے رہیں۔

(۶۰) میں بہت عرصہ تک دوسروں کی غیبت کرتی اور سنتی رہی ہوں، ہمیشہ رشتہ داروں کی آمد ورفت رہتی ہے، جو بھی آتا بس کسی نہ کسی کی غیبت شروع ہوجاتی، ہر وقت غیبت کا بازار گرم رہتا تھا۔ اب جب سے میں حضرتِ والا کے وعظ میں آنے لگی اور غیبت سے متعلق وعظ سنا تو مجھے فکر لاحق ہوگئی کہ میں کتنے بڑے گناہ میں مبتلا رہی۔ اس فکر کی وجہ سے میری راتوں کی نیند اڑگئی، اب میں نے پکا ارادہ کرلیا ہے کہ کبھی بھی کسی کی غیبت نہ کروں گی اور نہ ہی سنوں گی۔

(۶۱) ہم دونوں بھائیوں نے قریب تر رشتہ داروں کی شادی اور غمی کی جاہلانہ رسوم میں شریک ہونا چھوڑ دیا ہے۔ شادی کی تقریبات کی عجیب رسمیں ہیں، مثلاً: نیوتا، بھات، سمٹھونی، گانٹھ منانا، گانٹھ ڈالنا، بارات میں کاروں کا جلوس، عورتوں اور مردوں کا بے محابا اختلاط، شادی کی تصویریں، ویڈیو فلمیں۔ کیا کیا عرض کروں ایسی واہیات رسوم میں شریک نہ ہونے سے حقوقِ قرابت اور حقوقِ والدین کا شور، طعن وتشنیع اور بائیکاٹ۔

حضرتِ والا سے تعلق کے بعد اللہ تعالیٰ نے قلب میں اتنی ہمت عطاء فرمادی ہے کہ ہم اِن منکرات وبدعات سے دور رہتے ہیں۔ فللہ الحمد علیٰ ذٰلک۔

آئندہ جمعہ کو سگے بھانجے کی شادی ہے، ہم نے تمام جاہلانہ رسوم سے اجتناب

کرنے کا عزم ظاہر کیا تو اس پر والدین اور دوسرے تمام اقارب سخت ناراض ہیں، والدین تو بہت ہی سخت ناراض ہیں اور فرماتے ہیں:

> ”ان رسوم کے نہ کرنے سے دنیا ہنسے گی، تم پر ہمارے حقوق ہیں اس لئے تمہیں شریک ہونا پڑے گا ورنہ ہم سمجھیں گے کہ دونوں بیٹے ہمارے لئے مر گئے ہیں۔“

بندہ نے عرض کیا:

> ”اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے کسی کا حکم قابلِ تسلیم و پیروی نہیں۔ شادی، موت و دیگر جملہ احکام میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کام کرنے کا ایک طریقہ بتائیں اور برادری و قوم دوسرے طریقہ سے، تو طریقۂ اسلام کو چھوڑ کر دوسرے طریقہ کی پیروی کرنا حرام اور شرک ہے، لہٰذا بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول نہیں لے سکتا۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِّ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے“

حضرتِ والا سے دعاءِ استقامت کی درخواست ہے۔

(٦٢) الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم اور احسان اور حضرتِ والا کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری صورت مسلمانوں جیسی بنائی۔ حضرتِ والا! آپ سے اتنے تھوڑے سے عرصہ میں مجھ میں جو تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں وہ بیان سے باہر ہیں۔ نہ جانے آپ کے وعظوں میں ربِ قدوس نے کیا تاثیر رکھی ہے کہ جو بات کرتے ہیں

وہ دل میں اترتی محسوس ہوتی ہے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں، دل چاہتا ہے کہ ہر وقت حضرتِ والا کا چہرۂ مبارک ہی دیکھتا رہوں، اللہ کرے کہ ہمیشہ یہ آنکھیں آپ ہی کی طرف دیکھیں۔ آمین

(۶۳) میری عمر دس سال ہے، حضرتِ والا کی توجہ اور دُعاء کی برکت سے میں نے اپنے چچازاد، خالہ زاد اور دوسرے قریبی غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ کرلیا ہے اس پر خاندان کے مردوں اور عورتوں نے سخت اعتراض کیا اور دھمکی دی:

”پورا خاندان تم سے کٹ جائے گا۔“

میں نے ان کے جواب میں بڑے جوش سے یہ اشعار پڑھ دیئے ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِّ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

(۶۴) ہمارے ہاں کوئی موت ہو جائے تو بہت واہیات رسمیں ہوتی ہیں، بندہ گھر گیا تو حضرتِ والا کی دُعاء و توجہ کی برکت سے کسی ناجائز رسم میں شریک نہیں ہوا، جب چچازاد بھائیوں کے ہاں تعزیت کے لئے گیا تو تھوڑی سی دیر ان کے پاس بیٹھا، پھر وضو کرکے الگ کمرے میں تلاوت شروع کردی، تلاوت سے فارغ ہوا تو سو گیا، پھر ظہر کی نماز کے بعد تلاوت کی، عصر کی نماز پڑھ کر سب لوگوں کو جمع کیا، الگ کمرے میں خواتین کو بھی، میں نے اُن سے کہا:

> ”جب کوئی شخص دنیوی کوئی کام بھی کرنا چاہتا ہے تو وہ ماہر فن رہبر اختیار کرتا ہے، اسی طرح دین پر چلنے کے لئے بھی ماہر رہبر کی ضرورت ہے، میں نے دین کے ایک بہت بڑے ماہر کو رہبر

بنا لیا ہے، اب جیسے وہ فرماتے ہیں میں ویسے ہی کرتا ہوں، لہٰذا
کسی خلافِ شریعت کام میں شرکت ہرگز نہیں کروں گا۔"

پھر ایسے تین مواقع سامنے آئے، بحمداللہ تعالیٰ میں شریک نہیں ہوا، ہر موقع میں حضرتِ والا کی دُعاء، وتوجہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت ودستگیری ساتھ رہی۔

⑥⑤ بندہ نے عید الفطر کے بعد بجانبِ خانہ حضرتِ والا کے مواعظ کا ایک سیٹ ارسال کیا تھا، جس کے وصول کے بعد گھر سے خط آیا، والد صاحب نے لکھا،

"ہم نے یہ مواعظ پڑھنے کے بعد قریبی اسکول میں برائے مطالعہ ماسٹر حضرات کو دے دیئے۔ ہیڈ ماسٹر پر تو اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے اسی وقت سے ڈاڑھی رکھ لی اور دوسرے ماسٹروں نے بھی یہ عہد کیا کہ ہم آیندہ کبھی ڈاڑھی نہیں منڈائیں گے اور اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزاریں گے۔

مواعظ بڑا عجیب اثر رکھتے ہیں، انسان پڑھتے ہی بے چین ہو جاتا ہے اور ترکِ منکرات کے عزم پر مجبور ہو جاتا ہے۔"

والدہ صاحبہ کے بارہ میں لکھا ہے:

"حضرتِ والا کے فرمائے ہوئے معمولات کو پابندی اور بڑے شوق سے ادا کر رہی ہیں۔"

آخر میں اپنے لئے اور سب متعلقین کے لئے اَدعیہ صالحہ کی درخواست لکھی ہے۔

ذاتی حالات:

بحمداللہ تعالیٰ بندہ کا حال ببرکتِ صحبتِ مبارکہ روز بروز بہتر ہوتا جا رہا ہے،

جس کی قدرے تفصیل حسبِ ذیل ہے :

۱ــــ حُبِّ جاہ کا پہلے یہ حال تھا کہ اپنی تعریف کے سماع سے قلب میں ایک خاص گونہ خوشی کے ساتھ اپنے کو باکمال سمجھتا تھا، اب یہ حالت ہے کہ کوئی جتنی بھی تعریف کرے اس کا دل پر بالکل اثر نہیں ہوتا، فوراً حضرتِ والا کا فرمایا ہوا نسخہ ذہن میں آجاتا ہے :

> "یہ مخلوق کا حسنِ ظن ہے اور اگر کوئی وصف محمود ہے بھی تو وہ محض مالک کا کرم اور بلا استحقاق اس کی عطاء ہے، جب چاہے سلب فرمالے۔"

البتہ کسی سے اپنی مذمت کے سماع سے کافی انقباض ہوجاتا ہے، جو سوچنے سے آہستہ آہستہ ختم ہوجاتا ہے، طالبِ علاج ہوں۔

۲ــــ قلب ہمیشہ مسرور رہتا ہے، بالخصوص جبکہ حضرتِ اقدس کے چہرۂ انور پر نظر ہوتی ہے۔

(۶۶) میرا بھتیجا پنجاب سے ملنے کے لئے آیا ہوا ہے جس کی عمر تقریباً گیارہ سال ہے، اس نے پہلی ہی مرتبہ جمعہ کے دن حضرتِ والا کا وعظ سُنا تو دل پر ایسا اثر ہوا کہ گھر جاکر اپنی کاپی پر مندرجۂ ذیل عبارتیں لکھیں جو اس نے دورانِ وعظ حضرتِ والا سے سنی تھیں :

۱ــــ "دیّوث" اس بے غیرت کو کہتے ہیں جو اپنی بیوی کو شرعی پردہ نہ کروائے۔

۲ــــ ڈاڑھی منڈانے یا کٹانے والے کی مثال ایسی ہے جیسے مرغ اپنی کلغی کاٹ لے تو مرغی معلوم ہوتا ہے یہی حال انسان کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مرد بنایا تو تم مرد ہی رہو عورتیں کیوں بنتے ہو ؟

مندرجۂ بالا تحریر سے متعلق جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے پوچھا :

"یہ کس لئے لکھا ہے؟"

کہنے لگے :

"گھر جاکر اپنی امی کو سناؤں گا اور کہوں گا :

"میری پیاری امی! آپ کی وجہ سے میں اور ابّا دیّوث بنے ہوئے ہیں، اللہ کے لئے پردہ کرلو تاکہ ہم دیّوثی کی لعنت سے بچ جائیں"۔

الحمدللہ! والد صاحب کی تو پوری ڈاڑھی ہے، ویسے وہاں جاکر مرغ کی مثال بھی بتلاؤں گا"۔

میں نے مندرجۂ بالا الفاظ سن کر بچہ کو شاباش دی اور اللہ تعالیٰ سے دُعاء کی کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ حضرت والا کے وعظ کا اثر اس بچہ پر ہوا ہے، اس کی والدہ کے لئے بھی اس کی کوشش کو قبول فرمالے۔

حضرتِ والا سے بھی درخواست ہے کہ اس بچّہ کی استقامت اور اس کی والدہ کی ہدایت کے لئے دُعاء فرمائیں۔

(۶۷) الحمدللہ! اللہ کا بڑا احسان ہے اور حضرتِ والا کی دُعاء کی برکت ہے کہ حالات بہت بہتر ہوتے جارہے ہیں، کثرت سے گناہوں کا صفایا ہورہا ہے۔

دو عدد ٹی وی ہم نے خریدے تھے، اِن میں سے ایک تو جلا دیا ہے اور دوسرے کو توڑ کر رکھ دیا ہے تاکہ جب سرکاری لوگ بے حیائی اور بے غیرتی کا ٹیکس وصول کرنے آئیں گے تو ان کے سامنے اسے جلا دیا جائے۔

میرے نسبتی بھائی نے اپنے نکاح میں شرکت کی دعوت دی اور کہنے لگے :

"میرے نکاح میں ناچ گانا کچھ بھی نہیں ہوگا"۔

میں نے کہا :

"آپ کے لئے کچھ بھی نہیں ہوگا لیکن میرے لئے بہت کچھ

ہوگا: سب سے بڑا گناہ بے پردگی کا اور تصویر کھنچوانے کا۔"

تو کہتے ہیں:

"جنہیں ہم نے بچپن سے دیکھا، ساتھ رہے، اب انہیں سے پردہ۔"

میں نے کہا:

"اللہ تعالیٰ کا حکم یہی ہے، قرآن کریم کھول کر دیکھ لو۔"

گھر کے تمام افراد، عزیز رشتہ دار اور سسرال والے سب ناراض ہیں، جب میں نے گھر کو بے حیائی اور بے غیرتی کے اڈے یعنی ٹی بی سے نجات دلائی تو میری ماں نے کہا:

"تجھے قرآن کی قسم ہے اگر میرے مرنے کے بعد میری صورت دیکھے۔"

اور ساتھ ہی یہ بھی کہتی ہیں:

"گھر میں دیوار کھڑی کرلے اور اپنا کھانا پکانا بھی الگ کرلے۔"

الحمد للہ! قلب پر کسی قسم کا کوئی اثر نہیں ہوا حالانکہ ماں کے ساتھ بڑی محبت ہے۔

(68) ایک خاص بات یہ ہوئی کہ بعض گناہوں کے اسباب و ذرائع اور مواقع کی موجودگی کے باوجود حضرتِ والا کی دعاء اور حضرتِ حق تعالیٰ کی رحمت کی دستگیری ایسی شاملِ حال رہی کہ محفوظ رہا، یہ امتحان تقریباً دس روز جاری رہا، مگر اس میں جو حیرت انگیز بات تھی وہ یہ تھی:

"حضرتِ والا کی تمام شفقتوں اور پورے جاہ وجلال کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت میری نگران رہی، حضرتِ والا کے مقدس اور

حسین چہرہ کے نقوش، حضرتِ والا کا اندازِ گفتگو اور بعض مواعظ کے
خاص جملے گویا بس ازبر ہو گئے تھے۔"

اگرچہ اختتام امتحان کے بعد یہ کیفیت ختم ہو گئی ہے مگر جب تک رہی میری محافظ رہی، آخر میں دعا کی درخواست پیش کرتا ہوں۔

(۶۹) میں نے جب حضرتِ والا کی پہلی مجلسِ وعظ میں شرکت کی اس میں حضرتِ والا نے شرعی پردہ اور ڈاڑھی کی شرعی اہمیت سے متعلق وعظ فرمایا، اس وقت تک میرے شوہر ڈاڑھی نہیں رکھتے تھے، وعظ سن کر میں نے گھر آ کر ان سے کہا:

"میرا دل چاہتا ہے کہ آپ ڈاڑھی رکھ لیں تاکہ آپ کی صورت
حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی صورت جیسی نظر آئے۔"

میرے شوہر نے میری بات مان لی اور انہوں نے ڈاڑھی رکھ لی، میں ان کی ڈاڑھی دیکھ دیکھ کر اور یہ سوچ کر بے انتہا خوش ہوتی ہوں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ ہے۔ میرا ایک لڑکا ڈاکٹر بن چکا ہے اس نے تو حضرتِ والا کی صحبت کی برکت سے شروع ہی سے ڈاڑھی رکھی ہوئی ہے، اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرتِ والا کے فیض سے دوسرے لڑکے نے بھی ڈاڑھی رکھ لی ہے جو ڈاکٹری کے آخری سال میں پڑھتا ہے۔

مجھے یہ بالکل معلوم نہیں تھا کہ اسلام میں ڈاڑھی رکھنے کی اتنی اہمیت ہے۔ اور نہ ہی پردہ کا حکم معلوم تھا، میں بس برقع اوڑھتی تھی، غیروں سے پردہ کرتی تھی، رشتہ داروں سے نہیں کرتی تھی، اب میں نے سب سے پردہ کر لیا ہے۔

یہ سب حضرتِ والا کے مواعظ پڑھنے اور سننے کا فیض ہے اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی عمر میں صحت و عافیت کے ساتھ برکت عطاء فرمائیں، امت کی ہدایت کا خوب

خوب کام لیں اور ان فیوض کو تاقیامت صدقۂ جاریہ بنالیں، آمین۔

(۷۰) حضرتِ والا کی برکت سے گناہ چھوٹ رہے ہیں، مزید یہ فائدہ ہوا کہ اس سال رمضان المبارک میں میں نے جہاں تراویح پڑھائی ہیں وہاں میں نے پہلے ہی سے کہہ دیا تھا:

”تراویح کی اجرت نہیں لوں گا۔“

مسجد والے پہلی ہی رات مجھے کچھ رقم دیتے ہوئے کہنے لگے:

”تراویح کے پیسے تو آخر میں ہوتے ہیں، یہ تراویح کے نہیں، یہ ویسے ہی آپ قبول فرمالیں۔“

حالانکہ میں پہلے بہت لالچی تھا، سو روپے بھی نہیں چھوڑتا تھا صرف حضرتِ والا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے استقامت عطاء فرمائی کہ ان کے بہت اصرار کے باوجود میں نے کچھ بھی نہیں لیا۔ الحمدللہ! میرے دل میں ذرا بھی لالچ پیدا نہیں ہوا۔

جن رشتہ داروں سے میں نے اپنی بیوی کو پردہ کروادیا ہے وہ تو ناراض ہوگئے ہیں، یہاں تک کہ ہمارے گھر آنا بھی چھوڑ دیا ہے، البتہ میرے چھوٹے بھائی میری غیر موجودگی میں میری بیوی سے بار بار یوں کہتے رہے:

”بھائی صاحب آپ کو پردہ کروائیں گے لیکن ہم سے پردہ نہیں کرنا۔“

اس طرح وہ میری بیوی کو بہت سمجھاتے رہے، اس میں میرے سسر صاحب بھی شامل تھے۔

میری بیوی نے مجھے ساری باتیں بتادی ہیں اور میرے بھائیوں سے پردہ کر رہی ہیں۔

علاوہ ازیں میرے والدین بھی پردہ کی مخالفت کر رہے ہیں، حالانکہ میرے

والد صاحب عالم ہیں، ان سب کی مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ کی دستگیری اور حضرت والا کی برکت سے میری بیوی پردہ کی پابندی پر قائم ہیں۔ دعاءِ استقامت کی درخواست ہے۔

(۷۱) میں روزانہ رات کو سوتے وقت تر پھلا کی خوراک لے کر سوتی ہوں:

۱ــــ اے اللہ! میں اقراری مجرم ہوں۔
۲ــــ میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے۔
۳ــــ آیندہ گناہوں سے حفاظت فرما۔

وہ گناہ جو چھوٹ گئے ہیں:

۱ــــ شادی سے پہلے میں پردہ تو کرتی تھی مگر شرعی پردہ نہیں کرتی تھی، حضرت سے اصلاحی تعلق قائم ہونے کے بعد میں نے شرعی پردہ کرلیا ہے، تمام زادوں، نندوئیوں، جیٹھوں اور دیوروں وغیرہ سے مکمل پردہ کرلیا ہے۔
۲ــــ پہلے میں ٹی وی دیکھتی تھی مگر اب میں نے ٹی وی دیکھنے سے توبہ کرلی ہے، اب اگر اس کی آواز بھی کانوں میں آتی ہے تو دل دہل جاتا ہے۔
۳ــــ فوٹوگرافی سے بچتی ہوں اگر کہیں فوٹوگرافی ہوتی ہے تو میں اس جگہ سے ہٹ جاتی ہوں۔
۴ــــ وی سی آر جیسی لعنت سے مکمل توبہ کرلی ہے۔
۵ــــ گانے بجانے وغیرہ کی آواز تک سے سخت نفرت ہوگئی ہے۔
۶ــــ غیبت سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرتی ہوں، اور یہ بھی کوشش کرتی ہوں کہ کسی کی غیبت سنوں بھی نہیں۔
۷ــــ میں ہر ممکن کوشش کرتی ہوں کہ گناہوں سے بچوں، جب کوئی گناہ کا کام سامنے آتا ہے تو دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور اب تو گناہوں کے

تصور سے بھی شرم آتی ہے۔

۸ــــ جب کسی کو گناہ کا کام کرتے ہوئے دیکھتی ہوں تو دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور استغفار پڑھتی ہوں۔

۹ــــ میں نے سالگرہ میں جانا چھوڑ دیا ہے۔

۱۰ــــ مہندی وغیرہ کی رسموں میں نہیں جاتی ہوں۔

۱۱ــــ محرم کے کھچڑے، کونڈے، گیارھویں، شب برات کا حلوا، کھانا وغیرہ نہیں کھاتی اور نہ ہی وہاں جاتی ہوں۔

وہ گناہ جو نہیں چھوٹے ہیں:

۱ــــ حضرتِ والا! مجھے اخبار پڑھنے کی عادت ہے اس کو کس طرح ختم کروں؟

۲ــــ غیبت سے ہر ممکن پرہیز کرتی ہوں مگر کبھی کبھی کسی کی غیبت ہو ہی جاتی ہے، اس سے کیسے پرہیز کروں؟ نسخہ تحریر فرمادیں۔

۳ــــ میرے پاس ایک کتاب ایسی ہے جس میں عورتیں کپڑے پہنے ہوئے ہیں، میں نے خود سے کپڑے پہننے کے لئے رکھی ہوئی ہے اور اِن عورتوں کے منہ پر ٹیپ لگادیا ہے جس سے اِن کا چہرہ نظر نہیں آرہا ہے، کیا میں اس کتاب کو اپنے پاس رکھ سکتی ہوں؟ اس کا کیا طریقہ ہے؟

حضرتِ والا! آپ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔

(۷۲) میرے ایک بھائی سعودیہ میں ہیں اِن کو میں نے حضرتِ والا کے مواعظ دیئے تھے، ان پر اتنا اثر پڑا کہ پہلے انہوں نے ایک خط میں لکھا تھا:

”میں نے وہ گناہ چھوڑ دیئے جن کے چھوٹنے کی امید ہی نہ تھی، مثلاً: فلم، تاش وغیرہ۔“

اب کچھ دن پہلے ایک خط آیا ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے:

”میں نے اب ڈاڑھی رکھ لی ہے۔“

وہ ہر خط میں حضرتِ والا کی خدمت میں سلام اور دُعاء کی درخواست لکھتے رہتے ہیں۔

(۷۳) اللہ تعالیٰ نے یہ کرم فرمایا ہے کہ حضرتِ والا سے تعلق کی بدولت زندگی میں بہت ساری تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔

۱ــــ توکل علی اللہ میں اضافہ ہوا ہے۔

۲ــــ والدین اور عزیز واقارب کی محبت میں اضافہ ہوا ہے۔

۳ــــ تہجد اور اشراق کی نماز کا اہتمام ہونے لگا ہے۔

۴ــــ تہجد میں قرآن کریم کی تلاوت کا حضرتِ والا سے تعلق کے بعد ہی اہتمام ہوا ہے۔

۵ــــ نظر کی حفاظت مکمل طور پر ہونے لگی ہے۔

۶ــــ پردۂ شرعی کی پابندی بلکہ گھر میں والدہ صاحبہ اور ہمشیرگان نے بھی پردۂ شرعی کی پابندی شروع کر دی ہے۔

۷ــــ شادی وغیرہ تقریبات کی رسوم سے بالکلیہ پرہیز کی توفیق مل گئی۔

رمضان المبارک سے قبل میرے ایک بھائی اور ایک ہمشیرہ کی شادی ہوئی جس میں ناچیز بھی شامل ہوا۔ الحمدللہ! دونوں شادیاں علاقہ کی کئی ایک رسوم سے محفوظ رہیں، جس کو میں اللہ تعالیٰ کا انعام اور حضرتِ والا سے تعلق کی برکت سمجھتا ہوں۔ کئی لوگوں نے برا بھلا کہا مگر الحمدللہ! ہمارے والدین اور بھائی بہنوں نے پروا نہیں کی۔

اس معاملہ میں میرے لئے فکر کی جو بات تھی وہ یہ تھی کہ ہمارے گھر کی خواتین نے تو بات مان لی اور شرعی پردہ کی پابندی شروع کر دی لیکن بھائی صاحب کی اہلیہ جو آئیں گی تو ان کا طرزِ عمل معلوم نہیں کیا ہوگا؟ مگر الحمدللہ! ہوا یہ کہ پہلے ہی دن انھوں نے بھائی صاحب کی بات مان لی اور گھر کے غیر محرموں سے گھونگھٹ کے

ذریعہ پردہ کا اہتمام شروع کر دیا جس سے کسی حد تک تو اطمینان ہوا مگر یہ فکر باقی تھی کہ آیا یہ لڑکی اپنے رشتہ داروں یعنی اپنے بہنویوں وغیرہ سے بھی پردہ کرے گی یا کہ نہیں؟ کیونکہ نکاح کی تقریب میں بندہ نے دیکھا تھا کہ والد، بھائی، ماموں کی موجودگی کے باوجود گھر میں لڑکی سے دستخط کرانے کے لئے ڈیوٹی بہنوئی کی تھی۔

نیز شادی کے بعد یہ بھی سننے میں آیا:

> "لڑکی کے والدین نے بہنویوں کو یقین دلایا ہے کہ اگر میرے بھائی صاحب نے ایسی کوئی پابندی لگائی تو وہ اس کا بائیکاٹ کر دیں گے۔"

پروگرام یہ تھا کہ شادی کے بعد میرے بھائی صاحب مع اہلیہ اپنے سسرال کے ساتھ ملائیشیا چلے جائیں گے، کیونکہ لڑکی اور اس کے والدین ملائیشیا میں رہتے ہیں۔

پردہ کرنے کی پاداش میں بائیکاٹ سے ملائیشیا جانا بھی منسوخ ہو جاتا۔

مگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا کہ بھائی صاحب نے ان باتوں کی پروا کیے بغیر بیوی کو اس کے بہنویوں سے پردہ کروا دیا اور انھوں نے بھی بخوشی اس پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ لڑکی کی بہنوں نے اس بات کو کافی محسوس کیا مگر اس کی پروا نہیں کی گئی۔ اور ملائیشیا جانے کے پروگرام میں بھی کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔

حضرتِ والا کی خدمتِ اقدس میں خصوصی دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔

(۴۷) ہماری بچی ..... دو سال دو ماہ کی ہو گئی ہے، ہم ٹیکسی پر جا رہے تھے، ڈرائیور نے گانا لگا دیا، میں اس کو بہتر انداز سے سمجھانے کے لئے الفاظ سوچنے لگا، بچی فوراً چلا کر بولی:

> "گانا سننا حرام ہے۔"

ہم سب کے لئے استقامت و ترقی کی خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(۷۵) میں نے حضرتِ والا کی خدمت میں غلبۂ شہوت کی شکایت لکھی تھی، حضرتِ والا نے جو نسخہ تحریر فرمایا تھا اس کو استعمال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی، حضرتِ والا کی دُعاؤں کی بدولت ہی بہت تخفیف ہوگئی، جب سے حضرت کو خط لکھا ہے شہوت کا دورہ نہیں پڑا، اس دو ماہ کے عرصہ میں صرف ایک بار ذرا سی شدت ہوئی تھی، یہ صرف حضرتِ والا کی توجہ و دُعاء کی برکت ہے، مزید دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۷۶) ایک مولوی صاحب گزشتہ سال عمرہ کے لئے گئے، پھر چھپ کر وہیں رہ گئے اور حج کر کے واپس آئے، اس سال پھر انہوں نے مجھے لکھا:

"عمرہ کے لئے جانے کا ارادہ ہے، حج کر کے واپس آؤں گا۔"

میں نے ان کو لکھا:

"ہمارے حضرت تو کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی وہاں خلافِ قانون نہیں ٹھہرتے اس کو ناجائز فرماتے ہیں، ایک بار مدیر نے خود کہا:

"آپ ایک ہفتہ خلافِ قانون ٹھہر جائیں اس کے بعد میں مزید ایک ہفتہ ویزا بڑھا دوں گا۔"

حضرتِ والا نے مدیر کو کہلا بھیجا:

"میں خلافِ قانون ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہروں گا۔"

حالانکہ بعض عوارض کی وجہ سے وہاں ٹھہرنے کی سخت ضرورت تھی، اس کے باوجود مدیر کو یہ جواب دیا۔"

میرے اس خط کے جواب میں مولوی صاحب نے لکھا:

"آپ کے خط میں حضرت صاحب کے ملفوظات پڑھتے ہی

مجھ پر سخت گریہ طاری ہوگیا، انتہائی ندامت کے عالم میں اپنے
استاذ صاحب سے رجوع کیا، انہوں نے تسلی دی اور فرمایا:

"ہم اسی لئے تو تباہ ہیں کہ قرآن وسنت کا صحیح اتباع نہیں کرتے، اگر ہم صحیح طور پر قرآن وسنت کے متبع ہوتے تو ہم انتہائی مطمئن ہوتے۔"

"میں اس پر رو رہا تھا کہ اس دور میں علماءِ حق ناپید ہو رہے ہیں، آج کل کا عالم حق بات کہنے سے ڈرتا ہے، کاش کہ میں بیس سال پہلے حضرت صاحب جیسے حق پرست عالم دین سے علمی وعملی استفادہ کرتا تو اب کامیاب ہوتا، اللہ تعالیٰ مجھے آج ہی سے دین پر استقامت ومضبوطی عطاء فرمائیں۔"

(۷۷) ایک دوست مجھے حضرتِ والا کے بیان میں لائے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرتِ والا کا پہلا ہی وعظ سن کر یہ اثر ہوا:

۱ — ڈاڑھی منڈوانا چھوڑ دیا۔
۲ — جتنی بھی تصویریں گھر میں تھیں سب جلا ڈالیں۔
۳ — ٹی وی دیکھنے سے توبہ کرلی۔

ایک ماہ سے روزانہ عصر کے بعد بیان میں حاضر ہوتا ہوں اپنی مزید اصلاح کے لئے بیعت ہونا چاہتا ہوں، تاکہ پوری زندگی شریعت کے مطابق گزار سکوں کچھ معلوم نہیں کب موت آجائے۔

(۷۸) گھر والوں میں شرعی پردہ کرنے کی ہمت پیدا ہوئی، اُن کا کہنا ہے:

"اب میں ان شاء اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی دُعاؤں کے طفیل آلو اور بھالو اور سب زادوں سے پردہ کروں گی، جب تک زندگی ہے اپنی اور اپنے بچوں کی زندگی کا ایک ایک لمحہ حضرتِ والا کے

مشورہ سے گزاروں گی۔ "دار المجنون" کی چوکھٹ کبھی نہیں چھوڑوں گی، خواہ اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینا پڑی بخوشی دوں گی۔"

حضرتِ والا! یہ ان کا جذبہ ہے، آپ ان کے لئے توجہ خاص اور دُعاء فرمائیں۔

(۷۹) میرے بڑے بھائی مجھے ایک شادی میں لے گئے، وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ پوری بارات کی ویڈیو فلم بن رہی ہے، اللہ تعالیٰ نے فوراً میرے دل میں حضرتِ والا کے ارشاد جو "انوار الرشید" میں درج ہیں ڈالے اور حضرتِ والا کا یہ قصہ:

"حضرتِ والا ایک بارات سے واپس تشریف لے آئے تھے
جہاں فوٹو بن رہے تھے۔"

میں نے اپنے بڑے بھائی سے کہا:

"میں گھر واپس جارہا ہوں۔"

بڑے بھائی نے پوچھا: ——— "کیوں؟"

میں نے کہا:

"یہاں فلم بن رہی ہے۔"

انھوں نے کہا:

"دنیا والوں کے ساتھ رہ کر دنیا والوں کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔"

دوسرے برادری والوں نے کہا:

"اگر فلم بن رہی ہے تو اس میں آپ کا کیا نقصان؟"

میں نے کہا:

"جس محفل میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے چھوٹیں، اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی، اور میرے اندر یہ طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرکے جہنم میں جاؤں۔"

ان لوگوں نے کہا:

"جو مولوی نکاح پڑھا رہا ہے وہ تو اعتراض نہیں کر رہا ہے تم بہت بڑے مولوی کے نیچے آ گئے۔"

میں نے کہا:

"یہ مولوی چند پیسوں کی خاطر اس گناہ میں شریک ہے، اگر یہ آپ لوگوں کو منع کرتا ہے تو اس کے تین سو روپے مارے جاتے ہیں اس لئے خاموش ہے۔"

حضرتِ والا! میری چھ بچیاں ہیں، میری باتیں سن کر میری برادری والوں اور بڑے بھائی نے کہا:

"آپ کی بچیوں کا رشتہ ہونا مشکل ہے۔"

میں نے کہا:

"مجھے میرے اللہ پر توکل ہے۔"

یہ سب کچھ حضرتِ والا کی صحبتِ اکسیر اور دعاؤں کی برکت ہے، مزید توجہ اور دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۸۰) بندۂ ناچیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرتِ والا سے بیعت کا شرف بخشا جس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ آج اس سعادت کو حاصل کئے ہوئے ایک ماہ اور چار دن اوپر گزر چکے ہیں، جب اس ماہِ مبارک پر نظر ڈالتا ہوں تو گزشتہ پوری زندگی سے اس کا پلڑا بھاری نظر آتا ہے، اور بھاری کیوں نہ نظر آئے؟ آخر حضرتِ والا کی بے پناہ محبت کا اثر عیاں ہونا ہی ہے اس ماہِ مبارک میں خاص تبدیلیاں حسبِ ذیل ہوئی ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم یہ کہ عرصے سے تہجد کا شوق اور ارمان تھا لیکن شیطان

لعین اس خاص وقت میں بہت گہری نیند سلادیتا تھا، اب میرے مولیٰ کے کرم اور حضرتِ والا کی نظرِ کیمیا اثر سے تقریباً بیس دن سے نمازِ تہجد پڑھتا ہوں اور حضرتِ والا کی بتائی ہوئی دُعائیں یاد کرتا ہوں اور پڑھتا ہوں۔

۲۔۔۔ غیبت کی بیماری جو ہمارے معاشرہ میں عام ہے اور ظلم یہ کہ اس کو گناہ تک نہیں سمجھا جاتا اسے سننے کی اور کرنے کی بُری عادت تھی جس کو اب عام محفل سے دُور رہ کر اللہ کے فضل وکرم سے صرف اپنے کام سے کام میں مشغول ہو کر ختم کر دیا ہے۔

۳۔۔۔ خلافِ شریعت یا ظاہری گناہ کی باتوں کو دیکھ کر حالت عجیب ہو جاتی ہے یعنی برداشت کی قوت نہیں رہتی، فوراً یا فارغ ہوتے ہی اُن صاحب کے سامنے بیان کر دیتا ہوں۔

۴۔۔۔ حفاظتِ نظر کے سلسلہ میں تو اب مولیٰ کا کرم اتنا ہے کہ نظر اٹھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایک عجیب لذّت محسوس ہوتی ہے۔

۵۔۔۔ میری اہلیہ جمعہ کے دن جمعہ بازار کی خریداری کیا کرتی تھیں۔ انہیں اس بے پردگی کی لعنت سے آگاہ کیا۔ الحمدللہ! بات سمجھ میں آگئی پچھلے ایک ماہ سے جمعہ بازار نہیں گئیں اور اللہ تعالیٰ نے آیندہ کے لئے بھی اس گناہ سے بچالیا۔

(۸۱) حسب ارشادِ حضرتِ اقدس بندہ نے خواتین میں وعظ "ترکِ منکرات" و "شرعی پردہ" کی تعلیم شروع کی اور خود یہ معاملہ رکھا کہ خوش آمدید کہنے اور تعویذ کے لئے آنے والیوں سے بھی بلا پردہ گفتگو نہیں کی، جس سے الحمدللہ! بہت نفع ہوا، کئی خواتین کو ببرکت حضرتِ والا قریبی رشتہ داروں سے بھی پردہ کرنا نصیب ہو گیا، حتیٰ کہ ہمارے رشتہ دار ایک بہت بڑے عالم جو سلسلۂ نقشبندیہ کے معروف پیر بھی ہیں، ان سے

بھی خواتین نے پردہ کرنا شروع کر دیا، جبکہ قبل ازیں اس کا احساس بھی نہیں تھا، انہی پیر صاحب کو پردہ سے متعلق حضرتِ والا کے بیان کی ایک کیسٹ بندہ نے سنائی جس سے اسی وقت ان کا رنگ بالکل فق ہو گیا، بعد میں انہوں نے وہاں رکھی ہوئی "انوار الرشید" خود اٹھا کر اس کا مطالعہ شروع کیا اور حضرت سے متعلق تفصیلات پوچھنے لگے۔

دور دور سے علماء کرام خود آ آ کر حضرتِ والا کے مواعظ بندہ سے لے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ کو بھی حضرتِ اقدس کے لئے بطورِ صدقۂ جاریہ قبول فرمائیں۔

والدہ محترمہ نے فرمایا:

> "حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق کے بعد میری زندگی ہی بدل گئی ہے۔ معاصی سے اجتناب، شوقِ عبادات اور فکرِ آخرت کی دولت نصیب ہو گئی ہے، آج تک معمولات میں ایک روز بھی ناغہ نہیں ہوا، اوراد میں اگر زیادتی کا بھی فرمایا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بشوق پورے کرتی رہوں گی۔"

مجھے بٹھا کر حضرتِ والا کے مواعظ کا ترجمہ بہت شوق سے سنتی ہیں۔ سلام مسنون کے ساتھ دعاؤں کی درخواست کر رہی ہیں۔

(۸۲) یہاں کے بہت سے دیوبندی علماء بدعات و رسوم میں اس درجہ ملوث ہیں کہ ان مسائل میں دیوبندی اور بریلوی نزاع صرف ایک لفظی نزاع بن گیا ہے، عمل میں سب ایک ہو گئے ہیں، ہر قسم کی بدعات بلا حجاب کر رہے ہیں، بالخصوص کسی کے مرنے پر جو رسوم ہوتی ہیں، پوری برادری کو جمع کر کے دھوم دھام کی دعوتیں اڑانا وغیرہ۔ طرفہ یہ کہ یہ دیوبندی علماء ہیں بلکہ دیوبندیت کے بڑے نمایندے اور

تقریروں میں بریلویوں کے خلاف بولنے والے مگر عمل یہ ہے۔

جو حضرات ان کے خلاف ہیں، بحمداللہ تعالیٰ یہ سب حضرات وہ ہیں جو حضرتِ والا کے ملنے والے اور معتقدین ہیں، مواعظ بھی دیکھتے ہیں۔

(۸۳) حضرتِ والا کے مواعظ و ملفوظات پڑھنے کا موقع ملا جس سے بہت زیادہ فائدہ ہوا اور بہت سے گناہ چھوٹ گئے ہیں جن کی فہرست یہ ہے:

۱۔۔۔ ناجائز اور حرام شہوت رانی۔

۲۔۔۔ بے ریش لڑکوں سے بدکاری جیسا مہلک مرض۔

۳۔۔۔ بہت سی فائتہ نمازوں اور روزوں کی قضاء۔

۴۔۔۔ والدین کے پیسے چرانا۔

۵۔۔۔ فضول گوئی کا مشغلہ۔

۶۔۔۔ جھوٹ بولنے کی عادت۔

۷۔۔۔ غیبت کرنا اور سننا۔

۸۔۔۔ شادی وغیرہ کی ناجائز مجالس میں جانا۔

۹۔۔۔ تصویر۔ یہاں تک کہ گھر میں کوئی تصویر نہیں رہنے دیتا، خواہ وہ دوا کی بوتل پر ہو یا اور کہیں ہو۔

۱۰۔۔۔ بلاضرورت انگریزی الفاظ بولنا۔

۱۱۔۔۔ والدین کی نافرمانی۔

۱۲۔۔۔ استاذوں کی محبت دل میں پیدا ہوئی اور پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے وقت کا بخیل بنا دیا۔

آخر میں حضرتِ والا سے خصوصی دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔

(۸۴) حضرتِ والا نے "دارالافتاء والارشاد" میں میرا نکاح پڑھایا تھا، اس کی برکت سے

تعالیٰ نے بہت سے گناہوں سے بچالیا۔ شادی میں بہت سے منکرات کا عام چلن ہے۔ مثلاً ڈھول باجے، گانا بجانا، کھلے طور پر تصویر کشی کرنا، مہندی لگانا، آگ کے گولے ہوا میں چھوڑنا وغیرہ۔ عیدالاضحی کے تیسرے دن شادی قرار پائی۔ عید پر مجھے تقریر کا موقع دیا گیا، میں نے ان تمام منکرات سے روکا، الحمد للہ! حضرت والا کے ولولہ انگیز بیانوں کے اثر سے ایسا وعظ ہوا کہ لوگ رک گئے۔ پھر میں نے ان تمام لوگوں سے یہ وعدہ لیا:

"آیندہ یہ کام نہیں کریں گے۔"

جتنے لوگ عید پڑھنے آئے تھے سب نے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے یہ وعدہ کیا:

"یہ جتنے بُرے کام ہماری شادیوں میں عرصۂ دراز سے ہوتے آئے ہیں آیندہ ہمیشہ کے لئے ہم ان کو بند کرتے ہیں، اگر آیندہ ایسا کوئی کام گاؤں کے کسی فرد نے کیا تو اس سے سب قطع تعلق کریں گے۔"

الحمد للہ! میری شادی میں کوئی غلط کام نہیں ہوا، یہ صرف حضرت والا کے نکاح پڑھانے کی برکت ہے۔

اس کے چند روز بعد ایک بریلوی مولوی جس کی گاؤں میں بہت شہرت تھی وہ آیا، میری عدم موجودگی میں لوگوں سے کہنے لگا:

"خوشی کے موقع میں سب کچھ جائز ہے۔"

اور میرے بارہ میں کہنے لگا:

"یہ خراب ہوگیا ہے، اسے کراچی کے مفتی رشید احمد نے خراب کیا ہے۔"

میں حیران رہ گیا کہ اس بدعتی سے دُعا وسلام بھی نہیں ہے اسے اس ک کیسے علم ہوگیا کہ یہ وہاں بیان سنتا رہتا ہے۔ الحمد للہ! دل میں خوشی ہوئی کہ میری

خرابی کی نسبت حضرتِ والا کی طرف کی۔

(۸۵) میں ایم بی بی ایس سالِ دوم کا طالبِ علم ہوں۔ حضرتِ اقدس سے تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں، اس سے پہلے زندگی میں کوئی خاص نظم وضبط نہیں رہا جب جوش چڑھتا تو نوافل واذکار کی کثرت کی طرف توجہ جاتی مگر گناہوں کے چھوڑنے کی طرف اتنا دھیان نہ ہوتا۔

الحمد للہ! حضرتِ اقدس کے مواعظ کا مطالعہ کیا۔ زندگی کے حقائق واضح ہوئے۔ اللہ کی توفیق اور فضل سے ڈاڑھی منڈانا ترک کر دیا ہے۔ ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیا ہے، بدنظری چھوڑ دی ہے اور دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام حرام کاموں سے نجات عطاء فرمائے۔ حضرتِ اقدس سے دُعاء کی درخواست ہے۔

(۸۶) میں کچھ عرصے سے حضرتِ والا کے مواعظ پڑھتی ہوں جن میں سے ایک وعظ "شرعی پردہ" پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ گناہوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائی، ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیا، حالانکہ میں پورے محلہ میں شوق سے ٹی وی دیکھتی تھی، میری وجہ سے تمام بہن بھائی اور والدین نے ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیا ہے۔

دُعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مزید گناہوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

میں حضرتِ والا کی مجلسِ وعظ میں حاضر نہیں ہو پاتی اس لئے کہ ساتھ آنے والا کوئی محرم نہیں۔

(۸۷) حضرتِ والا سے بیعت ہونے کے بعد جو تبدیلیاں ہوئی ہیں عرضِ خدمت ہیں:

۱ —— اب تک جو گناہ ہوئے ہیں ان سے توبہ اور معافی مانگنے کی اکثر وبیشتر توفیق۔

۲ —— غیبت سے بچنے کی فکر اور اس میں کامیابی۔

۳ —— بدنظری سے کُلی طور پر شفایابی۔

۴— ٹی بی دیکھنا بالکل بند۔
۵ — ریڈیو پر گانا بجانا سننا بالکل بند۔
۶ — فوٹو کھنچوانے سے احتراز۔
۷ — ٹخنے سے اوپر پاجامہ رکھنے کی فکر اور اس کی احتیاط۔
۸— کوٹ پینٹ کا استعمال ترک۔
۹— سر کے بال مشین سے برابر کٹوانا۔
۱۰ — قضاء عمری دو یوم کی روزانہ اداء کرنا۔
۱۱— نماز باجماعت مسجد میں اداء کرنے کی فکر اور پابندی۔
۱۲— نمازِ تہجد کی پابندی۔
۱۳— نمازِ اوّابین کی ادائیگی۔
۱۴— معمولاتِ یومیہ جو بتلائے گئے ہیں اُن کی پابندی۔

(۸۸) میں سو فی صد گناہوں میں مبتلا تھا، اب حضرتِ والا کی صحبت اور دُعاؤں کی برکات کا کرشمہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پچانوے فی صد گناہوں سے بچ چکا ہوں، پانچ فی صد میں کبھی کبھی غفلت کی وجہ سے غیبت ہوجاتی ہے لیکن بعد میں فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے فوراً معافی طلب کرتا ہوں، اور جس کی غیبت مجھ سے ہوئی ہے اس سے بھی حضرتِ والا کی بتلائی ہوئی تدبیر سے معاف کرالیتا ہوں، کتنا کرم ہے مجھ پر میرے اللہ کا کہ حضرتِ والا کا وعظ سننے سے ایک ہفتہ پہلے ہی سے ڈاڑھی کٹوانا بند کردیا، اپنے مالک کی طرف سے یوں ہدایت پائی:

> "اب تم میرے ایک خاص بندہ کے پاس میرے فضل سے
> جانے والے ہو پہلے ہی سے تیاری کرلو ڈاڑھی کٹانا بند کرو۔"

(۸۹) میرے آقا! مجھے اللہ جل جلالہ نے آپ کی برکت سے بہت سے گناہوں سے بچالیا ہے جو کہ مندرجۂ ذیل ہیں:

۱۔۔۔ ایک لڑکی سے محبت تھی مگر اب تو صرف اپنے محبوبِ حقیقی سے ہے۔

۲۔۔۔ ٹی بی سے میرے محبوب نے حضرتِ والا کی برکت سے بالکل ہی بچالیا ہے۔

۳۔۔۔ بدنظری سے بھی بچالیا۔

۴۔۔۔ شادیوں میں جانا چھوڑ دیا ہے۔

۵۔۔۔ غیبت کرنے اور سننے سے بھی بچالیا ہے۔

۶۔۔۔ جھوٹ سے بھی بچالیا ہے۔

یہ سب کچھ حضرتِ والا کی نظرِ کرم اور اللہ جل جلالہ کی توفیق سے نصیب ہوا ہے۔

(۹۰) اللہ تعالیٰ تبلیغ والوں پر اپنی کھربوں بلکہ بے حساب رحمتیں برسائے جنہوں نے مجھے حضرتِ والا کے دروازہ تک پہنچا کر مجھے نئی زندگی بخشی۔

حضرتِ والا! میں تبلیغ والوں کی بہت مخالفت کرتا تھا، ان کی بات سنتا ہی نہ تھا، اگر کبھی سُن لی تو مذاق اڑاتا اور انہیں وہابی کہتا تھا، اور خود دین پر تو کیا چلتا نماز بھی نہیں پڑھتا تھا اور بدعتی بڑے اونچے درجہ کا تھا، اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں، چونکہ ہم ایک ساتھ ہی رہتے تھے اس لئے وہ مجھے کچھ نہ کچھ ضرور سناتے رہتے، اس طرح ان سے دوستی ہوگئی۔

کچھ دنوں بعد ایک بھائی نے کہا:

"جمعہ کو میں ناظم آباد ایک بہت بڑے بزرگ کا بیان سننے جاتا ہوں اگر خواہش ہو تو تم بھی چلو۔"

چونکہ دوستی اچھی تھی اس لئے انکار نہ کرسکا اور ان کے ساتھ حضرتِ والا کی خدمت میں پہنچا، آپ کا بیان سنا جو دل میں اُترتا چلا گیا، جب حضرتِ والا

نے ارشاد فرمایا:

"لوگ اس دھوکے میں ہیں کہ گناہ چھوٹتے نہیں تو ڈاڑھی کیوں رکھیں؟

اُن لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ جان بوجھ کر گناہ کرے، لہٰذا اگر وہ کہے:

"گناہ چھوٹتے نہیں تو اسلام ہی چھوڑ دیں۔"

یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟"

چونکہ میں بھی اسی دھوکے میں تھا اس لئے بہت شرمندہ ہوا، پھر جب آپ نے فرمایا:

"ڈاڑھی منڈانا ایسا گناہ ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے، سوتے بھی جاگتے بھی، نماز میں بھی، ہر جگہ اور ہر وقت یہ ساتھ ساتھ ہے۔"

تو مجھے بہت ڈر لگا اور میں نے پکّا ارادہ کرلیا:

"ان شاء اللہ اس ہر وقت کے گناہ کو چھوڑ دوں گا۔"

جہاز پر واپس آکر میں نے نیوی کے قانون کے مطابق ڈاڑھی رکھنے کی درخواست لکھ کر اپنے افسر کو دے دی، وہ درخواست لے کر کپتان کے پاس گیا، کپتان نے ڈاڑھی رکھنے کی اجازت نہ دی۔ چونکہ میرا افسر شیعہ تھا اس لئے وہ بہت خوش واپس آیا اور میں بہت ہی پریشان ہوا۔ میں نے اپنے ساتھی سے مشورہ کیا انہوں نے کہا:

"اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو اللہ پر بھروسا کرکے ڈاڑھی رکھ لو۔"

میں نے پھر پکّا ارادہ کرلیا:

"ان شاء اللہ ڈاڑھی نہیں کٹاؤں گا اگر ضرورت پڑی تو گلا کٹا دوں گا۔"

کچھ دنوں بعد میرا سامنا اسی شیعہ افسر سے ہوا تو اس نے کہا:

”تم نے شیو اتنی زیادہ بڑھالی ہے، جاؤ اسے صاف کر کے مجھے دکھاؤ۔“

میں نے جواب دیا:

”یہ میں نے سنتِ رسول رکھی ہے، شیو نہیں بڑھائی، اور اس کو میں نے بڑھانے کے لئے رکھا ہے، کٹانے کے لئے نہیں۔“

اس شیعہ افسر نے فوراً کپتان تک بات پہنچائی اور مجھ پر مقدمہ بنا کر اسی وقت جہاز کے ایک چھوٹے سے کمرے میں بند کر کے تالا لگا کر باہر دو پہرے دار بٹھا دیئے۔

تقریباً پندرہ بیس دن میں جہاز کی جیل میں رہا، اس دوران ایک طرف مجھے دھمکیاں دی جاتیں:

”تجھے گولی ماردیں گے یا نوکری سے نکال دیں گے یا کئی سال جیل میں پڑے رہو گے۔“

اور دوسری طرف ایسے افسروں کو میرے پاس بھیجتے جو نماز وغیرہ پڑھتے تھے، وہ افسر میرے ساتھ بڑی ہمدردی ظاہر کرتے اور مختلف قسم کے دلائل دیتے اور کہتے:

”اگر تم جیل میں چلے گئے یا تمہیں کچھ ہو گیا تو رشتہ داروں اور والدین کے حقوق پورے نہیں کر سکو گے، اس طرح تم سُنت پوری کرنے میں فرائض کو چھوڑنے والے ہو گے۔“

ایک افسر نے تو بڑے دعوی سے کہا:

”اس حرکت سے تم دین کو نقصان پہنچا رہے ہو۔“

اس کی اس بات سے میں بہت پریشان ہوا، اس پریشانی کا اظہار میں نے

ساتھی سے کیا جو بڑی مشکل سے مجھ سے ملاقات میں کامیاب ہو گیا تھا۔

ساتھی نے کہا:

> ”اللہ پر بھروسا کرو، یہ سب شیطان کا چکر ہے اور بے شک شیطان کا چکر بہت ہی کمزور ہے، میں تیری تسلی کے لئے حضرتِ والا سے مسئلہ پوچھ لوں گا، اگر حضرتِ والا کا حکم ہوا کہ کٹا دو تو کٹا دینا۔“

کچھ دنوں بعد جب مجھے نیوی کی جیل میں منتقل کر دیا گیا تو وہ ساتھی وہاں بھی پہنچ گیا اور اس نے مجھے ”دار الافتاء“ کا فتویٰ دکھایا اور یہ خوشخبری بھی سنائی،

> ”حضرتِ والا نے تیرے لئے دُعاء فرمائی ہے۔“

جس سے میری ساری پریشانی جاتی رہی اور ایسا دلی سکون نصیب ہوا جو کہ الفاظ میں بیان ہو ہی نہیں سکتا وہ تو صرف میرا دل ہی جانتا ہے، بس ایسا سکونِ قلب نہ زندگی میں پہلے کبھی ملا تھا اور نہ ہی اس کے بعد آج تک ملا، میں تو سمجھتا ہوں کہ میری زندگی کے بہترین دن وہ ہیں جو اس جیل کی چھوٹی سی کوٹھڑی میں گزرے ہیں۔

فتویٰ پڑھ کر خوشی سے میرے آنسو بہ پڑے اور میں خوب رویا کہ مزا آ گیا۔ وہ افسر جو طرح طرح کے دلائل دے کر مجھے شکوک میں ڈالتے تھے اور تنگ کر رہے تھے اُن کے خلاف تو یہ فتویٰ ایک زبردست ہتھیار ثابت ہوا بس جونہی وہ لوگ مجھے تنگ کرنے آتے میں اُن کو فتویٰ دکھاتا جس سے وہ بالکل خاموشی سے بھیگی بلی کی طرح واپس چلے جاتے۔ پھر تقریباً ایک مہینہ اور پندرہ بیس دن کے بعد مجھے اچانک رہا کر دیا گیا، میں بہت حیران ہوا کہ یہ کیا ہوا؟ وہ مقدمے کہاں گئے؟ اور اس بڑے مقدمہ (کورٹ مارشل) کا کیا بنا؟ جس کی تیاریاں بڑے زور سے ہو رہی تھیں، اسی حیرانی میں تھا کہ کچھ دیر بعد حکم ہوا:

"فوراً ہی بلوچستان کے ضلع گوادر جانا ہے۔"

مجھے اسی دن گوادر پہنچادیا گیا۔

سات آٹھ مہینے کے بعد گوادر سے پھر کراچی آگیا ہوں، اب اللہ کا کرم ہے کہ کوئی پابندی نہیں ہے۔ اب تو آزادی سے حضرتِ والا کے ہسپتال میں حاضر ہوتا ہوں اور دواء لے کر آتا ہوں، جس سے طبیعت بہت سنبھل گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چند گناہوں سے چھٹکارا مل گیا ہے جو کہ ناممکن نظر آتا تھا، مثلاً:

۱۔۔۔ بدنظری سے بچنے کی اللہ تعالیٰ نے ہمت عطاء فرمائی۔

۲۔۔۔ ٹی بی سے نفرت ہوگئی۔

۳۔۔۔ سگریٹ چھوٹ گئے۔

۴۔۔۔ زیادہ کپڑے رکھنے کا شوق ختم ہوگیا، اب تو صرف تین جوڑے استعمال کرتا ہوں باقی سب صدقہ کر دیئے۔

۵۔۔۔ پچھلے دنوں جب میں چھٹی لے کر پنجاب گیا تو سالی صاحبہ نے مجھے اپنے ساتھ چارپائی پر بیٹھنے کو کہا، میرے انکار پر کہنے لگی:

"بہت بدل گئے ہو، پہلے تو ایسا کرنے کی تجھ میں ہمت نہ تھی۔"

میں نے جواب دیا:

"اب نہیں بدلا پہلے بدلا ہوا تھا، اب تو دوبارہ فطرت کی طرف آنے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس سے جان چھوٹ گئی۔

★ ★ ★ ★ ★

دار الافتاء سے جاری فرمودہ فتویٰ کی نقل آیندہ صفحہ پر ہے۔

الجواب باسم ملہم الصواب

"ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا حرام ہے اور اس کا ثبوت ہے کہ ایسے شخص کے دل میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مُبارکہ سے بغض اور نفرت و عداوت ہے۔

لہٰذا نیوی کے جس کپتان نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مُبارکہ سے نفرت کا مظاہرہ کیا ہے اس کا ایمان سخت خطرہ میں ہے، اس پر فرض ہے کہ مسلمان قیدی کو فوراً رہا کرے، اس سے معافی مانگے، ایمان سوز جرمِ عظیم سے توبہ کا اعلان کرے اور احتیاطاً تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح بھی کرے۔

اگر کپتان توبہ کا اعلان نہیں کرتا تو حکومت پر فرض ہے کہ اس دشمنِ اسلام زندیق کو کھلے میدان میں برسرِ عام قتل کروا کر اللہ کی زمین کو اس کے باغی مردود کے ناپاک وجود سے پاک کردے۔

اگر حکومت یہ فرض ادا کرنے میں سہل انگاری سے کام لے تو ایسی بے دین حکومت کو مسلمانوں پر حکمرانی کا کوئی حق نہیں، دنیا و آخرت میں اسلام دشمنی کے انجامِ بد اور ذلت و رسوائی کا انتظار کرے۔"

دار الافتاء والارشاد

نمبر ۲۰۹۲۵

۱۴۰۸ - ۳ - ۱۱

(۹۱) حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے مواعظ پڑھنے سے محترمہ بھابھی صاحبہ پر اللہ تعالیٰ کا ایسا کرم ہوا کہ کسی سہیلی کی تقریب میں رسم و رواج ہوں تو وہاں نہیں

جاتیں، اس لئے سہیلیاں ناراض ہیں۔

ایک دن والدہ محترمہ نے بہت سخت باتیں کہیں لیکن اِن سے ذرہ بھر ناراض نہیں ہوئیں، بلکہ ہمیشہ ان کا ادب واحترام اور خدمت کرتی ہیں۔

شوہر کی بھی بہت خدمت اور احترام واتباع کرتی ہیں۔

دوسرے لوگوں کا بھی احترام کرتی ہیں، بہت اخلاق سے پیش آتی ہیں کوئی کیسی ہی سخت بات کہہ دے اس سے بھی اخلاق سے پیش آتی ہیں۔ رسم ورواج پر گھر والے، شوہر یا اور لوگ تنگ کریں تو کہتی ہیں:

> ”مجھے آپ کی پروا نہیں، جس طرح حضرتِ والا فرمائیں گے ویسے کروں گی۔“

بھائی جان نے بتایا:

> ”تمہاری بھابی اتنی نیک ہوگئی ہے کہ مجھے اس سے بہت شرم آتی ہے، رات کو جب کام سے واپس آتا ہوں تو میری خدمت کرکے تہجد پڑھنے لگ جاتی ہے۔“

(۹۲) گرامی قدر! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ پاک آپ کو تادیر عافیت سے رکھے۔

آپ کے مواعظ جو شائع ہوئے ہیں خصوصی طور پر اس دَور کی شدید ترین ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ راقم الحروف کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی کہ ”ترکِ منکرات“ حصہ اول سے اقتباس شائع کرایا، اور اس کو خصوصی طور پر تبلیغی جماعت کے اجتماعات میں بھی تقسیم کرایا، جس کو ہر مکتبۂ فکر کے افراد نے نہ صرف بنظرِ استحسان دیکھا بلکہ ایسی کیفیت ہوئی جیسے اب تک آنکھیں بند تھیں اور اب کھل گئیں۔

تبلیغی جماعت کے سرکردہ حضرات نے اس امر کی تصدیق کی کہ ترکِ منکرات

کے سلسلہ میں آپ کی رہنمائی بڑی مفید ثابت ہوئی۔

اب جماعت سے تعلق رکھنے والے خطیبوں نے جمعہ کے روز مساجد میں ترکِ منکرات پر بیان کرنا شروع کر دیا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا عین کرم ہے کہ اس دور میں جب مغربی فکر و نظر نے نگاہوں کو خیرہ کر رکھا ہے آپ انتہائی ہمت و حوصلہ سے اپنا چراغ جلا رہے ہیں۔

آپ کی صحت و عافیت کے لئے دُعا گو

. . . .

★ ★ ★ ★ ★

یکایک کُھل گئیں آنکھیں جب اس دربار میں آئے
اُٹھے پردے ہٹیں تاریکیاں انوار میں آئے

ہزاروں دل کئے سیراب تیری مست آنکھوں نے
ترے ہی روپ میں سب نے مسیحائے زماں دیکھا

زاہدوں کو بھی شریکِ بزمِ رنداں کر دیا
سینکڑوں کو دخترِ رز نے مُسلماں کر دیا

(۹۳) حضرتِ والا نے بندہ میں جس مرض کی تشخیص فرمائی تھی اُس وقت مجھے اس کا قطعاً کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا، بہت غور و خوض کے بعد بھی اس مرض کا کوئی ادنیٰ سا شائبہ تک بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ معہٰذا محض اصولِ اعتماد و انقیاد کے تحت حضرتِ والا کا عطاء فرمودہ نسخہ استعمال کرنا شروع کر دیا اور ہدایت کی پابندی کا اہتمام کیا۔ اب ایک سال گزرنے کے بعد یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ واقعۃً وہ مہلک مرض میرے قلب کی گہرائیوں میں پوشیدہ تھا، جسے حضرتِ والا کی نگاہِ دور رس نے بھانپ لیا اور نسخۂ اکسیر کیمیا تاثیر عطاء فرما کر دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچا لیا۔

فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کا سایہ امت پر قائم ودائم رکھیں تاکہ میری طرح بحرِ معاصی میں غرق اور نفس وشیطان کے شکنجہ میں گرفتار لوگوں کی دستگیری ونجات کا سلسلہ جاری بلکہ روزافزوں ترقی پذیر رہے۔ آمین

(۹۴) ”انوار الرشید“ کے مطالعہ سے بہت فائدہ ہورہا ہے، جو عمل پہلے مشکل معلوم ہوتا تھا اب آسان لگتا ہے، خاص طور پر حضرتِ والا کی اس عادتِ مبارکہ سے بہت نفع ہوا کہ کسی شخص کی طرف سے جو بھی تکلیف پہنچتی ہے فوراً اسی وقت اسے معاف فرمادیتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے لئے دُعا بھی کرتے ہیں۔ اس سے دوسروں کو معاف کرنے کا طریقہ معلوم ہوا۔ اللہ اکبر! دل سے معاف بھی کریں اور ساتھ ہی اس کے لئے دُعا بھی۔

اس کے علاوہ بھی شریعت کے مطابق عمل کرنے کی روزمرہ کی بہت سی باتیں اس کتاب سے معلوم ہوئیں اور یہ سبق ملا کہ عمل کیسے کیا جاتا ہے۔

سب بچے بہت شوق سے پڑھتے ہیں، اس کی برکت سے ٹی بی کا مسئلہ بھی حل ہوگیا۔ حضورِ والا کے حکم کے مطابق میں نے تو بیعت ہوتے ہی ٹی بی دیکھنا بالکل ترک کردیا تھا، بچوں کو بھی منع کرتا تھا لیکن کامیابی نہیں ہوتی تھی جس کی وجہ سے پریشان رہا۔ الحمد للہ! اب بچوں نے خود ہی حضرتِ والا کے مواعظ کی کتابیں اور کیسٹ سن سن کر چھوڑ دیا ہے۔

(۹۵) حضرتِ والا کے مواعظ خصوصاً ”شرعی پردہ“ نے میرے دل کی حالت بدل دی، اس سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ پورے محلہ میں ٹی بی کی شوقین میں تھی، گھر میں سب کو شوق سے ٹی بی دکھاتی تھی اور پورے ڈرامے کی سیریز پہلے ہی بتا دیتی، لیکن وعظ ”شرعی پردہ“ اور آپ کے دوسرے مواعظ نے یکسر میری حالت

بدل ڈالی، اب تین چار ہفتے ہوئے ہیں گھر میں ٹی بی بند ہے، سب گھر والے گناہوں سے بچ گئے ہیں۔

اس لئے حضرتِ والا سے گزارش ہے کہ میرے لئے کوئی راستہ نکالیں تاکہ میں آپ ہی سے اصلاحی تعلق قائم کروں۔

(۹۶) میں اپنے بھائی کے ساتھ بمبئی ایئرپورٹ پر اُتری، حیدرآباد سے سب رشتہ دار ایئرپورٹ پر آئے ہوئے تھے کہنے لگے:

"برقع اتارو۔"

میں خاموش رہی، کوئی جواب نہ دیا، گھر پہنچنے پر بہنیں کہنے لگیں:

"تم تھوڑے دنوں کے لئے آئی ہو، کچھ دن ہنسی خوشی سے مل کر رہیں، بہنوئیوں کے سامنے آؤ، انھوں نے تمہارے پردہ کو بہت بُرا مانا ہے، اگر تم اِن کے سامنے نہیں آؤ گی تو پھر وہ ہمیں بھی تمہارے پاس نہیں آنے دیں گے۔"

میں نے کہا:

"اللہ کے حکم کے خلاف کرنا اور بھی زیادہ بُری بات ہے۔"

الحمد للہ! میں کسی کے سامنے نہیں گئی، پھر میں نے اپنی والدہ سے کہہ دیا:

"مجھے کسی غیر محرم مرد کے سامنے نہ بلائیں، مجھے کسی کے ناراض ہونے کی کوئی پروا نہیں، البتہ آخرت کی فکر رہتی ہے، مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیجئے۔"

الحمد للہ! اللہ کا فضل اور حضرتِ والا کی دُعاء ساتھ تھی کہ بات ان کی سمجھ میں آگئی، پھر کسی کے سامنے نہیں بلایا، اللہ کرے کہ یہاں جب تک قیام ہے، بدعت، بے پردگی اور ہر گناہ سے محفوظ رہوں، حضرتِ والا سے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔

حیدرآباد پہنچنے تک رات کے ساڑھے دس بج گئے، اس کے بعد کھانا کھایا، پھر قرآن شریف، بہشتی زیور اور مناجاتِ مقبول پڑھ کر محاسبہ کر کے رات کے بارہ بجے سوئی۔

ایئرپورٹ پر گیارہ گھنٹے ٹھہرنا پڑا، تمام لوگ ہندو نظر آرہے تھے، بُرقع میں صرف ایک میں تھی، اس حالت میں ایئرپورٹ پر نمازیں پڑھنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی، اللہ کے فضل سے سب نمازیں بغیر کسی جھجک کے ادا کیں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب میری والدہ اور بہنیں جہانگیر پیروں کی درگاہ پر جانے والی ہیں، میں نے کہا:

”یہ بہت بڑا گناہ ہے، اللہ سے معافی مانگیں اور وہی پیسہ یہیں خیرات کر دیں۔“

انہوں نے کہا:

”نہیں، ہم نے منّت مانی تھی، وہ پوری کرنا ہے۔“

اِن شاءاللہ تعالیٰ میں ہرگز نہیں جاؤں گی۔ حضرتِ والا سے خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(97) س کسی کو رات دن گناہوں کی سائیکل چلاتے دیکھا
کسی کو ہروقت نظارہ بازی سے ٹونٹی ٹپکاتے دیکھا
متہجد کو بھی بے تحاشا گناہوں پر جھپٹتے دیکھا
مولویوں کو عوام کے ہاتھوں بکری بنتے دیکھا
کسی مولوی کو گناہوں سے نہ روکتے دیکھا
بس ایک حضرتِ والا کو گناہوں سے بچاتے دیکھا
گناہوں سے بچنا ہو تو آپ کا دیوانہ بن جائیے۔

(۹۸) اللہ رب العزۃ امت پر حضرتِ والا کا سایہ قائم رکھیں، صحت و عافیت کے ساتھ خدماتِ دین میں روز افزوں ترقی عطاء فرمائیں۔ اس نالائق بندی کے دل میں بھی اس کی اہمیت اتار دیں، حضرتِ والا کے لئے تاقیامت صدقۂ جاریہ بنائیں، اپنی سی کوشش کرتے رہنے کی توفیق عطاء فرمائیں، قبول فرمائیں، اپنی محبت کی لذت عطاء فرمائیں۔

دل تو چاہتا ہے کہ گناہوں سے بچنے کی جو ٹوٹی پھوٹی توفیق ملی ہے بس اسی کا ذکر کرتی رہوں کہ حضرتِ والا کی برکت سے میرے اللہ کا مجھ پر اس قدر فضل ہوا الحمد للہ۔ مگر ضرورت اس کی ہے کہ اپنی نالائقیاں ہی حضرتِ والا کی خدمت میں عرض کروں تاکہ مزید اپنی اصلاح کروں:

۱ــــ بچنے کی کوشش کے باوجود کبھی کبھار غیبت سننے میں آجاتی ہے، اکثر تو حضرتِ والا کا نسخہ استعمال کرتی ہوں، یوں کہہ دیتی ہوں۔

"ہم بھی تو ایسے ہی ہیں۔"

مگر کبھی نہیں بھی کہہ پاتی، اس کا علاج فرمائیں، جزاکم اللہ تعالیٰ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سب ٹوٹی پھوٹی نیکیاں پاس ہی نہ رہیں، بحمد اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لئے دعاءِ مغفرت کا معمول ہے۔

۲ــــ بعض اوقات ایسی بات بھی کر جاتی ہوں جس میں نہ دنیا کا فائدہ نہ آخرت کا، بعد میں بہت افسوس ہوتا ہے، نسخہ ارشاد فرمائیں، جزاکم اللہ تعالیٰ۔

۳ــــ کبھی باتوں میں اپنے کسی نیک عمل کا بھی تذکرہ ہو جاتا ہے، مثلاً:

"صبح جلدی اٹھنا ہوتا ہے کیونکہ نماز بھی پڑھنی ہوتی ہے۔"

حالانکہ اس بات کا لوگوں سے کیا واسطہ، ویسے تو بحمد اللہ تعالیٰ لوگوں سے ملاقات بہت کم رکھنے کی توفیق ملی ہوئی ہے، مگر جہاں بریک ہٹی گاڑی نے اپنی رفتار پکڑ لی۔

۴— ہوس۔ رب کریم نے اپنے فضل سے سب کچھ بہت زیادہ دیا ہے پھر بھی آیندہ کے لئے کچھ تدبیر کرنے کی فکر، حالانکہ یہ تدبیر بھی مالک کے حکم ہی سے مؤثر ہوگی، یہ جانتے بوجھتے اُس کام کو خواہ مخواہ اپنے اوپر سوار کرنا، بات شاید یہی ہے کہ حضرتِ والا کا نسخہ چاہئے۔

جب حضرتِ والا کی طرف سے کسی بات پر تنبیہ ہوتی ہے تو بہت ہی مسرت ہوتی ہے، بہت ہی خوشی اور اطمینان ہوتا ہے۔ اللہ ربّ العزۃ اس نعمت کی قدر کرنے، زندگی کے آخری سانس تک اس کی اہمّیت دل میں رکھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطاء فرمائیں، قبول فرمائیں، آسان فرمائیں، ہمت بلند فرمائیں، دین کی لذت عطاء فرمائیں۔

۵— موت کا استحضار کم ہوتا ہے۔ سوچتی ہوں کہ مرنے کے بعد ان سب بہن بھائیوں بچیوں کو چھوڑنا تو پڑے گا ہی، دل چاہے یا نہ چاہے۔ اللہ رب العزۃ اس وقت ان کی محبت دل میں نہ رکھیں، خالص اپنا دھیان نصیب فرمائیں، نیک اعمال کی توفیق دیں۔

۶— بڑائی کا خیال بھی کبھی کبھی آجاتا ہے۔ اس کی علامت یہ سمجھ میں آئی:

"کوئی کچھ مشورہ دے تو برا محسوس ہوتا ہے۔"

مگر ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے۔

۷— زیادہ باتیں کرنے کا علاج یہ سوچتی ہوں:

"اپنی تھوڑی سی کھنچائی کرنی چاہئے، ایک دو وقت کھانا نہ کھاؤں یا مسلسل روزے رکھوں۔"

مگر گھر کے سارے کام مجھے ہی انجام دینے پڑتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ حد سے زیادہ تھکنے یا کمزوری کی وجہ سے کچھ اور ہی نقصان ہو جائے، مثلاً غصہ ہی زیادہ

آنے لگے۔ یہ تو میرا ناقص ترین خیال ہے، نسخہ تو حضرتِ والا ہی تجویز فرمائیں گے۔

معمولات کی فہرست:

۱۔۔۔ روزانہ ڈیڑھ دن کی قضاء نمازیں پڑھتی ہوں۔

۲۔۔۔ مہینے میں دس قضاء روزے رکھتی ہوں۔

۳۔۔۔ تلاوت تین پاؤ۔

۴۔۔۔ مناجاتِ مقبول ایک منزل۔

۵۔۔۔ چھ تسبیحات صبح و شام۔

۶۔۔۔ بہشتی زیور کے ہر حصہ سے دس مسائل، کُل پچاس مسائل روزانہ سمجھنے کی کوشش۔

۷۔۔۔ "حکایاتِ صحابہ" سے ایک واقعہ۔

۸۔۔۔ "فضائلِ قرآن" سے ایک حدیث۔

۹۔۔۔ "فضائلِ ذکر" سے ایک حدیث۔

۱۰۔۔۔ "انوار الرشید" سے "توکل" کا ایک واقعہ۔

۱۱۔۔۔ "انوار الرشید" سے "دین پر استقامت" کا ایک واقعہ۔

۱۲۔۔۔ "انوار الرشید" سے "استغناء" کا ایک واقعہ۔

۱۳۔۔۔ وعظ "ترکِ منکرات" سے ایک واقعہ۔

۱۴۔۔۔ دوسرے مواعظ میں سے بھی کوئی ایک، جتنا ہو سکے۔

دُعاء فرمائیں کہ جس پاک ذات نے پڑھنے کی توفیق عطاء فرمائی وہ اسے اس طرح دل میں اتار دیں کہ عمل کی توفیق ہو جائے اور کام بن جائے۔ آمین۔

میری بیٹی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو کہ چار سال کی ہے مجھ سے کہتی ہے:

"امی آپ نے ٹی وی پر نظر کیوں ڈالی؟"

میں نے کہا:

"غلطی ہوگئی اب نہیں کروں گی۔"

حضرتِ والا کی دعاؤں کی برکت سے اس کا جواب سن کر بڑی خوشی ہوئی، دل چاہا کہ آپ کو بھی بتاؤں، کہتی ہیں:

"پھر یہ اتنی ساری کتابیں رکھنے کا کیا فائدہ؟ اگر یہ کرنا ہے تو پھر کریں ورنہ جو شادی کارڈ آئے اسے پھاڑ دیں، پھر آپ کو جنت ملے گی۔"

اور بھی ایسی باتیں کہ مجھے سبق سکھا رہی ہیں، دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں بچیوں کو اور مجھے بھی ظاہری و باطنی غنا عطاء فرمائیں، دنیا و آخرت سنوار دیں، آمین۔

★ ★ ★ ★ ★

یہ خاتون دینی لحاظ سے بہت ہی برے حالات میں مبتلا تھیں، اب بھی بے دین ماحول میں رہائش ہے، حتیٰ کہ شوہر کو بھی دین کی کوئی فکر نہیں، ٹی وی کا عاشق۔

اس خاتون نے صرف چند ماہ پیشتر حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق قائم کیا، اور اتنی قلیل مدت میں ایسی حیرت انگیز ترقی کی کہ ان کی تحریر بالا میں مندرجہ حالات قابلِ رشک ہیں۔ یہ ٹی وی سے بہت دور رہتی ہیں، کبھی مجبوراً شوہر کے کمرے میں جانا پڑتا ہے جس میں، ٹی وی رکھا ہوا ہے۔ ایک بار اندر گئیں تو اچانک ٹی وی پر نظر پڑ گئی، جس پر ان کی چار سالہ بچی نے انہیں نصیحت کی جس کی تفصیل اوپر ان کی تحریر میں مذکور ہے۔

(۹۹) الحمد للہ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضرتِ والا کی دعاؤں کی برکت

سے میں نے بہت سے گناہ چھوڑ دیئے ہیں، مثلاً: بدنظری، ٹی وی، جھوٹ، غیبت، حسد، بغض، فضول خرچی وغیرہ منکرات۔

یہ سب میرے رب کریم کا کرم ہے کہ مجھ جیسے نالائق اور گنہگار بندہ کو حضرتِ والا کے ہسپتال کا پتا بتا دیا، ورنہ ایسے بُرے ماحول و معاشرہ میں نہ جانے میرا کیا حال ہوتا۔

الحمد للہ! حضرتِ والا سے قلبی لگاؤ کی وجہ سے جس گناہ کا خیال آتا ہے فوراً آپ کا خوبصورت چہرہ نظروں میں آجاتا ہے اور آپ مسکراتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں، میں گھر میں رہوں یا بازار میں ہر وقت حضرتِ والا کی باتیں کانوں میں گونجتی رہتی ہیں۔ نفس و شیطان دھوکے میں ڈالنے کی بہت کوشش کرتے ہیں لیکن فوراً اللہ تعالیٰ کی دستگیری ہو جاتی ہے، یہ سب حضرتِ والا کی مجلس کی برکت اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

الحمد للہ! میری صورت بھی مسلمانوں جیسی بن گئی ہے اور مجھے امید ہو چلی ہے کہ حضرتِ والا کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کر سکوں گا، اللہ تعالیٰ مقدر فرمائیں۔ آمین۔

(100) ہم رنگون برما جیسے دُور افتادہ مقام میں رہتے ہیں، اس قدر مسافتِ بعیدہ اور حکومتِ برما کی طرف سے دینی کتابوں پر سخت پابندی کے باوجود حضرتِ والا کے مواعظ کی کیسٹیں اور کتابچے مختلف ذرائع سے یہاں پہنچتے رہتے ہیں، لوگ خوب فیضیاب ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت اثر ہو رہا ہے۔ وعظ "ترکِ منکرات" تو یہاں اتنا مقبول ہوا کہ ایک بھائی نے پہلے حصہ کی فی جلد تیس روپے اور دوسرے حصہ کی فی جلد چالیس روپے کے حساب سے فوٹو کاپیاں کروا کر علماء، ائمۂ مساجد، ذمہ دار حضرات، اساتذہ وغیرہم کو تقسیم کیں۔

(101) ایک بار مسلسل دماغی محنت کی وجہ سے حضرتِ والا کی صحت بہت گر گئی، اس لئے ایک ہفتہ کراچی سے تقریباً پینتالیس کلومیٹر دور ایک باغ میں گزارا، گر خدماتِ

دینیہ میں انہماک کا یہ عالم کہ کام بھی ساتھ لے گئے اور وہاں یکسوئی کی وجہ سے کئی گنا زیادہ کام نمٹا دیا۔

باغ کے مالک کی طرف سے جو شخص حضرتِ والا کی خدمت کے لئے متعیّن تھا وہ حضرتِ والا کی اصطلاح کے مطابق "صافی" تھا، ڈاڑھی منڈواتا تھا، ان کی مخلصانہ خدمت کی وجہ سے حضرتِ والا کے قلب میں ان کی اصلاح کے لئے ایک تڑپ پیدا ہوگئی۔ ایک دن نمازِ عصر پڑھ کر بیٹھے، وہ بھی ساتھ تھے، ان کا نام "گلاب" تھا، حضرتِ والا کو سخت افسوس تھا کہ ایک ہفتہ گزر گیا مگر ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، اس لئے ارشاد فرمایا:

> "مجھے تو گلاب سے محبت ہوگئی ہے، دل چاہتا ہے کہ ان کی صورت بھی ہماری صورت جیسی بن جائے۔"

یہ سنتے ہی باغ کے مالک بولے:

> "یہ تو پہلے ہی سے اعلان کر چکے ہیں کہ آیندہ ڈاڑھی پر کبھی پھاوڑا نہیں چلے گا۔"

دو تین ماہ بعد حضرتِ والا نے فرمایا:

> "انھیں اُس صورت میں بھی دیکھا تھا دل چاہتا ہے کہ اب اِس صورت میں بھی دیکھا جائے۔"

چنانچہ صرف انہیں دیکھنے پھر وہیں پینتالیس کلومیٹر دور تشریف لے گئے، وہ حاضرِ خدمت ہوئے تو فرمایا:

> "گلاب کو دیکھ کر دل گلاب کی طرح کھل گیا، بہت ہی مسرت ہوئی، سبحان اللہ کتنی پیاری صورت ہے! پیاری کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت ہے۔"

(۱۰۲) ماموں کی بیٹی گھر آئی تھی، میں نے کہلوا دیا:

"مجھ سے پردہ کرو!"

اس نے انکار کیا تو میں ایک ہفتہ سے بھی زائد دنوں تک گھر نہیں گیا، ماموں نے کہا:

"یہ دیوانہ ہے۔"

مجھے اس جملہ سے بہت مسرت ہوئی۔

ہمارا جامعہ مروّج چندہ سے چل رہا ہے، میرا کوئی اور ذریعۂ آمدن نہیں، تو کیا تنخواہ لے لیا کروں یا نہیں؟

"مواعظ" لوگوں کو حسبِ شرائط دے رہا ہوں، الحمد للہ! ایک ڈاکٹر مودودیت سے تائب ہو گئے ہیں، چار افراد نے ڈاڑھی رکھ لی ہے، مجھے بھی اس دعاء کی توفیق ہو گئی:

"یا اللہ! تیری وہ رحمت جو اِن لوگوں کے دلوں پر نازل ہوئی
میں بھی اس کا طلبگار ہوں۔"

یہاں بعض لوگ اردو نہیں سمجھتے، خصوصاً افغانستانی جو ہمارے جامعہ میں بکثرت ہیں، میرا ارادہ ہے کہ وعظ "ترکِ منکرات" کا پشتو ترجمہ کر کے شائع کر دوں اگر حضرت اجازت مرحمت فرمائیں۔

(۱۰۳) ناجائز محبت نہیں چھوٹ رہی تھی، میں نے حضرتِ والا کے بتائے ہوئے نسخہ پر پابندی سے عمل شروع کیا تو بحمد اللہ تعالیٰ جس مرض سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی اس میں بہت کمی ہو گئی، تقریباً چالیس فیصد علاج ہو گیا ہے اور الحمد للہ! تیزی سے افاقہ ہو رہا ہے۔

میں حضرتِ والا کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ کے نسخوں نے

میری زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا، اور مجھے دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچا لیا۔ علاوہ ازیں میرے اندر بدنظری کا مرض بھی بہت زیادہ تھا، الحمدللہ! حضرتِ والا کی مجلس میں مسلسل حاضری کا اثر یہ ہوا کہ میں نے بدنظری سے توبہ کر لی ہے، شہر سے گزرتے ہوئے بالکل کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا، اور امرد لڑکوں کی طرف بھی نہیں دیکھتا، اگرچہ میں خود امرد ہوں۔

گانے سننے سے بھی توبہ کر لی ہے، کبھی بس میں سوار ہونا پڑتا ہے تو راستہ میں وہ لوگ گانے لگا دیتے ہیں، ان کو بند کرنے کے بارہ میں کہو تب بھی دو تین منٹ بند کر کے پھر چالو کر دیتے ہیں۔ اس وقت بہت دل چاہتا ہے کہ چلو ابھی سن لو کوئی بات نہیں، مگر پھر بھی ہمت کر کے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتا ہوں۔

(۱۰۴) ہم سب گھر والوں نے مل کر یہ معاہدہ کیا ہے:

"جو بھی ہم میں سے کسی کی غیبت کرے دوسرے اس کے کان کھینچیں۔"

حتّٰی کہ میں نے اپنی بیوی سے بھی کہہ دیا:

"میں غیبت کروں تو آپ میرے کان کھینچیں۔"

بچوں نے از خود ہی یہ فیصلہ بھی کیا ہے:

"آیندہ کبھی ٹی وی نہیں دیکھیں گے۔"

یہ سب کچھ حضرتِ والا کی مجلس میں حاضری کی برکت ہے، مزید دعاؤں کی درخواست ہے۔

* * * * *

حضرتِ والا دامت برکاتہم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:

شوہر غیبت کرے تو بیوی اس کے کان نہ کھینچے بلکہ شوہر سے باادب یوں عرض کرے:

"ایسے موقع پر آپ نے مجھے کان کھینچنے کا فرمایا ہے مگر آپ تو

میرے سردار ہیں اس لئے میں آپ سے ایسی گستاخی نہیں کر سکتی
آپ چاہیں تو خود ہی اپنے کان کھینچ لیں۔"

(۱۰۵) میں آٹھ سال سے ایک لڑکی کے عشق میں گرفتار تھا، ہر وقت اسی کے خیالات دل و دماغ پر مسلّط رہتے تھے، خوش قسمتی سے کل عصر کے بعد حضرتِ والا کی مجلسِ وعظ میں پہنچ گیا، بس میرا علاج ہو گیا، اس کا خیال دل سے بالکل محو ہو گیا، برسوں کا پرانا مرض جو لا علاج نظر آ رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کی برکت سے اس سے نجات عطاء فرمائی ع

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
"وہ لوگ جو ایک نظر سے خاک کو کیمیا بنا دیتے ہیں۔"

کا کھلی آنکھوں مشاہدہ ہوا۔

(۱۰۶) ایک عورت میرے پیچھے پڑ گئی تھی، میں بھی مکمل طور پر مائل بلکہ گھائل ہو چکا تھا، حضرتِ والا کی مجلس میں پہنچا تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ سارا بیان مجھ ہی پر پڑ رہا ہے، وہیں صدقِ دل سے توبہ کی، اور حضرتِ والا کے لئے دل سے دعائیں نکلیں، اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کا سایہ امت پر قائم رکھیں۔

(۱۰۷) بعض ایسے سخت امراض جن سے خلاصی حاصل کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا تھا اور بہت سے علاج کر کے عاجز آ چکا تھا، ان سے بھی حضرتِ والا کے مواعظ سننے سے بہت جلد نجات مل گئی، یہ سب کچھ حضرتِ والا کی نظرِ کیمیا اثر کا فیض ہے۔

(۱۰۸) بندہ نے بد نظری کی شکایت لکھی تھی، خط لکھتے ہی مرض میں غیر معمولی افاقہ محسوس ہونے لگا، پھر حضرتِ والا کا عطاء فرمودہ نسخہ استعمال کیا تو اس کہنہ مرض سے مکمل طور پر سو فی صد نجات مل گئی۔ مزید استقامت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

یہ حضرت والا کی دعاؤں کی برکت اور حضرت والا کی کرامت ہے کہ مرض کی صرف اطلاع دینے سے ہی اسّی فی صد علاج ہو جاتا ہے۔

یہ صرف بندہ ہی کا تجربہ نہیں بلکہ اس کرامت کی عام شہرت ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کے فیض سے امت کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں۔

(۱۰۹) حضرتِ والا ہمارے گھر پانی مسجد سے آتا ہے، بندہ اس سے ایک قطرہ بھی نہیں چکھتا، ایک دن بندہ اپنے کام میں مصروف تھا، پیاس لگی تو اپنے چھوٹے بھائی سے پانی منگوایا، ابھی صرف دو گھونٹ ہی پیئے تھے کہ میں نے اس سے پوچھا:

"پانی کہاں کا ہے؟"

اس نے کہا:

"مسجد سے لایا تھا"

مجھے الحمد للہ! اسی وقت قے آنے لگی، اسی وقت جا کر حلق میں انگلیاں ڈال ڈال کر قے کر دی، حتیٰ کہ سینہ میں درد ہونے لگا، توبہ و استغفار بھی بہت کیا۔

حضرت اس کا تدارک اور علاج ارشاد فرمائیں۔

(۱۱۰) والد صاحب تقریباً دو سال سے ایک مسجد کی تعمیر کروا رہے ہیں، مجھے کئی بار خط میں حکم فرمایا:

"مسجد کے لئے چندہ کرو"

ایک مولوی صاحب میرے دوست ہیں میں نے ان سے کہا، انہوں نے کہا:

"بغیر رسید کوئی چندہ نہیں دیتا آپ رسید بک چھپوائیں، میں اپنے سیٹھ سے چندہ دلواؤں گا"

میں نے رسید بکیں چھپوا کر ایک رسید بک اُن کو دے دی، انہوں نے چندہ کروا دیا۔ بعد میں حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

> ”اس طرح چندہ مانگنا حرام ہے، سب رسید بکیں جلادیں اور جن لوگوں سے چندہ لیا ہے ان کو رقوم واپس کریں۔“

میں نے سب رسید بکیں جلادیں اور جن لوگوں سے چندہ لیا تھا اُن کو واپس کر دیا۔ مجھے یقین ہے کہ والد صاحب بہت سخت ناراض ہوں گے، مگر بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کے فیضِ صحبت اور دُعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا خوف اور اس سے بچنے کی فکر غالب ہے۔

(۱۱۱) حضرتِ والا سے تعلق قائم کرنے سے پہلے سہ ماہی امتحان میں اپنے درجہ میں چہارم نمبر پر تھا، انعامی نمبر نہیں ملا، اب ششماہی امتحان میں اپنے پورے درجہ میں اول نمبر پر کامیابی اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی ہے اور دنیا کے انعام سے بھی نوازا ہے۔ الحمد للہ!

علاوہ ازیں تعلق کے بعد سے نماز باجماعت مع تکبیرۂ اولیٰ مل رہی ہے، ایک نماز میں بھی ناغہ نہیں ہوا۔

ایک ہفتہ میں قرآن مجید ختم ہو جاتا ہے۔
فضول باتوں سے بھی کافی حد تک اجتناب ہو چکا ہے۔
غیبت سے مکمل چھٹکارا حاصل ہو گیا ہے۔
یہ سب حضرتِ والا سے تعلق کی برکت ہے۔

★ ★ ★ ★ ★

یہ حقیقت بہت مشہور اور عام زبان زد ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے حضرتِ اقدس سے اصلاحی تعلق رکھنے والے طلبہ امتحان میں اول نمبر

آ رہے ہیں جن طلبہ کو امتحان میں کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوتی تھی وہ حضرت والا سے تعلق کے بعد اوّل نمبر حاصل کر رہے ہیں، حتی کہ بہت سے طلبہ حضرتِ والا کی خدمت میں بیعت کی درخواست پیش کرتے ہیں تو اس میں آپ کی طرف رجوع کا باعث یہی لکھتے ہیں:

"آپ سے تعلق رکھنے والے طلبہ امتحان میں اول نمبر آتے ہیں۔"

اگرچہ بیعت ہونے میں یہ نیت صحیح نہیں مگر اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں۔ حضرتِ والا کے فیوض و برکات سے طلبہ کی علمی استعداد میں حیرت انگیز ترقی اوپر کے پرچہ سے واضح ہے، یہاں بطورِ مثال صرف ایک طالب علم کا پرچہ نقل کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

(۱۱۲) ماشاء اللہ! میری چار سالہ بچی . . . . . حضرتِ اقدس کے وعظ کو بہت غور سے سنتی ہے، میں تو پچھلے جمعہ حاضر نہ ہو سکی تھی مگر بچی رو رو کر اپنے والد صاحب کے ساتھ چلی گئی، جب واپس آئی تو میں نے پوچھا:

"حضرتِ والا نے کیا فرمایا؟"

تو کہنے لگی:

"آج حضرت نے جو مسئلہ بتایا تھا، وہ ہاتھ باندھنے کا طریقہ تھا، عورتوں کو بتایا ہے کہ انگلیاں بالکل بند کر کے رکھیں۔"

جب میں نے ان کے والد صاحب سے معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ واقعی وہی بتایا تھا۔

ایک بار پردہ کے بارہ میں حضرتِ اقدس بیان فرما رہے تھے تو مجھ سے آ کر کہنے لگی:

"آپ مجھے بتائیں میرے محرم کون ہیں اور نامحرم کون؟ میں پردہ

کروں گی، حضرتِ والا نے فرمایا ہے کہ نامحرم سے پردہ کیا کرو۔"

(۱۱۳) میرے بھائی صاحب نے ملائشیا میں مقیم ایک خاندان میں شادی کی ہے اور انہی کے ساتھ ملائشیا چلے گئے ہیں، وہاں بہت زیادہ بے پردگی ہے، حتیٰ کہ گھروں کے سامنے چار دیواریاں بھی نہیں، چونکہ بھائی صاحب نے حضرتِ والا کے فیض سے پردۂ شرعی کا انتظام یہیں کر لیا تھا اس لئے پہلے سے ہی سننے میں آتا تھا کہ اس معاملہ میں انہیں پریشانیاں درپیش ہوں گی۔

اب ان کا خط آیا ہے، انہوں نے جو تحریر کیا ہے وہ حضرتِ والا کی خدمت میں نقل کرتا ہوں تاکہ حضرتِ والا خصوصیت کے ساتھ ان کے لئے دعاء فرمائیں۔

"یہاں پردیس میں مجھے پردہ کرنے کی وجہ سے کچھ مشکلات کا سامنا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ 'جیسا دیس ویسا بھیس' کے مصداق پر عمل کرو، یہ پردہ وغیرہ پاکستان میں جا کر کریں گے۔

میں ان کے معیار پر پورا نہیں اتر رہا ہوں، اور میرے اللہ کا لطف وکرم شاملِ حال رہا تو ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے معیار پر کبھی نہیں اتروں گا، خواہ اس کے لئے مجھے کتنی ہی بڑی قربانی دینی پڑے۔"

(۱۱۴) حضرتِ اقدس کی دعاء و توجہ کے فیض سے بحمد اللہ تعالیٰ یہاں آکر اساتذۂ کرام سے یہ بات طے ہو گئی کہ آیندہ کے لئے جامعہ کا نظام حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے فرمودہ اصولوں کے تحت ہی رہے گا۔ بطورِ کلیہ یہ کہ کمیت کی بجائے کیفیت ملحوظ رہے گی۔

بعض ارکان جو بعض امور مثلاً خصوصی چندہ کے ترک اور صدقہ وعطیہ میں تفریق وغیرہ پر اس لئے راضی نہیں ہو رہے تھے کہ اس کے بغیر جامعہ کیسے چل سکے گا، اب بحمد اللہ تعالیٰ ان کی سمجھ میں بات آگئی ہے۔

گھر میں مکمل شرعی پردہ اور غیبت پر پابندی کا عملی حال دیکھ کر ازحد خوشی ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ کرم بھی حضرتِ اقدس ہی کی برکت سے ہے، میرے علم میں پورے علاقہ میں ایک عالم بھی ایسا نہیں جس کے گھر میں شرعی پردہ ہو۔

مواعظ کا سلسلۂ تعلیم بھی شروع کیا ہے، نیز جو بھی ملاقات کے لئے آتا ہے حسبِ حال اس کو کچھ نہ کچھ ملفوظات و مواعظ کے مضامین ضرور سناتا ہوں۔

حضرتِ والا سے ادعیۂ ثبات و استقامت کی درخواست ہے۔

⑪⑤ میں ایک عرصہ سے حضرتِ والا کے جمعہ کے بیان میں حاضر ہوتا ہوں، میرا اصلاحی تعلق ایک دوسرے بزرگ سے ہے، ہمارے گھرانے کی صورت تو ماشاء اللہ مسلمانوں جیسی ہے، یعنی ہم چھ بھائی اور والد صاحب تمام باشرع ہیں لیکن پردہ کا مسئلہ حضرتِ والا کے بیان میں آنے سے معلوم ہوا، اس سے پہلے اسے اہمیت نہیں دیتے تھے، والد صاحب بھی اگرچہ دین دار لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن پردہ کی اہمیت سے ناواقف تھے، ویسے تو پردہ تھا لیکن غیروں سے، اپنوں سے پردہ نہیں تھا، جہاں حضرتِ والا کے ارشاد کے مطابق شیطان زیادہ حملہ کرتا ہے۔

میں نے ہمت باندھ کر والد صاحب کے سامنے یہ بات رکھی مگر ان کی سمجھ میں نہ آئی تو میں نے حضرتِ والا کے وعظ "شرعی پردہ" کے حوالہ سے کہا:

> "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے پردہ کیا ہے، اور ایک نابینا صحابی سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اماں جان کو پردہ کرنے کا حکم دیا ہے، تو ہم کہاں سے متقی بن گئے؟"

بات ان کی سمجھ میں آگئی، اس کے بعد مزید بات، چچا زاد، ماموں زاد وغیرہ سے پردہ کے بارہ میں کی۔

الحمد للہ! حضرتِ والا کے فیض اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہم نے گھر میں

شرعی پردہ کا اہتمام کرلیا ہے، حالانکہ میں اپنی بیوی، والدہ اور بھاوجوں کو اب تک آپ کے بیان میں نہیں لا سکا، انہیں آپ کے وعظ "شرعی پردہ" اور "ترکِ منکرات" کی کتابیں سنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل و دماغ میں بات ڈال دی۔

اللہ کا یہ کرم حضرتِ والا ہی کا فیض ہے، دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائیں۔

(۱۱۶) سولہ سال کے ایک نوجوان کو اس کے والد اور چچا حضرتِ والا کی خدمت میں لے کر آئے اور یہ شکایتیں بیان کرنے لگے:

"اس لڑکے کا دماغ خراب ہوگیا ہے، جب سے آپ کا وعظ سننے لگا ہے رشتہ دار اور محلہ کی تمام عورتوں سے حتی کہ خالہ اور بہنوں سے بھی پردہ کرنے لگا ہے، اس کی وجہ سے ہم اپنے تمام خاندان سے کٹ کر رہ گئے ہیں۔"

حضرتِ والا نے اس لڑکے سے دریافت فرمایا:

"کیا واقعۃً آپ خالہ اور بہنوں سے بھی دور رہتے ہیں۔"

اس نے جواب دیا:

"خالہ حقیقی نہیں ہیں "بنائی ہوئی" ہیں اور بہنیں "چچازاد" ہیں۔"

★ ★ ★ ★ ★

بظاہر یہ واقعہ معمولی نظر آتا ہے مگر درحقیقت اس زمانہ میں یہ بہت بڑا جہاد ہے، اس جہاد کی عظمت کا اندازہ امورِ ذیل پر غور کرنے سے کیا جا سکتا ہے:

۱ــــ لڑکے کی عمر سولہ سال ہے، اس عمر میں غیر محرم لڑکوں اور لڑکیوں کا آپس میں اختلاط، بلکہ آپس میں دل لگی اور ہنسی مذاق ایسی عام وبا ہے جس سے آج

کے علماء وصلحاء کے گھرانے بھی محفوظ نہیں رہے۔

۲۔۔۔ لڑکے کا خاندان، محلہ اور دوست، پورا ماحول انتہائی بے دین اور بے حیاء۔

۳۔۔۔ ہم عمر نوجوان چچازاد لڑکیاں اختلاط اور ہنسی مذاق کی خواہش مند ہیں۔

۴۔۔۔ دونوں طرف کے والدین بھی اس اختلاط اور دل لگی کے خواہاں ہیں، بلکہ عدم اختلاط پر نالاں ہیں۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت کی بدولت ایسے اختلاط سے بچنا جہادِ اکبر ہے، لوگ ایسے شخص کو پاگل کہتے ہیں ؎

عشق کو دھن ہے کہ چل کر اس کو ڈھونڈ
لوگ کہتے ہیں کہ سودا ہو گیا
آپ کی دھن ہے کہ سودا ہو گیا
ہائے کیا جانے مجھے کیا ہو گیا

⑪⑦ میرے ایک پیارے "مسلمان" دوست نے حضرتِ والا کے مواعظ کی ایک کتاب پڑھنے کو دی، اللہ تعالیٰ میرے اس دوست کے درجات بلند کرے جس نے مجھ پر یہ احسانِ عظیم کیا، اس کتاب کو پڑھنے کے بعد حضرتِ والا سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی، جس کی تکمیل کے لئے جمعہ کو آپ کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہوا کرتا ہوں۔ یہاں حاضری دینے سے یہ فیض حاصل ہوا ہے کہ الحمد للہ! اب میں اپنے آپ کو "مسلمان" کہہ سکتا ہوں۔ بتیس سال کی عمر بے دینی میں گزری، اللہ تعالیٰ محض اپنے کرم سے معاف فرمائے۔ حضرتِ والا سے التجاء ہے کہ میرے حق میں دعاء فرمائیں کہ میری گزشتہ غلطیوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں اور مکمل مسلمان بنا دیں۔ آمین۔

حضرتِ والا کے مشورہ سے تبلیغِ دین کے لئے کچھ کام کرنا چاہتا ہوں، اپنی

ناقص عقل کے مطابق مندرجۂ ذیل امور پر سوچنا شروع کر دیا ہے اور کوشش بھی کر رہا ہوں، کیونکہ آپ اپنے وعظ میں ان دونوں باتوں پر زیادہ زور دیتے ہیں؛

۱ــــ پہلے میرا بہت وسیع کاروبار تھا جس میں لاکھوں روپے لوگوں سے سُود پر لے کر لگائے ہوئے تھے، لوگوں کی نظر میں دنیوی لحاظ سے بہت ترقی کر رہا تھا، قیمتی گاڑی، پیسے کی ریل پیل، دنیوی لحاظ سے کسی چیز کی کمی نہیں تھی، کمی تھی تو صرف ایک چیز کی کہ سکون بالکل نہیں تھا، جتنا کماتا تھا اتنا ہی کم محسوس کرتا تھا، کمائی میں برکت تھی ہی نہیں، راتوں کو نیند نہیں آتی تھی، خواب آور گولیوں کا سہارا لینا شروع کر دیا تھا۔

آج میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ بظاہر عیش وعشرت میں غرق لوگ ایسی ہی زندگی کو کامیاب زندگی کہتے ہیں، اور ہمارے سیدھے سادے مسلمان بھائی ان کی ظاہری عیش وآرام کی زندگی کو دیکھ کر ان کو خوش نصیب اور اپنے آپ کو بدنصیب سمجھتے ہیں، تو قبلہ محترم! آپ ایسے لوگوں کے لئے بدنصیب ہی رہنے کی دُعاء فرمائیں، خدانخواستہ میرے مسلمان بھائی دُنیوی لحاظ سے خوش نصیب ہوگئے تو اس خوش نصیبی کے پیچھے چھپا ہوا مکروہ چہرہ دیکھ کر موت کی خواہش کرنے لگیں گے۔

قبلہ محترم! جب سے میں نے گناہوں سے توبہ کی ہے اور سُود پر لی ہوئی رقوم کو واپس کر کے کاروبار کو محدود کیا ہے، دنیوی عیش وعشرت کی زندگی کو خیرباد کہا ہے، پنج وقتہ نماز باجماعت قائم کی اور نماز کے اوقات میں کاروبار کو مکمل بند کیا تاکہ میرے ساتھ کام کرنے والے افراد بھی نماز ادا کر سکیں تو خدا گواہ ہے آج میں نہایت سکون اور آرام کی زندگی گزار رہا ہوں، گہری نیند سوتا ہوں، تھوڑی آمدنی میں زیادہ برکت ہے، دولت مند رہنے کی خواہش

ختم ہوگئی ہے، محدود کاروبار میں اتنی زیادہ برکت ہے کہ اس کی آمدنی کا ایک حصہ دینی کاموں کے لئے وقف کر دیا ہے۔

سود پر حاصل کی ہوئی رقم کا کچھ قرض ابھی ادا کرنا باقی ہے، امید ہے اللہ تعالیٰ جلدی ادا کروا دیں گے، پھر مزید رقم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے مختص کروں گا، إن شاء اللہ تعالیٰ۔

ہم سب مسلمانوں کے لئے آپ دُعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دکھاوے اور ریاکاری سے محفوظ رکھیں اور ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو۔

۲— حضرتِ والا کے وعظ سے حاصل کردہ روشنی کو اپنے کاروباری مرکز سے جہاں میں سارا دن پبلک ڈیلنگ کرتا ہوں لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کر رہا ہوں جس کا طریقۂ کار مندرجۂ ذیل ہے، جو غلط بھی ہو سکتا ہے، اس کے لئے حضرتِ والا کی سرپرستی اور رہنمائی کی ضرورت ہے، کہیں ثواب سمجھ کر لاعلمی کی وجہ سے غلط راستہ پر نہ چلا جاؤں۔

۱— جن لوگوں میں تھوڑی بہت دین کی طلب ہے، سب سے پہلے تو ان لوگوں کو حضرتِ والا کے مواعظ کی کتابیں پڑھنے کو دیتا ہوں، پھر یہ لوگ آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں تو جمعہ کے دن عصر کے بعد وعظ میں اپنے ساتھ لے کر آتا ہوں، ان میں سے کچھ احباب اب پابندی سے حاضری دیتے ہیں، دین کے احکام پر خود بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے ہیں، جس سے نمازیوں کی مقدار میں اضافہ ہوا ہے۔

ایک صاحب نے تو یہاں تک کہا:

”حضرت مفتی رشید احمد صاحب نے تو ہمارے اس

علاقہ میں دینی انقلاب برپا کر دیا ہے، گھر میں جاؤ تو دینی بات دوکان پر آؤ تو دینی بات ہو رہی ہے، ہمیں بھی ان کے مواعظ کی کتابیں پڑھنے کو دیں۔"

جمعہ کے دن حضرتِ والا کے ہاں سے جو کتابیں حاصل کرتا ہوں وہ ان احباب میں تقسیم کر دیتا ہوں جو کہ ناکافی ہوتی ہیں، اس لئے سو سیٹ خرید کر ایسے لوگوں میں مفت تقسیم کرنے کا ارادہ ہے، دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ پورا کرا دیں اور قبول فرمائیں۔ آمین۔

۲۔ بچوں میں نماز کا شوق پیدا کرنے کے لئے نماز کی حاضری کی ترتیب دی ہے۔ جو بچے چالیس دن تک پنج وقتہ نماز باجماعت پڑھیں گے اور مکمل نماز سیکھیں گے اور علاقہ میں موجود مدرسہ میں داخلہ لیں گے ان کا امتحان لیا جائے گا، جو بچے اول دوم اور سوم آئیں گے انہیں انعامات دیئے جائیں گے۔

بچوں کے لئے کس قسم کے انعامات مفید ثابت ہوں گے؟ اس کے لئے بھی حضرتِ والا کے مشورہ پر عمل کروں گا۔

نماز کے اوقات میں دوکان بند کرنے سے ذاتی طور پر جو برکتیں حاصل ہوئی ہیں ان کے علاوہ ارد گرد کے بچے کافی شوق سے نماز کے لئے تیار ہو کر آجاتے ہیں، دوکان پر خریداروں کے رش کی وجہ سے بعض اوقات نماز کا وقت یاد نہیں رہتا تو یہ بچے فوراً آکر یاد دہانی کراتے ہیں، جس سے انتہائی رُوحانی خوشی ہوتی ہے۔

بچوں کا یہ شوق دیکھ کر مندرجۂ بالا پروگرام ترتیب دینے کا خیال اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈال دیا۔

انعام کے مستحق بچوں میں اگر کوئی بچہ مکمل دینی تعلیم حاصل کرنا چاہے گا اور اس کے پاس مالی وسائل کی کمی ہوگی تو اس کی تعلیم کا تمام خرچ مع اسلامی لباس اس وقت تک میرے ذمہ ہوگا جب تک وہ تعلیم سے فارغ نہ ہوجائے یا اپنے پیروں پر کھڑا نہ ہوجائے۔

بچوں کو بے دینی کے ماحول سے نکالنے کے کون سے طریقے اختیار کئے جائیں؟ اس کے لئے آپ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

ہمارے اندر جو خامیاں ہیں ان کو ہم کس طرح دور کریں؟ اس کے لئے آپ کی رہنمائی اور شفقت کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ آپ کو میری مدد کی طرف ضرور متوجہ فرمائیں گے۔

⑪⑧ الحمد للہ! حضرتِ والا کی دُعاؤں کی برکت سے اپنی سی ٹوٹی پھوٹی کوشش میں لگی ہوئی ہوں، اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں۔ معمولات یہ ہیں:

۱۔۔۔ مہینے میں دس قضاء روزے۔

۲۔۔۔ روزانہ ڈیڑھ دن کی قضاء نمازیں۔

۳۔۔۔ نمازِ فجر کے بعد چھ تسبیحات۔

۴۔۔۔ "بہشتی زیور" سے پچاس مسائل روزانہ، ٹوٹی پھوٹی سمجھنے کی کوشش۔

۵۔۔۔ نمازِ مغرب کے بعد چھ تسبیحات۔

۶۔۔۔ "انوار الرشید" سے روزانہ یہ مضامین پڑھتی ہوں:

۱۔ "محبتِ شیخ" ایک صفحہ۔

۲۔ "آتشِ عشق" ایک صفحہ۔

۳۔ "استغناء" ایک واقعہ۔

۴۔ "دین پر استقامت" ایک واقعہ۔

۵۔ "توکل" ایک واقعہ۔

۶۔ شروع سے سلسلہ وار ایک صفحہ روزانہ۔

۷۔ "حکایاتِ صحابہؓ" سے روزانہ:

۱۔ "دین کی خاطر تکلیفیں اٹھانے کا باب" ایک واقعہ۔

۲۔ سلسلہ وار، ایک واقعہ۔

۸۔ "فضائلِ قرآن" ایک حدیث۔

۹۔ "فضائلِ ذکر" ایک حدیث۔

۱۰۔ تلاوت، آدھا پارہ۔

۱۱۔ مناجاتِ مقبول، ایک منزل۔

۱۲۔ گھریلو کام کاج کے اوقات میں مواعظ پر نظر ڈالتی رہتی ہوں، کبھی پورا وعظ ختم کرلیا ورنہ دوسرے دن۔

حضرتِ والا نے تصویر والے مقام سے بچنے کا جو نسخہ ارشاد فرمایا وہ استعمال کیا کہ اپنی امّی کے گھر سے نیچے بھائی کے گھر آگئی، امّی سے کہا:

"یہاں جب میرے آنے جیسا ماحول ہوگا تب آجاؤں گی۔"

حضرت! ایسی بات لکھتے ہوئے ڈر لگتا ہے، کہاں میرے جیسی نالائق لڑکی، کہاں ایسی اونچی باتیں۔

اس وقت دل کے اندر سے آواز آرہی تھی کہ سب حضرت کی دُعاؤں کی برکت ہے۔

اپنے شوہر کے قریبی رشتہ داروں اور اپنی امّی کو مواعظ دیتی رہتی ہوں۔

★ ★ ★ ★ ★

حضرتِ والا کے فیض سے اس خاتون کا اللہ کے رشتہ پر ماں کے رشتہ کو قربان کر دینا جہادِ اکبر ہے۔

علاوہ ازیں بچوں کو بھی خود ہی سنبھالتی ہیں اور گھر کے سب کام بھی تنہا خود ہی کرتی ہیں۔

روزانہ پچاس مسائل صرف سرسری نظر سے نہیں دیکھتیں بلکہ خوب غور سے سمجھ کر پڑھتی ہیں، کہیں کوئی خدشہ رہ جاتا ہے تو حضرتِ والا سے دریافت کرتی ہیں۔

دوسرے مندرجۂ بالا معمولات کی طویل فہرست الگ۔

اس خاتون کی یہ ہمت حیرت انگیز اور دوسروں کے لئے سبق آموز ہے۔

(۱۱۹) میں نے حضرتِ اقدس کی ہدایات کے مطابق وہ نسخہ جو مجھے بتایا گیا تھا استعمال کیا۔ الحمد للہ! میں نے اسے روحانی و جسمانی امراض کے لئے بہت مفید پایا، خاص طور پر جس مرض کے لئے نسخہ دیا گیا تھا، الحمد للہ! اس کی پوری طرح اصلاح ہو گئی ہے۔

اب اللہ کے فضل سے بازار جانا ہی بہت ناگوار ہو گیا ہے اور اگر کبھی بازار جانا ہی پڑے تو جب بنی اسرائیل کی مچھلی پر نظر پڑتی ہے فوراً دل میں خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ابتلاء ہے، فوراً استغفار کرتا ہوں۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فائدے ہوئے ہیں، مثلاً:

۱ــــ تین، چار ماہ سے میں نے ان معمولات کی پابندی ترک کر دی تھی جو مجھے بتائے گئے تھے، الحمد للہ! نسخہ استعمال کرنے کے بعد اب میں نے دوبارہ اُن وظائف اور معمولات کی پابندی شروع کر دی ہے۔

۲ــــ جامعہ میں دل کو چین اور سکون نصیب ہوا، اور الحمد للہ! اب دل لگی سے سبق پڑھتا ہوں، تکرار اور مطالعہ شوق سے کرتا ہوں۔

۳ — ایک عظیم فائدہ یہ ہوا کہ اعمال کے اندر بے حد مزا آنے لگا ہے، نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوت کرتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ منہ میں دودھ کا چشمہ جاری ہوگیا ہے۔

اِن تمام انعامات کو دیکھ کر دل سے حضرتِ والا کے لئے دُعاء کرتا ہوں:

"یا اللہ! حضرتِ والا کو حیاتِ طویلہ عطاء فرما کر دین کی مزید خدمات کی توفیق عطاء فرما۔ آمین، اور ہمارے لئے ذریعۂ ہدایت بنادے، آمین، اور ہمیں حضرتِ والا کے لئے صدقۂ جاریہ بنادے تا قیامت، آمین"۔

حضرتِ والا سے دُعاء کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے دین پر استقامت عطاء فرمائیں، آمین۔

(۱۲۰) میری بچی . . . . . جس کی عمر ساڑھے چار سال ہے اس کی طبیعت بہت خراب تھی، عورتیں عیادت کے لئے آئیں، تو انہوں نے کہا:

"اسے کسی ڈاکٹر کو دکھائیں"۔

بچی نے فوراً جواب دیا:

"مخلوق سے کیا مانگنا، اللہ سے مانگئے، کیا دواء میں شفاء ہے، اللہ تعالیٰ ٹھیک کرتے ہیں، میں تو دو رکعت نماز پڑھ کر دُعاء مانگتی ہوں، اور میرے ابو اور امّی بھی دو رکعت نماز پڑھ کر دُعاء مانگتے ہیں"۔

یہ سب حضرتِ والا کی توجہ اور دُعاء کی برکات ہیں۔

(۱۲۱) محلہ کے بچوں کو سمجھاتا رہتا ہوں، الحمد للہ! بچوں نے ٹی وی وغیرہ دیکھنا بہت کم کردیا ہے۔ ایک بچہ تقریباً چار یا پانچ سال کا ہے اس کے والد نے کہا:

"ڈرامہ آرہا ہے تو دیکھ لے تو پانچ روپے دوں گا"۔

اس نے جواب دیا:

”میں پانچ روپے میں جہنم نہیں خرید سکتا“

ایک بچہ اور تقریباً بارہ سال کا بندہ کے پاس قرآن پڑھتا ہے، اس نے الحمد للہ! ٹی بی دیکھنا بالکل چھوڑ دیا ہے، گھر میں منع کرتا تو کوئی ملا کہتا، کوئی صوفی کہتا۔ اس نے ایک دن گھر والوں کی غیر موجودگی میں ٹی بی خراب کر دیا تاکہ کچھ دن تو جہنم سے بچ جائیں۔

حضرتِ والا سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

⑫ بندہ کو حضرتِ اقدس سے بیعت ہوئے چار ماہ اور تین یوم ہو گئے ہیں، اس مدتِ معظمہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سارے کبائر اور صغائر گناہوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائی ہے، مثلاً:

۱ــــ غیر محارم سے تعلقات قطع کر دیئے ہیں۔

۲ــــ اخبار، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر اور ہر قسم کی تصویروں سے دل میں نفرتِ شدیدہ پیدا ہو گئی ہے۔

۳ــــ غیبت سے قطعی پرہیز کر رہا ہوں اور حتی الامکان اس بات کی کوشش کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔

آج کل میں ایک عجیب صورتِ حال سے دوچار ہوں، میرا ایک چچا زاد فارغ التحصیل عالم بن گیا ہے اور چار چچا ہیں ان سب کا کہنا یہ ہے:

> ”آپ پر مفتی صاحب نے جادو کر دیا ہے اور آپ کو خراب کر دیا ہے، آپ ان کے مواعظ اور مجالس سے تعلق کاٹ کر الگ ہو جائیں، اور جمعہ کی تقریر میں آپ پردہ اور ڈاڑھی کے موضوع پر بیان نہ کیا کریں، یہ موضوع چھوڑ دیں ورنہ لوگ نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے، اگر آپ اس طرح نہیں کریں گے تو ہم آپ پر تعویذ کریں گے اور آپ

اُن سے بالکل متنفر ہو جائیں گے۔"

میں نے سب باتوں کے جواب میں کہا ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیئے
مدِ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہیئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیئے کیا کیا نہ چاہیئے

آخر میں دُعاء کی درخواست ہے۔

(۱۲۳) مصارف کے لئے بالکل کچھ بھی نہیں تھا، لیکن بندہ نے عزم کر لیا:

"حضرتِ والا کے ارشاد کو نہیں توڑا جاسکتا اس کے مقابلہ میں اپنے ہر کام اور ہر ضرورت کو چھوڑا جاسکتا ہے۔"

حضرتِ والا کے ارشاد پر عمل کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بالکل غائبانہ حاجت روائی فرمائی اور ایسی ایسی جگہوں سے دستگیری فرمائی کہ بندہ کو وہم و گمان بھی نہیں تھا۔

حضرتِ والا سے دُعاؤں کی بہت لجاجت کے ساتھ درخواست ہے۔

(۱۲۴) میرے اللہ کے کرم اور حضرتِ والا کی خصوصی محبت اور دُعاء کی برکت سے بندہ کے گھر کا ماحول بہت عجیب ہے۔ اہلیہ محبت، اطاعت، پھرتی اور خدمت میں اپنی مثال آپ ہیں، ان کی خدمت کی یہ حالت ہے کہ شام بچہ کی ولادت ہوئی، صبح سے کام کرنا شروع کر دیا، کپڑے دھونا، کھانا پکانا، بندہ کے جوتے صاف کرنا، یعنی ہر چھوٹا بڑا کام۔

اللہ تعالیٰ نے بہت عطاء فرمایا ہے مگر بندہ کا کوئی کام کسی اور سے نہیں کراتیں۔

حضرتِ والا سے ان کے لئے خصوصی دُعاء کی درخواست ہے، یا اللہ!

شکرِ نعمت عطا فرما دیجئے، آمین۔

(۱۲۵) کہیں سے گانے کی یا باجے وغیرہ کی آواز آتی ہے تو دونوں بچیاں کانوں میں انگلیاں دے کر بیٹھ جاتی ہیں۔ ایک مرتبہ حضرتِ اقدس کی مجلس میں شرکت کے لئے ویگن پر سوار تھے، ویگن میں ٹیپ بج رہا تھا، بچیوں نے کانوں میں انگلیاں دے لیں، جب لوگوں نے دیکھا کہ بچیاں کانوں کو بند کئے ہوئے ہیں تو ڈرائیور سے کہا:

"شرم کرو بچیاں کانوں کو انگلیوں سے بند کئے ہوئے ہیں۔"

آخر اس نے ٹیپ بند کر دیا۔

بڑی بچی کی عمر ساڑھے چار سال ہے اور چھوٹی کی تقریباً تین سال۔

(۱۲۶) ایک جمعہ کو حضرتِ والا کے وعظ میں حاضری دی، اس کا ایسا اثر ہوا کہ اللہ کے کرم سے ابھی تک کوئی جمعہ کا ناغہ نہیں ہوا، پہلے یہ حال تھا کہ کبھی نماز پڑھ لی اور کبھی نہیں۔ اب اللہ کی مہربانی اور حضرتِ والا کی دعاؤں سے نماز باجماعت پانچ وقت کی ادا کرتا ہوں۔ اور گھر میں بیوی اور بچے بھی پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں۔ تمام گناہوں سے توبہ کر لی ہے، آیندہ بھی گناہوں سے بچنے کی دعا اللہ تعالیٰ سے کرتا رہتا ہوں۔

گھر میں سے تمام کھلونے جو کہ گڑیوں اور جانوروں کی شکلوں میں تھے ختم کر دیئے۔

حضرتِ والا کے ایک وعظ میں یہ سنا کہ بچوں کو اسکول کی تعلیم نہ دلوائی جائے، اللہ تعالیٰ نے یہ بات دل میں ڈال دی۔ بچہ پہلی جماعت اور بچی دوسری جماعت پڑھ رہی تھی، ان دونوں کو اسکول سے نکال کر مدرسہ اسلامیہ میں بھیج دیا ہے۔

گانا سننا اور ٹی وی دیکھنا بالکل چھوڑ دیا ہے اور یہی حال تمام گھر کا بھی ہے۔

اب شبِ براءت آئی تو اللہ تعالیٰ نے دل میں یہ خیال ڈالا:

"لوگ تو حلوے پکا کر شبِ براءت مناتے ہیں، اس کی بجائے
مجھے یہ کرنا چاہئے کہ گھر میں جتنی تصویریں ہیں جلائی جائیں۔"

۱۴ شعبان کو مغرب کی اذان سے پہلے گھر میں جتنے بھی فوٹو موجود تھے اپنی شادی کے، بچوں کے، ماں باپ کے، تمام جلا دیئے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوجائیں۔

ڈاڑھی کے بارہ میں خیال ہوا کہ رمضان میں رکھوں گا، پھر یہ خیال آیا کہ رمضان تک تو شیطان مہلت مانگ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے فوراً دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ ابھی سے رکھو تو اللہ کا نام لے کر شروع کردی اور اللہ کے فضل وکرم سے اب ڈاڑھی اپنی منزل کی طرف جارہی ہے۔

(۱۲۷) مرضِ عشق جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ الحمدللہ! ثم الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کے عطاء کئے ہوئے نسخہ پر استقامت سے عمل اور حضرتِ والا کی دعاؤں کی برکت سے سو فیصد نجات عطاء فرمادی۔

میں کراچی سے گھر آتے وقت یہی پکا عزم کرکے آیا تھا کہ شرعی پردہ کا پورا پورا اہتمام کروں اور کرواؤں گا۔ گھر پہنچنے پر شیطان نے بہت کچھ بہکایا کہ عورتوں سے مصافحہ کرنے میں کیا حرج ہے؟ اتنے دنوں کے بعد باہر سے آئے ہو، لیکن الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمت عطاء ہوگئی۔

کوئی عورت جب ملنے کے لئے سامنے آتی میں راستہ بدل کر کہیں اور چلا جاتا، شروع شروع میں ناتجربہ کاری کی وجہ سے دو تین عورتوں نے پکڑ لیا، لیکن ان کو ایسا سبق دیا کہ یاد رکھیں گی، بالکل نفرت کا اظہار کیا جس کی وجہ سے وہ کہتی پھرتی ہیں کہ اسے اپنے رشتہ داروں سے بھی نفرت ہوگئی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرا راستہ نکال دیا وہ یہ کہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ کو

یہ مسئلہ سمجھا دیا، ان کو تسلی ہو گئی تو اب جو عورت مجھے ملنے آتی والدہ صاحبہ پہلے ہی سے اسے منع فرما دیتیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس گناہ سے نجات عطاء فرمائی۔

حضرتِ اقدس سے دُعاءِ استقامت کی درخواست ہے۔

(۱۲۸) محض ببرکتِ حضرتِ اقدس اتنی تھوڑی سی مدت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے بڑے کام لے لئے جو بظاہر بہت مشکل تھے، مثلاً:

۱ــــ مروّج چندہ کا ترک۔

۲ــــ موقعِ ختمِ قرآن پر مروّجہ بدعات اور اجتماعی دعاء بالجہر کے التزام وغیرہ کا خاتمہ۔

۳ــــ عوام تک میں بھی شرعی پردہ کا کافی حد تک اہتمام۔

چنانچہ ترکِ چندہ کے نتیجہ میں حال ہی میں اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہوا کہ ہر سال رمضان شروع ہوتے ہی قرب وجوار کی دکانوں سے طلبہ کے لئے شکر اور شربت وغیرہ لیا جاتا تھا، امسال میں نے منتظمہ سے کہا:

> "کسی سے بھی کوئی چیز طلب نہ کی جائے، خود سے کوئی چیز آگئی تو استغناء کے ساتھ قبول کی جائے، ورنہ صبر کرکے اللہ تعالیٰ سے طلب کی جائے۔"

ہوا یہ کہ گزشتہ سالوں کی بنسبت اس سال بہت ہی زیادہ اور بہت بہتر اللہ تعالیٰ نے اس طرح انتظام فرمایا کہ لوگوں نے شربت کی بوتلوں کی پیٹیاں بہت وافر مقدار میں خود جامعہ میں پہنچائیں۔ آخرِ رمضان تک کسی قسم کی کوئی تنگی نہ ہوئی۔

اور پردہ کے بارہ میں تو صرف رسالہ "شرعی پردہ" کے چند مضامین سنانے سے ایک بہت بڑے عالم پر جو ہم سے کچھ فاصلہ پر ایک بہت بڑے جامعہ میں

مدرس اعلیٰ ہیں اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے یہاں سے واپسی پر اپنی بستی کے معزز لوگوں کو جمع کر کے یہ شرط لگائی:

”آیندہ اگر تمام اہلِ بستی شرعی پردہ کا اہتمام کریں گے تو فبہا ورنہ اپنے جامعہ کے لئے کوئی دوسرا مدرس تلاش کریں، میں خدمت سے معذور ہوں۔“

چنانچہ سب نے یہ عہد کیا کہ آیندہ مکمّل طور پر پردہ کا اہتمام کریں گے۔ اس عالم نے پہلی بار بالواسطہ حضرتِ اقدس کا وعظ سنا ہے جس پر یہ اثر ہوا ؎

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند
صاف گر باشد ندانم چون کند

”خاک آمیز ایک گھونٹ جب مجنوں بنا دیتا ہے تو اگر وہ صاف ہو تو معلوم نہیں کیا کرشمہ دکھائے۔“

حضرتِ والا سے دعاءِ استقامت و ثبات کی درخواست ہے۔

(۱۲۹) الحمد للہ! پہلے تو میں نے خود ٹی وی دیکھنا ترک کیا، بعد میں پچھلے خط میں بچوں کے لئے دُعاء کی درخواست کی تھی، اللہ تعالیٰ نے وہ بھی جلد ہی سُن لی۔ حضرتِ والا کی توجّہ اور دُعاء کا یہ اثر ہوا کہ ہم سب نے یعنی میں، اہلیہ اور سب بچوں نے مل کر ٹی وی کی ایک ایک رگ کو پہلے سب نے اپنے ہاتھوں سے کاٹا، تاکہ اس نیک کام میں ہم سب پورا گھرانا شامل ہو جائے۔ پھر میں نے اور میرے دس سال کے بچہ نے دونوں رنگین بتوں کو کوڑے کے ڈھیر پر رکھ کر ہتھوڑی سے پاش پاش کر دیا۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم اور حضرتِ والا کی توجہ خاص اور دُعاء کا اثر

تھا کہ بُت فروشی کی بجائے اللہ تعالیٰ نے بُت شکن بنادیا، اس طرح جل ٹی بی سے جان چھوٹ گئی۔

دُعاء فرمائیں کہ جو گناہ مجھ سے اور میری وجہ سے سب دیکھنے والوں سے ہوئے اور میرے نامۂ اعمال میں لکھے گئے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے مجھے اور اُن سب دیکھنے والوں کو بھی معاف فرمادیں اور آیندہ ہر قسم اور ہر طرح کے گناہوں سے بچائیں۔

الحمد للہ! بیس ہزار کے ٹی بی کا بیس لمحہ بھی افسوس نہیں ہوا بلکہ دل میں ندامت ہی محسوس کی۔

⑭ بندہ نے ابھی گاؤں سے آتے ہوئے ایک قصبہ میں چند بار جمعہ پڑھایا حضرتِ والا کے مواعظِ شریفہ کا مطالعہ کرکے سنا دیا کرتا تھا۔ پھر ایک جمعہ کے وعظ میں ڈاڑھی کے وجوب پر حضرتِ والا کے ملفوظاتِ طیبہ سُنائے اور غیر اختیاری طور پر مجھے رونا آگیا کہ میرے اللہ کی بغاوت کیوں نہیں چھوڑتے؟ اسی مجلس سے علاقہ کے خان صاحب کھڑے ہوئے اور اعلان کیا:

"آج سے میں ڈاڑھی منڈانے سے توبہ کرتا ہوں۔"

اسی وقت ایک اسکول ماسٹر صاحب نے بھی کھڑے ہوکر توبہ کا اعلان کیا۔

پھر ایک ہفتہ بعد دوسرے جمعہ کو گیا تو خوشی سے مچل گیا کہ بعد میں مزید سات آدمیوں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس قدر خوشی ہوئی کہ زندگی بھر کبھی بھی ایسی خوشی نہیں ہوئی، قریب تھا کہ اس نعمت پر وجد میں آجاتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری فرمائی اور حضرت مرشد پاک کی برکت وفکر وتڑپ کی وجہ سے ان کو ہدایت ملی۔

حضرتِ اقدس سے عرض ہے کہ اولاً میرے لئے پھر خصوصاً ان نو آدمیوں کے لئے خصوصی طور پر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت نصیب فرمائیں۔

(۱۳۱) ابھی حال ہی میں حضرتِ والا مدظلہم کی محبت کے خیالات میں گم تھا کہ اچانک ذہن میں ایک عجیب سؤال پیدا ہوا:

> "آیا مجھے حضرتِ والا سے واقعی محبت بھی ہے یا صرف محبت کا دم بھرتا ہوں، اگر واقعی محبت ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟"

اس خیال کے آنے کے بعد طبیعت میں عجیب بے چینی پیدا ہوگئی اور رات کے ڈھائی بج جانے کے باوجود بھی نیند کا کچھ اثر نہ تھا طبیعت سنبھلنے پر اور غور و فکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ذہن میں جواب ڈالا جس کی وجہ سے طبیعت میں فوراً سکون پیدا ہوگیا اور نیند بھی آگئی۔ جواب یہ آیا:

> "میں نے حضرتِ والا سے تعلق کیوں جوڑا تھا؟ اگر تعلق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے جوڑا تھا تو اس مالک و خالق کی نافرمانی سے توبہ کر کے آیندہ کے لئے بچنے کا عزم کیا یا نہیں؟ اگر توبہ کر کے آیندہ کے لئے اس کی نافرمانی سے بچنے کا عہد کر لیا ہے تو محبت کا دعوی درست ہے ورنہ اس دعوی کی حقیقت صرف اور صرف یہ ہے ؎

ہم فراقِ یار میں گھل گھل کے ہاتھی ہو گئے
اتنے گھلے اتنے گھلے رستم کے ساتھی ہو گئے

اس کے بعد میں نے قلم اٹھایا اور اسی وقت اُن گناہوں کو لکھنے بیٹھ گیا جن سے الحمد للہ! توبہ کی توفیق ہوگئی، ان میں وہ گناہ بھی ہیں کہ جن کو کبھی چھوڑنے کا تصور بھی نہیں آیا تھا، اور وہ گناہ بھی ہیں کہ جن کے گناہ ہونے کا کبھی خیال بھی

نہ آیا تھا۔

محض حضرتِ والا کی خصوصی نظرِ کرم و صحبت کی برکت اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے ان گناہوں سے توبہ کی توفیق ہوئی ہے۔

جن گناہوں سے توبہ کر کے آیندہ کے لئے بچنے کا عزم و عہد کیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔۔۔ بدنظری کی لعنت۔
۲۔۔۔ غیر ضروری دوستی کا مہلک مرض۔
۳۔۔۔ اخبار اور غیر ضروری رسائل کا مطالعہ۔
۴۔۔۔ خود کو افضل اور دوسروں کو ذلیل سمجھنا۔
۵۔۔۔ مہلک مرض غیبت۔
۶۔۔۔ فخر اور بڑائی جیسی نحوست۔
۷۔۔۔ زیادہ بولنا اور زیادہ ہنسنا۔
۸۔۔۔ بلا ضرورت بازار جانا۔
۹۔۔۔ بینک سے ہر قسم کا تعلق۔
۱۰۔۔۔ جا بجا غصہ جاری کرنا۔
۱۱۔۔۔ بغیر جماعت نماز پڑھنا۔
۱۲۔۔۔ قرآن شریف نہ پڑھنا۔
۱۳۔۔۔ جھوٹ اور حیلہ بازی۔
۱۴۔۔۔ تصویر کی لعنت، سابقہ تصاویر جلا کر راکھ کر دیں۔
۱۵۔۔۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔
۱۶۔۔۔ مسجد میں لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے بیٹھنا۔
۱۷۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی چھوٹی چھوٹی نعمتوں کی ناقدری۔

۱۸۔ — بچپن میں جس کسی کو بھی کوئی تکلیف پہنچائی تھی ان سب سے زبانی یا تحریری معافی مانگی، اور آیندہ کے لئے توبہ کرلی۔

۱۹۔ — بچپن میں جس کسی کی کوئی چیز بھی چوری کی تھی اسے نہ صرف چوری کی ہوئی چیز واپس کی بلکہ مزید کافی رقم بھی دی۔

۲۰۔ — شیطان ہاؤس (سینما گھر)، ایمان بگاڑا (امام باڑا) اور دفتر قادیان (مسجد کے قریب بنا ہوا بیت الخلاء) وغیرہ کا پتا بتلانے سے بھی توبہ کرلی۔

اللہ تعالیٰ کی ان نافرمانیوں سے توبہ کرنے کے بعد اب میری کیفیت یہ ہے ؎

میں دن رات جنت میں رہتا ہوں گویا
مرے باغِ دل کی وہ گل کاریاں ہیں

(۱۳۲) حضرتِ والا میں نے "احسن الفتاوی" کی تیسری جلد پڑھی، جس میں حضرت والا نے تحریر فرمایا ہے:

"رمضان میں تراویح سنانے پر حافظ صاحب اور سامع کو رقم یا ہدیہ کے نام پر کوئی چیز دینا بالکل منع ہے۔"

جب میں نے یہ مضمون پڑھا تو میں نے "احسن الفتاوی" کا یہ مسئلہ اپنے علاقہ کی مسجد کی انتظامیہ کو پڑھنے کے لئے کہا۔ انتظامیہ نے پڑھنے کے بعد کہا:

"ہدیہ دینے کی رسم بہت پرانی ہوچکی ہے، لہٰذا اس فتوی کے مطابق عمل کرنا بہت مشکل ہے۔"

پھر میں نے اپنے تبلیغی بھائیوں سے مشورہ کیا اور اُن سے کہا:

"مسجد میں حافظ کو تراویح سنانے پر کسی نام سے بھی اور کسی طریقہ سے بھی دینا جائز نہیں۔"

پھر ہم تبلیغی جماعت والوں نے مسجد کی انتظامیہ سے کہا:

”اگر آپ اس فتویٰ کے مطابق عمل نہیں کرتے تو ہم تراویح کسی مسجد میں یا پھر نیو ٹاؤن میں جا کر ادا کریں گے، کیونکہ ہم مسجد میں انتشار پیدا کرنا نہیں چاہتے۔“

مسجد کی انتظامیہ اور حافظ صاحب کے درمیان کچھ بات ہوئی جس پر حافظ صاحب اور انتظامیہ نے ۲۸ شعبان کو مسجد میں یوں اعلان کیا:

”آیندہ کوئی صاحب امام اور حافظ کو کسی قسم کا نذرانہ وغیرہ بالکل نہ دیں کیونکہ یہ جائز نہیں ہے اور چندہ وغیرہ بھی نہ دیں۔“

اس اعلان سے الحمدللہ! بڑی مسرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرتِ والا کی برکت سے ہماری مسجد سے یہ برائی ختم ہوئی۔

حضرتِ والا سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۱۳۳) کراچی آتے ہوئے آخری جمعہ میں بیان کر رہا تھا اس میں ضمناً ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عفت و پاکیزگی کی بات کی تو ایک تقیہ باز مشہور پیر جو ”سید پیر جی“ کہلاتا ہے بھری مسجد میں فوراً کھڑا ہوا اور یہ کفر بکا:

”وہ پاک نہیں تھیں۔“

لوگوں نے اولاً تو کچھ نہیں کہا اس لئے کہ وہ اہلِ ثروت سے ہے لیکن یہ کفر سن کر میرا دماغ چکرا گیا اور بے ساختہ منبر سے اُتر کر پوری قوت سے زوردار طمانچا رسید کیا۔ اللہ کی مدد سے وہ طمانچا ایسا لگا کہ چہرہ سے خون بہنے لگا اور کچھ دیر بعد بے ہوش ہو گیا۔ لوگوں نے بچا لیا ورنہ واصلِ جہنم کر دیتا۔ اسی وقت اس کی برادری کو پتا چلا تو اس کے بیٹے وغیرہ سب برادری والے آ گئے لیکن لوگوں نے مجھے حراست میں لے لیا کہ وہ نقصان نہ پہنچائیں۔ اس کا سالا انسپکٹر آگے بڑھا اور غصہ سے کہا:

" مولانا! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر بھی کھائے مگر طمانچا کسی کو نہ مارا، آپ نے ہمارے خاندان کی ذلت کردی ہے"۔

میں نے کہا:

" انسپکٹر صاحب! اگر میں اس بھری مجلس میں اُٹھ کر کہوں کہ تیری ماں بدکار ہے تو تیری کیا حالت ہوگی؟"

اس پر وہ لاجواب ہوکر کہنے لگا:

" آپ نے کبھی دوسرے فرقہ باطلہ مرزائی وغیرہ کو بھی مارا ہے"؟

میں نے کہا:

" میں نے آج تک مرزائی وغیرہ دیکھا بھی نہیں ہے، اگر شوق ہے تو مرزائی کو لاؤ، اگر وہ میرے سامنے کچھ بکواس کرے تو پھر آپ مشاہدہ کرلیں کہ اس کا کیا حشر ہوگا"؟

اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ لاجواب ہوکر چلے گئے، جاتے وقت کہا:

" مولوی صاحب سے مسجد سے باہر نپٹ لیں گے"۔

میں نے بھی صلوٰۃ توبہ زندگی کی آخری نماز سمجھ کر پڑھ لی، مگر اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی کہ تمام علاقہ کے لوگوں نے متفق ہوکر مجھے ہاتھوں میں اٹھا لیا اور اس پورے خاندان سے بائیکاٹ کا اعلان کردیا، اور پھر بہت سے لوگ میرے اردگرد ہوکر مجھے بس اسٹاپ پر رخصت کرنے آئے۔

الحمد للہ! حضرتِ والا کے فیض و برکت اور توجہ سے ایک بڑا فائدہ ان لوگوں کو یہ ہوا کہ وہاں رافضیوں کے بارہ میں بولنا اور ان کے عقائد سے آگاہ کرنا بہت مشکل تھا اس لئے وہاں کے سادہ لوح مسلمان اُن سے متنفر نہیں تھے، اب الحمد للہ! وہاں کے رافضی مسلمانوں سے ممتاز ہوچکے ہیں، مسلمان ان سے

واقف ہوگئے ہیں اور اپنے دشمن کو پہچان گئے ہیں۔

آخر میں حضرت والا سے درخواست ہے کہ بندہ کے لئے خصوصی دُعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ استقامت فی الدین نصیب فرمائیں۔

(۱۳۷) میں ابھی گھر سے آرہا ہوں، الحمد للہ! حضرت اقدس سے تعلق کی بدولت اس مرتبہ بہت سے ان گناہوں سے بچنے کی سعادت نصیب ہوئی جن سے بچنا ہم محال سمجھتے تھے اور یوں کہتے تھے:

"بھلا یہاں بھی کوئی ان گناہوں کو چھوڑ سکتا ہے"۔

گزشتہ سالوں کا تجربہ بھی اسی کا شاہد تھا لیکن میں نے "انوار الرشید" اور مواعظ کا مطالعہ بدستور جاری رکھا تو اللہ تعالیٰ نے ہمت عطاء فرمادی۔

الحمد للہ بے پردگی سے بچا رہا، بالکل تو نہیں لیکن گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ اہتمام رہا، میں نے اس میں کسی کی ناراضی کی کوئی پروا نہیں کی۔

ایک مرتبہ گھر والے مُصر ہوئے کہ بھابی کو اس کے میکے سے ساتھ لے آؤ، میں نے صاف انکار کردیا، سب کہہ رہے تھے:

"اچھا پڑھ کر آئے ہو، والدین کا کہا بھی نہیں مانتے"۔

میں نے کہا:

"اللہ رب العزۃ کے حکم کے سامنے والدین کے حکم کی کوئی حیثیت نہیں"۔

جب سب کچھ نہ کچھ کہنے لگے تو میں نے کہا:

"جب ہم لوگ علم پر عمل نہیں کرتے تو آپ لوگ کہتے ہیں:
'جب تمہارا یہ حال ہے تو ہمارا تو ہوگا ہی'۔
اور جب عمل کرتے ہیں تو آپ ناراض ہوتے ہیں"۔

اس پر سب خاموش ہو گئے، پھر میں نے ان سے کہا:

"میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جنہوں نے پوری عمر اپنی بھابیوں کو نہیں دیکھا۔"

اس پر سب کو بہت تعجب ہوا، والدہ صاحبہ بولیں:

"ایسی زندگی کا مزا ہی کیا؟"

میں نے کہا:

"اگر اس زندگی کی لذت آپ کو آجائے تو معلوم ہو جائے کہ اس کے سامنے دنیا کی لذات کی کیا حیثیت ہے۔"

ان باتوں سے الحمد للہ! ان لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

اسی طرح قرآن خوانیوں کے بارہ میں بڑی مشکلات پیش آئیں لیکن الحمد للہ! گھر رہنے کے اس پورے عرصہ میں کسی قرآن خوانی میں نہیں گیا۔

حضرت والا سے دعاءِ ہمت و استقامت کی درخواست ہے۔

(۱۲۵) بندہ نے تین ماہ قبل حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق قائم کیا تھا، اس سے پہلے خط میں جو میں نے غصہ اور گالی سے بچنے کے لئے نسخہ طلب کیا تھا وہ نہایت مفید رہا، اس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان گناہوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائی۔

رمضان المبارک میں اپنے گاؤں میں تھا وہاں اللہ تعالیٰ نے بندۂ ناچیز سے اپنے دین کا جو کام لیا اس میں درسِ قرآن بھی تھا۔ درس میں ترکِ منکرات خصوصاً شرعی پردہ اور ڈاڑھی پر بہت زور دیا، بار بار کہنے سننے سے لوگ مانوس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان بڑے گناہوں سے توبہ کی توفیق عطاء فرمائی۔

ہمارے گاؤں میں رواج تھا کہ عید کے دن سب عورتیں اور مرد ایک

دوسرے سے ملتے اور ہاتھ ملاتے۔ یہ رواج بہت زور پکڑ گیا تھا، لوگ اسے گناہ ہی نہیں سمجھ رہے تھے، اس سال بحمد اللہ تعالیٰ کوئی کسی کے گھر نہیں گیا اور نہ ہی مصافحہ کیا۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرتِ والا کی دُعاء و توجہ کی برکت ہے۔

ایک دن ہمارے گاؤں میں تبلیغی جماعت آئی جس میں امیر صاحب کے سوا باقی سب نابالغ تھے، جب میں معمول کے مطابق درس کے لئے بیٹھا تو گاؤں والوں میں سے چار افراد نے آکر میرے کان میں کہا:

”آج ڈاڑھی کا مسئلہ ضرور بیان کریں کیونکہ یہ سارے نابالغ ہیں۔“

جب میں نے حضرتِ والا کے الفاظ میں مسئلہ بیان کیا تو رات کو تراویح کے بعد جماعت کے امیر صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے:

”آپ کا تعلق حضرت مفتی صاحب سے ہے؟“

میں نے فخر سے کہا:—— ”جی“

امیر صاحب نے حضرتِ والا کی بہت تعریف کی اور کراچی آنے پر حضرتِ والا سے بیعت ہونے کا عزم ظاہر کیا اور کہا:

”میرے پاس حضرت مفتی صاحب کے مواعظ ہیں، جب کبھی میں پریشان ہوتا ہوں یہ مواعظ پڑھتا ہوں ان سے سرور پیدا ہوجاتا ہے۔“

★ ★ ★ ★ ★

اس تحریر میں ”نابالغ“ سے ”ریش تراش“ لوگ مراد ہیں۔ محرر نے یہ اصطلاح حضرتِ والا ہی سے لی ہے، حضرتِ والا اس اصطلاح کی دو وجوہ بیان فرماتے ہیں:

۱ـــ ڈاڑھی مردانہ علامات میں سے ہے، اس لئے بالغ مرد کو یہ طبعاً مرغوب ہے، جو ڈاڑھی نہیں رکھتا وہ طبعاً نابالغ ہے۔

میں ان کی رعایت کرتے ہوئے انہیں "نابالغ" کہتا ہوں، ورنہ اصطلاحِ شریعت میں ڈاڑھی منڈانے بلکہ کٹانے والے کو بھی "مخنث" کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسا "ہیجڑا" جو درحقیقت مرد ہو مگر نسوانیت کی طرف طبعی میلان کی وجہ سے عورتوں سے تشبہ کرتا ہو۔

۲ـــ ڈاڑھی منڈانا بہت سخت گناہ ہے، اور گناہ کرنے سے دنیا و آخرت دونوں کو سخت نقصان پہنچتا ہے، جسے اپنے نفع و نقصان کی خبر نہ ہو وہ عقلاً نابالغ ہے، یعنی اس کا جسم تو بالغ ہو گیا مگر عقل نابالغ ہے۔

حاصل یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانے اور کٹانے والوں کی عقل نابالغ ہے اور طبع نسوانی۔

(۱۳۶) الحمد للہ! حضرت اقدس سے تعلق کی بدولت دن بدن حالات اچھے ہوتے جا رہے ہیں، اللہ رب العزۃ اپنی نافرمانی کی ظلمت سے نکال کر اپنی اطاعت کی توفیق عطاء فرما رہے ہیں۔ بندہ جب اپنی ماضی بعید اور ماضی قریب کے ساتھ اپنے حال کا موازنہ کرتا ہے تو اپنی زندگی میں انقلابِ عظیم نظر آتا ہے اور دل سے بے ساختہ "الحمد للہ!" نکلتا ہے۔ مستقبل اس سے بھی زیادہ روشن نظر آتا ہے۔

گزشتہ جمعہ کو حضرتِ اقدس نے بندہ کی طرف متوجہ ہو کر نام دریافت فرمایا تو اس ایک توجہ سے بندہ پر اتنا عجیب اثر پڑا اور ایسا فائدہ ہوا کہ گزشتہ چار سال کے مقابلہ میں یہ غالب نظر آتا ہے، پہلے تو میرے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور دل دھڑکنے لگا، جب ذرا ہوش سنبھالا تو محسوس کیا ع

اب اور ہی ہے کوئی جہاں میرا

الحمد للہ! اس ایک نظر سے غیر اللہ کی محبت چھٹ چھٹ کر دل سے نکل گئی گناہوں سے نفرت پیدا ہوگئی، اللہ رب العزت کی عظمت دل میں جاگزین ہوگئی، مجھے لذتِ قرآن اور حلاوتِ قرآن اسی دن سے محسوس ہونے لگی اور نہ جانے اس عجیب کیمیا تاثیر نظر سے زندگی کے کس کس پہلو میں انقلاب آیا، عقل حیران و ششدر ہے کہ یہ نظر تھی کیا چیز؟ ابھی تک دل میں اس کی لذت محسوس ہو رہی ہے ؎

نہ جانے کس نظر سے حضرتِ والا نے دیکھا تھا
ابھی تک دل میں تاثیرِ نظر محسوس ہوتی ہے

کیا جانے کس انداز سے حضرت نے نظر کی
حالت ہی دگرگوں ہے مرے قلب و جگر کی

تری نظروں کے صدقے اک ہجومِ شوق ہے دل میں
ہوا آباد دم بھر میں جو تھا ویرانہ برسوں سے

(۱۳۷) میں کسی ضرورت سے باہر بازار وغیرہ جاتا ہوں تو الحمد للہ! اپنی نگاہ نیچی رکھتا ہوں۔ کہیں اچانک کسی غیر محرم پر نظر پڑ جائے یا ویسے ہی محسوس ہو کہ آوارہ عورتوں کا گروہ آرہا ہے یا کوئی گناہ کا کام ہو رہا ہے تو فوراً دل میں حضرتِ اقدس کا تصوّر آجاتا ہے، بلکہ بسا اوقات چند لمحوں کے لئے ایسا تصوّر چھا جاتا ہے کہ گویا میں حضرتِ اقدس کی صورت میں ہو کر چل رہا ہوں، کسی آوارہ عورت یا گناہ کی طرف نظر اُٹھانے کی طرف ادنیٰ سی توجہ بھی نہیں رہتی، ایسی حالت ہو جاتی ہے جس کا میں الفاظ میں اظہار نہیں کر سکتا، اتنی لذّت آتی ہے کہ جیسے مستی میں اڑا جا رہا ہوں، اکثر یہ شعر زبان پر آجاتا ہے ؎

زندگی پُر لطف پائی گرچہ دل میں غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

یہ تصور اچانک غیر اختیاری طور پر آجاتا ہے۔

الحمد للہ! میرا روزانہ کا معمول ہے کہ سورۂ یٰس ایک بار، سورۂ فاتحہ ایک بار، سورۂ اخلاص تین بار پڑھ کر حضرت مرشد پاک کو ایصالِ ثواب کرتا ہوں کہ شاید میرے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میری نجات فرمادیں۔

آخر میں حضرتِ اقدس سے نہایت لجاجت سے عرض ہے کہ میرے لئے بارگاہِ الٰہی سے خصوصی دُعاء فرمائیں کہ مولائے کریم مجھے اپنا اتنا عشق نصیب فرمادیں کہ لوگ دیوانہ سمجھنے لگیں۔

(۱۳۸) بندہ صرف چار مجلسوں میں حاضری دینے کے بعد حضرت والا کا دیوانہ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرتِ والا کے وعظوں نے تو دل کی دنیا ہی بدل ڈالی۔ اللہ کی محبت کے جوش اور ولولے پیدا ہوگئے ؎

تری نظروں کے صدقے اک ہجومِ شوق ہے دل میں
ہوا آباد دم بھر میں جو تھا ویرانہ برسوں سے

اب حالات یہ ہوگئے ہیں ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیئے
مدِّ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہیئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیئے کیا کیا نہ چاہیئے

حضرتِ والا! میں نے اپنی زندگی کو مکمل طور پر شریعت کے مطابق بنانے کا عہد کرلیا ہے، جان دے دوں گا لیکن اللہ کی نافرمانی کے قریب بھی نہیں بھٹکوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حیوانوں سے بدتر زندگی گزارنے کے بعد حضرتِ والا کی مجلس کا اثر یہ ہوا کہ

تمام ظاہری گناہوں سے پکی اور سچی توبہ کرلی جن سے بچنا بہت مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا تھا۔ باطنی امراض کا علاج تو حضرتِ والا ہی کریں گے، ظاہری گناہ جن سے توبہ کرلی ہے ان کی فہرست درجِ ذیل ہے:

۱ــــ ڈاڑھی کٹانے اور منڈانے سے مکمل توبہ۔

۲ــــ شراب نوشی سے مکمل توبہ۔

۳ــــ جوابازی سے مکمل توبہ۔

۴ــــ زناکاری سے مکمل توبہ۔

۵ــــ بدنظری جیسا گناہ جس سے برادری کے ساتھ رہ کر بچ جانا ناممکن ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کی بدولت اس سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائی۔

۶ــــ پانچ وقت باجماعت نماز کا اہتمام۔

۷ــــ گھر میں بیوی کو شریعت کے مطابق پردہ کرانے کی کوشش۔

۸ــــ ٹی وی کو خراب کرکے الگ رکھ دیا۔

۹ــــ گھر سے تمام جاندار تصویروں اور مجسموں کو پھاڑ کر گھر کو پاک کرلیا۔

۱۰ــــ تمام بے دین دوستوں کو پہلے دین کی دعوت دی اور پھر الگ ہو کر کنارہ کشی اختیار کرلی۔

حضرتِ والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پاک زندگی پر قائم دائم رکھے۔

یہ پرچہ اس وقت کے حالات کا ہے جب مجھے حضرتِ والا کی مجلس میں حاضری کا چار بار شرف ملا تھا، الحمدللہ! اب چھ ماہ گزر گئے ہیں بلاناغہ حضرتِ والا کے وعظ میں شرکت اور چہرۂ انور کی زیارت باقاعدگی سے کرتا ہوں۔ حضرتِ والا سے گزارش ہے کہ حضرت مجھے بیعت فرمائیں اور میری باطنی بیماریوں کا علاج فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ امت کی اصلاح کے لئے حضرت والا کا سایہ صحت وتندرستی کے ساتھ ہمیشہ قائم رکھے اور آپ کے فیوض و برکات کا سلسلہ تا قیامت قائم و دائم رکھے۔ آمین

★ ★ ★ ★ ★

تحریر مذکور میں امور ذیل خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں:

۱۔ اس شخص کی زندگی میں حضرت والا کی مجلس بابرکت میں صرف چار بار حاضری سے ایسا انقلابِ عظیم آگیا کہ ظاہری گناہ سب چھوٹ گئے اور باطنی امراض کے علاج کی فکر دل میں پیدا ہوگئی۔

۲۔ قلب میں دینی بصیرت اتنی پیدا ہوگئی کہ زندگی میں دفعۃً اس قدر انقلابِ عظیم کا مشاہدہ کرنے، زنا و شراب جیسے فواحش سے نجات پانے اور حضرت والا کے گرویدہ ہوجانے کے باوجود بیعت کی درخواست پیش کرنے میں جلدی نہیں کی بلکہ چھ ماہ تک مسلسل بلاناغہ حاضری کے بعد یہ درخواست پیش کی ہے، جبکہ عام لوگوں کی حالت یہ ہے کہ جہاں پہنچے فوراً بیعت کی درخواست، یہ کم فہمی ہے۔

اصول یہ ہے کہ پہلے کچھ مدت مجلس میں حاضری کا سلسلہ رکھا جائے جب اطمینانِ کامل اور مناسبتِ تامہ حاصل ہوجائے تو بیعت کی درخواست کی جائے۔

عوام تو کیا اس زمانہ کے مشایخ بھی اس اصول پر عمل نہیں کرتے، بس جو پہنچا فوراً بیعت کرلیا۔ ہمارے حضرتِ اقدس دامت برکاتہم کے یہاں ایسی بے اصولی نہیں، مدت تک پرکھنے کے بعد بیعت فرماتے ہیں۔

۳۔ حضرتِ والا کے فیض سے ان کے دل میں یہ حقیقت منکشف ہوگئی ہے

کہ بیعت سے مقصد اوراد و وظائف نہیں بلکہ قلب و قالب کے تمام گناہوں سے پاک و صاف ہو کر ظاہر و باطن اور زندگی کا ہر شعبہ شریعت کے مطابق بنانا مقصود ہے۔

(۱۳۹) ہماری خالہ صاحبہ میری بڑی ہمشیرہ صاحبہ کے گھر آئیں، جب میرے بھائی صاحب نے انھیں میرے متعلق بتایا کہ وہ بھی قریب ہے۔ تو جواب ملا:

> ”وہ اپنے خالو اور خالہ زاد نیز ان کے دامادوں کے سامنے نہیں آتی، اس کے شوہر نے اتنا سخت پردہ کروا رکھا ہے کہ رشتہ داری کو بھی ختم کر دیا۔“

بھائی نے اس کا تذکرہ مجھ سے آکر کیا، میرے رب کریم نے مجھ سے برجستہ جو بات نکلوائی وہ ان کی عطاء و دستگیری ہے۔ میں نے بھائی صاحب سے کہا:

> ”میرا جواب بھی ان تک پہنچا دیں، بلکہ اس لمبے چوڑے خاندان میں جو بھی میرے متعلق اس قسم کے خیالات رکھے سب کو بتا دیں کہ میں اتنی بہادر نہیں ہوں کہ پانی کے بلبلے کی مانند زندگی میں اپنے مالک کو ناراض کر دوں اور ان دنیا والوں کو راضی کروں جو میری اصل اور کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی میں کسی بھی کام نہیں آسکتے۔“
> ان سے کہہ دیں کہ وہ یا کوئی اور رشتہ دار ملتا ہے تو ملے نہیں ملتا تو کوئی پروا نہیں۔

یہ بھی بتا دیں کہ گناہ کا سب سے پہلا حملہ عقل پر ہوتا ہے؎

دور باش افکارِ باطل دور باش اغیارِ دل
سج رہا ہے ماہِ خوباں کے لئے دربارِ دل

رہا یہ سوال کہ پردہ شوہر نے کروایا ہے تو یہ غلط ہے، پردہ

فکرِ آخرت کی وجہ سے کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ سب کو فکرِ آخرت عطاء فرمائیں"۔

حضرتِ والا سے دین پر مضبوطی سے قائم رہنے اور استقامت کے لئے دُعاء کی درخواست ہے۔

اگر حضرتِ اقدس اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم صرف تبلیغِ دین کی خاطر حضرتِ اقدس کے مواعظ دوسروں تک پہنچانے کے لئے ٹیپ ریکارڈر بغیر ریڈیو کے خریدلیں۔

(۱۴۰) بحمد اللہ تعالیٰ بندہ کے حالات ٹھیک ہوتے جارہے ہیں، جن گناہوں کو چھوڑنا ناممکن اور محال معلوم ہوتا تھا ان میں سے بہت سے تو چند ہی ساعات میں چھوٹ گئے اور بقیہ سے چند ایام میں نجات مل گئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

علاوہ ازیں دلی سکون واطمینان اور کسی کارِ خیر کو کرنے پر انشراحِ صدر وقلب کی دولت اور نعمت محض حضرتِ والا کی توجہ سے اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی۔ فالشکر له علی نواله۔

(۱۴۱) حضرتِ والا کی دُعاؤں، برکت اور آپ کے بیان میں سات ماہ سے ہر جمعہ کو بلاناغہ حاضری سے بڑا فائدہ ہوا، کئی ایسے گناہوں کا پتا چلا جو گمان میں بھی نہ تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان سے بچنے کی توفیق بھی عطاء فرمائی۔

چودہ سال برابر تبلیغی جماعت میں جانا ہوتا رہا مگر بدقسمتی سے وہیں کا وہیں رہا بلکہ جوڑ باقی رکھنے کے لئے کئی گناہ بھی کرنے پڑے۔

الحمد للہ! ٹی وی اور ریڈیو تو شروع ہی سے گھر میں نہیں ہیں، حضرتِ والا کی صحبت میں حاضری کے بعد جن گناہوں سے بڑی حد تک نجات ہوئی وہ یہ ہیں:

۱۔۔۔ آج کل شادی بیاہ کی تقریبات اور دعوتیں منکرات اور خرافات سے
خالی نہیں ہوتیں بس لئے میں نے ان میں جانا بند کر دیا۔

۲۔۔۔ مختلف قسم کی خوانیوں میں جانا بلکہ ان کی مٹھائی لینا بھی بند کر دیا۔

۳۔۔۔ جن بہن بھائی اور رشتہ داروں کے گھروں میں ٹی بی ہے ان کے یہاں
بلا سخت ضرورت جانا بند کر دیا۔

۴۔۔۔ جھوٹ کی عادت بہت کم ہو گئی، اللہ تعالیٰ پورے طور سے بچالے۔

۵۔۔۔ غیبت کی عادت چھوٹ گئی مگر کبھی کبھار ہو ہی جاتی ہے۔

۶۔۔۔ نظروں کی حفاظت کی فکر بڑھ گئی، فائدہ ہو رہا ہے۔

۷۔۔۔ نماز میں جماعت کی پابندی کی فکر بڑھ گئی۔

۸۔۔۔ نماز میں مزا آنے لگا ہے۔

حضرتِ والا کے مواعظ کی کتابوں اور "انوار الرشید" میں سے روزانہ تھوڑا تھوڑا پڑھتا ہوں، ان کتابوں میں ایسی باتیں ہیں جن کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ پر توکل اور فکرِ آخرت پیدا ہوتی ہے۔

حضرتِ والا سے بیعت کا شوق اس لئے پیدا ہو گیا ہے کہ فکرِ آخرت غالب آجائے اور اللہ کی محبت پیدا ہو جائے جس کی بدولت دنیا میں اللہ کی نافرمانی اور گناہ سے بچنا نصیب ہو جائے۔

بیعت کے لئے پہلے پرچہ لکھ کر دیا تھا کئی دنوں کے بعد دوبارہ یاد دلایا تھا، اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ سات خط ہو جانے کے بعد یاد دلائیں لہٰذا اب یاد دلا رہا ہوں۔

(۱۴۲) عید کے دن میری اہلیہ بیٹھی قربانی کا گوشت بنا رہی تھی، میرے چچا زاد اور پھوپھی زاد ملنے آئے، اہلیہ نے ان سے پردہ کیا تو پھوپھی زاد نے کہا:

"میں اس کا دوپٹا سر سے اتار کر ننگا کرتا ہوں۔"

اہلیہ نے ڈانٹ کر کہا:

"خبردار! اگر قریب آنے کی کوشش کی تو تیری ٹانگیں کاٹ کر اسی گوشت کے ساتھ پکاؤں گی۔"

وہ تو یہ سن کر بھاگے، گھر جا کر پھوپھی صاحبہ کو بتایا:

"..... کی بیوی نے عید کے دن ہماری بے عزتی کی ہے۔"

پھوپھی صاحبہ نے آکر مجھ پر سخت اعتراض کیا تو میری زبان سے بے اختیار یہ شعر نکلا ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِّ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہئے

(۱۴۳) حضرتِ والا کے عطا فرمودہ نسخوں کے استعمال سے الحمد للہ! بہت نفع ہو رہا ہے۔

گزشتہ عریضہ کے جواب میں حضرتِ والا نے جو نسخہ تحریر فرمایا اس کا ایسا اثر ہوا کہ دماغ میں گھس کر دل میں اتر گیا، عجیب بات یہ کہ اطلاعِ حال کی تعیین تاریخ سے ایک ہفتہ پہلے ہی ذہن کی گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئیں۔

اس سے یہ حقیقت سمجھ میں آئی:

"جس طرح کتابیں پڑھ کر کوئی ڈاکٹر یا انجینئر یا حکیم نہیں بن سکتا، اسی طرح دین کی کتابیں پڑھنے سے کوئی عالم نہیں بن سکتا، اس کے لئے شیخِ کامل کی رہبری انتہائی ضروری ہے۔"

الحمد للہ! مالک کی دستگیری اور حضرتِ والا کی نظر و دعاء کا اثر اس طرح ہوا کہ مجلس میں چند بار کی حاضری سے یہ گناہ چھوٹ گئے:

۱ــــ سب سے پہلا کام جو چھوڑا گانا بجانا بالکل بند، حالانکہ ابھی شادی کو صرف چند ماہ ہوئے ہیں۔ یہ بہت ہی مشکل مرحلہ تھا، الحمد للہ! مالک کی دستگیری اور حضرتِ والا کی نظر اور دُعاء اور مجلس کی برکت سے بہت آسان ہوگیا۔

۲ــــ دوسرا کام اپنی بیوی کو تمام نامحرموں سے پردہ کرا دیا جو کہ پہلے کام سے بھی زیادہ مشکل تھا۔ اپنے بھائیوں سے، ان کے "زادوں" سے، اپنے بہنویں سے، ان کے بہنوئی سے، اپنے سگے بھانجے سے، ان کے خالو سے۔

اس کے لئے یہ کام کیا کہ بیوی کو بھی حضرتِ والا کی جمعہ کی مجلس میں ساتھ لانے لگا۔ الحمد للہ! بات اللہ نے ان کے دل میں بھی بٹھادی۔

۳ــــ ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیا، نہ صرف یہ کہ چھوڑ دیا بلکہ دو عدد ٹی وی جو اپنی ملکیت میں تھے ان میں سے ایک جلا دیا دوسرا توڑ پھوڑ کر حکومت کے کارندوں کے لئے رکھ چھوڑا ہے کہ جب آئیں گے تو ان کے سامنے جلایا جائے گا، حالانکہ ٹی وی کے معاملہ میں مَیں اس حد تک آگے تھا کہ کھانا بھی ٹی وی کے سامنے بیٹھ کر کھاتا تھا۔

۴ــــ تمام تقریبات میں جانے سے توبہ کرلی، یہاں تک کہ جب بڑی سالی کی منگنی میں بہت زور دے کر بلایا گیا تو بھی نہ خود گیا نہ اپنی بیوی کو بھیجا، حالانکہ قوی امکان تھا کہ اس کی وجہ سے وہ اپنی لڑکی کی طرف سے خلع لینے کا مقدمہ داخل کردیں گے، مگر الحمد للہ! مالک کی دستگیری اور حضرتِ والا کی دعاؤں اور مجلس کی برکت سے بیوی سے جب بات کی گئی تو اس نے صاف جواب دے دیا:

"آپ لوگ اپنا کام کریں میں اپنے گھر بہت خوش ہوں۔"

۵ــــ دوستوں میں آنا جانا کم کر دیا ہے، حالانکہ پہلے ان کے گھروں میں ان کی

بیوی کے ساتھ ان کی موجودگی میں تاش کھیلا کرتے تھے۔

۶ — بدنظری سے توبہ، جب کہ پہلے کچھ نہ پوچھیں کہ ہاتھ اور آنکھیں کیسے چلتی تھیں۔

الحمد للہ! حضرتِ والا کی برکت سے اب یہ حال ہے کہ جہاں ملازمت اختیار کی ہے وہاں تین لڑکیاں کام کرتی ہیں، مجھے وہاں سات ماہ ہو گئے ہیں لیکن آج تک کسی کو صورت سے نہیں جانتا جب کہ تمام معاملات دفتر سے متعلق ہیں، ایک ہی جگہ نشست، ایک ہی راستہ آنے جانے کا۔

۷ — کہیں غیبت کا ہلکا سا بھی شبہہ ہوا فوراً توبہ۔

۸ — تمام گناہوں سے توبہ اور کثرت سے استغفار۔

تبلیغی بھائیوں نے بے حد اصرار کیا:

"نکلیں، نکلیں، ایک چلّہ، چار مہینے یا چالیس دن یا دس دن، نہیں تو تین ہی دن نکل کر دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔"

میں نے جواب دیا:

"مجھے حضرتِ والا کی صرف تین ہی مجالس میں چلّہ لگانے سے دیکھئے کیا ہو گیا ہے۔

شوق کو دھن ہے کہ چل کر اس کو ڈھونڈ
لوگ کہتے ہیں کہ سودا ہو گیا
آپ کی دھن ہے کہ سودا ہو گیا
ہائے کیا جانے مجھے کیا ہو گیا"

الحمد للہ! حضرتِ والا کی تمام ہدایات کو دوسروں تک پہنچانے کا معمول ہے

حضرتِ والا سے خصوصی دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضا میں فنائیّت عطاء فرمائیں۔

⑭④ بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کے فیض سے بندہ کے حالات ٹھیک ہو رہے ہیں، گناہ تقریباً چھوٹ گئے ہیں، مزید دُعاء کی درخواست ہے۔ بندہ اکثر کچھ متفکر اور اداس رہتا ہے، اگر عشق و محبت کا کوئی شعر مل جاتا ہے تو دل اس کو بے اختیار حضرتِ والا پر چسپاں کرتا ہے، مثلاً حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ؎

کیا جانے کس انداز سے ظالم نے نظر کی
حالت ہی دگرگوں ہے مرے قلب و جگر کی

حضرتِ والا کے اسم مبارک پر نظر پڑتی ہے تو ایک دم طبیعت پریشان ہو جاتی ہے اور اداسی چھا جاتی ہے، اس وقت محبت کے ظلم و ستم کا کوئی شعر قلب میں آجاتا ہے تو قلب اسے حضرتِ والا پر چسپاں کر لیتا ہے۔

ایک بار امتحان کے ایام میں بندہ نے رات کو مطالعہ کے لئے کتاب اٹھائی تو تقریباً ایک منٹ تک کوئی حرف یا نقش نظر نہیں آرہا تھا، بلکہ حضرتِ والا کی تصویریں ہی نظر آرہی تھیں۔

★ ★ ★ ★ ★

مذکورہ حالات کے بارہ میں حضرتِ والا کا ارشاد:

> ”یہ کیفیات ہیں جو مقصود نہیں، مقصود اصلاح ہے، اگر ایسی کیفیات کے ساتھ گناہ چھوٹ رہے ہوں اور فکرِ آخرت میں ترقی ہو رہی ہو تو یہ محمود ہیں، من جانب اللہ تائیدِ غیبی اور تحصیلِ مقصود و تکمیلِ اصلاح کا ذریعہ ہیں، اور اگر آخرت سے ایسی غفلت ہو کہ گناہوں میں کمی نہ ہو رہی ہو تو محض کیفیات فضول ہیں بلکہ کیدِ نفس و تلبیسِ ابلیس

ہونے کی وجہ سے مہلک ہیں ؎

جذبات ہی پہ اپنے نہ مجذوبؔ شاد رہ
جذبات ہیچ ہیں جو مرتبِ عمل نہ ہو
کتنے ہی خوشنما ہوں فریبِ نظر سمجھ
جھوٹے ہیں پھول بعد کو پیدا جو پھل نہ ہو

کتاب میں نقوش کی بجائے تصاویر نظر آنا دیکھنے والے کی قوّتِ متخیّلہ کا تصرّف ہے۔"

(۱۲۵) میں نے حضرتِ والا کا وعظ "شرعی پردہ" پڑھا، اس کا مجھ پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرے اندر بہت ہمت پیدا کر دی ہے، چنانچہ میں نے پندرہ روز پیشتر مکمل شرعی پردہ کا اہتمام شروع کیا ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس میں کامیاب فرمائیں۔

دنیا والوں کی ناراضی تو بہت معمولی چیز ہے میں تو اپنے گھر والوں کی بھی کسی شرعی کام میں مداخلت پسند نہیں کرتی، میرے تمام بہنوئی اور تمام رشتہ کے بھائی سب پردہ کرنے سے ناراض ہیں، پورا گھرانا سخت ناراض ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے مقابلہ میں ان کی ناراضی کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

سب سے بڑھ کر میرے مجازی خدا میرے شرعی پردہ سے بہت ناراض ہیں، محض ناراض ہی نہیں بلکہ ان کا رویّہ مجھ سے بہت خراب ہو گیا ہے، عرصہ پندرہ دن سے انہوں نے مجھ سے بات چیت تک بند کر رکھی ہے، شوہر کا کہنا ہے:

"جب شرعی پردہ ترک کرو گی اس وقت بات کروں گا، اگر تم نے پردہ کرنا نہ چھوڑا تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں، اس کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔"

میں نے شرعی پردہ کے لئے اپنے آپ کو پوری طرح تیار کرلیا ہے، اس سے پیدا ہونے والے ہر قسم کے حالات کے مقابلہ کے لئے مکمل طور پر تیار ہوں، اگر حضرتِ والا نے مشورہ دیا کہ شوہر کو چھوڑ دو تو اس کے لئے بھی میں تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے شرعی پردہ کی توفیق دی ہے تو وہی آسانیاں دینے والا ہے۔

حضرتِ والا کے وعظ کے یہ شعر میرے اندر بہت ہمت پیدا کرتے ہیں۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِّ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۱۳۶) میں نے حضرتِ والا سے بیعت کی درخواست کی تھی، حضرتِ والا نے فرمایا تھا:

"اپنے حالات لکھ کردیں۔"

تعمیلِ حکم میں حالات کا پرچہ پیشِ خدمت ہے۔

میری عمر ستائیس برس ہے، ابھی شادی نہیں کی، ایک پرائیویٹ فرم میں ملازم ہوں۔

ہمارے محلہ کی مسجد کے خطیب صاحب حضرتِ والا سے بیعت ہیں۔ ان کے وعظ سے مجھ پر گہرا اثر ہوا، میں الحمد للہ! پکا نمازی بن گیا، ڈاڑھی بھی رکھ لی، پینٹ قمیص بھی پہننا چھوڑ دیا، اس سلسلہ میں مجھے بہت باتیں برداشت کرنا پڑیں، پھر مجھے اپنی اصلاح کی مزید فکر ہوئی۔ کسی مرشدِ کامل کی تلاش میں رہا، ساڑھے دس ماہ سے ہر جمعہ حضرتِ والا کا وعظ پابندی سے سن رہا ہوں، الحمد للہ! مجھے آپ

کے وعظوں سے بہت فیض حاصل ہوا اور آپ سے خصوصی مناسبت پیدا ہو گئی۔

جو تبدیلیاں ہوئی ہیں عرض خدمت ہیں:

۱۔۔۔ بدنظری سے مکمل طور پر شفایابی۔
۲۔۔۔ غیبت سننے اور کرنے سے احتیاط اور اس میں نوے فیصد کامیابی۔
۳۔۔۔ فوٹو کھنچوانے سے مکمل احتیاط۔
۴۔۔۔ ٹی وی دیکھنا بالکل بند۔
۵۔۔۔ ریڈیو پر گانا بجانا اور سننا بالکل بند۔
۶۔۔۔ ٹخنے کے اوپر شلوار رکھنے کی فکر اور احتیاط۔
۷۔۔۔ کسی بھی قسم کی قرآن خوانی میں جانے سے پرہیز۔
۸۔۔۔ تفریحی مقامات پر جانے سے احتیاط۔
۹۔۔۔ ہر قسم کی غلط اور خرافات والی دعوتوں میں جانے سے پرہیز۔
۱۰۔۔۔ رسالے اور ڈائجسٹ پڑھنے پر مکمل پابندی۔

اب مجھے شریعت کی پابندی اور آخرت کی فکر ہے، حضرتِ والا میں آپ سے اس سلسلہ میں نہایت عاجزی اور انکساری سے التجاء کرتا ہوں کہ آپ مجھے بیعت فرمالیں، تاکہ میری دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں۔

(۱۲۴) جب میں شروع شروع میں حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے "انوار الرشید" کا مطالعہ کیا، "دین پر استقامت" کے باب میں میں نے یہ مسئلہ پڑھا:

"اگر مقامِ دعوت پر پہنچنے سے قبل معلوم ہو گیا کہ وہاں پر کوئی گناہ ہو گا تو اس دعوت میں جانا جائز نہیں اور اگر جانے کے بعد معلوم

ہوا تو وہاں بیٹھنا جائز نہیں اٹھ کر چلے جانا فرض ہے، خواہ یہ شخص علمی ہو یا عالم اور مقتدیٰ ہو۔"

انہی دنوں میں میرے والد صاحب نے مجھے ایک تقریب میں شرکت کے لئے بہت مجبور کیا، کیونکہ وہ میرے ماموں زاد بھائی کی شادی کی تقریب تھی۔

میں نے والد صاحب سے کہا:

"میں کسی حالت میں بھی نہیں جاؤں گا، اگر آپ مجھے لوگوں سے اُٹھوا کر بھی لے جانا چاہیں گے تو میں یہ دُعاء کروں گا:

"یا اللہ! تو مجھے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اپنے پاس بلا لے۔"

جب تک معلوم نہ تھا تو اور بات تھی اب جب معلوم ہو گیا ہے تو اب یہ کام نہیں ہو گا۔"

اپنی اس حالت کے مطابق میں نے ایک خواب دیکھا ہے:

"میرے والد صاحب مجھ سے بہت سخت ناراض ہیں، میں نے اس کی وجہ اپنے بھائی سے پوچھی تو انہوں نے بتایا:

"تم نے تقریبات میں جانا چھوڑ دیا ہے۔"

پھر والد صاحب نے مجھ سے کہا:

"تمہاری وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے کہ میں بہت سخت بیمار رہنے لگا ہوں، اگر اب بھی تم نے بات نہ مانی تو میں خودکشی کر لوں گا۔"

میں نے ان سے کہا:

"جاؤں گا تو میں پھر بھی نہیں، میں اپنے اللہ کو ناراض نہیں کر سکتا، مجھے مرنا ہے اور اللہ کو جواب دینا ہے، ہاں میں دُعاء

کروں گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ کام نہ کرنے دیں اور ہدایت عطاء فرمائیں۔“

لیکن پھر بھی والد صاحب نے مجھ سے کئی بار یہ کہا:

”دیکھو میں خودکشی کرلوں گا۔“

میں نے ان سے کہا:

”اگر آپ نے ایسا کیا تو مجھے اللہ سے امید ہے کہ اس کی ذمہ داری مجھ پر نہیں آئے گی، کیونکہ یہ جو کچھ بھی میں کر رہا ہوں اسی کے حکم کے مطابق کر رہا ہوں۔“

حضرتِ والا سے دُعاء کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت عطاء فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کو اجرِ عظیم عطاء فرمائیں، صحت وعافیتِ کاملہ کے ساتھ آپ کا سایہ قائم رکھیں اور آپ کے فیوض وبرکات کو قیامت تک جاری رکھیں۔ آمین۔

(۱۲۸) حضرتِ والا کی مجلس میں حاضری دینے والے ایک صاحب کی صحبت سے ماشاء اللہ! مجھے دینی فہم حاصل ہوا، حضرتِ والا کے مواعظ پڑھنے کا معمول ہے‘ ان سے بہت فائدہ ہوا، اب یہاں تک جذبہ پیدا ہوگیا ہے کہ کالج سے بہت سخت نفرت ہوگئی ہے، بس یہ دھن ہے کہ کسی دینی مدرسہ میں داخل ہوجاؤں۔ اب تک گھر والوں کو میرے باطنی انقلاب کا علم نہیں تھا، اب جب چھٹی ختم ہوئی کالج کھل گیا، ایک دو دن گزر گئے تو گھر والے بیدار ہوئے، مجھ سے پوچھا، میں نے فیصلہ سُنا دیا:

”اب کالج میں پڑھنے کو دل نہیں چاہتا، دینی مدرسہ میں پڑھوں گا۔“

یہ فیصلہ گھر والوں پر بجلی بن کر گرا، انہوں نے شدید مخالفت شروع کر دی حتی کہ یہ فیصلہ سُنا دیا:

"اگر کالج میں پڑھنا ہے تو گھر میں رہو ورنہ یہاں سے نکل جاؤ۔"

میں نکلنے پر تیار ہو گیا تو وہ اپنے اس فیصلہ سے پھر گئے اور دوسرے حربے شروع کر دیئے، پابندی لگا دی کہ بلا اجازت کہیں نہیں جا سکتے اور کہا:

"اس پاگل کے پاس ہرگز نہیں جا سکتے جس نے تم کو پاگل بنا دیا۔"

مجھ پر پہرا لگا دیا ہے، بڑے بھائی جو کہ نماز پڑھنے نہیں آتے تھے، اب صرف پہرے کی خاطر مسجد میں آتے ہیں اور مجھے پکڑ کر لے جاتے ہیں، ایک دن تو کمرے میں بند کر دیا، جماعت کے لئے بھی نہ جانے دیا، مجبوراً گھر ہی میں نماز پڑھ لی۔

مشیر بھی بہت ہیں، مشورہ دیتے رہتے ہیں:

"کالج جاؤ، گھر والوں کی بات مان لو۔"

میں کہتا ہوں:

"اب مان لی تو ہمیشہ رونا پڑے گا، یہ تو کھلی ہوئی بات ہے کہ کالج جا کر اپنے دین کو بچانا محال ہے۔"

حضرتِ والا دواء و دُعاء سے میری رہبری فرمائیں۔

★ ★ ★ ★ ★

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کی صحبت و مواعظ میں ایسی تأثیر رکھی ہے کہ طلبہ کی کثیر تعداد والدین کی طرف سے سخت سے سخت پابندیوں اور بڑی سے بڑی سزاؤں کے باوجود اسکولوں کالجوں سے بھاگ کر مدارسِ دینیہ میں داخل ہو رہی ہے، حالانکہ حضرتِ والا خطاب خاص یا عام میں کبھی بھی اسکول کالج کی تعلیم سے منع نہیں فرماتے، اشارۃً وکنایۃً بھی کبھی اس قسم کی کوئی بات نہیں فرماتے جو اسکول

کالج سے نفرت کا باعث ہو، محض فیضِ صحبت ہی سے یہ حال ہو جاتا ہے ؎

سنبھل کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

(۱۴۹) میری عمر چودہ سال ہے، اسکول میں آٹھویں کلاس کا طالب علم ہوں۔ ایک صاحب سے حضرتِ والا کی باتیں سن کر بہت متأثر ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کے فیض سے کئی گناہوں سے بچالیا ہے۔ والد صاحب ٹی وی دیکھنے پر بہت مجبور کرتے ہیں، میں انکار کرتا ہوں تو کھینچ کر ٹی وی کے سامنے لے جاتے ہیں، میں منہ اور سر زمین پر رکھ دیتا ہوں تاکہ ٹی وی پر نظر نہ پڑے تو وہ میرے سر پر تھپڑ لگا کر کہتے ہیں:

"اٹھاؤ سر، دیکھو ٹی وی۔"

اس کے باوجود میں سر نہیں اٹھاتا۔

(۱۵۰) ایک چار سالہ بچہ کے والدین دینی رجحان نہیں رکھتے، اس کے باوجود یہ کمسن بچہ حضرتِ والا کی صرف چند روزہ صحبت سے اس قدر متأثر ہوا ہے کہ دیکھنے والے حیران ہیں، اس کی ہر ادا محبتِ الٰہیہ میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے، اس وقت بطورِ نمونہ چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

۱ــــ مسجد میں صفِ اوّل میں امام کے پیچھے کھڑا ہونے پر اصرار کرتا ہے، ہٹانے سے روتا ہے، سمجھا بجھا کر بہت مشکل سے ہٹایا جاتا ہے۔

۲ــــ اسکول سے بہت نفرت۔ کہتا ہے:

"میں اسکول میں ہرگز نہیں پڑھوں گا، عالم اور مفتی بنوں گا۔"

۳ــــ ٹی وی سے سخت نفرت۔ ایک بار ٹی وی کے قریب الٹا لیٹ گیا، پاؤں ٹی وی کی طرف، اسکرین کے بالکل قریب۔ بچوں نے کہا:

"بہت ہی مزیدار پروگرام آرہے ہیں، جلدی اٹھو دیکھو۔"

کہنے لگا:

"میں تمہاری سہیلیوں کو پاؤں دکھا رہا ہوں۔"

۴ — خالہ زاد بہن کی شادی کی تقریب میں والدہ نے زبردستی پینٹ شرٹ پہنا دیا، بچہ بہت رویا، زمین پر مٹی میں لوٹ پوٹ۔ لوگوں نے کہا:

"دیکھو! تمہارے کیسے اچھے کپڑے مٹی میں خراب ہو رہے ہیں۔"

کہنے لگا:

"میں ان کپڑوں کو مٹی سے خوب لت پت کروں گا، پھر قینچی سے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے گندے نالے میں پھینک دوں گا۔"

۵ — ماموں نے گود میں لے لیا، کھڑے ہو گئے اور کہا:

"ہم دونوں اسی حالت میں فوٹو کھنچواتے ہیں۔"

یہ سنتے ہی جیسے بچہ پر بجلی گر گئی، ایسا چلایا اور اس قدر زور سے تڑپا کہ اسی لمحہ ماموں کے ہاتھوں سے زمین پر آپڑا اور فوراً اٹھ کر بہت تیزی سے بھاگ گیا۔

(۱۵۱) حضرت! انتہائی پُرمسرت زندگی گزر رہی ہے۔ والدہ صاحبہ ٹی بی جلانے پر اتنی ناراض کہ یوں کہتی ہیں:

"بروزِ قیامت تجھے دودھ نہیں بخشوں گی۔"

میں نے کہا:

"اماں! یہ تو میرا تھا، میں نے ضائع نہیں کیا بلکہ اس کے عوض بہت بڑا ذخیرہ مالک نے جمع کرا دیا ہے۔"

ساس اور دوسرے اقارب بیوی کو پردہ کرانے اور تقریبات میں نہ لے جانے پر بڑے ناراض ہیں، ساس کہتی ہیں:

”پاگل ہوگیا ہے، عقل سٹھیا گئی۔“

اور جو بڑے نسبتی بھائی ہیں ان کا تو کہنا ہی کیا، ایک سے بڑھ کر ایک۔

الحمد للہ! قلب پر کسی کا کوئی اثر نہیں۔

حضرت! ابھی پچھلے دنوں جہاں ہم ملازم ہیں وہاں ایک کام کی بات چلی، ہم نے نقشہ وغیرہ دیکھا تو اس میں ہر فلیٹ میں ایک ٹی بی کا پوائنٹ بھی تھا، فوراً ہی خطرہ کی گھنٹی بجنا شروع ہوگئی، فوراً ہی حضرتِ والا کی طرف رجوع کیا حضرت نے تفصیل معلوم کرنے کے بعد کام کرنے سے منع فرما دیا، ساتھ یہ بھی فرمایا:

”اگر وہ ٹی بی کے پوائنٹ کسی دوسرے سے کرائیں تو بجلی کا کام کرنے کی اجازت ہے۔“

حضرت! تمام کام پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) روپے سے اوپر کا تھا، مگر اللہ تعالیٰ کی دستگیری اور حضرتِ والا کی دعاؤں کی برکت سے قلب پر (٫۰۰۰۰۵) برابر بھی اثر نہیں پڑا۔

کمپنی والوں نے بہت اصرار کیا مگر میں انکار پر قائم رہا حالانکہ میں اس کمپنی میں ملازم ہوں، دوسرے لوگوں نے بھی بہت کہا:

”تم دیکھو گے تھوڑا ہی، یہ تو بجلی کے کام سے تعلق رکھتا ہے۔“

الحمد للہ! کسی کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ جب کمپنی کے مالک سے بات ہوئی تو میں نے صاف کہہ دیا:

”بجلی کا تمام کام کریں گے لیکن ٹی وی پوائنٹ نہیں بنائیں گے۔“

ہیں، کمپنی کے ڈائریکٹر نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگے:

"ٹھیک ہے، آپ ٹی وی پوائنٹ چھوڑ دیں، باقی پوری بلڈنگ کا بجلی کا کام آپ کریں۔"

اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا، ساتھ ہی نظر حضرتِ والا ہی کی طرف رہی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق جوڑ کر یہ ہمت عطاء فرمائی، اس پر اس مالک کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔

حضرت! فہمِ دین کے لئے خصوصی دعاء کی درخواست ہے۔

(۱۵۲) حضرتِ والا سے بیعت ہوئے سات ماہ گزر گئے ہیں، اس قلیل مگر نہایت مبارک مدت میں ربِ کریم نے ظاہری و باطنی گناہوں سے جس قدر سرعت سے شفاء عطاء فرمائی ہے یہ اس کا فضل اور اپنے مرشد کی صحبت کا اثر ہے۔ بیعت سے قبل بہت مہلک امراض جسم و روح کی رگ رگ میں سرایت کر گئے تھے اور شیطان کے وساوس خون میں شامل ہو کر وریدوں و شریانوں میں جاری و ساری تھے۔ بدفعلی، بدکاری، سیاہ کاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رکھی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس بندۂ ناتواں کو حضرتِ والا جیسے طبیبِ حاذق اور قلب کے اسپیشلسٹ کی طرف رہنمائی فرمائی جو بغیر کسی آلہ اور ساز و سامان کے صرف چند معظم کلمات کے ذریعہ جسم اور دل کی گہرائیوں سے گناہوں کا مہلک زہر اور خُردبین سے بھی نظر نہ آنے والے جراثیم نکال کر دل کو دھو کر ایسے آئینہ کی طرح صاف و شفاف بنا دیتا ہے جس میں صرف اور صرف محبوبِ حقیقی ہی کے خیالات و تصوّرات نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کی برکت سے میرے سفینۂ زندگی کو گناہوں کے

سمندر میں غرق ہوتے ہوئے بچا لیا، میرے دل کو غلیظ و پلید خیالات سے پاک کر کے محبوبِ حقیقی کے تصوّر سے منوّر فرما دیا ؏

آفرین بر دست و بر بازوئے تو
"تیرے ہاتھ اور بازو پر آفریں"۔

اب حال یہ ہے کہ ہر قسم کی بدکاریوں کے علاوہ ٹی بی، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ اور اخبار وغیرہ کے مطالعہ سے بھی توبہ کر لی ہے، حضرتِ والا کی برکت سے مہلک امراض سے شفایاب ہو گیا ہوں، الحمدللہ!

(۱۵۳) والدہ کے گھر قرآن خوانی کے دن جانے سے انکار کیا تو ان کی سخت دل شکنی ہوئی، کیونکہ وہ خاص بندی کے جانے کے دن مقرر کی گئی تھی، ان کا کہنا تھا:

"بہت لوگوں سے مل لوگی، سب پوچھتے ہیں"۔

میں نے استحضار کیا:

"ان کی ملاقات ومجلس ومعیت بہتر ہے یا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ وصحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت جی، امی جی کی؟"

آخر ربِ کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ومعیّت والا کام کروا دیا اور اپنی والدہ اور سب کے لئے ہدایت کی دُعاء کی توفیق عطاء فرما دی۔ یہ محض میرے ربِ کریم کا کرم اور حضرتِ والا کا فیض ہے۔

★ ★ ★ ★ ★

اس تحریر میں "امی جی" سے مراد "پیرانی صاحبہ" ہیں۔

یہ خاتون سارے خاندان اور پورے ماحول میں صرف تنہا دین دار ہیں،

پورا خاندان اور ماحول فکرِ آخرت سے بالکل خالی، شوہر بھی دین سے کوسوں دور، اس کے باوجود ان میں اس قدر استقامت وہمت کہ سب تعلقات ایک مالک کے تعلقات پر قربان ؂

سمجھ کر اے خرد اس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

یہ حضرتِ والا کی مجلسِ رُشد وہدایت کا فیض ہے جو دلوں میں عشقِ الٰہی کی آگ بھر دیتی ہے ؂

تری محفل میں جو بیٹھا اٹھا آتش بجاں ہوکر
دلوں میں آگ بھر دیتی ہے آہِ آتشیں تری

(۱۵۴) بیعت ہونے کے بعد میری زندگی میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرتِ والا کی برکت سے انقلابِ عظیم آگیا ہے، میں پہلے اِن گناہوں میں مبتلا تھا:

(۱) ڈاڑھی منڈانا
(۲) تاش کھیلنا
(۳) ایس کھیلنا
(۴) انگریزی لباس پہننا
(۵) زندگی کا بیمہ کروانا
(۶) بانڈ کی خرید وفروخت
(۷) سودی لین دین
(۸) تصویریں کھینچنا اور کھنچوانا
(۹) ٹی وی دیکھنا
(۱۰) وی سی آر دیکھنا
(۱۱) سینما دیکھنا
(۱۲) گانے سننا
(۱۳) غیبت کرنا اور سننا
(۱۴) بے حساب جھوٹ بولنا
(۱۵) فحش باتیں اور طنز کرنا
(۱۶) سگریٹ پینا
(۱۷) نماز نہ پڑھنا
(۱۸) تلاوت کبھی نہ کرنا
(۱۹) ذکر وفکر کبھی نہ کرنا، آخرت سے مکمل غفلت۔

اب حالات یہ ہیں:

۱ — کبھی ٹی وی پر اتفاقاً نظر پڑجاتی ہے تو توبہ کرلیتا ہوں۔

۲ — پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرتا ہوں۔

۳ — قضاء نمازیں پڑھ رہا ہوں۔

۴ — قضاء روزے رکھ رہا ہوں۔

۵ — صبح اٹھ کر اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ..... اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ○ پڑھتا ہوں۔

۶ — کلام پاک کی تلاوت بلاناغہ۔

۷ — مناجاتِ مقبول روزانہ۔

۸ — روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ۔

۹ — گھر والوں کو نرمی سے تبلیغ۔

ان میں سے کوئی کام چھوٹتا نہیں ہے، زندگی بہت پُرسکون گزر رہی ہے۔ یہ سب کچھ حضرت والا ہی کی بدولت ہوا ہے، حضرت والا نے جو احسانات مجھ محتاج پر فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ حضرت والا کو ان کی جزاءِ خیر عطاء فرمائیں۔

⑮⑤ میری شادی کی تاریخ میں صرف ایک ہفتہ رہ گیا ہے، میرا منگیتر حاجی عثمان کا معتقد ہے، میں نے جب حضرت والا کا یہ ارشاد سنا:

”حاجی عثمان اور اس کے مریدین و معتقدین بہت سخت گمراہ ہیں۔“

میں نے اسی وقت اس رشتہ سے انکار کر دیا، میرے والدین بہت سخت ناراض ہوئے، حتیٰ کہ والد صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا:

”میں کبھی بھی تیری صورت تک بھی نہیں دیکھوں گا۔“

میں نے جواب دیا:

” اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا پر مقدم ہے ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِّ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے۔"

حضرتِ والا نے مجھے بچا لیا، اس پر میں حضرتِ والا کا شکر ادا نہیں کر سکتی، بہت سوچتی ہوں کہ حضرتِ والا کا شکر کیسے ادا کروں؟ مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی، اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کو بہتر سے بہتر بدلہ عطاء فرمائیں، آمین۔

* * * * *

ملاحظات:

۱ــــ یہ لڑکی اب تک صرف دوبار حضرتِ والا کے وعظ میں حاضر ہوئی ہے، بیعت کے بارہ میں اس کی درخواست ابھی تک قبول نہیں کی گئی۔

۲ــــ اس زمانہ میں لڑکیوں کے لئے مناسب رشتے نہ ملنے کی مشکلات اور پریشانیاں بہت عام ہیں۔

۳ــــ مناسب رشتہ مل جانے کے بعد جانبین کی ایک دوسرے کی طرف طبعی رغبت۔

۴ــــ شادی کی تاریخ جتنی قریب ہوتی جاتی ہے اس رغبت اور امنگوں میں ہر لمحہ غیر معمولی اضافہ و ترقی ہوتی چلی جاتی ہے حتّٰی کہ ایک ہفتہ قبل کا زمانہ تو بے پناہ جذبات کا دور ہے۔

۵ــــ طے شدہ رشتہ توڑنے کے بعد دوسرا مناسب رشتہ نہ ملنے اور عمر بھر طرح طرح کے مصائب میں مبتلا رہنے کا سخت خطرہ۔

۶ــــ دوسرا رشتہ نہ ملنے کی صورت میں والدین کی ناراضی اور طعن و تشنیع میں اضافہ

کے علاوہ مشکلات میں عدم تعاون کا خطرہ۔

۷ — پہلے سسرال والوں کی طرف سے شماتت اور پورے خاندان کی نظر میں انتہائی خفت کا خوف۔

ان کوائف میں لڑکی کا اس قدر جہادِ عظیم حضرتِ والا دامت برکاتہم کی کھلی کرامت ہے، دو ہی بار کی حاضری نے اس لڑکی کے دل میں محبتِ الٰہیہ کی ایسی آگ بھر دی جس نے دنیا بھر کے تعلقات اور خطرات و مصائب کو خاکستر کرکے رکھ دیا ہ

اے سوختہ جاں پھونک دیا کیا مرے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

(۱۵۶) میں کوئی دینی کتاب پڑھتی اور پھر دیندار لوگوں کے حالات دیکھتی تو بہت غصہ آتا اور سوچتی:

"شاید یہ باتیں کتابوں کی حد تک ہی محدود ہیں۔"

جب میں اس بارہ میں کچھ کہتی تو سب مجھے بیوقوف بناتے اور کہتے:

"کیا سب دیندار لوگ غلط کرتے ہیں۔"

مجھے بھی ڈر لگتا کہ کہیں میں ہی غلطی پر نہ ہوں، اللہ سے دعا مانگتی:

"اگر میں غلطی پر ہوں تو مجھے ہدایت دے اور اگر میں صحیح راستہ پر ہوں تو مجھے ایسی صحبت عطاء فرمادے۔"

ڈیڑھ سال تک حضرت . . . . صاحب دامت برکاتہم کے وعظ میں جاتی رہی، ایک رات یہ دعاء مانگتے مانگتے سوگئی:

"یا اللہ! جس بزرگ سے اصلاحی تعلق قائم کرنا میرے لئے بہتر ہو اس کے ساتھ اصلاحی تعلق کروا دیجئے۔"

خواب میں حضرتِ والا کی طرف ہدایت دی گئی، حضرتِ والا کے وعظ سن کر

بہت ہی ہمت آگئی ہے، دین پر عمل کرنا پہلے سے بہت ہی آسان ہو گیا ہے اب مجھے اللہ کے سوا کسی سے ڈر نہیں لگتا، علم دین حاصل کرنے کا شوق اور شدید ہو گیا ہے، تحصیلِ علم اور دینی مجلس کے سوا اور کہیں دنیا میں دلچسپی نہیں رہی، علم کے شوق اور اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ سینہ پھٹ جائے گا۔

آخر میں حضرتِ والا سے دُعاء کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی محبت، خلوص، عاجزی، علم، عمل اور خدمتِ دین کی ہمت عطاء فرمائے اور کبر، عجب، ریاء اور دوسرے اخلاقِ ذمیمہ سے بچائے، میرا ذہن تیز کر دے، مجھے، میرے والدین اور سب گھر والوں کو شریعت کا پابند بنا دے۔

(۱۵۷) بندہ نے جو امراض لکھے تھے بحمد اللہ تعالیٰ ان سے حضرتِ والا کے ارشاد فرمودہ نسخے استعمال کرنے سے مکمل صحت ہو گئی۔

الحمد للہ! جب "انوار الرشید" کا مطالعہ کرتا ہوں تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

(۱۵۸) میں حضرتِ والا کے وعظ میں دو بار حاضر ہوئی ہوں جس سے فکرِ آخرت پیدا ہو گئی، اب میں حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق قائم کرنا چاہتی ہوں، اس کی اجازت اور اس بارہ میں ہدایات ارشاد فرما کر رہبری فرمائیں۔

میرے والدین مجھے حج یا عمرہ کے لئے لے جانا چاہتے ہیں، مگر میں نے انکار کر دیا ہے، اس لئے کہ مجھ پر حج فرض نہیں ہے، اور حج کے لئے پہلے فوٹو کھنچوانا پڑے گا، پھر وہاں بھی بے پردگی سے بچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ میں نفل عبادت کے لئے حرام کام کرنا جائز نہیں سمجھتی، اس میں ثواب کی بجائے عذاب ہے، کیا میرا یہ خیال صحیح ہے؟

(۱۵۹) بندہ بارہ سال سے ایک بہت بڑے کبیرہ گناہ میں مبتلا تھا، اسے چھوڑنا ناممکن نظر آتا تھا، بارہا چھوڑنے کی فکر و ہمت کی لیکن ناکام رہا، وہ حضرتِ والا سے تعلق کے بعد خود بخود چھوٹ گیا ہے، الحمد للہ! ثم الحمد للہ! ثم الحمد للہ!!! اب اس کی طرف کوئی رغبت نہیں ہوتی، یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے۔

بدنظری سے بھی الحمد للہ نجات ہوگئی ہے، کوئی عورت سامنے آجائے تو اس کی طرف توجہ نہیں جاتی، دل اس کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

مرضِ غیبت سے بھی بحمد اللہ تعالیٰ فائدہ ہو رہا ہے۔ غیبت کرتے وقت تنبّہ ہوجاتا ہے تو فوراً دل گھبرا جاتا ہے اور میں خاموش ہوجاتا ہوں۔

حضرتِ والا کی دعاؤں کی ضرورت ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی دعاء و توجہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائیں گے اور مجھے تمام گناہوں سے نجات عطاء فرمائیں گے۔

(۱۶۰) جب سے حضرتِ والا سے بیعت ہوا ہوں اس مبارک مدت میں ربِّ کریم جلّ شانہٗ نے بہت سے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائی ہے، یہ محض اللہ جلّ شانہٗ کا فضل اور حضرتِ مرشد کی صحبت کا اثر ہے۔

بیعت سے قبل میں عورتوں کے ساتھ مل جل کر رہتا تھا اور بے ریش لڑکوں سے ملاپ وغیرہ رکھتا تھا، میں بہت سخت گناہوں میں گھرا ہوا تھا، اب حضرتِ والا کی صحبت اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کے فضل و کرم سے صحت یاب ہوں۔

حضرتِ والا سے بیعت ہونے سے پہلے امتحان میں اکثر فیل ہوا کرتا تھا، اب اعلیٰ نمبروں پر پاس ہوتا ہوں۔

علاوہ ازیں ہر وقت دل و جان کی پریشانی رہتی تھی، اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دل کو سُرور حاصل ہے۔

میں نے حضرتِ والا کا وعظ "شرعی پردہ" اپنے ایک ساتھی کو دیا، اس نے پڑھنے کے بعد اپنی بھاوجوں کے سامنے جانا چھوڑ دیا ہے۔ اور حضرتِ والا کی مجلس میں حاضر ہونے لگا ہے۔

⑯ میں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں علماء و اولیاء کے حالات پڑھتی تھی، بادشاہوں کے سامنے ان کی جرأت، بادشاہوں کا ان کے دربار میں حاضر ہونا، ان کی شان کا بادشاہوں سے بلند ہونا پڑھ کر اس کی عملی تصویر دیکھنے کے لئے میں تڑپ جاتی تھی، ایسی باتیں سن کر لوگ کہتے تھے:

> "ہم تو بس تصور ہی کی دنیا میں ہیں، ایسے لوگ تو پہلے ہوتے تھے، آج کل تو زمانہ دوسرا ہے۔"

ما شاء اللہ! حضرتِ والا کے حالات پڑھ کر اور سن کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ میرے ذہن میں اسلام کا جو تصور تھا آج بھی اس کی عملی تصویر موجود ہے۔

حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کے بعد بہت ہمت آگئی ہے، رات کو سونے سے پہلے محاسبہ کرتی ہوں، سارے دن کا جائزہ لیتی ہوں کہ کہیں کوئی کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف تو نہیں کیا کسی پر زیادتی تو نہیں کی، دل میں تکبر تو نہیں آگیا، تقویٰ میں کتنا اضافہ ہوا۔ اس سے بہت سی عادتیں سدھر گئی ہیں۔

مراقبہ صرف اللہ کی محبت کا کرتی ہوں، موت کا دھیان کرتی ہوں یا قبر کے عذاب کو سوچتی ہوں تو اتنا اثر نہیں ہوتا، صرف اللہ کی محبت کا مراقبہ کرنے سے دل پر بہت ہی اثر پڑتا ہے۔

حضرتِ والا کے مواعظ پڑھ کر اور سن کر ایک ایک بات پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔

حضرتِ والا کے مواعظ سے شوقِ وطنِ آخرت پیدا ہو گیا ہے، بہت شوق

ہو رہا ہے کہ بہت جلد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوبانِ خدا سے ملاقات ہو۔

روزانہ اپنی شاگردوں کو "انوار الرشید" اور آپ کے مواعظ پڑھ کر سناتی ہوں۔

"انوار الرشید" تیسری مرتبہ شروع کی ہے۔

بہشتی زیور کے مسائل بھی پڑھتی ہوں۔

"انوار الرشید" میں لکھی ہوئی ہدایت کے مطابق مجھے صرف دو قسم کے لوگوں سے ملنا پسند ہے، ایک تو جن سے مجھے دینی فائدہ پہنچے، دوسرے وہ لوگ جن کو مجھ سے دینی فائدہ پہنچے، کسی کے پاس بیٹھتی ہوں اگر وہ دین کی باتیں کرتی ہے تو ٹھیک ورنہ اٹھ کر چلی جاتی ہوں، اس سے بہت ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں تکبر نہ ہو، اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ اس کا فیصلہ تو حضرتِ والا ہی فرمائیں گے، اگر تکبّر ہے تو نسخہ ارشاد فرمائیں۔

★ ★ ★ ★ ★

مذکورہ حالات ایک نوعمر لڑکی کے ہیں، جس کے والدین اور خاندان کو دین سے لگاؤ نہیں۔

(۱۶۲) جامعہ کے وہ اہلِ ثروت ارکان جن کو محض بغرضِ چندہ رکن بنایا گیا تھا ان کی رکنیت کو سب اساتذہ کے اتفاق سے مکمل طور پر ختم کر کے رسالہ "صیانۃ العلماء عن الذل عند الاغنیاء" سے وہ تمام شرائط جو حضرتِ والا نے مولوی احتشام الحق صاحب کے خط کے جواب میں تحریر فرمائی ہیں نقل کر کے ارکانِ شوریٰ کو سنائی گئیں، سب نے بالاتفاق قبول کر لیں تو ان شرائط کو بطورِ دستور محفوظ کرا لیا ہے، اس سے قبل حالات کے پیشِ نظر رسالۂ مذکورہ بعض کو بالاستیعاب سنا دیا تھا اور بعض کو مطالعہ کے لئے دے دیا تھا۔

(۱۶۳) حضرت والا! میں مریض محبت تھا، تقریباً چار سال سے یہ مرض میرے جسم کے ہر رگ و ریشہ میں پیوست ہو چکا تھا، اب حضرت اقدس کے عنایت کئے ہوئے نسخہ پر مسلسل عمل کرنے سے میں مکمل طور پر صحت یاب ہو چکا ہوں، الحمد للہ!

(۱۶۴) حضرت والا کے ارشادات بذریعہ کیسٹ اور مطبوعہ مواعظ اور زبانی گھر والوں کو سنانا شروع کئے تو بحمد اللہ تعالیٰ سب سے پہلے والدہ صاحبہ نے شرعی پردہ کر لیا، پھر ہمشیرہ نے بالغ ہونے سے پہلے ہی، پھر بھاوج نے بھی شرعی پردہ کر لیا۔

والدہ صاحبہ ایک عزیزہ سے ملنے گئیں تو حضرت والا کے وعظ کی دو کیسٹیں بھی سنانے کے لئے ساتھ لے گئیں، خاندان کی سب خواتین نے وعظ سنا، بحمد اللہ تعالیٰ اس سے متأثر ہو کر اسی وقت سب نے شرعی پردہ کے اہتمام کا فیصلہ کر لیا چنانچہ میں والدہ صاحبہ کو لینے گیا تو سب خواتین نے مجھ سے پردہ کیا جو پہلے رشتہ داری کی وجہ سے مجھ سے پردہ نہیں کرتی تھیں، حتیٰ کہ ایک ایسی عمر رسیدہ خاتون نے بھی پردہ کیا جس کی عمر ساٹھ سال سے بھی زیادہ ہے اور اس سے بہت قریب کا رشتہ بھی ہے۔

(۱۶۵) میری شادی کے موقع پر میری پھوپھی زاد بہن مجھے نوٹوں کے ہار پہنانے کے لئے آگے بڑھی، میں نے فوراً اسی وقت سب کے سامنے ہار پہننے سے صاف صاف انکار کر دیا۔

ایک چچا زاد بہن مجھے ہدیہ پیش کرنے لگی، میں نے اس سے بھی ہدیہ لینے سے صاف صاف انکار کر دیا۔

خسر صاحب نے جہیز میں بہت قیمتی ٹی بی بھی دیا، مجھے علم ہوا تو میں بہت ناراض ہوا اور والد صاحب سے کہا،

"میں ٹی بی کو اپنے کمرے میں ہرگز نہیں رکھوں گا۔"

والد صاحب نے مجھے بہت سمجھایا:

"دیکھو بیٹا! تمہارے خسر نے اتنا قیمتی ٹی بی بھیجا ہے، تم بے شک اس کو مت دیکھنا، صرف رکھ تو لو اپنے کمرے میں تاکہ تمہارا کمرا کوئی دیکھنے آئے تو اس کو پتا چلے کہ تمہارے خسر نے اتنا قیمتی ٹی بی بھی بھیجا ہے۔"

میں نے والد صاحب کو جواب میں کہا:

"میں دوسروں کو تو ٹی بی سے روکتا پھرتا ہوں، متنفر کرتا ہوں اور خود اپنے کمرے میں ٹی بی رکھوں، یہ میری دینی غیرت کبھی گوارا نہیں کر سکتی۔"

والد صاحب مجبور ہو گئے اور ٹی بی گھر کے ایک کونے میں بند چھپا پڑا رہا، یہ شادی سے پہلے کا قصہ ہے، شادی ہوئی تو پہلی رات ہی میں نے بیوی کو سمجھایا اور ٹی بی نہ دیکھنے کا وعدہ لے لیا، الحمد للہ!

پھر میں نے ٹی بی خسر صاحب کو واپس بھیجنے کی تحریک چلائی، والد صاحب اور بڑے بھائی میری اس بات پر بہت ناراض ہوئے اور والد صاحب نے مجھے ایک لقب دیا، میرے بھائیوں سے کہنے لگے:

"دیکھو تو یہ کیسا زہریلا مولوی بن گیا ہے۔"

میں نے دعائیں شروع کر دیں، تین چار روز کے بعد میں نے پھر بات اٹھائی، اللہ کی شان کہ اتنے میں ان کی سوچ بالکل پلٹ گئی تھی، انہوں نے میرے ٹی بی کے واپسی کے مطالبہ کی تائید کی، والد صاحب نے خوشی خوشی کہا:

"اپنے خسر سے کہو کہ آج ہی ٹی بی اٹھا لے۔"

اس طرح حضرت میں نے پندرہ ہزار دو سو پچاس روپے کی مالیت کا مال بھی واپس کر دیا۔

بعض ایسے افراد نے ہدایا دیئے جن کی آمدنی حرام کی تھی، میں نے قبول نہیں کئے۔ اس طرح میں نے تقریباً انیس ہزار روپے کی مالیت کی چیزیں واپس کر دیں۔

حضرت! یہ میرے اللہ کا فضل ہے اور حضرت کی دُعاؤں اور صحبت کی برکت ہے۔

حضرت! آخر میں دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ زندگی کے ہر موڑ پر گناہوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور ہر وقت اپنا دھیان نصیب فرمائیں، اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکت عطاء فرمائیں، آمین۔

(۱۶۶) میرا لڑکا پاکستان گیا تھا، خوش قسمتی سے آپ کی مجلس وعظ میں پہنچ گیا، بہت متأثر ہوا، جس کے نتیجہ میں وہ آپ کے وعظ کی کتابیں بنگلا دیش لے آیا، میں نے ان کتابوں کو کئی کئی بار پڑھا، اس کے بعد کچھ گھروں میں زبانی تبلیغ کرتا رہا اور جس کا شوق زیادہ دیکھا اس کو پڑھنے کو بھی کتابیں دیں۔

اس کے بعد میرا شوق جنون کی حد تک پہنچ گیا، آپ کے وعظ کی جدید کتابیں صدیقی ٹرسٹ سے منگوائیں، ان کو پڑھ کر بھی وہی عمل رہا جو اوپر لکھ چکا ہوں۔

دل چاہتا ہے کہ قریب سے نہیں تو دور ہی سے آپ کے تصوّر کو دل میں لئے ہر وقت آپ کے وعظ کے نئے نئے کتابچے پڑھتا رہوں اور اپنی سیاہ کاریوں پر روتا رہوں، ساری عمر ان چیزوں کی ضرورت نہیں سمجھی، اب آپ کے ایک ہی آپریشن نے میری دنیا ہی بدل ڈالی۔

آپ کے وعظ کی کتابوں کی تشنگی ہر وقت چاہتا ہوں، آپ کی معلومات کا

تو غائبانہ مرید ہوچکا ہوں آپ کا بذریعہ خط مرید ہونا چاہتا ہوں، اللہ نے توفیق دی تو ان شاء اللہ تعالیٰ زندگی میں دیدار بھی کرلوں گا۔

کیا بتاؤں دل چاہتا ہے کہ پر لگ جائیں اور زیادہ سے زیادہ آپ کی صحبت اٹھاؤں۔

(۱۶۷) میں حفظِ قرآن کا طالبِ علم ہوں، مدرسہ میں ایک طالبِ علم نے مجھے حضرتِ والا کا وعظ "شرعی پردہ" دیا، میں نے پڑھا تو مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ حضرتِ والا کی مجلسِ وعظ میں حاضری کا شوق پیدا ہوگیا، اور پہلی ہی حاضری میں یہ حال ہوگیا ؎

اُف اُف رے ستم ہائے تری نیم نگاہی
نکلا بھی نہیں تیر کہ بیٹھا مرے دل میں

تقریباً ہر جمعہ کی مجلس میں حاضر ہوتا ہوں، میں نے پہلا ہی بیان سننے کے بعد بھاوجوں کے سامنے جانا چھوڑ دیا، میرے بھائی اس بات پر بہت ناراض ہوئے، کہنے لگے:

"آج کل کون پردہ کرتا ہے؟"

اس کے بعد میں پنجاب اپنے گاؤں میں والدین سے ملنے گیا تو وہاں بھی پردہ کی سخت پابندی کی، میری پھوپھی کی لڑکی تقریباً تین سال بعد اسلام آباد سے سرگودھا ہمارے گھر آئی ہوئی تھی، اس نے مجھ سے ملنے کی بہت کوشش کی لیکن میں نے سب کو سمجھا دیا:

"میں شریعت کے مطابق کسی بھی نامحرم عورت سے نہیں ملوں گا اگر کسی نے میرے خلاف قدم اٹھایا تو ہوسکتا ہے کہ میں آپ سب کو چھوڑ کر چلا جاؤں۔"

ایک دن عصر سے پہلے میں کمرے میں بیٹھا ہوا تھا، میری امی نے کہا:

”پھوپھی کی لڑکی آئی ہوئی ہے اس سے تو مل لو ورنہ ناراض ہو جائے گی، کتنے عرصہ کے بعد ہمارے گھر آئی ہے۔“

میں نے جواب میں کہا:

”امی جان! اگر اس کام سے آپ بھی ناراض ہو جائیں تو مجھے کوئی پروا نہیں۔“

یہ کہہ کر میں مسجد چلا گیا۔

میں واپس کراچی پہنچا تو پنجاب سے خالہ کی لڑکیوں کا خط آیا:

”ہم سے کیوں نہیں مل کر گئے؟ کیا ہم بہنیں نہیں؟ بھلا بہنوں سے بھی کوئی پردہ کرتا ہے؟“

میں نے جواب میں لکھا:

”آپ نامحرم ہیں اس لئے آپ پر مجھ سے پردہ فرض ہے، میں آپ سے نہیں مل سکتا۔“

بڑے بھائی کی ساس نے مجھ سے ملنے کی کوشش کی تو میں نے اسے پیغام بھجوایا:

”پردہ میں رہ کر مجھ سے بات کریں۔“

اس نے کہا:

”میں تو تیری ماں جیسی ہوں، مجھے تجھ سے پردہ کیوں ہے؟“

میں نے جواب دیا:

”ٹھیک ہے آپ میری ماں جیسی ہیں، میں آپ کی قدر کرتا ہوں، لیکن جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم ہو وہاں پر اللہ تعالیٰ ہی کو راضی رکھوں گا، خواہ آپ سب ہی ناراض ہو جائیں۔“

حضرتِ والا کی مجالس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے گانے بجانے سے بھی مکمل نجات دے دی ہے۔

ہر جاندار کی تصویر سے پرہیز کر رہا ہوں، یہاں تک کہ میں نے اپنا کارڈ بھی جلا دیا ہے۔

میرے قصے تو اور بھی بہت ہیں، مختصر تحریر کر دیئے ہیں، دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑھ کر صبر و استقامت عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ میرے اس ساتھی کے درجات بلند فرمائیں جس نے مجھ پر یہ احسان کیا۔

آخر میں درخواست ہے کہ بندہ کو بیعت فرمالیں تاکہ میری مکمل اصلاح ہو جائے عین نوازش ہوگی۔

(۱۶۸) ایک ساتھی سے حضرتِ والا کا وعظ ”علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟“ موصول ہوا، پڑھ کر دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا، لہٰذا میں حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ بندۂ ناچیز کو رُوحانی بیماریوں سے نجات دلائے۔

حضرتِ والا کے دوسرے مواعظ پڑھنے کا بھی بے حد شوق ہے، امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی مل جائیں گے۔

(۱۶۹) ٹی بی کو توڑ کر کیماڑی سمندر میں پھینک آیا ہوں، ساتھ ایک دوست کو بھی لے گیا تھا، وہ بھی اپنا ٹی بی توڑ کر سمندر میں پھینک آیا۔

(۱۷۰) میری عمر چودہ سال ہے، حضرتِ والا کے وعظ کا میرے دل پر ایسا اثر ہوا کہ میں اب اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا، کوئی چاہے گناہ کرنے پر کتنا ہی اصرار کرے میں نہیں کرتا، میری دادی مجھے کہتی ہے:

”مجھے شادی ہال میں چھوڑ کر آؤ۔“

میں جواب دیتا ہوں:

"میں خود گناہ کی مجلس میں نہیں جاتا تو آپ کو وہاں پہنچانے کیوں جاؤں؟"

اگر بہن کسی نامحرم سے بات کرتی ہے تو میں وعظ "شرعی پردہ" کی ہدایت کے مطابق کہتا ہوں: ــــــــــ "سختی سے بات کیا کرو۔"

بہنوں سے کہتا ہوں: ــــــــــ "فون بھی نہیں اٹھایا کریں۔"

امّی کو تقریباً ایک ہفتہ سے روزانہ شرعی پردہ کا کہتا ہوں مگر وہ یہی کہتی ہیں کہ ان شاء اللہ کرلوں گی۔

ہم اور چچا ساتھ رہتے ہیں، چچی کی آوازیں آتی رہتی ہیں، اگر ہاتھ فارغ ہوتے ہیں تو میں انگلیاں کانوں میں ڈال لیتا ہوں تاکہ کان میں نامحرم کی آواز نہ پڑے۔

حضرتِ والا کے وعظ "شرعی پردہ" میں لکھا ہے:

"بلاضرورت نامحرم کی آواز سننا جائز نہیں۔"

اس لئے میں ایسا کرتا ہوں۔

میں اپنی نانی اور پھوپھی وغیرہ کے گھر بھی دعوت میں نہیں جاتا، اس لئے کہ وہاں نامحرم عورتیں ہوتی ہیں۔

میں نے جن لوگوں کی غیبت وغیرہ کی تھی ان سب سے معافی مانگی، سب نے خوش ہو کر معاف کر دیا۔

دُعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت نصیب فرمائیں، سب گناہوں سے بچائیں، ریاکاری اور کبر و عجب سے بچائیں، اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائیں، میرے والدین کو شریعت کا پابند بنا دیں۔

(۱۷۱) میں راجستھان کے مشہور گانے بجانے والوں کے ایک خاندان سے

تعلق رکھتا ہوں۔ میرے آبا و اجداد ہندوستان میں راجہ مہاراجاؤں کو گانا بجانا سکھاتے تھے، آج بھی بڑی بڑی کوٹھیوں بنگلوں میں جاکر گانے بجانے کی تعلیم دیتے ہیں۔

حضرتِ والا اسی نسبت سے میں قوالی کرتا ہوں، ایک جگہ مرید بھی ہوا جس کی نسبت سے لوگ مجھے "تاجی" کہتے ہیں، لیکن مرید ہونے کے بعد بھی میرے اندر کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی، بقولِ حضرتِ والا:

> "بغیر بھاپ کے گاڑی نہیں چلتی، اللہ والوں کی رہبری اور اللہ تعالیٰ کی دستگیری کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔"

اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی، میرے بھانجے نے حضرتِ والا کے وعظ پڑھنے کو دیئے، وعظوں کا پڑھنا تھا کہ دل کے تالے کھل گئے۔ میں ہر جمعہ کو کورنگی سے "دارالافتاء والارشاد" آنے لگا، حضرتِ والا کے فیض و برکت سے کئی امراضِ ظاہرہ وباطنہ سے نجات ملی، حضرتِ والا کے وعظ قدم قدم پر رہبری فرماتے ہیں۔

قوالی چھوڑنے سے میرے ساتھیوں کے علاوہ میرے والدین بھی سخت ناراض ہیں، مجھے قصے کہانیاں اور من گھڑت کہاوتوں سے بہکا کر دوبارہ اس راہ پر لگانا چاہتے ہیں، کہتے ہیں:

> "قوالی اور نعت خوانی کو بزرگانِ دین نے سنا اور دین پھیلایا جن میں معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہیں۔"

مگر میں اب کسی صورت بھی اس طرف نہیں جاسکتا، اللہ تعالیٰ استقامت عطاء فرمائیں۔

میں نے جب سے حضرتِ والا کی مجلس میں آنا شروع کیا ہے تمام گناہوں سے توبہ کرلی ہے جن میں سرفہرست یہ گناہ ہیں:

۱ ـ ساتھیوں اور والدین کی سخت ناراضی اور مخالفت کے باوجود قوالی نہ کرنے کا فیصلہ۔

۲ ـ عقائدِ شرکیہ و بدعات، نذر و نیاز اور ہندوانہ رسم و رواج میں میری پوری قوم گھری ہوئی ہے، میں نے ان سب سے توبہ کرلی ہے۔

۳ ـ تصویر کشی بالکل بند، اب تصویر کشی کی بجائے تصویرِ کُشی کرتا ہوں۔

۴ ـ ٹی بی سے سخت نفرت۔

یہ سب کچھ حضرتِ والا کی برکت سے ہوا، حضرتِ والا میں نے سینکڑوں پیر دیکھے ہیں مگر ؎

نہ چلا پر نہ چلا مجھ پہ کسی کا جادو
تیری آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو

(۱۷۲) حضرت جی! میں دفتر میں لوگوں کو آپ کے مواعظ دیتا ہوں، الحمد للہ! ایک شیعہ لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، اب وہ پانچ وقت کی نماز باجماعت اسلامی طریقہ سے پڑھتا ہے، ڈاڑھی بھی رکھ لی ہے، سُنتوں کی پابندی کرتا ہے۔

حضرت جی! آپ دُعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو دین پر استقامت اور مزید ترقی عطاء فرمائیں۔

(۱۷۳) حضرتِ والا سے بیعت ہونے کے بعد گناہوں سے نفرت بڑھ گئی ہے، جن گھروں میں علی الاعلان گناہ ہوتے ہیں مثلاً ٹی بی، وی سی آر اور تصویر وغیرہ ان میں جانے کو دل نہیں چاہتا، دنیا کی باتوں میں جی نہیں لگتا۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم اور حضرتِ والا کی برکت ہے ورنہ تو میں کیا چیز ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ہے کہ اس نے مجھے حضورِ والا جیسے مصلح سے ملا دیا۔

حضرت کے بتائے ہوئے نسخہ پر عمل کرکے اخبار دیکھنا بند کر دیا ہے اور

ٹی بی سے بچنے والے نسخہ پر عمل کرنے کی بدولت ٹی بی سے نفرت پیدا ہوگئی ہے۔

حضرتِ والا سے تعلق قائم کرنے کے بعد شریعت پر عمل کرنے کا جوش بڑھ گیا ہے، دل چاہتا ہے کہ خود بھی تمام گناہوں سے پاک ہوجاؤں اور خاندان والے بھی، خود عمل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی کہتا ہوں۔

میں نے گھر میں اپنی خالاؤں کو حضورِ والا کے مواعظ پڑھنے کے لئے دیئے، ایک خالہ نے گناہوں کے ترک کرنے اور شرعی پردہ کا اہتمام کرنے کا تہیہ کیا ہے، حضورِ والا ان کے لئے دُعاء فرمائیں۔

(۱۷۴) دل میں یہ شوق پیدا ہوگیا ہے کہ حضرتِ والا کی طرح میں بھی اپنی آمدنی کا تیسرا حصہ[عہ] اللہ کے لئے دیا کروں۔ یہ صرف حضرتِ والا کی صحبت و دُعاء کی برکت ہے ورنہ کہاں یہ ناچیز اور کہاں حضرتِ والا، آج کل عام ماحول میں ایسا کرنا بہت مشکل ہے، لیکن اس ناچیز پر حضرتِ والا کی مجالس میں مصالحہ لگنے کا اثر ہے۔

میرے ہمزلف بہت ہی نیک ہیں تبلیغی جماعت میں ایک سال کے لئے باہر بھی جاچکے ہیں، ویسے بھی انہوں نے زیادہ وقت تبلیغی کام میں اور کم وقت دنیا کے کام میں لگا رکھا ہے مگر ان کے گھر میں پردہ نہیں۔

میں نے سوچا کہ میں ان کو نسخۂ کیمیا دوں جواب تک کسی نے ان کو وضاحت سے نہیں بتایا ہوگا، اگرچہ وہ فضائل تو بہت جانتے ہیں لیکن پردہ جیسا اہم حکم جو مالکِ حقیقی کی طرف سے ہے اس سے غافل ہیں، میں نے اس بارہ میں ان کو ایک مفصل خط لکھا ہے اور وعظ "ترکِ منکرات" اور "شرعی پردہ" بھیجے ہیں، حضرتِ والا ان کے لئے ہدایت کی دُعاء فرمائیں۔

[عہ] حضرتِ اقدس اس زمانہ میں تیسرا حصہ نکالتے تھے، بعد میں یہ معمول بنالیا کہ مصارفِ ضروریہ سے زائد کل کا کل فی سبیل اللہ اڑا دیتے ہیں۔ ذٰلک فضل اللہ یُؤتیہ من یشاء۔

اس سے پہلے میں نے اپنی بہن اور بہنوئی کو وعظ "ترکِ منکرات" اور "شرعی پردہ" بھیجے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اتنا کرم فرمایا کہ بہن نے اپنے تمام دیوروں اور زادوں کے علاوہ ستر سالہ ماموں سے بھی پردہ کرلیا جو عمر کے لحاظ سے بزرگ ہونے کے علاوہ صوفی بھی ہیں۔ ماموں نے مجھے شکایت لکھی، میں نے بہن کو لکھا:

"ماموں سے پردہ نہیں۔"

بہن نے جواب میں لکھا:

"یہ ہمارے حقیقی ماموں نہیں، والدہ کے چچازاد ہیں۔"

تو میری سمجھ میں بھی بات آگئی۔

بہن نے کئی لڑکیوں کو وعظ "شرعی پردہ" سنا سنا کر پردہ کی اہمیت کا احساس دلایا اور انہوں نے شرعی پردہ کرلیا۔

آج کل اسکولوں میں سالانہ امتحانوں کی تیاریاں ہو رہی ہیں، میرے چھوٹے بچہ نے مجھے اپنی عارضی ٹسٹ والے پرچے دکھائے تو فوراً میرے دل میں شدت سے یہ احساس ہوا:

"دنیوی امتحانوں کی تیاری تو ہو رہی ہے لیکن میرے سامنے بہت بڑے امتحان کا دن آنے والا ہے۔"

میں نے اپنے آپ سے کہا:

"غافل تجھے فکرِ عقبیٰ کچھ نہیں۔"

بے ساختہ سخت گریہ طاری ہوگیا۔

یہ سب حضرتِ والا کے فیوض اور دُعاؤں کا ثمرہ ہے۔

(۱۷۵) اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کی برکت سے میری شادی کے موقع پر جو کرم فرمایا اس کی چند مثالیں لکھ رہی ہوں:

۱ــــ شادی کی مروجہ رسوم اور خرافات وغیرہ سے مکمل پرہیز۔

۲ــــ والدین کا شادی ہال میں نکاح کرنے پر اصرار تھا، میں نے صاف انکار کر دیا، ان کو مجبوراً اپنا فیصلہ بدلنا پڑا۔

۳ــــ میں نے والدین کو دعوت کرنے سے بہت روکا مگر وہ کہتے ہیں کہ جن کی دعوتیں کھائی ہیں ان کو کھلانا ضروری ہے۔

۴ــــ مہر صرف ایک ہزار روپے رکھا جبکہ عام طور پر چالیس پچاس ہزار کا دستور ہے۔

۵ــــ مہر کی رقم میری ضرورت سے زائد ہے، اس لئے سب صدقہ کرنا چاہتی ہوں، ہدایت کی منتظر ہوں۔

۶ــــ شادی کے موقع پر ملنے والے کپڑے میری ضرورت سے بہت زیادہ ہیں، ان میں سے صرف تین جوڑے رکھنا چاہتی ہوں، باقی کے بارہ میں جو ارشاد ہوگا اس پر عمل کروں گی۔

۷ــــ میرے خالو بنک میں ملازم ہیں، میری والدہ نے میرے جہیز کا سامان ان سے منگوایا، انہوں نے سامان اپنے پاس سے خرید کر والدہ کو دیا، پھر والدہ نے اتنی رقم ان کو دے دی۔

میں نے یہ جہیز قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا، کسی چیز کو ہاتھ تک بھی نہیں لگایا، والدین کو بھی اس کے استعمال سے روک دیا ہے، ارشاد فرمائیں کہ اب اس سامان کا کیا کیا جائے؟

(۱۷۶) حضرت والا کے مواعظ کے کتابچے پڑھ کر میں اس قدر متأثر ہوئی ہوں کہ میری زندگی میں بہت بڑا انقلاب آگیا ہے، پہلے میں نے ٹی بی دیکھنے سے توبہ کی، پھر شوہر کو منع کرتی رہی، اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت والا کی برکت سے شوہر نے

بھی ٹی وی بالکل چھوڑ دیا ہے۔

وعظ ”شرعی پردہ“ کا ایسا اثر ہوا کہ میں نے مکمل طور پر شرعی پردہ کرلیا ہے۔

محلہ کی خواتین کو آپ کے مواعظ کی کتابیں ”صدیقی ٹرسٹ“ سے خرید کر دیتی رہتی ہوں، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دیندار خواتین کی ایک کافی بڑی جماعت تیار ہوگئی ہے، حضرتِ والا کے فیض سے ان میں ایسا دینی جذبہ پیدا ہوگیا ہے کہ گناہوں سے بچنے اور شرعی پردہ کا اہتمام کرنے لگی ہیں، خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۱۷۷) میں حضرتِ والا کے مواعظ پڑھ رہی ہوں اور آپ کا وعظ سننے بھی تقریباً ہر جمعہ کو حاضر ہوتی ہوں جس کی وجہ سے میرے فکر وعمل میں نمایاں تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ پہلے میں خود کو اتنا مستحکم نہیں سمجھتی تھی کہ آپ کے ہر حکم کی بلاچون وچرا تعمیل کروں مگر اب حضرتِ والا کی صحبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے اندر اتنی طاقت عطاء فرمادی ہے کہ میں برائی کا مقابلہ کرسکوں۔ اپنے ارادہ کی مضبوطی اور خود کو سیدھے راستہ پر گامزن رکھنے کے لئے میں حضرتِ والا سے بیعت کی طلبگار ہوں تاکہ آپ کی محبت اور شفقت کے سایہ میں مسلسل ترقی ہوتی رہے۔

حضرتِ والا کے مواعظ سننے اور پڑھنے کے بعد ہمارے گھر میں جو تبدیلیاں آئی ہیں ان کی فہرست پیشِ خدمت ہے۔

جو گناہ چھوٹ گئے:

۱—— بے پردگی سے توبہ، میں اور میری بیٹی جو ساڑھے بارہ سال کی ہے شرعی پردہ کرنے لگی ہیں۔

۲—— گھر سے ریڈیو نکال دیا ہے۔

۳—— ٹی وی توڑ کر پھینک دیا ہے۔

۴ بلا ضرورت ہر جگہ آنا جانا بند کر دیا ہے۔

۵۔۔۔ میرے بچے اسکول میں مخلوط تعلیم حاصل کرتے تھے، ان کو اسکول سے اٹھا لیا ہے، دو بچیاں اللہ کے فضل سے حفظ کر رہی ہیں اور بڑی بیٹی حضرت والا کے بتائے ہوئے مدرسہ میں دینی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔

۶۔۔۔ گھر میں بچوں کے جتنے تصویر دار کھلونے اور مجسمے تھے سب توڑ کر ضائع کر دیئے ہیں، تصاویر والی کتابیں اور ان کے علاوہ بھی جتنے فوٹو تھے سب جلا کر خاکستر کر دیئے ہیں۔

۷۔۔۔ اخبار پڑھنا بند کر دیا ہے۔

معمولاتِ یومیہ:

۱۔۔۔ روزانہ ایک دن کی قضاء نمازیں پڑھنے لگی ہوں۔

۲۔۔۔ گزشتہ دس سال کی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے، اسے جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

۳۔۔۔ ربع پارہ تلاوت کرتی ہوں۔

۴۔۔۔ مناجاتِ مقبول کی ایک منزل روزانہ۔

۵۔۔۔ بچوں کو قرآن مجید پڑھاتی ہوں۔

۶۔۔۔ سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتی ہوں۔

۷۔۔۔ حضرتِ والا کے مواعظ اور "انوار الرشید" روزانہ پڑھتی ہوں۔

۸۔۔۔ بہشتی زیور روزانہ خوب سمجھ کر پڑھتی ہوں۔

۹۔۔۔ میری بیٹی جو حضرتِ والا کے بتائے ہوئے مدرسہ میں تجوید قرآن اور دینی علم حاصل کرتی ہے میں اس سے تجوید سیکھتی ہوں اور علمِ دین پڑھتی ہوں۔

خطرہ رہتا ہے کہ یہ اعمال قبول بھی ہیں یا نہیں؟ علاوہ ازیں یہ فکر دامن گیر

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن گناہوں سے نجات عطاء فرمائی ہے ان کے علاوہ اللہ جانے کتنے گناہ اور کتنی برائیاں ابھی میرے اندر ہیں جن کا مجھے علم نہیں، اس لئے پھر عرض کرتی ہوں کہ اس گنہگار بندی کو بیعت فرما کر دستگیری فرمائیں اور دُعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین کی سمجھ اور آخرت کی فکر عطاء فرمائیں۔

(۱۷۸) میری عمر چودہ سال ہے، حضرتِ والا کے مواعظ پڑھتا ہوں، جن سے مندرجۂ ذیل فائدے ہوئے ہیں:

۱— وعظ ”تعلیم و تبلیغ کے لئے کثرتِ ذکر و فکر“ پڑھ کر میں نے تمام نوافل اوابین، تہجد وغیرہ پابندی سے شروع کر دیئے ہیں اور جب بھی یاد آتا ہے ذکر اللہ کرتا ہوں۔

۲— ”حقوق القرآن“ پڑھ کر الحمد للہ! قرآن صحیح تلفظ سے پڑھنا شروع کر دیا ہے، اس کے بارہ میں مجھے پہلے ہی معلوم تھا مگر میں توجہ نہیں دیتا تھا۔

۳— ”ترکِ گناہ“ پڑھ کر ہر گناہ چھوڑنے کی توفیق ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دُعاء کرتا ہوں کہ میرے اندر گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں، آپ مجھے بچالیں۔

۴— ”دینداری کے تقاضے“ پڑھ کر الحمد للہ! بہت فائدہ ہوا ہے، خواہ کیسی ہی غصہ دلانے والی بات ہو، میں غصہ ظاہر نہیں کرتا، سب سے اچھے اخلاق سے بات کرتا ہوں۔

گھر کے کام کرنے لگا ہوں، مثلاً جھاڑو دینا، برتن دھونا، کھانے کے بعد برتن اٹھانا وغیرہ۔

حضرتِ والا! پہلے میں الارم لگاتا تھا اس کے باوجود تہجد کے لئے آنکھ نہ کھلتی تھی، میں نے ایک بار رو رو کر اللہ سے دُعاء مانگی:

”اللہ! مجھے کوئی تہجد کے لئے اٹھانے والا نہیں ہے، آپ اٹھا دیں۔“

الحمدللہ! اب الارم بجنے سے پہلے ہی اللہ میری آنکھ کھول دیتا ہے۔

میں جہاں ٹیوشن پڑھتا ہوں اس کمرے میں تصویر لگی ہوئی تھی، میں وہ تصویر اٹھا کر دوسرے کمرے میں رکھ آیا، اُستاد نے دوبارہ اسی کمرے میں لگادی، میں نے استاد سے کہا:

”میں اس کمرے میں نہیں بیٹھوں گا، اس لئے کہ جس کمرے میں تصویر ہو وہاں بیٹھنا حرام ہے۔“

استاد نے کہا:

”اچھا! دوسرے کمرے میں بیٹھتے ہیں۔“

میں نے ان کو اس بارہ میں سمجھایا بھی مگر وہ نہیں مانے۔

حضرتِ والا! پہلے میں خود کو بہت نیک سمجھتا تھا، مگر اب اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا ہے کہ جب بھی ایسا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں:

”میرا کوئی کمال نہیں، اللہ نے مجھے ہدایت دی ہے، بس اللہ قبول کرے۔“

پہلے میں قرآن کی تلاوت زور سے کرتا تھا تاکہ لوگ میری تعریف کریں، مگر اب اللہ نے ہدایت دے دی ہے، اب یہ خیال ہوتا ہے:

”اللہ خوش ہوجائے اور قبول کرلے۔“

حضرتِ والا دعاء فرمائیں کہ اللہ اخلاص اور دین پر استقامت عطاء فرمائے، ریاء، عجب، کبر، حسد، غیبت اور ہر قسم کے گناہوں سے بچائے، اللہ عالم باعمل اور مفتی بنائے۔

حضرتِ والا سے بیعت ہونا چاہتا ہوں، قبول فرماکر احسان فرمائیں۔

(۱۷۹) حضرت جی کے فیض و برکت سے بندہ کو جو سکونِ قلب نصیب ہوا ہے

اس کی حقیقت تحریر کرنے سے قاصر ہوں، خصوصًا اس مرتبہ حضرت جی کی پُرشفقت توجہ نے تو دل کو مسرور ہی کر دیا اور بڑے بڑے امراض کا آپریشن ہوگیا۔

پہلے یہ خواہش ہوتی تھی:

"حضرت جی کے تعلق سے بڑا بزرگ اور پرہیزگار پیر بن جاؤں گا، پھر حضرت جی سے تمرینِ افتاء کرلوں گا تو مفتی صاحب بھی بن جاؤں گا وغیرہ وغیرہ۔"

لیکن خالی دامن ہونے کی وجہ سے بہت پریشان رہتا تھا، اس مرتبہ بیان شروع ہونے سے قبل حق تعالیٰ نے یوں دُعاء کی توفیق دی:

"یا اللہ! اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل، حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کے طفیل میرے شیخ دامت برکاتہم العالیہ کے طفیل اور استاذ محترم نائب مفتی صاحب کے طفیل میرے شیخ سے وہ باتیں بیان کرا دے جو میرے لئے اور تمام آنے والوں کے لئے زیادہ مفید ہوں اور آپ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا ذریعہ ہوں۔"

بس پھر تو بیان کے بعد یہ آرزو ہی ختم ہوگئی اور اب تو انسان بننے کی خواہش ہے۔

حضرتِ والا سے خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے کہ حق تعالیٰ انسان بننے کے لئے محنت کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں، آمین۔

(۱۸۰) ہم لوگ جب بھی مکہ مکرمہ یا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہیں تو راستہ میں سارا وقت کیسٹ سے حضرتِ قبلہ کا وعظ سنتے جاتے ہیں، اسی طرح میرے شوہر کے ساتھ کوئی بھی مکہ مکرمہ یا مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جاتا ہے تو یہ راستہ میں

حضرت والا کے وعظ کی کیسٹ لگادیتے ہیں تاکہ دنیا کی کوئی بات نہ ہو۔

مجھ سے کوئی خاتون بھی فون پر یا بوقتِ ملاقات کوئی بات کرتی ہے تو میں اسے حضرت قبلہ کے وعظ کا کوئی حصہ جو اس سے متعلق ہو سنادیتی ہوں تاکہ آگے کوئی فضول بات نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سب کو اپنا فرمانبردار بنالے۔

(۱۸۱) حضرت والا سے بیعت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بہت سے گناہوں سے بچالیا ہے، تصویر اور اخبار وغیرہ سے نجات مل گئی۔

وفاق المدارس کا سالانہ امتحان مسجد میں ہو رہا تھا، اس میں پاکستان کے بڑے بڑے مفتی اور مولوی آئے ہوئے تھے، انہوں نے یہ فیصلہ کر رکھا تھا:

”کسی طالبِ علم کو بغیر شناختی کارڈ کے دروازہ سے نہیں گزرنے دیا جائے گا۔“

امتحان شروع ہوا تو انہوں نے اعلان کروایا:

”سب طلبہ کارڈ ہاتھ میں لے کر امتحان کے لئے مسجد میں داخل ہوں۔“

تقریباً ساڑھے تین سو طلبہ تھے، اعلان سن کر سب خاموش رہے، کارڈ ہاتھ میں لے کر نگران کو دکھاتے ہوئے مسجد میں داخل ہو رہے تھے، لیکن میں نے یہ اعلان سنا تو مجھے سخت غصہ آیا، پسینہ پسینہ ہوگیا، مجھ سے صبر نہ ہو سکا، بہت زور سے چلا کر کہا:

”تصویر حرام ہے، پھر اللہ کے گھر میں تصویر کی لعنت لے کر کیسے داخل ہوں؟“

اس وقت میرے ایک سفید ریش استاذ بھی وہاں موجود تھے، مولویوں نے

مجھے پکڑا لیکن میں بلا کارڈ ہی اندر جا کر امتحان گاہ میں بیٹھ گیا۔

ایک مولوی نے مجھ سے کہا:

"آپ مفتی صاحب کے مرید ہیں؟"

میں نے کہا:

"الحمد للہ! میں حضرتِ والا کا مرید ہوں۔"

اس کے بعد جب میں امتحان گاہ میں جاتا تو کوئی مولوی مجھے "شرعی" کہتا، کوئی "مفتی" کہتا اور کوئی "رشیدی" کہتا۔ اس پر میں بہت خوش ہوتا کہ الحمد للہ! میری نسبت حضرتِ والا کی طرف ہے۔

چند مولویوں نے کہا:

"خدارا مفتی صاحب کے پاس جانا چھوڑ دو، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔"

میں نے جواب دیا:

"یہ گمراہی جو مجھے حضرتِ والا کی طرف سے مل رہی ہے میں اس پر بہت خوش ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔"

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور حضرتِ والا کی صحبت کا اثر ہے۔ دعاءِ استقامت و قبول کی درخواست ہے۔

(۱۸۲) میں نابالغ ہوں، تراویح میں قرآن نہیں سنا سکتا، میرے استاذ نے مجھے اپنے پیچھے سامع مقرر کر لیا، مجھے بعد میں پتا چلا کہ استاذ صاحب ایسی دعوتوں میں بھی تشریف لے جاتے ہیں جہاں تصویریں لی جاتی ہیں، میں نے عرض کیا:

"ایسی دعوتوں میں جانا جائز نہیں۔"

انہوں نے فرمایا:

"میں تصویر کشی کے وقت کسی پردہ کے پیچھے چلا جاتا ہوں یا

چہرہ کے سامنے رومال کر لیتا ہوں۔“

میں نے کہا:

”گناہ کی مجلس میں جانا ہی جائز نہیں۔“

وہ نہیں مانے تو میں نے کہا:

”آپ کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز نہیں، مسجد کی جماعت کے ساتھ فرض نماز تو نہیں چھوڑ سکتا، تراویح نہیں پڑھوں گا، آپ کسی دوسرے سامع کا انتظام فرمالیں۔“

استاذ صاحب بہت سخت ناراض ہوئے، والدین بھی سخت ناراض، بہت ڈانٹا، مگر میں نے بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ والا سے ملا ہوا سبق خوب پکّا کر لیا ہے، وہ سبق یہ ہے ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیے
مدِّ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

استقامت اور اخلاص کی دُعاء فرمائیں، اللہ تعالیٰ عجب، کبر اور ریاء سے محفوظ رکھیں۔

(۱۸۳) اس سال رمضان المبارک میں ایک حرکت حضرتِ والا کی اجازت کے بغیر ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں، امید ہے کہ حضرتِ والا بھی معاف فرمادیں گے، وہ حرکت یہ ہے:

”رمضان شروع ہوتے ہی مجھے یہ خیال آیا کہ جب بچوں کے امتحان ہوتے ہیں تو کتنی محنت کرتے ہیں اور کتنی فکر؟ ہم ہر وقت

بچوں کو تاکید کرتے رہتے ہیں کہ پڑھتے رہو، وقت ضائع مت کرو۔

اسی طرح یہ مبارک مہینہ میرے امتحان کا ہے، میں سارا وقت اللہ کی عبادت میں رہوں اور روزانہ کم از کم دس پارے تلاوت کروں۔

الحمد للہ! اس پر عمل ہو رہا ہے، اللہ کی عجیب شان ہے، آج دسواں روزہ ہے اور میرا قرآن تین بار مکمل ختم ہو کر اب ماشاء اللہ چوتھی بار شروع ہوا ہے۔"

پہلے خیال نہیں آیا اس لئے اس تلاوت کی اجازت حضرتِ والا سے نہیں لے سکی، اب اجازت موصول ہونے تک شاید رمضان المبارک ختم ہو جائے اس لئے جیسا خیال آیا عمل شروع ہو گیا۔

حضرتِ والا کے والدین اور امی جان قبلہ (محترمہ پیرانی صاحبہ مدظلہا) کے والدین کو بھی تلاوت کا ایصالِ ثواب کیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں، آمین۔

اس سال والدین سے ملنے جانے کو دل بہت چاہ رہا تھا، کیونکہ چھ سال گزر گئے ہیں جانا نہیں ہوا اور ان کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی، بہت تشویش تھی، اچانک فون آیا کہ میری سب سے چھوٹی بہن کی شادی ہو رہی ہے، والدہ صاحبہ نے ہم سب کو اس میں شریک ہونے پر بہت اصرار کیا، مجھے خیال ہوا:

"والدین سے ملنے کو دل چاہ رہا تھا، اب اچھا موقع ہے، بہن کی شادی بھی ہے، بچے بھی بہت خوش کہ نانا نانی کے پاس جائیں گے، جانے میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں، الحمد للہ! سب کے ٹکٹوں کے لئے پیسہ موجود، پاسپورٹ موجود، بچوں کی چھٹیاں ہیں۔"

مگر پھر خیال آیا:

"شاید وہاں رسوم اور تصاویر ہوں گی"۔

فوراً جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا، تکلیف بہت ہوئی، مگر جب آخرت کے اجر کو سوچنے لگی تو مزا آنے لگا، الحمدللہ!

یہ خیال بھی ہوا کہ خدانخواستہ لڑکا بنک میں ملازم نہ ہو، اس لئے فوراً بذریعہ فون دریافت کیا کہ لڑکا کیا کام کرتا ہے؟ جواب ملا کہ پٹرول کی کمپنی میں ملازم ہے، تو اطمینان ہوا، الحمدللہ! اگر خدانخواستہ بنک کا نام سنتی تو فوراً کہتی:

"بنک والے سے رشتہ ہرگز مت کریں"۔

الحمدللہ! حضرت والا کی برکت سے اب والدین اور بھائی بہنوں کو بھی کافی ہدایت ہو رہی ہے، خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۱۸۴) میں ایک دوست کے ذریعہ حضرتِ والا کی مجلس میں حاضر ہوا، پہلے ہی بیان نے ایسا اثر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ڈاڑھی رکھنے کی توفیق عطاء فرما دی، اس کے بعد میں ہر جمعہ کی مجلس میں آنے لگا۔ آہستہ آہستہ دوسرے گناہ بھی چھوٹنے شروع ہو گئے، بدنظری جیسے موذی مرض سے اللہ تعالیٰ نے نجات عطاء فرمائی، تہجد بھی پابندی سے پڑھنے لگا۔ کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو فوراً خواب میں تنبیہ ہو جاتی ہے۔ گھر میں ٹی وی ہے، اس پر بہت غصہ آتا ہے، دل چاہتا ہے کہ توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دوں، ایک دفعہ گھر والوں سے چھپ کر توڑ دیا مگر وہ دوسرا لے آئے۔ یہ سب کچھ حضرتِ والا کی صحبت کا اثر ہے۔ دعاءِ استقامت و ترقی کی درخواست ہے۔

(۱۸۵) میری بیوی حضرتِ والا کے وعظ میں پہلی ہی بار حاضر ہوئی تو بہت متأثر ہوئی، قلب میں انقلابِ عظیم آ گیا، واپس گھر پہنچتے ہی جتنے فوٹو گھر میں تھے سب جلا کر خاکستر کر دیئے، شرعی پردہ کا تہیہ کر لیا، اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کے فیوض سے امت کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں۔ آمین۔

(۱۸۶) حضرتِ والا سے نسبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میرے پورے گھرانے پر بہت فضل فرمایا ہے، میری بیوی اور تیرہ سال کی بیٹی اب مکمل طور پر شرعی پردہ کرنے لگی ہیں، جس کی وجہ سے سب رشتہ دار برہم ہیں، خاص طور پر میرے بھائی اور والدہ محترمہ جو یہیں مقیم ہیں، یہ تو ریاض کی بات ہے اب دیکھیں کراچی کے رشتہ دار کیا کیا کہتے ہیں۔ حضرتِ والا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اتنی ہمت عطا فرمادی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں ہمیں کسی کی بھی ناراضی کی کوئی پروا نہیں۔

میرا بیٹا . . . . . تو حضرتِ والا کا پورا عاشق ہے، اس میں ایسا انقلاب آیا کہ پتلون اور ٹی بی وغیرہ جیسی سب خرافات ایک ہی لمحہ میں پھینک دیں۔

حضرتِ والا میں کیا عرض کروں کہ آپ سے تعلق قائم کرنے سے کیا کیا فائدے ہوئے، الحمد للہ گھر کے سب افراد قرآن کریم کی تلاوت اور دوسرے معمولات کی پابندی کے علاوہ حضرتِ والا کے وعظ کی کیسٹ بھی بہت شوق اور پابندی سے سنتے رہتے ہیں، استقامت و ترقی کی دُعاؤں سے نوازیں۔

(۱۸۷) حضرتِ والا! آپ کے بیان میں میرے ساتھ میری بچی "عائشہ" بھی آتی ہے جس کی عمر ایک سال آٹھ ماہ ہے، ہم اس کی تربیت قرآن و سنت کے احکام کے مطابق کر رہے ہیں، ہم میاں بیوی دونوں خود بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچتے ہیں اور بچی کو کسی بھی ایسی جگہ نہیں جانے دیتے جہاں گناہ کا ذرا سا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ ماشاء اللہ! بہت ذہین ہے، ہم اس سے جو سوالات کرتے ہیں اور یہ جو اُن کے جوابات دیتی ہے وہ پیشِ خدمت ہیں:

۱ ــــ آپ کا مذہب کیا ہے؟	اسلام
۲ ــــ اللہ کیسے راضی ہوتا ہے؟	گناہ چھوڑنے سے

۳۔۔ ”حضرت“ کیا کہتے ہیں؟　　گناہ چھوڑو

۴۔۔ ٹی بی دیکھنا کیسا ہے؟　　حرام

۵۔۔ تصویر کھنچوانا اور رکھنا کیسا ہے؟　　حرام

۶۔۔ ڈاڑھی نہ رکھنا کیسا ہے؟　　حرام

۷۔۔ ڈاڑھی کیسی لگتی ہے؟　　بہت اچھی لگتی ہے

۸۔۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کہاں ہے؟

دل میں۔ اور اشارہ سے بتاتی ہے ”اتنی“۔

۹۔۔ ایک دن میں کتنی نمازیں فرض ہیں؟

پانچ۔ اور ہاتھ سے بتاتی ہے۔

۱۰۔۔ کلمہ طیبہ سناتی ہے۔

۱۱۔۔ اسلامی مہینوں کے نام چار مہینوں تک یاد کر لئے ہیں۔

۱۲۔۔ اذان سنتے ہی نماز پڑھنے کے لئے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو جاتی ہے اور دوسروں کو بھی کہتی ہے:

”اللہ اکبر، پڑھو“۔

۱۳۔۔ تسبیحات انگلیوں پر پڑھتی ہے، دعا بھی مانگتی ہے۔

۱۴۔۔ کبھی کبھی ازخود ہی کہتی ہے:

”امی! گناہ چھوڑو“۔

۱۵۔۔ ٹیپ ریکارڈر کو دیکھ کر کہتی ہے:

”امی! ”حضرت“ چلائیں“۔

۱۶۔۔ کوئی بھی کتاب دیکھتی ہے تو کہتی ہے:

”امی! عائشہ ”اللہ اکبر“ پڑھے گی“۔

۱۷۔۔۔ اپنی دادی سے کہتی ہے:

" دادی! ٹی وی دیکھنا حرام ہے، بہت گناہ ہوتا ہے۔"

دادی نے کہا:

" اب میں ٹی وی نہیں دیکھوں گی۔"

لوگوں کو اس کی باتیں سن کر بہت حیرت ہوتی ہے۔

حضرت! ہم اپنی بچی کو حافظہ اور عالمہ بنانا چاہتے ہیں، حضرتِ والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے۔

حضرتِ والا! اس کی تربیت کے سلسلہ میں آپ سے رہنمائی کی درخواست ہے، اس کو کہاں قرآن حفظ کروائیں؟ اور کس عمر سے؟ اور اس کی تربیت بالکل اسلامی اصولوں کے عین مطابق کس طرح کریں؟

(۱۸۸) حضرتِ والا! آپ کی ایک ماہ کی صحبت سے اور اللہ تعالیٰ کی دستگیری سے میں نے الحمد للہ! تقریباً تمام گناہ چھوڑ دیئے ہیں۔

۱۔۔۔ ٹی وی دیکھنا بالکل چھوڑ دیا ہے۔

۲۔۔۔ نامحرم کو دیکھنا چھوڑ دیا ہے، حالانکہ ہمارے ساتھ ہماری چچی بھی رہتی ہیں اور ان کی جوان لڑکیاں بھی، میں ان کو نہیں دیکھتا، ہماری والدہ نے اپنے بھائی کی لڑکی پالی ہے جس کی عمر تقریباً تیرہ سال ہے، اس کو بھی نہیں دیکھتا۔

۳۔۔۔ حضرتِ والا کی صحبت کے فیض سے الحمد للہ! میں نے ویڈیو فلم بنانا چھوڑ دیا ہے، پہلے تو بہت مزا آتا تھا، کیونکہ روزانہ نئی لڑکی ہوتی تھی، خاص طور پر یا تو دولہا کی بہن یا پھر دلہن کی بہن ہوتی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کی دستگیری سے تمام گناہوں سے نفرت ہوگئی ہے اور سچے دل سے توبہ کرلی ہے۔

حضرتِ والا! جو لوگ ویڈیو فلم یا تصویریں بنواتے ہیں وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ

ویڈیو والا ویڈیو بنا رہا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف ویڈیو فلم نہیں بناتا بلکہ ان کی لڑکیوں کو بھی بہت کچھ بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور حضرتِ والا کی برکت سے مجھے اس لعنت سے بچا لیا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں:

”ہم سے گناہ نہیں چھوٹ سکتے۔“

وہ غلط کہتے ہیں، حضرتِ والا کی مجلس میں حاضری دے کر دیکھیں کہ گناہ کیسے چھوٹتے ہیں۔

۴۔۔۔ اب کسی گناہ کو دیکھتا ہوں تو دل چاہتا ہے کہ اسے مٹا دوں۔

۵۔۔۔ حضرتِ والا کی صحبت کی برکت سے ہر وقت اپنے آپ کو برا سمجھتا ہوں۔ خاندان والوں سے پردہ کا کہتا ہوں تو وہ مجھے پاگل کہتے ہیں اور میں خوش ہوتا ہوں۔

۶۔۔۔ حضرت! ہمارا تمام خاندان بریلوی مسلک سے تعلق رکھتا ہے اور ہر کوئی یہ کہتا ہوا ملتا ہے:

”کیا تم کافر ہو گئے ہو؟“

میں صاف کہہ دیتا ہوں:

”جی میں تو یہ دینِ حق نہیں چھوڑ سکتا۔“

۷۔۔۔ حضرتِ والا کی صحبت کی برکت سے میں خود کو تنہا محسوس کرتا ہوں ؎

اے خیالِ دوست اے بیگانہ سازِ ماسوا
اس بھری دنیا میں تو نے مجھ کو تنہا کر دیا

یہ کس نے کر دیا سب دوستوں سے مجھ کو بیگانہ
مجھے تو دوستی بھی دشمنی معلوم ہوتی ہے

بڑھ گیا ربط کچھ ایسا مرا پیمانوں سے
کچھ تعلق ہے نہ اپنوں سے نہ بیگانوں سے

دُعاء فرمائیں کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور میری ڈاڑھی بڑھ جائے تاکہ میں آپ کے برابر میں پہلی صف میں کھڑا ہو سکوں۔

(۱۸۹) حضرتِ والا کی مجلس میں حاضری سے پہلے جو میری حالت تھی اس کے بارہ میں سوچتا ہوں تو خوش بھی ہوتا ہوں اور روتا بھی ہوں۔ خوش اس لئے ہوتا ہوں کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے حضرتِ والا کی صحبت میں بھیج دیا، روتا اس لئے ہوں کہ میں نے کیسی کیسی خطائیں اور کیسے کیسے گناہ کئے۔ گناہوں کے بارہ میں اُس وقت مجھے یہ خیال بھی نہ آتا تھا کہ یہ گناہ ہیں یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب یہ حال ہے کہ گناہ تو بڑی بات ہے گناہ کی بات سننے سے ہی سر میں درد ہونے لگتا ہے، حضرتِ والا کی برکت سے معاشرہ کے تمام گناہوں سے نجات مل گئی ہے، مثلاً:

۱ — نامحرم عورتوں سے میل جول بالکل بند کر دیا ہے، بضرورتِ شدیدہ پردہ میں بات کرنے کے سوا تمام فضول باتیں جن کی عادت تھی ترک کر دی ہیں۔

۲ — ٹی بی دیکھنا سننا بالکل چھوڑ دیا ہے، یہاں تک کہ جن گھروں میں ٹی بی ہے وہاں جانا ہی چھوڑ دیا ہے۔

میری بڑی بہن کے گھر ٹی بی ہے، میں اس سے بچنے کے لئے بیٹھک میں بیٹھا کرتا تھا، وہاں بیٹھ کر دینی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتا تھا، وہاں بھی ٹی بی کی آواز سے مطالعہ میں خلل پڑتا تھا، اس لئے میں نے بہن کے گھر جانا چھوڑ دیا۔

۳ــــ گانا وغیرہ سننا، جبکہ پہلے اس کا بہت شوق تھا۔

۴ــــ تصویر کھنچوانا اور کسی بھی جاندار کی تصویر رکھنا۔

۵ــــ کسی بھی جاندار کی تصویر کو بالاختیار دیکھنا۔

۶ــــ جس کمرے میں کسی جاندار کی تصویر ہو اس میں جانا۔

۷ــــ غیبت کرنے اور سننے کا مہلک مرض۔

۸ــــ جھوٹ بولنے کی عادت۔

۹ــــ کسی کے بارہ میں بدگمانی کرنا۔

۱۰ــــ کسی پر بہتان لگانے کا بدترین گناہ۔

۱۱ــــ قرآن خوانی کی مروجہ بدعت میں شرکت بالکل چھوڑ دی ہے، یہاں تک کہ میرے استاذ قاری صاحب کبھی فرماتے ہیں تو انہیں بھی صاف جواب دے دیتا ہوں۔

ایک واقعہ کل ہی پیش آیا:

”ہماری جماعت کے استاذ قاری صاحب مجھے جماعت کا نگران متعین فرما کر کسی کام سے تشریف لے گئے، ایک طالبِ علم مجھ سے چھٹی لینے آیا، میں نے وجہ دریافت کی، کہنے لگا:

”رعایتی کارڈ بنوانے کے لئے دفتر میں درخواست دینے جاؤں گا۔“

میں نے جواب دیا:

”رعایتی کارڈ بنوانا جائز نہیں، اس کے لئے تصویر کھنچوانا حرام ہے اور ناجائز کام کے لئے چھٹی دینا بھی ناجائز ہے، اس لئے میں چھٹی نہیں دیتا۔“

وہ بہت حیران ہوا اور بیٹھ کر پڑھنے لگ گیا۔“

اس واقعہ سے مجھے خود بہت عبرت حاصل ہوئی ہے اور آیندہ کے لئے ہمت میں اضافہ ہو گیا ہے، الحمد للہ!

آخر میں حضرتِ والا سے خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رضا نصیب فرمادیں۔

(۱۹۰) اللہ ربّ العزۃ کی عطاء اور حضرتِ والا کی خاص نظرِ عنایت، دُعاء، خلوص، محبت اور مجلسِ وعظ کی برکت سے بچی ..... میں بہت صلاحیتیں پیدا ہو رہی ہیں، جس کی عمر ابھی صرف چھ سال دو ماہ ہے اس کے چند واقعات حضرتِ والا کی خدمت میں پیش ہیں:

۱ــــ رجب میں حضرتِ والا کا بیان کونڈوں پر ہوا تھا، اس کے بعد کچھ خواتین ۲۲ر رجب کو آئیں تو انہوں نے کہا:

"ہم کونڈے کھا کر آرہے ہیں۔"

تو بچی نے فوراً کہا:

"کونڈے کھانا تو حرام ہے، یہ تو شیعہ کرتے ہیں جو کہ کافر ہیں، ہمارے حضرتِ والا نے فرمایا ہے:

"یہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کی تاریخ ہے شیعہ آپ کے انتقال کی خوشیاں مناتے ہیں اور انہوں نے یہ رسم مسلمانوں میں پھیلائی ہے"۔"

۲ــــ کچھ عورتوں نے بچی سے قاعدہ سنا، پھر کہنے لگیں:

"تم اسکول میں داخلہ کب لو گی؟"

بچی نے کہا:

"ہمارے حضرت فرماتے ہیں: ـــــ "اسکول کا ماحول گندہ ہوتا ہے۔"

ہم اسکول میں نہیں پڑھیں گے۔"

وہ کہنے لگیں: ـــــــ "تم جاہل کی جاہل رہوگی"۔

تو فوراً بچی نے کہا:

" جاہل وہ ہوتے ہیں جو دین کی تعلیم حاصل نہیں کرتے، دنیا کی تعلیم تو یہیں ختم ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ یہ نہیں پوچھیں گے:

"تم نے اسکول میں پڑھا تھا یا نہیں؟"

وہ تو یہ پوچھیں گے:

" تم نے دین کی تعلیم کیوں نہیں حاصل کی؟ "

۳ــــ ایک عورت آئیں، انہوں نے کسی کی غیبت شروع کی، ہیں وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تو بچی جلدی سے بولی:

"کسی کی غیبت نہیں کریں، ہم اتنے بہادر نہیں ہیں جو آگ میں جل سکیں، جہنم کی آگ تو یہاں کی آگ سے بہت سخت ہے، آپ حضرتِ والا کی کیسٹ سنئے"۔

۴ــــ ایک بہت ہی بڑے مفتی صاحب کی اہلیہ صاحبہ کو نماز پڑھتے دیکھا جو حضرتِ والا کے بتائے ہوئے طریقہ کے خلاف تھی تو فوراً حضرتِ والا کا سکھایا ہوا طریقہ اسے بتایا۔

۵ــــ کوئی گھر پر آجائے تو دونوں بچیاں کہتی ہیں:

" دنیا کی باتیں نہیں کریں، حضرتِ والا کی کیسٹ سنیں"۔

خود ہی جا کر لگا دیتی ہیں۔

میرا بھانجا آیا تو بچیوں کے والد صاحب نے دین کی بات کرنے کے لئے باتوں میں لگایا تو چھوٹی پنجسالہ بچی . . . . . نے شور مچا دیا:

"ابّو! جلدی سے حضرتِ والا کی کیسٹ لگا دیجئے۔"

ہم دونوں کو اور بچیوں کو دُعاؤں سے نوازتے رہیں۔

(۱۹۱) میری عمر بارہ سال ہے، میرے پاس اتنا سونا ہے کہ اسے بیچ کر حج کر سکتی ہوں اور میں بالغ بھی ہوں اس لئے مجھ پر حج فرض ہے مگر میرے ابّو مجھے حج نہیں کروا رہے، فرماتے ہیں:

> "حضرت صاحب سے تعلق قائم کرنے سے پہلے ہم لوگوں میں آخرت کی فکر نہیں تھی، ہم زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے، کئی سالوں کی زکوٰۃ ہمارے ذمّہ ہے، اس سے فارغ ہونے کے بعد حج کے لئے جاسکتے ہیں۔"

اب اس بارہ میں چند سؤالات پیشِ خدمت ہیں:

۱ــــ اگر اس عرصہ میں مَیں مرگئی تو کیا ہوگا؟

۲ــــ اگر مجھ پر حجِ بدل کی وصیت کرنا واجب ہے تو میں ابھی والدین اور بھائی بہن سب کو وصیت کردوں، مگر پھر یہ سؤال پیدا ہوتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد اگر انہوں نے میری طرف سے حج بدل نہ کرایا تو مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟

۳ــــ میرا خیال ہے کہ سب سونا بیچ کر صدقہ کردوں تاکہ حج کا فرض ذمّہ لے کر مرنے کے عذاب سے بچ جاؤں:

"نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔"

حضرتِ والا کی اجازت کا انتظار ہے، جو ارشاد ہوگا اس کی تعمیل کروں گی، دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(۱۹۲) حضرتِ والا کے مواعظ دن بھر پڑھتا اور لوگوں کو سُناتا رہتا ہوں، جہاں بھی اور جس مجلس میں بھی ہوتا ہوں حضرتِ والا کے مواعظ ہی میرا موضوع ہوتے

ہیں، حضرتِ والا کی تعلیمات ذہن پر بہت اچھی طرح منقش ہوگئی ہیں۔

دنیا کے معاملات میں والد صاحب کی ہر صحیح یا غلط بات مان لیتا ہوں مگر دین کی بات جو حضرتِ والا سے سنی ہو والد صاحب کو نرمی سے سمجھاتا رہتا ہوں۔

میرے بھائی ۔ ۔ ۔ ۔ حج کے لئے جا رہے تھے، بنک والوں نے ان کو دو عورتوں کا محرم لکھوا دیا تھا، اگرچہ وہ بوڑھی تھیں۔ اس موضوع پر حضرتِ والا کا کبھی کوئی بیان نہیں سنا تھا اس لئے کچھ فکر نہ ہوئی، کارروائی کی تکمیل کو چھ ماہ گزر گئے، حضرتِ والا کی مجلس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بات دل میں ڈال دی، انہوں نے فون پر حضرتِ والا سے مسئلہ دریافت کیا، آپ نے منع فرما دیا، فون پر تسلی نہ ہوئی تو مفصل خط لکھا۔ خط کے جواب میں بھی حضرتِ والا نے بہت سختی سے منع فرمایا۔ جواب پڑھ کر بھائی کا رنگ پیلا پڑ گیا، مجھے بھی بہت فکر ہوئی کہ یہ کیا ہو گیا؟ اب تو بہت بڑا مسئلہ بن گیا، ہماری تو رقم بھی ضائع، یہ تو:

”نیکی برباد گناہ لازم“

والی مثال بن گئی، میں نے فوراً بنک کے مینیجر کو فون کیا اور کہا:

”آپ نے بہت بڑا ظلم کیا، سخت گناہ کا کام کیا، ہمارے بھائی کو دو عورتوں کا محرم لکھوا دیا، ہم ان عورتوں کو قطعاً نہیں لے جائیں گے، ان کے رشتہ داروں سے ہماری ملاقات کرائیں۔“

مینیجر صاحب بار بار کہتے رہے:

”یہ گناہ نہیں یہ تو نیکی ہے، آپ بوڑھی عورتوں کو ساتھ لے جائیں، اب اگر وہ سنیں گی کہ وہ نہیں جا سکتیں تو ان کی نیندیں حرام ہو جائیں گی، آپ ایسا نہ کریں، یہ بہت بڑی نیکی ہے۔“

میں گناہ بتاتا رہا وہ نیکی، بالآخر بنک والوں نے ان دونوں پارٹیوں کو فرداً فرداً

میرے پاس بھیجا، جو صاحب پہلے تشریف لائے وہ کہنے لگے:

"میں نے علماء سے پوچھا ہے، پچاس سال سے زیادہ عمر کی عورت غیر محرم کے ساتھ جا سکتی ہے۔"

میں نے کہا:

"وہ کون سے عالم ہیں؟ مجھے ان سے لکھوا کر لا دیں۔"

میں نے ان کو ایک کاغذ پر استفتاء لکھ کر دے دیا اور کہا:

"آپ اس کا جواب لائیں، اگر کسی مفتی صاحب نے اس کا شرعی جواز لکھ دیا تو ہم لے جائیں گے ورنہ ہم خود بھی نہیں جائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور حضرتِ والا کی مجلس کی برکت سے میں نے ان کے سامنے اتنے زوردار انداز سے بیان کیا کہ وہ لاجواب ہو گئے اور ایسے گئے کہ پھر واپس نہ لوٹے۔

پھر دوسری عورت کی طرف سے ان کے صاحبزادہ آئے تو میں نے ان سے سؤال کیا:

"آپ والدہ کو حج پر کیوں بھیج رہے ہیں؟"

وہ خاموش رہے تو میں نے کہا:

"اللہ کی رضا کے لئے بھیج رہے ہو؟"

کہا: ——— "ہاں۔"

میں نے کہا:

"اگر آپ حج کی بجائے لندن، امریکہ وغیرہ پوری دنیا کی سیر کے لئے بھیجتے تو اس سے بہت کم مصارف میں کام بن جاتا، لیکن اللہ کو راضی کرنے اور ساری عمر کی غلطیاں معاف کرانے کے لئے بھیج رہے ہو تو سوچئے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہونے کی بجائے اور

زیادہ ناراض ہو جائے تو بھیجنا غلط ہوگا یا نہیں؟"

اس نے کہا: ـــــــ "ہاں! پھر تو غلط ہوگا"۔

میں نے کہا:

"ہم نے علماء سے تحقیق کی ہے، عورت کے لئے غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا حرام ہے، آپ بھی علماء سے تحقیق کر لیں، اگر کوئی عالم جائز بتائے تو اس سے لکھوا کر لائیں، ہم لے جائیں گے ورنہ آپ کے لئے ہم اپنا حج خراب نہیں کر سکتے، ہم قطعاً نہیں لے جائیں گے، آپ اپنی والدہ کا انتظام کریں، شاید ہم اسی وجہ سے حج کو ہی نہ جائیں، اللہ تعالیٰ آیندہ لے جائے گا"۔

وہ لاجواب ہو کر دم دبا کر چلے گئے، اللہ تعالیٰ نے عجیب طریقہ سے یوں مدد فرمائی:

"بھائی صاحب روانگی سے چار روز قبل سخت بیمار ہو گئے، پیٹ میں شدید درد، دو راتیں سو نہ سکے، مجبوراً ہسپتال میں داخل کرانا پڑا، ۲ر جولائی کو بھائی کی پرواز تھی اور وہ ہسپتال میں تھے"۔

اللہ تعالیٰ نے اس طرح نجات دلائی اور ایسی مدد فرمائی:

"ظاہری زحمت رحمت بن گئی"۔

اب بھائی ۳ر ذی الحجہ = ۷ر جولائی کو اکیلے جا رہے ہیں۔

حضرتِ والا کی طرف سے تنبیہ کا مضمون پڑھ کر میں بھی اور بھائی بھی سخت پریشان تھے، مجھے تو اپنے متعلق وہی اسکول کے بچوں کی کتاب والا شعر یاد آ رہا تھا جو حضرتِ والا وعظ میں سنایا کرتے ہیں ؎

نام پہ تیرے جان فدا ہو
کام نہ تیرا اک بھی ادا ہو

اور اس مولوی صاحب والا قصہ اپنے اوپر پورا منطبق نظر آرہا تھا جس نے برادری کو خوش کرنے کے لئے چالیسواں کرکے مالک کو ناراض کیا، جس کی تفصیل وعظ "بدعاتِ مروجہ" میں ہے، ہمارے حالات بھی کچھ اسی طرح کے تھے۔

والد صاحب سعودیہ میں بھائی کے انتظار میں، انہیں یہ سب باتیں سمجھانا بہت مشکل، مزید بریں انہوں نے بھائی کے لئے پانچ ہزار ریال کا کمرا لے رکھا تھا، اگر بھائی نہ جاتے تو یہ بھی بہت بڑا مسئلہ تھا۔

اگرچہ حضرتِ والا کی مجلس کی برکت سے حُبِّ مال کا پورا نہیں لیکن کافی حد تک علاج ہو چکا ہے، اس لئے ہمیں تو پانچ ہزار ریال کی فکر نہیں، لیکن جسے حضرتِ اقدس سے محبتِ الٰہیہ اور فکرِ آخرت کا مصالحہ نہ لگا ہو اس کے لئے تو بہت بڑی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کی مجلس کی برکت سے خوب ہمت اور مدد فرمائی، ایسا مصالحہ لگا ہوا ہے کہ گناہ کو دیکھ کر خاموش نہیں رہا جاتا، جیسے بھی ممکن ہو نرمی یا سختی سے منع کرتا ہوں، خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ استقامت، ترقی اور قبول سے نوازیں۔

★ ★ ★ ★ ★

تحریر بالا میں مندرج شعر دراصل یوں ہے:

نام پہ تیرے جان فدا ہو کوئی نہ دل میں تیرے سوا ہو

کسی بچہ کی اسکول کی کتاب میں اس شعر پر حضرتِ والا کی نظر پڑ گئی تو آپ نے حسبِ معمول اس دَور کے مسلمانوں بالخصوص اسکولوں کالجوں میں پڑھنے پڑھانے والوں کے حالات اور ان کے قول و عمل میں تضاد پر بیان فرماتے ہوئے اس شعر میں حالاتِ حاضرہ کے مطابق یوں پیوند لگایا:

نام پہ تیرے جان فدا ہو کام نہ تیرا اک بھی ادا ہو

آج کے مسلمان کے قول و عمل کی کیسی بہترین ترجمانی ہے، ایسے حالات کے بارہ میں حضرتِ والا یہ شعر بھی بہت پڑھتے ہیں:

ہم فراقِ یار میں گھل گھل کے ہاتھی ہو گئے
اتنے گھلے اتنے گھلے رستم کے ساتھی ہو گئے

﴿۱۹۳﴾ حضرتِ والا کا وعظ "شرعی پردہ" پڑھنے سے دل میں اس کی فکر پیدا ہوئی، ساتھ ہی نماز وغیرہ کی پابندی اور دین کی باتیں پڑھنے سننے کا شوق بڑھا، اب تک چار دفعہ حضرتِ والا کے وعظ میں حاضر ہو سکی ہوں، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، حضرتِ والا کی مجلس میں حاضری اور مواعظ پڑھنے سے مندرجۂ ذیل گناہوں سے توبہ کی توفیق ہوئی:

۱۔۔۔ گانے سننے کا بہت شوق تھا، اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی رغبت نہیں رہی بلکہ نفرت ہو گئی ہے، کہیں دور سے آواز آئے تو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

۲۔۔۔ فوٹو کھینچنا، مجلس میں پہلی ہی حاضری کے بعد گھر میں اپنے اور رشتہ داروں کے جتنے فوٹو تھے، گھر پہنچتے ہی جلا دیئے۔

۳۔۔۔ بے پردگی، دو دفعہ مجلس میں حاضری کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے شرعی پردہ کرنے کا فیصلہ کر لیا، اللہ تعالیٰ نے زبردست مدد فرمائی، تمام "زادوں" سے بھی مکمل پردہ کر لیا، دیور گھر سے یہاں آگیا ہے، الحمد للہ! اس سے بھی پردہ کرنے کے بعد کافی اطمینان نصیب ہوا۔

۴۔۔۔ اپنی پڑوسی عورت سے فضول محفل کرنے کی عادت تھی جو ختم ہو گئی ہے۔

۵۔۔۔ غیبت کرنے اور سننے کی عادت میں اسی فیصد کمی ہو گئی ہے۔

۶ــــ مال کی حرص بہت زیادہ تھی، الحمد للہ اب بہت کم رہ گئی ہے۔

۷ــــ رسالے اور اخبار پڑھنے کا شوق ختم ہوگیا ہے، دینی کتابیں بالخصوص حضرتِ والا کے مواعظ پڑھنے کا شوق بڑھ گیا ہے۔

(۱۹۴) میں گھر گیا تو الحمد للہ! حضرتِ والا کی صحبت کی برکت سے اپنے گھر سے سب منکرات نکلوا دیئے، مثلاً:

۱ــــ تین سو سے زیادہ فوٹو تھے سب جلا دیئے، والد صاحب کے ہاتھ سے خاکستر کروائے، میں نے عرض کیا کہ ان کو آپ خود جلائیں، انہوں نے اپنے ہاتھ سے آگ میں ڈالے۔

۲ــــ ٹی وی کو بھی ضائع کر دیا۔

۳ــــ تقریباً پچاس کیسٹیں گانوں کی تھیں، سب صاف کر دیں۔

۴ــــ دو کیمرے ضائع کر دیئے۔

۵ــــ بہت سے لوگوں نے پوری ڈاڑھی رکھ لی۔

حضرتِ والا کی ہدایت کے مطابق تبلیغ اس طرح کرتا تھا کہ جس سے قبول کی توقع ہو اسے کہتا تھا ورنہ خاموش رہتا۔

آخر میں دعاء کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ واسعہ سے ہمیں تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے بچالے، شیطان کے شر سے حفاظت فرمائے، اپنے دین کی خدمت لے لے۔

(۱۹۵) میرے ذمہ گزشتہ کئی سالوں کی نمازیں باقی ہیں، میں روزانہ صبح تین بجے اٹھتا ہوں اور قضاء نمازیں پڑھتا ہوں پھر سارا دن جیسے جیسے وقت ملتا ہے قضاء نمازیں پڑھتا رہتا ہوں، اس طرح پورے دن میں پانچ دنوں کی نمازیں پڑھ لیتا ہوں۔ اسی طرح روزے بھی میرے ذمہ بہت باقی ہیں، گزشتہ دو ماہ میں صرف

تین روزے چھوٹے ہیں، یعنی تقریباً روزانہ روزہ رکھتا ہوں، امید ہے رمضان سے پہلے ہی گزشتہ سب روزے رکھ لوں گا، اِن شاء اللہ۔

زکوٰۃ بھی پچھلے سالوں کی میرے ذمہ باقی ہے، میں نے تمام گزشتہ سالوں کا حساب لگایا ہوا ہے، اس سال کی زکوٰۃ ادا کر کے پچھلے سالوں کی بھی ادا کر رہا ہوں۔

صبح دفتر جاتے وقت تسبیحات گاڑی میں پڑھتا رہتا ہوں، دوپہر کو واپسی پر بھی پڑھتا ہوں، اس طرح دوپہر تک یا عصر کے بعد حضرتِ والا کا بیان سن کر گھر واپسی تک تمام تسبیحات ختم ہو جاتی ہیں۔

عشاء کی نماز کے بعد "بہشتی زیور" پڑھتا ہوں اور پانچ چھ صفحات پڑھ کر پھر "الابقاء" پڑھتا ہوں، "الابقاء" ایک دفعہ شروع کروں تو چھوڑنے کو دل ہی نہیں چاہتا جب تک کہ پورا ختم نہ ہو جائے۔ میں نے گزشتہ بیس سالوں کے "الابقاء" خرید کر رکھے ہیں اور پڑھتا رہتا ہوں۔ حضرتِ والا کے تمام مواعظ کو ایک جلد کرا کر سرہانے رکھا ہوا ہے، بہت شوق سے پڑھتا ہوں جس سے بہت نفع ہو رہا ہے۔

حقوق العباد کا بہت خیال رکھتا ہوں، اگر مجھ سے کسی ملازم کے ساتھ بھی زیادتی ہو جائے تو فوراً معافی مانگ لیتا ہوں۔

مراقبۂ موت کے وقت بہت پریشانی لاحق ہوتی ہے، کیونکہ سوچتا ہوں کہ نہ تو میری نمازیں پوری ہیں نہ زکوٰۃ پوری ادا کی ہے نہ روزے پورے ہیں، کوئی حق بھی صحیح طریقہ سے ادا نہیں کیا بلکہ ادا کیا ہی نہیں، آج اگر مر جاؤں تو کس منہ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاؤں گا، سوائے شرمندگی اور پشیمانی کے کچھ بھی میرے پاس نہیں۔

میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں کہ یا اللہ! کم از کم اتنی مہلت دے دے کہ تمام حقوق تو ادا کر سکوں، حضرتِ والا سے بھی دعاء کی درخواست ہے۔

۱۹۶ اپنے معمولات باقاعدگی سے ادا کر رہی ہوں، اگر کسی وجہ سے دیر ہو جائے تو جب تک معمولات مکمل نہ ہوں نیند نہیں آتی۔

میں گھر کا سودا سلف لینے بازار مہینے میں دو بار جاتی تھی مگر اب حضرت والا کے فیض سے جب معلوم ہوا کہ شدید ضرورت کے بغیر گھر سے نکلنا جائز نہیں تو بازار جانا بالکل چھوڑ دیا ہے، لکھ کر ڈرائیور کو بھجوا دیتی ہوں جیسا بھی سامان لا دے ٹھیک ہے۔

ایک دن چھوڑ کر دو قضاء روزے رکھ رہی ہوں، دُعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطاء فرمائیں اور میرا یہ فرض جلد از جلد ادا ہو جائے۔

روزانہ ایک دن کی قضاء نمازیں پڑھ رہی ہوں، یہ بہت کم ہے، اس رفتار سے تو کئی سال لگ جائیں گے، یہ سوچ کر بہت ڈر لگتا ہے کہ نہ جانے اتنی عمر بھی ہے کہ نہیں، مگر زیادہ پڑھنے کی ہمت نہیں ہوتی، آپ میرے لئے دعاء فرمائیں۔

اپنی بہنوں کو پردہ کا بہت کہتی ہوں، کبھی اللہ کے غضب سے ڈراتی اور کبھی اس کی عنایات کا ذکر کرتی ہوں، سب میری باتوں کو مانتے تو ہیں مگر عمل نہیں کرتے، اللہ کے فضل سے نمازیں تو تقریباً سب پڑھنے لگے ہیں۔ آپ دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے والدین اور خاندان کو جہنم کی آگ سے بچائے۔

۱۹۷ حضرت صاحب! میں اپنے حالات اور ظاہری و باطنی گناہوں کا محاسبہ کرتی ہوں تو کوئی گناہ سمجھ میں نہیں آتا، کیا میں بہت گنہگار ہوں کہ محاسبہ میں خوب سوچنے کے باوجود بھی مجھے اپنے کسی گناہ کا پتا ہی نہیں چلتا۔

حضرت صاحب! آپ میرے لئے دُعاء فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ جیسی گنہگار کی جان آسانی سے نکالے، عذابِ قبر سے بچائے، مجھے بلاحساب جنت میں داخل کر دے، دوزخ کی ہوا بھی نہ لگے۔

حضرت صاحب! میں سوچتی ہوں کہ قبر میں فرشتہ کو کیا جواب دوں گی؟ تو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا سوائے اس کے:

"میں حضرت صاحب کی مریدنی ہوں۔"

حضرت صاحب! آپ مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں، ضرور! ضرور! ضرور!!! شاید آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ مجھ غریب، مسکین، بے وقوف، جاہل کو بخش دے۔

★ ★ ★ ★ ★

اوپر جس بچی کے حالات کا پرچہ نقل کیا گیا ہے اس کی عمر ابھی صرف بارہ سال ہے، یہ عمر اور فکرِ آخرت بوڑھوں سے بھی ہزاروں گنا بڑھ کر، اللہ تعالیٰ سب کو اس سعادت سے نوازیں۔

نمبر ۱۹۵ تا نمبر ۱۹۷ میں جو حالات لکھے گئے ہیں وہ ایک ہی گھرانے کے تین افراد کے ہیں، اس پورے گھرانے میں بالغ افراد صرف یہی تین ہیں۔ میاں، بیوی اور بڑی بیٹی، چھوٹے بچے بھی جذباتِ دینیہ سے سرشار ہیں۔ والدین نے سب بچوں کو اسکول سے نکال کر علمِ دین میں لگا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کا فیض دائم و قائم رکھیں اور اس سے امت کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائیں۔

(۱۹۸) میری ایک ہمشیرہ راولپنڈی سے شادی کی ایک تقریب میں اپنے محرم رشتہ داروں کے ساتھ کراچی آئیں، انہوں نے یہاں والدین کے پاس چند دن ٹھہرنے کی خواہش ظاہر کی، میں نے کہا:

"اس وقت یہ سب رشتہ دار جا رہے ہیں، بعد میں آپ کیسے جائیں گی؟"

کہنے لگیں:

"مجھے ریل گاڑی پر سوار کرا دینا میں اکیلی چلی جاؤں گی۔"

میں نے کہا:

"یہ تو گناہ ہے، میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔"

ہمشیرہ بھی اور والدین بھی کہنے لگے:

"کوئی گناہ نہیں، اور اگر گناہ ہے بھی تو ہم پر ہے۔"

میں نے ان سے کہا:

"پہلے میں بھی اسے گناہ نہیں سمجھتا تھا، چنانچہ ایک بار میں والدہ صاحبہ کو عمرہ کے لئے لے گیا، واپسی پر وہ اکیلی آئیں، ہم گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے تھے، یہ تو حضرتِ والا کی مجلس کا اثر ہے کہ گناہ کو گناہ سمجھنے لگے، دنیا کی تکلیف آخرت کے مقابلہ میں بہت آسان ہے، میں خود ہمشیرہ کو راولپنڈی چھوڑ آتا ہوں۔"

لیکن والد صاحب بضد رہے اور یہی کہتے رہے:

"تم ان کو ٹکٹ لے کر ریل میں سوار کر دو، تمہیں جانے کی اجازت نہیں۔"

میں نے کہا:

"ٹکٹ تو درکنار میں تو اسٹیشن تک بھی جانے کو تیار نہیں، میں اتنا بہادر نہیں کہ کوئی ناجائز کام کر کے اپنے مالکِ حقیقی کی ناراضی کا تحمل کر سکوں، جبکہ اشاعتِ دین کی خاطر بھی کسی ناجائز کا ارتکاب جائز نہیں۔"

بالآخر والد صاحب مجبور ہو گئے، مجھے اجازت دے دی، میں ہمشیرہ کو لے کر اسٹیشن پہنچا، گاڑی ابھی پلیٹ فارم پر نہ لگی تھی، گاڑی کے انتظار میں ہزاروں

لوگ اِدھر اُدھر آجا رہے تھے، اچانک میرے سامنے سے ایک عورت مزین حالت میں گزری، اسے دیکھتے ہی میری آنکھیں از خود بند ہوگئیں۔

یہ نعمت زندگی میں پہلی بار اللہ تعالیٰ کے ایک حکم پر ذرا سی پابندی اور استقامت کی بدولت نصیب ہوئی، یہ سب کچھ حضرتِ والا کی مجلس کے مصالحہ کا اثر ہے ورنہ میں تو وہی کمہار کا گدھا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کی برکت سے ایسی فہم عطاء فرمائی کہ گناہ کو گناہ سمجھنے لگا، اس فہم پر بہت مسرت ہوئی۔

حضرتِ والا کے وعظ "حفاظتِ نظر" میں پڑھا ہے:

> "اللہ تعالیٰ نے انسان کی پلکوں میں قدرتی اسپرنگ لگا رکھے ہیں، لیکن لوگوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر غیر صورتوں کو دیکھ دیکھ کر ان اسپرنگوں کو ڈھیلا کر دیا ہے بلکہ توڑ دیا ہے، اب بھی کسی اسپیشلسٹ سے ٹھیک کرا لو۔"

اب یہ حقیقت سمجھ میں آئی، واقعۃً اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہوا کہ مجھے ماہر اسپیشلسٹ کے پاس پہنچا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اُس وقت ایمان کی عجیب حلاوت نصیب فرمائی، ایسی حلاوت کہ اس کے بیان سے زبان وقلم قاصر ہیں۔

میری توجہ ایک دم اپنے مالکِ حقیقی کے ساتھ لگ گئی، پلیٹ فارم پر سب لوگ ہزاروں کی تعداد میں ایک دوسرے سے ہمکلام تھے لیکن بندہ اپنے مالکِ حقیقی کے ساتھ یوں ہمکلام تھا:

> "اے اللہ! گناہوں کے اس ماحول اور بُرے معاشرہ سے بچنا تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں، اے اللہ! تو ہی ہماری ہر طرح سے مدد فرما۔"

میں اتنا خوش تھا کہ ایک ایک سانس میں کئی کئی بار حضرتِ والا کے لئے دعاء کر رہا تھا اور اپنے مالکِ حقیقی سے کہہ رہا تھا:

”اے اللہ! آج تو تُو نے بندہ پر مہربانیوں کی بارش ہی برسادی۔“

بندہ سفر میں ”انوار الرشید“ بھی مطالعہ کے لئے ساتھ لے گیا تھا، گاڑی میں سوار ہوتے ہی پڑھنا شروع کر دی، اللہ تعالیٰ نے صرف ایک گناہ چھوڑنے کی برکت سے ایمان کی حلاوت کے علاوہ ”انوار الرشید“ کے وہ انوار و اسرار بندہ پر کھولے جو اس سے پہلے حاصل نہ تھے، حالانکہ بندہ روزانہ ”انوار الرشید“ کا کچھ حصہ پڑھتا تھا۔

ہمشیرہ کو راولپنڈی چھوڑ کر فوراً دوسری گاڑی میں واپس روانہ ہوا، آمد و رفت میں تقریباً ساٹھ گھنٹے مسلسل سفر کیا لیکن محبوبِ حقیقی کی محبت کی چاشنی و مستی کا کرشمہ ہے کہ مجھے تھکاوٹ کا ذرا بھی احساس نہ ہوا۔ پورے سفر میں ”انوار الرشید“ سے انوار حاصل کرتا رہا، اللہ تعالیٰ نے بندہ پر ایسے ایسے رموز کھولے جو پہلے کبھی خیال میں بھی نہ آتے تھے، پوری کتاب میں خاص خاص مقامات پر نشانات لگاتا رہا۔

اب جب سے واپسی ہوئی ہے ”نسخۂ اصلاح“ کے یہ اشعار اکثر زبان پر جاری رہتے ہیں:

نہ ہرگز کبھی تجھ پہ غفلت ہو طاری
وگرنہ رہے گا تو عاری کا عاری
ہوا اُس سے غافل تو اے دل سمجھ لے
ہے دنیا میں ذلت تو عقبیٰ میں خواری
کہیں کا نہ چھوڑا ہوئی جب سے اُلفت
تمہاری ہماری ہماری تمہاری

نہیں بلکہ یہ بھی تری ہی عطا ہے
خوشا درد از تو کہ تیمار داری

اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی خدماتِ دینیہ کو قبول فرمائیں اور اُمتِ مُسلمہ کی رہنمائی کے لئے حضرتِ والا کا سایہ قائم و دائم رکھیں۔ آمین۔

آخر میں اپنے لئے، اپنے اہل و عیال اور تمام احباب کے لئے خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(۱۹۹) ہم نے اپنے ماموں کی کمائی کے بارہ میں حضرتِ والا سے پوچھا تو آپ نے ناجائز بتایا، اس لئے ہم تینوں بہنوں نے ان کے بیٹے اور بیٹی کی شادی میں شریک ہونے سے انکار کر دیا، ہمارے والد صاحب اور دوسرے رشتہ دار بہت برہم ہوئے، یہ بات ہمارے ہاں کوئی ماننے کو تیار ہی نہیں کہ ان کی کمائی حرام ہے، والد صاحب نے خوب سنائیں کہ کون مولوی ایسا کہتا ہے؟ اپنے ایک جاننے والے کو لے کر آئے اور کہا: ——— "یہ آپ کو سمجھائیں گے۔"

ان محترم نے فرمایا:

"اللہ کے بندوں سے قطعِ تعلق نہیں کرنا چاہئے، آپ کے ماموں کی کمائی کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا، یہاں اگر مووی بنے تو آپ ایک طرف ہو کر بیٹھ جائیں، تصویریں نہ کھنچوائیں، ایسی احتیاط صرف متقی لوگ ہی کرتے ہیں، ہمارا یہ کام نہیں، دنیا میں رہنا ہے تو کچھ دنیاداری بھی نبھانی ہوگی۔"

انہوں نے ہمیں سمجھانے کی بہت کوشش کی، ہم نے ان کو پرچہ میں لکھ کر بھیجا:

"آپ اس مسئلہ کے بارہ میں مفتیوں سے بات کریں۔"

انہوں نے کہا:

> "ارے آج کل کے مفتی ایسے ہی ہوتے ہیں، انہیں کسی بات کا علم نہیں ہوتا، ایسے ہی فتویٰ لکھ دیتے ہیں۔"

انہوں نے اور والد صاحب نے بہت کچھ کہا لیکن ہم اپنی بات پر خاموشی سے جمے رہے، ایک کان سے سنا دوسرے کان سے اڑا دیا، پھر ہم نے والد صاحب سے کہا:

> "اگر حضرت والا سے فتویٰ لکھوا کر لے آئیں کہ ان کی کمائی حلال ہے اور ایسی شادیوں میں جانا بھی جائز ہے تو پھر ہم ماموں کے گھر کا کھانا بھی کھائیں گے اور شادیوں میں بھی چلے جائیں گے۔ ہم صرف حضرت والا ہی کے فتویٰ پر عمل کرتے ہیں۔"

تمام واہیات رسموں کے ساتھ شادی ہوگئی لیکن اس گھر کا کیا حال ہوا؟ عین ولیمہ کے دن وہیں اس مکان میں ماموں کے چچا کا انتقال ہوگیا، ان کے گھر والے ماموں سے خوب لڑے کہ یہ شادی کیسی منحوس ہے اور دلہن بھی۔

اسی دن ماموں کے بیٹے کا آپریشن بھی تھا اور وہ ہسپتال میں تھا۔

دوسرا قصہ یہ پیش آیا کہ والد صاحب نے اس سال بھی گیارھویں کی اور ہم تینوں بہنیں گھر میں ہوتے ہوئے بھی گیارھویں میں شریک نہیں ہوئیں جس سے تمام مہمانوں کو بڑی آگ لگی، کہنے لگے:

> "یہ کیسے میزبان ہیں کہ ہمیں بلا کر خود غائب۔"

ہم نے کہا:

> "ہم نے تو آپ کو دعوت نہیں دی، جنہوں نے دعوت دی ہے وہ آپ کی میزبانی بھی کر رہے ہیں، اس دعوت سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔"

جب سب مہمان چلے گئے تو والد صاحب نے ہماری خوب خبر لی کہنے لگے،

"گیارھواں سیپارہ پڑھو، اس میں اولیاء اللہ کا ذکر ہے تم گیارھویں نہیں مانتیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ تم گیارھواں پارہ نہیں مانتیں، ہمیں جو مولوی وعظ دینے آئے تھے انہوں نے گیارھویں کی بڑی فضیلت بتائی تھی، کیا تم لوگوں کا علم ان سے بڑھ کر ہے۔"

ہم نے صرف اتنا کہا:

"آپ اس معاملہ میں بات کرنا چاہتے ہیں تو کسی صحیح عالم سے کریں"۔

بہر حال ہم نے خوب کڑوی کسیلی باتیں سنیں، ہم یہ سوچ کر خاموش رہے کہ والد سے کچھ نہ کہنا ہی بہتر ہے، ہاں جتنا سمجھانا مناسب تھا سمجھا دیا، آگے اللہ مالک ہے، آپ دُعاء فرمائیں۔

میرے دو رشتے آئے ہوئے ہیں:

ایک لڑکا مالدار ہے، کنوارا ہے مگر شریعت کا پابند نہیں، انہیں میری شرعی پابندی پر کوئی اعتراض بھی نہیں۔

دوسرا لڑکا شریعت کا پابند ہے مگر غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور شادی شدہ ہے، بیوی کو اس لئے طلاق دینا چاہتا ہے کہ وہ اپنے خالو سے پردہ نہیں کرتی۔

میں یہیں شادی کرنا چاہتی ہوں مگر والد صاحب مالدار لڑکے سے کرنا چاہتے ہیں، میں نے کہہ دیا ہے:

"میں کسی ایسے شخص سے شادی نہیں کر سکتی جو مکمل طور پر شریعت کا پابند نہ ہو"۔

یہ سب کچھ حضرت والا کی برکت ہے، اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمیشہ ہمارے

سروں پر قائم رکھے۔

حضرتِ والا سے اپنے لئے اور والدین کے لئے دُعاء کی درخواست ہے۔

(۲۰) بندہ کی بیوی راولپنڈی اپنے والدین کے ہاں گئی، اس نے سختی سے کہا،

> ”ٹی وی دیکھنا حرام ہے، اسے فوراً بند کرو ورنہ میں یہاں نہیں رکوں گی۔“

اور اپنے بھائیوں سے کہا،

> ”اللہ کی بغاوت چھوڑ دو، ڈاڑھی نہ منڈواؤ۔“

بھابیوں سے بھی پردہ کا کہا، حضرتِ والا کے مواعظ ساتھ لے گئی تھی وہ بھی ان کو سناتی رہی۔

بندہ کا چھوٹا لڑکا...... جس کی عمر چھ سال ہے اس نے اپنے ماموں کی گود میں بیٹھ کر کہا؛

> ”اللہ کی بغاوت چھوڑ دو۔“

بچہ کے نانا کی تصویر ان کے گھر لٹکی ہوئی تھی، بچہ کی نظر پڑی تو اپنے ماموں اور نانی سے کہا؛

> ”اس بڑے بت کو کیوں لگا رکھا ہے؟ اسے ہٹاؤ۔“

حضرتِ والا کی مجلس میں چند دن بیٹھنے والے پر حمیّتِ دینیہ ایسی غالب آجاتی ہے کہ وہ گناہ کو دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا، ہاتھ سے نہ روک سکے تو چہرہ پر تغیر لازماً نمایاں ظاہر ہوتا ہے۔

بندہ رائیونڈ تبلیغی اجتماع سے واپسی پر ملتان اترا، وہاں کے ایک دوست مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں، بندہ نے ان کو حضرتِ والا کے مواعظ مکہ مکرمہ پہنچائے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت دی، پاکستان پہنچتے ہی انہوں نے مکمل شرعی پردہ

کا اہتمام شروع کر دیا، تمام رشتہ دار سخت ناراض۔

اب وہ مجھے ان سب رشتہ داروں کے پاس فرداً فرداً لے گئے، بندہ نے حضرتِ والا کے مواعظ پڑھ کر سنائے، خاص طور پر وعظ "شرعی پردہ" بہت زور دے کر بار بار سنایا، اللہ تعالیٰ نے سب کے دلوں میں بات اتار دی۔ سب حیران تھے کہ ایسی باتیں جو حضرتِ والا کے مواعظ میں بہت وضاحت سے ہیں ہم نے کبھی کسی عالم سے سنی ہی نہیں۔

بندہ کے لئے اور تمام اہل خانہ، سب بہن بھائیوں، دوست احباب سب کے لئے دُعاء کی درخواست ہے۔

(۲۰۱) ہمارا خاندان علماء ومشایخ کا خاندان ہے اس کے باوجود شرعی پردہ کی خلاف ورزی، شادی غمی کے مواقع میں جاہلانہ بلکہ ہندوانہ رسوم کی فرائض کی طرح پابندی جیسے کبیرہ گناہوں میں مبتلا تھا۔ علاوہ ازیں معاشرہ کے دیگر منکرات سے بھی کوئی اجتناب نہیں تھا، میرے اور میرے خاندان کی خوش قسمتی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کی خدمتِ اقدس میں پہنچا دیا؎

نازم بچشمِ خود کہ جمالِ تو دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
بوسہ ہزار بار زنم دستِ خویش را
کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

حضرتِ اقدس پر اللہ تعالیٰ کی ہر لمحہ اربوں کھربوں رحمتیں نازل ہوں کہ آپ کی دُعاؤں، توجہات، مواعظ وارشادات سے ہمارے خاندان میں عظیم انقلاب آیا اور بحمد اللہ تعالیٰ اب یہ خاندان اس قابل ہے کہ اسے خاندانِ علم وعمل کہا جائے، اس انقلابِ عظیم کی چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

۱۔۔۔ والدہ صاحبہ، ہمشیرہ، اہلیہ اور تینوں بھاوجوں نے شرعی پردہ کرلیا ہے جبکہ ظاہری حالات سے اس کی قطعاً کوئی امید نہیں تھی، یہ حضرتِ والا کی کرامت اور اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں تو کیا ہے کہ گھر میں چھ خواتین ہیں اور بحمداللہ تعالیٰ سب ہی شرعی پردہ کی پابند ے

دکھا اے معترض دنیا میں صیقل گر کوئی ان سا
سراپا غرقِ ظلمت کو سراپا نور کرتے ہیں

۲۔۔۔ ایک انتہائی جاہلانہ بلکہ خالص ہندوانہ رسم یہ تھی کہ بہو اپنے خسر سے پردہ کرتی تھی، ادھر دیوروں سے نہ صرف بے پردگی بلکہ انتہائی بے حیائی، ہنسی، دل لگی اور بہت فحش قسم کے مذاق۔

حضرتِ والا کی خدمتِ بابرکت میں حاضری سے ایسا مصالحہ لگا کہ اس منکر کو مٹانے کی فکر دامن گیر ہوگئی، حضرتِ اقدس کی دعاؤں اور توجہات کی بدولت اس رسم بد اور بے پردگی و بے حیائی کا بالکل خاتمہ ہوگیا، والحمدُ للہ علیٰ ذٰلک۔

۳۔۔۔ میاں بیوی کا ایک دوسرے کو سلام کہنا بہت معیوب سمجھا جاتا تھا، اب حضرتِ والا کے تعلق کی برکت سے یہ رسم قبیح و شنیع بھی خاک میں مل گئی۔

۴۔۔۔ عیدالاضحیٰ کی تعطیلات پر گھر جا کر معلوم ہوا کہ چھوٹے بھائی کی شادی تیار ہے، خوشی ہوئی کہ الحمدللہ! بدوں حرجِ اوقات شرکت ہورہی ہے لیکن دوسرے روز پتا چلا کہ شادی پر خاندانی رواج کے مطابق اچھا خاصا اجتماع ہو رہا ہے، دور دور سے رشتہ دار جمع ہو رہے ہیں، بہت بھاری تعداد میں بارات لے جانے کا منصوبہ ہے، بلکہ بارات وغیرہ کے سب انتظامات مکمل ہوچکے ہیں۔

حضرتِ والا سے سنا ہوا تھا:

”اس قسم کے اجتماعات بہر حال منکرات سے خالی نہیں ہوتے۔“

چنانچہ بارات کا قصہ تو سارا ہی قرض لے کر کیا گیا تھا، اس لئے بندہ نے والد صاحب سے عرض کیا:

”یہ رسوم تو ویسے ہی ناجائز ہیں، پھر ہمارا خاندان علماء کا خاندان ہے ع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی؟

ہم دوسروں کو منکرات سے کس منہ سے روکیں گے؟ اجتماع اور بارات کا قصہ ختم کر دیں ورنہ میں ابھی جامعہ جا رہا ہوں۔“

والد صاحب بہت سخت ناراض ہوئے، بہت سخت سست کہا بہت سنائیں، کہنے لگے:

”خوشی میں غمی کر رہے ہو، اب بارات وغیرہ پر سب خرچ کر چکا ہوں، جس سے بچنے کی اب کوئی صورت نہیں، ہاں آیندہ ہرگز ایسا نہ ہوگا، بہر حال اس بارات میں تمہیں شریک ہونا پڑے گا۔“

بندہ نے صاف صاف عرض کر دیا:

”مجھ سے ایسی توقع قطعاً نہ رکھیں، میں نے علم اس لئے نہیں پڑھا۔“

یہ کہہ کر جامعہ کے لئے رختِ سفر باندھا، گھر میں اچھا خاصا کہرام مچ گیا، اس لئے کہ دوسرے ہی روز شادی تھی۔

دولہا میاں نے کہا:

”اگر یہ جاتے ہیں تو میں گھر سے بھاگ جاؤں گا شادی نہیں کراؤں گا۔“

غرضیکہ سب لوگ چیختے رہ گئے اور بندہ وہاں سے بہت اطمینان کے ساتھ چلا آیا، اس میں میرے لئے کچھ بھی مجاہدہ نہیں تھا کیونکہ بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کی صحبت سے شریعت طبیعتِ ثانیہ بن چکی ہے۔

بوقتِ رخصت والد صاحب نے فرمایا:

”تمہاری عدمِ شرکت پر میری ناراضی اوپر اوپر سے تھی، حقیقت یہ ہے کہ میں تمہارے اس عمل سے بہت زیادہ خوش ہوا ہوں، دین کا تقاضا یہی تھا اور ایسے ہی مواقع میں دینداری کا پتا چلتا ہے، تم نے دنیا پر دین کو ترجیح دے کر میری آنکھیں ٹھنڈی کر دیں، تمہارے دوسرے بھائیوں سے میں اس موقع پر بظاہر خوش نظر آتا ہوں مگر دل سے خوش نہیں ہوں اس لئے کہ انہوں نے دین کی پروا نہ کی۔

اس وقت بارات کے چکر میں اس طرح پھنس چکا ہوں کہ اس سے نجات کی کوئی صورت ممکن نہیں، میں تمہارے سامنے اس قصہ سے توبہ کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کسی بھی شادی میں شریعت کی خلاف ورزی نہ ہوگی۔“

اس کے بعد ہمشیرہ اور ایک بھائی کی شادی ہوئی جو بحمد اللہ تعالیٰ از اول تا آخر شریعت کے عین مطابق ہوئی۔

۵— ہم دس بھائیوں کی ایک ہی ہمشیرہ ہیں، جو حضرتِ والا کے فیض سے بلوغ سے قبل ہی مکمل شرعی پردہ کی پابند ہیں۔ ہمشیرہ کے رشتہ کے لئے گھر میں مشورہ ہوا، حضرتِ والا کی برکت سے سب گھر والوں کا فیصلہ تھا:

”رشتہ وہیں کریں گے جہاں شرعی پردہ و دیگر احکامِ شریعت کی مکمل پابندی ہوگی۔“

بحمد اللہ تعالیٰ فوراً ایسے لڑکے کے بارہ میں طے ہوگیا جو طالبِ علمِ دین ہونے کے ساتھ حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق بھی رکھتا ہے اور ہمارا عزیز بھی۔

اسی وقت چھوٹے بھائی کو لڑکے کے والد کے پاس یہ پیغام دے کر روانہ کر دیا:

> "ہمارا رشتہ کا ارادہ ہے، ویسے ملاقات کو بھی زمانہ ہو رہا ہے، اس لئے جس قدر جلدی ہو سکے مع صاحبزادہ تشریف لائیں، رشتہ نہیں تو ملاقات ہی سہی۔"

چونکہ وہ ہم سے تقریباً پانچ سو کلو میٹر دور ہیں، اس لئے وہ دوسرے روز عشاء کی نماز میں پہنچے، سلام کے بعد جیسے ہی ان پر نگاہ پڑی تو چونکہ قرائنِ قویّہ سے یقین تھا کہ وہ ضرور رشتہ کے لئے تیار ہو جائیں گے، اس لئے بندہ نے اسی وقت کھڑے ہو کر اعلان کر دیا:

> "شریعت کے مطابق نکاح ہوگا جو احباب شرکت کرنا چاہیں تشریف رکھیں۔"

اعلان سے سب لوگ حیران ہوگئے کہ اچانک کس کا نکاح ہو رہا ہے؟ کچھ لوگوں نے بندہ کے چھوٹے بھائیوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا، پھر تو لوگوں کے تعجب و حیرت کی انتہاء نہ رہی۔

نکاح بحمد اللہ تعالیٰ اتنی بے تکلفی اور سادگی سے ہوا کہ اس تقریب میں سوائے والد صاحب کے گھر کے افراد میں سے کوئی بھی شرکت نہیں کر سکا، حتیٰ کہ جو بھائی مہمانوں کو لے کر آیا تھا وہ بھی خوش فہمی میں رہ گیا، کیونکہ سب کا خیال تھا:

> "اگرچہ شادی شریعت کے مطابق سادگی سے ہوگی تاہم مہمانوں

کے آنے کے بعد رشتہ طے ہونے میں دو روز تو لگ ہی جائیں گے، یہ بھی احتمال ہے کہ رشتہ سے انکار ہی ہو جائے۔"

بڑے بھائی صاحب جو ماشاء اللہ! عالمِ دین ہیں اور ایک چچا جو گھر کے بڑے سمجھے جاتے ہیں کسی کام سے گاؤں سے باہر گئے ہوئے تھے، اس لئے وہ بھی شریک نہ ہو سکے۔

حضرتِ والا کی دعاء و توجہ کی برکت سے والدہ صاحبہ انتہائی خوشی کی وجہ سے اشکبار تھیں اور بار بار کہہ رہی تھیں:

"اللہ کا کتنا بڑا کرم ہے اور میری بیٹی کتنی خوش نصیب ہے کہ اس کی شادی شریعت کے مطابق ہو رہی ہے۔"

شریعت کی پابندی کی برکت سے رات کے وقت گاؤں کی دو کانوں سے چھوارے، مٹھائی اور بوتلیں کافی مقدار میں دستیاب ہو گئیں اور شرکاءِ نکاح نے خوب لطف اٹھائے۔

اس سادگی کا حاضرینِ مجلس پر اللہ تعالیٰ نے ایسا رعب ڈالا کہ سب ہی اس مبارک تقریب کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور یوں کہہ رہے تھے:

"اس قدر آسان شادی اور پُرلطف و لذت تقریب ہم نے آج دیکھی ہے، ہم لوگ تو شادیوں سے برباد ہوتے چلے جا رہے ہیں۔"

دوسرے روز رخصتی بھی کر دی، دولہا اور ان کے والد صاحب کے آنے جانے کا کرایہ، مہر کی رقم اور ہمشیرہ کو جس کار پر رخصت کیا اس کے سب مصارف بندہ نے خود اپنی جیب سے ادا کئے، اس لئے اس شادی

میں لڑکے والوں کا اور میرے والدین کا ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہوا۔ یہ توفیق سب حضرت والا کی صحبت اور خصوصی توجہ کا اثر ہے، اللھم زد فزد۔

گاؤں میں مقیم عزیزوں میں سے کسی کو ایک روز بعد نکاح کی خبر ہوئی کسی کو دو روز بعد۔ جبکہ مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر خاندان کے رواج اور عام عرف کی وجہ سے شادی دھوم دھام سے کرنا بہت ضروری تھا اور اس سادگی میں بہت بڑی ذلت:

۱۔ دس بھائیوں کی ایک ہی بہن کی شادی تھی، چونکہ اس صورت میں فخر و ریاء کا ایک ہی موقع ہوتا ہے اس لئے ایسی شادی نہایت تکلف سے کی جاتی ہے۔

۲۔ سب عزیزوں بالخصوص ننھیال کی طرف سے شدید اصرار تھا کہ ہمیں ضرور اطلاع کی جائے، کیونکہ ان کے لئے اپنی نواسی اور بھانجی پر رواج کے مطابق خرچ کرنے کا پہلا موقع بھی یہی تھا اور آخری بھی یہی۔

۳۔ ہمارے ددھیال نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ اگر شادی میں ہمیں نہ بلایا گیا تو ہم تا زندگی ہر قسم کے تعلقات منقطع کر لیں گے۔

۴۔ چالیس سال کے نیوتے اور دیگر کثیر مقدار میں رسمی چڑھاوے وصول کرنے کا پہلا موقع تھا۔

بحمد اللہ تعالیٰ والد صاحب نے نیوتا وغیرہ سے توبہ کر لی ہے محض اللہ تعالیٰ کی خاطر اتنے بڑے مال کو لات مار دی، اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے والد صاحب کو پہلے کی بنسبت ملی فراوانی اور دُنیوی عزت اور وجاہت سے خوب نوازا۔

۶۔ ماموں کے لڑکے اور لڑکی کی شادی تھی، خاندانی رسم کے تحت والدہ صاحبہ

کی شرکت فرض سے بھی بڑھ کر تھی، والدہ صاحبہ نے شرکت سے انکار فرما دیا۔ اس کے باوجود ماموں تین سو کلومیٹر کے سفر کی مشقت برداشت کر کے والدہ کو لینے آگئے۔

حضرت والا کے تعلق کی برکت سے والدہ صاحبہ نے نہ صرف اس شادی میں شرکت سے انکار کیا بلکہ صاف اعلان کر دیا:

"چونکہ ایسی تقریبات منکرات سے خالی نہیں ہوتیں اس لئے آیندہ میں کسی بھی تقریب میں شریک نہیں ہوں گی، کوئی راضی رہے یا ناراض۔"

۷۔۔۔ بندہ کے ایک چھوٹے بھائی تاحال حضرت والا کی زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے ہیں، مواعظ پڑھ کر اور وعظ کی کیسٹیں سن کر حضرت والا سے محبت بدرجۂ عشق ہو گئی ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ منکرات سے بچنے بچانے کا قابلِ رشک جذبہ پیدا ہو گیا ہے۔

ایک بار شہر میں بہت بڑا دینی جلسہ تھا، وہاں کے مشہور خطیب بیان کر رہے تھے، ادھر فوٹو شروع ہو گئے۔ بھائی ماشاء اللہ! بھرے مجمع میں کھڑے ہو گئے اور خطیب صاحب کو اس منکر سے روکنے کی طرف متوجہ کیا، مگر انہوں نے دھیان نہیں دیا تو یہ اسٹیج پر پہنچ گئے اور خطیب صاحب کو گریبان سے پکڑ کر منبر سے نیچے اُتار دیا اور کہا:

"جب اتنی بڑی لعنت سے بھی آپ نہیں روک سکتے تو بیان سے کیا فائدہ؟ آپ کو بیان کرنے کا کوئی حق نہیں۔"

۸۔۔۔ والدہ صاحبہ بحمد اللہ تعالیٰ تہجد کی پابند ہو گئی ہیں، فرماتی ہیں:

"تہجد سے سارا دن ایسی خوشی مسلط رہتی ہے جیسے بہت

بڑی دولت مل گئی ہے جس دن عذر سے ناغہ ہوجاتا ہے تو سارا دن طبیعت ایسی اداس، بے چین اور مردہ سی رہتی ہے کہ کسی چیز میں دل نہیں لگتا۔"

یہ حالت حضرتِ والا سے تعلق کے بعد نصیب ہوئی ہے۔

۹ــــ عموماً والدہ صاحبہ اذانِ فجر تک ایک ہزار بار کلمہ طیبہ کا ورد کرلیتی ہیں، دوسرے اوقات میں بھی کثرت سے ذکر اللہ جاری رہتا ہے۔

۱۰ــــ ایک بار بندہ نے والدہ صاحبہ کا درجِ ذیل پیغام حضرتِ اقدس کی خدمت میں پہنچایا تھا:

"الحمد للہ! حضرت جی کی برکت سے بے پردگی، غیبت، جھوٹ اور منکرات کی مجلس میں شرکت اور دوسرے بڑے بڑے گناہوں سے بچ گئی ہوں، اس پر میں حضرت جی کے احسانات کا پوری عمر شکریہ ادا کرتی رہوں تو بھی نہیں ہوسکتا، میرا دل اب بہت خوش ہے کہ حضرت جی کے صدقہ ہمارے دین کے علاوہ دنیا بھی سنور گئی، لیکن ایک پریشانی باقی ہے وہ یہ کہ میری ساری اولاد حافظ، عالم اور مفتی ہوگئی مگر میں خود سوائے چند چھوٹی چھوٹی سورتوں کے ناظرہ قرآن مجید کی دولت سے بھی محروم ہوں، اس محرومی کا صدمہ ہر وقت دل و دماغ پر مسلط رہتا ہے اور عمر کے لحاظ سے آیندہ بھی اس دولت کو حاصل کرنے کا کوئی امکان نظر نہیں آرہا۔"

اس پر حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا تھا:

"اللہ کا نام لے کر نورانی قاعدہ شروع کردو میں دعاء کرتا ہوں، اولاً تو إن شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی یہ دولت حاصل ہوجائے گی اور اگر بالفرض

تکمیل سے پہلے ہی انتقال ہوگیا تو بھی اللہ تعالیٰ کے دفتر میں تکمیل لکھی جائے گی اور ان شاء اللہ تعالیٰ تکمیل کا اجر پورا ملے گا بلکہ مزید برین درجۂ شہادت بھی، طلبِ علم کی حالت میں موت کو حدیث میں "شہادت" قرار دیا گیا ہے۔ (التشرف ص ۲۸۲)"۔

بحمد اللہ تعالیٰ حضرت کی توجہ و دُعاء کی برکت سے والدہ صاحبہ کا نورانی قاعدہ ختم ہو کر پہلے پارہ کا نصف بھی ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضرتِ والا کی توجہ و دُعاء کی برکت سے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی قرآن مکمل کر لیں گی۔

۱۱— بندہ کا ایک بھائی پڑھائی چھوڑ کر آوارہ ہوگیا تھا، اس کی آوارگی اس حد تک بڑھی کہ والد صاحب کے سامنے بولنے لگا، نماز وغیرہ سے مکمل آزاد، اوباشوں کے ساتھ یارانہ، والدین اس کی اصلاح سے قطعاً ناامید ہو گئے تھے، والدہ صاحبہ نے حضرتِ والا کی خدمت میں درخواست کی:

> "میرا بیٹا آپ کے ہاں ہی درست ہو سکتا ہے، اگر اپنی خدمت میں اسے رہنے کا موقع مرحمت فرمائیں تو ہم سب پر احسانِ عظیم ہوگا"۔

حضرتِ والا نے از راہِ شفقت اجازت عطاء فرما دی تھی اب بحمد اللہ اس کے حالات حضرتِ والا کے سامنے ہی ہیں بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی مجلس و توجہ کی برکت سے سب گناہ چھوڑ دیئے، والدین کی خدمت بھی سب سے زیادہ کرتا ہے اور اب والدین اس سے دینی و دنیوی ہر اعتبار سے خوب مطمئن اور خوش ہیں۔

۱۲— نمبر "۵" میں جس دینی طالبِ علم کا تذکرہ ہے وہ بھی میرے بھائی کی طرح

آوارہ تھے، بلکہ دونوں کے درمیان دوستی بھی تھی، آوارگی کی وجہ سے بظاہر ان سے رشتہ کرنے کا کوئی امکان نہیں تھا، لیکن جب بھائی حضرت کے ہاں کچھ وقت گزار کر گھر گئے تو یہ ان کے حالاتِ رفیعہ دیکھ کر بہت متأثر ہوئے اور انہیں بھی حضرت کی زیارت کا شوق اٹھا، دوسرے سال کراچی کے ایک مدرسہ میں داخلہ لیا، جہاں سے ڈھائی کلومیٹر پیدل چل کر روزانہ بیان میں شرکت کرنے لگے، اس کی برکت سے انہیں بھی ہدایت ہوگئی اور ایسے نیک ہوگئے کہ گھر والے ان سے ہمشیرہ کے رشتہ کے لئے تیار ہوگئے۔

۱۳— والدہ صاحبہ ہر مجلس میں حضرت والا کی باتیں نقل کرتی رہتی ہیں جس کی برکت سے گاؤں کی کئی عورتوں نے پردہ شروع کر دیا ہے۔ ایک عزیزہ نے اپنے گھر سے ٹی بی نکال دیا، والحمد للہ علیٰ ذلک۔

۱۴— ہمارے خاندان میں خواتین کا غیر محرم رشتہ داروں مثلاً دیور، جیٹھ اور ہر قسم کے زادوں کے ساتھ سفر کرنے کا عام معمول تھا، بحمد اللہ تعالیٰ اب کوئی خاتون غیر محرم کے ساتھ سفر نہیں کرتی، خواہ کچھ بھی نقصان ہوجائے یا کتنا ہی انتظار کرنا پڑے۔

حضرتِ والا کے تیرِ نظر کا اثر تحریر میں لانے سے قاصر ہوں ؎

تری نگاہ کے مجروح اور بھی ہیں کئی
کسی کے دل میں رہی اور کسی کے پار گئی
مگر مجھ ہی سے کی تو نے ترک بات نئی

درونِ سینۂ من زخم بے نشان زدہ
بحیرتم کہ عجب تیرِ بے کمان زدہ

مزید استقامت وترقی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کا سایہ امت پر قائم رکھیں، احیاءِ دین کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ برکت عطاء فرمائیں اور صدقۂ جاریہ بنائیں۔

(۴۲) میرے والدین اور بھائی کراچی رہتے ہیں اور میں راولپنڈی۔ میرے بھائی نے حضرتِ والا کے مواعظ مجھے اور دوسرے کئی رشتہ داروں کو روانہ کئے، میں نے وعظ "شرعی پردہ" پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے باطنی آنکھیں کھول دیں، فوراً تمام دیوروں اور زادوں وغیرہ سب سے پردہ کرلیا۔ اکثر رشتہ داروں نے بہت مخالفت کی مگر میں نے کسی کی پروا نہیں کی۔

ایک بار دو بہنوئی میرے گھر اچانک آگئے، ان کو معلوم تھا کہ میں نے شرعی پردہ کرلیا ہے اس کے باوجود انہوں نے دانستہ ایسا کیا، وہ آکر صحن میں بیٹھ گئے، میں غسل خانہ میں چھپ گئی، وہ باہر باتیں کرتے رہے، کہہ رہے تھے:

"کب تک چھپی رہے گی؟"

بہت دیر انتظار کے بعد بالآخر مجبور ہوکر برا بھلا کہتے ہوئے چلے گئے۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ میرا ایک رشتہ کا ماموں ہے، سگا نہیں، جن کی عمر ستر سال سے بھی زیادہ ہے، میرے پاس روزانہ چکر لگایا کرتے تھے، میں بھی ان کا اس لئے بہت احترام کرتی تھی کہ میرے والدین کراچی میں ہیں انہیں والد کی جگہ بڑا سمجھ کر ان کی عزت کرتی تھی۔ لیکن جب دین کی بات کا علم ہوا تو میں نے ان سے پردہ کرلیا، وہ سب سے زیادہ ناراض ہیں، کم از کم دو سال کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن وہ اب تک ناراض ہیں۔

میں ہر آنے والی عورت کو حضرتِ والا کے مواعظ سناتی ہوں، میرا کوئی کمال نہیں، یہ سب حضرت کا فیض ہے اور حضرت کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

(۲۰۳) میری بہن نے مجھے حضرتِ والا کا وعظ سننے کی دعوت دی، جس پر میں اور بہنوئی کے ساتھ میں اور میرے شوہر بھی مجلسِ وعظ میں حاضر ہوئے، میں نے پہلا ہی وعظ سن کر سب غیر محرم رشتہ داروں سے شرعی پردہ کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

میرے شوہر پر بھی پہلے ہی وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ اسی روز سے ڈاڑھی رکھ لی۔ ٹی وی کو بھی گھر سے نکال دیا، اور بھی بہت سے گناہوں سے توبہ کرلی ہے۔

اس کے بعد سے میں اور میرے شوہر ہر جمعہ کو برابر وعظ میں حاضر ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فکرِ آخرت میں ترقی ہو رہی ہے۔

میرے لئے اور میرے شوہر اور بچوں کے لئے استقامت کی دُعاء فرمائیں۔

(۲۰۴) میں دو سال سے کسی ایسے اللہ والے کی تلاش میں تھا جس کی صحبت میرے اندر کی دبی چنگاری کو شعلہ کا رنگ دے۔

دل میں سچی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ ہدایت سے سرفراز فرماتا ہے اور منزل جلد ہی سامنے آجاتی ہے۔ اپنے ایک دوست کی وساطت سے حضرتِ والا کے وعظ میں آنا ہوا، یوں محسوس ہوا جیسے مجھے آپ ہی کی تلاش تھی، رُوح میں جذب اور مستی کی سی کیفیت آگئی، رواں رواں سرشاری کے عالم میں جھومنے لگا؎

یہیں دیکھا گیا ہے بے پئے سرشار ہو جانا

حضرتِ والا! ایک عجیب سی بات میں نے محسوس کی ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی مجھ سے سرزد ہونے لگتی ہے تو تصوّر میں حضرتِ والا کی صورت نظر آتی ہے، جس کی وجہ سے دل کانپ جاتا ہے اور میں غلط کام کرنے سے باز رہتا ہوں۔

ڈاڑھی رکھنے کی وجہ سے میری سخت مخالفت کی جارہی ہے، لوگ وہ وہ باتیں بنا رہے ہیں کہ میں کبھی کبھی راتوں کو خوب روتا ہوں، اس رونے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا جذبہ بڑھتا چلا جارہا ہے اور اس

کی نافرمانی کرنے سے بچ جاتا ہوں۔

(۲۰۵) میں کئی جسمانی بیماریوں اور ذہنی پریشانیوں میں مبتلا تھا، میرے لڑکے کو کہیں سے حضرتِ والا کا وعظ "ترکِ منکرات" ملا، اس نے لاکر مجھے دیا، اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے میرے لئے راستے کھول دیئے، اس سے مجھے جو برکات حاصل ہوئیں ان کی فہرست اتنی طویل ہے کہ تحریر سے قاصر ہوں، اس لئے صرف چند باتیں عرض کرتا ہوں:

۱— حضرتِ والا نے اس وعظ میں فرمایا ہے:

> "اگر کسی کو اشکال ہو کہ یہ عجیب نسخہ عقل میں نہیں آتا کہ کسی کے سر میں درد ہو اور اس سے کہا جائے کہ گناہ چھوڑ دو درد جاتا رہے گا، دل کے دورے پڑ رہے ہیں تو بجائے اس کے کہ اسے کسی ماہرِ امراضِ قلب کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا جائے اس کو یہ بتایا جا رہا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرلو دورہ ختم ہو جائے گا۔"

پھر حضرتِ والا نے اِس اشکال کے دو جواب ارشاد فرمائے ہیں، میں نے پڑھے تو بات سمجھ میں آگئی۔ مجھے ٹی بی کا بہت شدید مرض تھا، بہت علاج کروائے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، حضرتِ والا کے ارشاد کے مطابق میں نے تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر کسی علاج کے ٹی بی کے مہلک مرض سے مکمل نجات عطاء فرمادی، اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل تندرست ہوں۔

میں اس پر حضرتِ والا کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ مجھے جسمانی وروحانی امراض سے نجات عطاء فرمائی، مجھے اب ہر قسم کے گناہوں سے نفرت ہوگئی ہے۔

۲ــــ میں بچپن برس سے سگریٹ نوشی کا پرانا مریض تھا، اس سے نجات کے لئے کئی اسپیشلسٹ ڈاکٹروں سے علاج کروایا مگر سب بے سود، عید کی رات اللہ تعالیٰ سے دُعا کی، صبح اٹھا تو سگریٹ کا خیال تک بھی نہ آیا، لوگ حیران ہیں کہ بچپن سال کا پرانا اور لاعلاج مرض ایک دم کیسے جاتا رہا۔

۳ــــ میری بیوی کے انتقال پر رشتہ داروں نے خاص طور پر بیوی کے والدین نے تیجا کرنے پر بہت مجبور کیا، مگر میں نے اس بدعت سے صاف انکار کر دیا، میں مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لئے مروجہ بدعات کی بجائے "صدیقی ٹرسٹ" سے حضرتِ والا کے مواعظ خرید کر مفت تقسیم کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

۴ــــ میں نے ایک شخص کو نیک سمجھ کر اسے مضاربت کے طور کچھ رقم دی تھی، بعد میں پتا چلا کہ وہ مجھے نفع کی بجائے ماہانہ سود دے رہا ہے، میں نے فوراً لینے سے انکار کر دیا، حالانکہ بہت آمدنی تھی اور میرے حالات بھی دُنیوی لحاظ سے بہتر نہ تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حرام سے بچنے کی بدولت مجھے دُنیوی وسعت سے خوب نوازا، اتنا نوازا کہ میں بتا نہیں سکتا۔

۵ــــ میں نے ایک لاکھ روپے تجارت میں لگانے کے لئے کسی کو دیئے، مگر تقدیرِ الٰہی سے سب غائب۔

اتنے بڑے نقصان کا میرے دل پر بال برابر بھی اثر نہ ہوا، یہ میرے اللہ کا کرم اور حضرتِ والا کے وعظ کا ثمر ہے۔

۶ــــ میری آٹھ بچیاں ہیں، لوگ کہتے تھے کہ ان کی شادیوں کا سامان کیسے ہوگا، میرے اللہ نے غیب سے ایسی مدد فرمائی کہ میں حیران ہوں، چھ کی شادی

ہوگئی؛ دو باقی ہیں، ان کے بارہ میں بھی صرف اسی مالک پر نظر ہے۔

۷— میں نے ایک بچی کے ذریعہ اسکول کی ایک استانی کو وعظ "ترکِ منکرات" بھیجا وہ اس قدر متأثر ہوئیں کہ ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیا، اور بھی کئی گناہوں سے توبہ کرلی۔

۸— میں "صدیقی ٹرسٹ" سے حضرتِ والا کے مواعظ خرید کر برابر لوگوں میں تقسیم کر رہا ہوں، ملتان وغیرہ دوسرے شہروں میں بھی بھیج رہا ہوں جن کی بدولت کئی لوگ گناہوں سے تائب ہوکر پُرسکون زندگی گزارنے لگے ہیں، ساتھ ہی خطرناک قسم کے جسمانی امراض سے بھی نجات مل گئی۔

ایسے لوگوں کی فہرست بلکہ میرے اپنے حالات کی داستان بھی بہت طویل ہے' کہاں تک لکھوں؟

میں حاضرِ خدمت ہوکر بالمشافہہ حضرتِ والا کا شکریہ اداء کرنا چاہتا ہوں' حاضری کی اجازت مرحمت فرماکر ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امتِ مسلمہ کی طرف سے زیادہ سے زیادہ جزاءِ خیر عطاء فرمائیں۔

(۲۰۶) حضرتِ والا سے تعلق کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے گناہوں سے بھی بچالیا ہے جن کو میں گناہ ہی نہیں سمجھتی تھی اور جن سے بچنے کی کوئی امید ہی نہیں تھی، مثلاً:

۱— ہمارا خاندان بریلوی عقائد کا ہے' اللہ تعالیٰ نے مجھے اس گمراہی سے بچالیا۔
۲— ٹی بی دیکھنے سے مکمل توبہ کرلی ہے۔
۳— تمام غیر محرم رشتہ داروں سے شرعی پردہ کرلیا ہے۔
۴— غیر شرعی دعوتوں میں جانا چھوڑ دیا ہے۔

پچھلے دنوں میرے بھتیجے کی شادی تھی، سب کا کہنا تھا:

"اب تم کیا کرو گی؟ چار بھائیوں کی ایک بہن ہو"۔

لیکن الحمدللہ! میں نے جا کر ان سے کہہ دیا:

"میں شادی کی تقریب میں شریک نہیں ہوں گی"۔

اللہ کے لئے جب کوئی کام کرتا ہے تو اللہ ضرور مدد کرتا ہے اور دوسروں کے دلوں میں بھی عزت ڈال دیتا ہے، میں حیران ہو گئی کہ بھائی کے گھر جاتے وقت جب میں دروازہ پر پہنچ کر گھنٹی بجاتی ہوں تو گھر کے تمام ریڈیو اور ٹی وی بند کر دیئے جاتے ہیں اور بھابی کہتی ہیں:

"ہماری نند آ گئی ہیں، اب سب بند کر دو، ورنہ اندر داخل نہیں ہوں گی"۔

یہ سب حضرتِ والا سے تعلق کی برکت ہے، مزید دعاؤں کی درخواست ہے۔

(۲۰۷) ایک بار حضرتِ والا کا وعظ "شرعی پردہ" کیسٹ میں سننے کا اتفاق ہوا اس کو سننے کے بعد دل میں اللہ تعالیٰ سے شرعی پردہ کرنے کی توفیق کی دعا کی۔ یہ بات بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتی تھی مگر اس ایک ہی وعظ نے میرے دل پر ایسا اثر کیا کہ میری تو دنیا ہی بدل گئی۔ نامحرم رشتہ داروں سے بھرے گھر میں رہ کر میں نے اللہ کے حکم کے مطابق پردہ شروع کر دیا۔ سر سے پیر تک چادر اوڑھے رکھتی، جون کا مہینہ سخت گرمی، لوگ مجھے دیکھ کر پریشان ہو جاتے، کیونکہ ہمارے گھر میں کوئی بھی پردہ نہیں کرتا، نہ ہی کسی کو شرعی پردہ کے بارہ میں کچھ معلوم کہ کیا ہوتا ہے۔

گھر والوں کی باتوں اور مخالفت اور گھر میں مہمانوں کی کثرت سے میں پریشان ہو جاتی اور اپنے شوہر سے کہتی تو وہ میری ہمت بندھاتے اور کہتے:

"یہی جہاد ہے"۔

پھر اللہ سے اپنے لئے مدد اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے

مجھے کامیاب کیا اللہ کا بہت شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کو اس کا اجرِ عظیم دے، آمین۔

مجھے حضرتِ والا کی معرفت سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوئی ہے، وعظ "ترکِ منکرات" پڑھ کر تو دل کو بہت زیادہ سکون ملا۔ رو رو کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتی، اس سے اتنا سکون ملا کہ میری شادی کو نو سال ہو گئے ہیں اس مدت میں ایک لمحہ بھی اتنے سکون کا نہیں گزرا۔ تجربہ کے بعد مشاہدہ ہو رہا ہے کہ واقعۃً حضرتِ والا بالکل صحیح فرماتے ہیں:

> "اللہ کا حکم ماننے میں اور اس کو راضی کرنے میں بڑا سکون اور بڑی کامیابی ہے۔"

اگر مجھ سے کوئی پوچھتا ہے کہ کیا حال ہے؟ تو اس کے جواب میں میں حضرتِ والا کے وعظ میں سنا ہوا یہ شعر پڑھ دیتی ہوں:

میں رہتی ہوں دن رات جنت میں گویا
مرے باغِ دل کی وہ گل کاریاں ہیں

اب تو دل چاہتا ہے کہ ایک ایک بے پردہ عورت کو حضرتِ والا کا وعظ "شرعی پردہ" سناؤں، اپنی دو چھوٹی بہنوں کو کتاب دی ہے، سمجھایا بھی ہے، ان کی سمجھ میں بات آگئی ہے۔ حضرتِ والا سے گزارش ہے کہ ان کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرتِ والا کے یہاں جمعہ کا وعظ سننے کی حتی الامکان پابندی کرتی ہوں۔

حضرتِ والا کا وعظ "حفاظتِ نظر" پڑھا، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور دستگیری سے بہت فائدہ ہوا۔ کبھی کبھار کھڑکی سے اِدھر اُدھر جھانک لیتی تھی، دل میں اس بات کو بُرا بھی سمجھتی تھی، مگر پھر بھی ایسا ہو جاتا تھا، جب سے حضرتِ والا کا وعظ "حفاظتِ نظر" پڑھا تو جیسے ہی کھڑکی کی طرف نظر پڑتی اس وعظ میں حضرتِ والا

کی بتائی ہوئی یہ دعا زبان پر آجاتی ؛

"یا اللہ ان آنکھوں کو وہ سرمہ عطا فرما جو لگا کر تیرے دیدار کے قابل بن جائیں"۔ آمین۔

اس کی برکت سے یہ مرض مجھ سے جاتا رہا۔

میرے تین بچے ہیں۔ بڑا بیٹا اب رمضان میں پانچ سال کا ہو جائے گا، دوسرا رمضان میں چار سال کا ہوگا۔ تیسری بیٹی ہے جو دو سال کی ہوگی۔ بڑا بیٹا کہتا ہے ؛

"مجھے حضرت جی کے درس کا چسکا لگ گیا ہے، میں وعظ میں ضرور جاؤں گا"۔

تینوں بچے حضرتِ والا کا وعظ سننے آتے ہیں اور جمعہ کا انتظار کرتے ہیں، پتلون بوشرٹ پہننا چھوڑ دی ہے، صرف قمیص شلوار پہنتے ہیں۔

بڑے بیٹے کی یہ حالت ہے کہ سر پر سے ٹوپی رات کو سوتے وقت اترتی ہے، صبح آنکھ کھولتے ہی پہلے ٹوپی سر پر پہنتا ہے پھر کوئی بات کرتا ہے۔

جب میں نے ٹی وی سے توبہ کی تو بچوں نے بھی دیکھنا بالکل چھوڑ دیا، اپنی دادی کے گھر جاتے ہیں اگر ان کے یہاں ٹی وی چل رہا ہوتا ہے تو کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں، آنکھیں بند کر لیتے ہیں، اگر ممکن ہوتا ہے تو ٹی وی بند کر دیتے ہیں، ورنہ اپنے گھر آجاتے ہیں، اپنے دادا اور دادی کو کہتے ہیں ؛

"ٹی وی دیکھنا بہت سخت گناہ ہے، اللہ تعالیٰ آنکھیں جلا دیں گے"۔

حالانکہ پہلے یہ ٹی وی بڑے شوق سے دیکھتے تھے، اب وہ سب کو سمجھاتے ہیں اور روکتے ہیں۔

اپنی دادی اور پھوپھی وغیرہ سے کہتے ہیں ؛

"آپ پردہ کیوں نہیں کرتیں؟ پردہ نہ کرنا سخت گناہ ہے۔"

گھر میں حضرتِ والا کے وعظ کی باتیں بتاتے رہتے ہیں، اور کہتے ہیں:

"میں حافظ بنوں گا، عالم بنوں گا، مفتی بنوں گا۔"

ہم نے اپنے تمام فوٹو پھاڑ کر جلا دیئے اور بچوں کے تمام تصویر دار کھلونے توڑ کر باہر پھینک دیئے، اس کا بچوں پر یہ اثر ہوا:

"بڑے بچہ نے اپنی دراز کھولی اور اس میں جو رنگین رسالے اس نے جمع کر کے رکھے ہوئے تھے سب پھاڑ دیئے۔"

اور کہنے لگا:

"تصویر رکھنا گناہ ہے۔"

یہ سب حضرتِ والا کی برکت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوا ہے۔

رات کو سوتے وقت سوچنے کا اور توبہ کا معمول کر لیا ہے، گناہ کے نام سے نفرت آنے لگی ہے۔

حضرتِ والا کا وعظ "زندگی کا گوشوارہ" پڑھا، اللہ تعالیٰ نے زندگی دی تو ان شاء اللہ تعالیٰ آیندہ محرم میں اپنی زندگی کا گوشوارہ بناؤں گی، اس وعظ سے مجھے اتنا نفع ہوا اتنا نفع ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتی، یہ سب حضرتِ والا کی برکت سے ہوا ہے، مجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت حضرتِ والا سے حاصل ہوئی ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت اور بہشتی زیور پڑھنے کا معمول بن گیا ہے۔

اور اللہ کی دستگیری سے قضاء نمازیں اور قضاء روزے پورے کرنے کی توفیق ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

میں حضرتِ والا سے بیعت ہونا چاہتی ہوں، اجازت وہدایت کی بہت شدت سے منتظر ہوں اور دعاؤں کی خواستگار۔

(۲۴۸) حضرتِ والا کے سفرِ پنجاب میں سرگودھا، قائد آباد اور اس کے نواح میں جو بیان ہوئے ان سے یہاں کے لوگ بہت متاثر ہوئے ہیں، بے شمار لوگوں نے ڈاڑھیاں رکھ لیں، تصویریں جلا ڈالیں، گھروں میں شرعی پردہ کرلیا۔

ایک شخص نے حضرتِ والا کے صرف ایک وعظ کا خلاصہ خاندان کی سب خواتین کو جمع کرکے سنایا، ان پر ایسا اثر ہوا کہ سب نے اسی مجلس میں مکمل شرعی پردہ کا اعلان کردیا، اور تین سو سے زیادہ تصویریں اسی مجلس میں لاکر جلا کر خاکستر کردیں۔ یہ تصویریں بہت اہم یادگاریں تھیں اور بہت ہی قیمتی تھیں، اللہ تعالیٰ کی محبت پر ہزاروں کا سامان قربان کرڈالا۔

اگر دوسرے علماء و مشایخ بھی اصلاحِ منکرات پر ایسے زوردار بیان فرمایا کریں تو اُمت کو کتنا نفع ہو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معاشرہ میں داخل ہوجانے والے منکرات سے مسلمان توبہ کرلیں تو ان سب عذابوں سے نجات مل جائے جن میں پسے جارہے ہیں۔

(۲۴۹) بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی توجہات اور دُعاؤں کی برکت سے معمولی کوشش کے نتیجہ میں مواعظ اور ان کے مقامی زبان میں تراجم پڑھنے پڑھانے اور کچھ یاد کرکے سنانے سے بہت فائدہ ہورہا ہے، بالخصوص مستورات میں، دُور دراز علاقوں تک شرعی پردہ کا اہتمام پیدا ہوتا جارہا ہے۔

ہمارے علاقہ میں ایک بہت بڑا گناہ زینت کے لئے عورتوں کا بال کٹوانا ہے، جسے یہاں کی اصطلاح میں "زلف" کہا جاتا ہے۔ یہ ایسا عام ہے کہ عوام وخواص اس میں یکساں مبتلا ہیں، بڑے بڑے علماء بھی تأویلات کرکے جائز بتاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بتوفیقہ تعالیٰ عملی نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بے شمار خواتین نے اس گناہ سے مکمل توبہ کرلی ہے، جو کہ رواج کے اعتبار سے بظاہر بڑا مشکل اقدام ہے۔

نیز تصاویر، گانے، غیبت، ڈاڑھی کٹانا اور منڈانا، فضول گوئی وغیرہ سے نجات مل گئی ہے۔

شادی بیاہ میں کئی طرح کی غلط اور ناجائز رسوم جو ہر جگہ مروجہ ہیں ان کا بھی قلع قمع ہوتا جارہا ہے۔

بہت سے گھرانے ایسے بھی ہیں کہ خود بچنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی ترکِ منکرات کی مکمل تبلیغ میں مصروف ہیں۔

دُعاء کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندۂ ناچیز کو حضرتِ والا کے لئے بطورِ صدقۂ جاریہ قبول فرماکر مزید ہمت عطاء فرمائیں۔

علاقہ کے ایک پیر صاحب مجھے نصیحۃً کہنے لگے:

> ”مولانا! آپ ایسی باتیں کرتے ہیں، کیا آپ کو اس دنیا میں رہنا نہیں ہے؟ دنیا بھی ایک زندگی ہے، اس کی بھی کچھ لازمی ضرورات ہیں، ہر طرح ہوشیاری سے رہنا چاہئے، اتنی سختی نہیں کرنا چاہئے، رشتہ دار اعزہ سب ناراض ہوکر متنفر ہوجائیں گے، جو اللہ کے معاملہ میں آسانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے آسانی کا معاملہ فرماتے ہیں۔“

میں نے کہا:

> ”میں اپنی طرف سے تو کچھ بھی نہیں کہہ رہا ہوں، یہ سب شریعت کے بتائے ہوئے قوانین ہیں اور حضرتِ والا کی طرف سے مجھے اتباعِ شریعت کی ایسی ہی تعلیم دی گئی ہے۔“

اس پر وہ بالکل ساکت ہوگئے۔

(۲۱) بندہ اپنے وعظ میں حضرتِ والا کے ارشادات زیادہ سے زیادہ لوگوں

تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے جس سے بحمداللہ تعالیٰ بہت نفع ہو رہا ہے کئی لوگوں نے ڈاڑھی منڈانے، کٹانے اور دوسرے منکرات سے توبہ کر لی ہے۔ ایک بہت بڑے سردار اس قدر متأثر ہوئے ہیں کہ اب وہ لوگوں کی جماعتوں کی جماعتیں کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں، یہ سب حضرتِ والا کی توجہات اور دُعاؤں کے ثمرات ہیں۔

(۲۱۱) حضرتِ والا کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ نے بار بار بیان میں بھی اور ویسے بھی فرمایا:

> "پنجاب کے دورہ سے "دار الافتاء" کے کام کا بہت نقصان ہوا، آیندہ کبھی نہیں جاؤں گا۔"

ہمیں اس سے بہت ہی پریشانی ہوئی، اس لئے کہ جتنا فائدہ حضرت کے یہاں ایک ہفتہ قیام سے ہوا اتنا فائدہ ہمیں کسی سے بیالیس سال میں بھی نہیں ہوا۔ جن بہت سے کاموں کو ہم دین اور ثواب سمجھ کر کرتے تھے وہ سب بدعات و منکرات ثابت ہوئے، جن سے بچنے کی اب ہمیں توفیق ہوئی۔

جب ہم پردہ کے متعلق بات کرتے تو لوگ ہمیں کہتے:

> "کوئی بڑا عالم تو ہمیں ایسے مسئلے بتاتا نہیں، آپ یہ مسئلے کہاں سے بنا لیتے ہیں؟ ہم نے آج تک سنے ہی نہیں۔"

اب حضرت کے وعظ سن کر سب منکرات سے بچنے اور شرعی پردہ کا چرچا عام ہو گیا ہے، ہمارے گاؤں میں بھی کئی عورتوں نے شرعی پردہ کا اہتمام شروع کر دیا ہے۔

اس پورے علاقہ میں شیعہ کو "کافر" کوئی نہیں کہتا تھا، سب مُسلمان سمجھتے تھے۔

اب حضرت کا فتویٰ اور بیان سن کر عوام سمجھ گئے ہیں اور علماء کو بھی جرأت ہو گئی ہے، لوگ کہتے ہیں:

"اتنے بڑے مفتی نے فرمایا ہے کہ شیعہ کافر ہیں، اب کیا شک ہے؟"

اس لئے علماء نے بھی کھلے عام "کافر" کہنا شروع کر دیا ہے، اور "شیعہ کافر" جگہ جگہ لکھا ہوا نظر آنے لگا ہے، عوام وخواص سب شیعوں کو کافر کہنے لگے ہیں۔ پہلے لوگ کہتے تھے:

"شیعوں کو انجمن سپاہ صحابہ ہی کافر کہتی ہے جو بچوں کی جماعت ہے۔ کوئی عالم، مفتی، پیر کافر نہیں کہتا۔"

اب حضرت کے فتویٰ اور جگہ جگہ مفصل بیان سے ثابت ہو گیا اور لوگ خوب سمجھ گئے کہ شیعہ واقعۃً کافر ہیں۔

حضرت ایک دورہ کی زحمت اور فرمائیں تو سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

﴿۲۱۲﴾ حضرت والا کے صرف چند روزہ دورۂ پنجاب نے بحمد اللہ تعالیٰ یہاں کے علماء اور عوام سب میں بہت زبردست ہل چل مچا دی ہے، ہر چھوٹا بڑا اور ہر مرد وعورت حضرت والا کے ارشادات دوسروں تک پہنچانے میں سرگرم ہے، عوام وخواص سب سمجھ گئے کہ شیعہ دنیا بھر کے کفار سے بدتر کافر ہیں۔ بے شمار لوگوں نے ڈاڑھی منڈانے، کٹانے، ٹی وی دیکھنے، ٹخنے ڈھانکنے، گانے سننے اور سود ورشوت جیسے منکرات سے توبہ کر لی ہے۔ سینکڑوں تصویریں جلا کر خاکستر کر دی گئی ہیں، بے شمار خواتین نے مکمل شرعی پردہ کر لیا ہے اور دوسری خواتین میں بھی یہ فکر پیدا کرنے کا سلسلہ چل پڑا ہے۔

۲۱۳ حضرتِ والا! میں نے اپنے حلقہ میں تبلیغ کے امیر صاحب سے کئی مرتبہ کہا:

”ناظم آباد چل کر ہمارے حضرت کا بیان سنیں، ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔“

وہ جانے سے انکار کرتے اور کہتے:

”جو بھی وہاں جاتا ہے پھنس جاتا ہے، پھر وہ تبلیغ کا کام نہیں کر سکتا۔“

میں نے بہت سمجھایا:

”بہت سے تبلیغی بھائی وہاں جاتے ہیں مگر پھر بھی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں، بلکہ تبلیغ کا کام دوسروں سے بہتر کرتے ہیں۔“

وہ پھر بھی تیار نہ ہوئے، حضرت! ان کی بیوی کو جن نے پکڑ لیا، کئی عاملوں کے پاس گئے کوئی فائدہ نہ ہوا، بہت پریشان ہوئے، اپنے بھائی کو بھیج کر مجھے بلوایا اور کہا:

”عجیب صورتِ حال ہے، بہت پریشان ہوں، کیا کروں؟“

میں نے پھر وہی مشورہ دیا:

”آپ حضرت صاحب کا بیان سننے چلئے، ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

وہ تیار ہو گئے، اسی دن ان کے گھر کے چار افراد بیان میں شریک ہوئے، پھر تو بیان میں مسلسل حاضری کا معمول بن گیا، جن بھاگ گیا، تبلیغ کے کاموں میں بھی تیزی آگئی، ان کو بہت فائدہ ہوا، تبلیغ کے بیان میں کچھ نہ کچھ حضرتِ والا کا وعظ ضرور سناتے ہیں، بات ان کی سمجھ میں آگئی کہ گناہ چھوڑے بغیر اللہ کی محبت نہیں مل سکتی، سکون

نہیں مل سکتا۔

حضرت والا کی دُعاء سے یہ ناکارہ بھی حضرت کے مواعظ کو پھیلا رہا ہے، اس سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور ہم سب کو حضرتِ والا کے لئے صدقۂ جاریہ بنائیں۔

(۲۱۴) بحمد اللہ تعالیٰ یہاں حضرتِ والا کے مضامین کو نقل کرنے سے لوگوں کو بہت نفع ہو رہا ہے، کئی شیعہ تائب ہو کر مسلمان ہو گئے ہیں، بہت لوگوں نے شریعت کے مطابق پوری ڈاڑھی رکھ لی ہے اور گھروں میں مکمل شرعی پردہ کر لیا ہے۔ حضرتِ والا دُعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور ان سب کو استقامت نصیب فرمائے۔

★ ★ ★ ★ ★

کئی شیعہ کے قبولِ اسلام کی خبر اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ یہ خط ایران سے آیا ہے جہاں حکومت اور عوام بہت متعصب اور غالی شیعہ ہیں، شیعہ میں اسلام کی تبلیغ کرنا بہت سخت اور ناقابلِ معافی جرم ہے، ایسے شخص کو ایسی سخت سزائیں دی جاتی ہیں جن کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

(۲۱۵) حضرتِ والا کی صحبت اور توجہ و دُعاء کی برکت سے بفضلہ تعالیٰ میرے بھائی کے انتقال پر کوئی بدعت نہیں ہوئی، مزید اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہوا کہ قبیلہ کا اجلاس بلا کر اس میں یہ فیصلہ سنایا گیا:

> "آیندہ ہمارے خاندان میں کسی کے انتقال کے بعد تیجہ، چالیسواں وغیرہ مروجہ بدعات نہیں ہوں گی اور نہ ہی ہم کسی کے ہاں ان بدعات میں شریک ہوں گے۔"

اس فیصلہ کی تحریر لکھ کر اس پر خاندان کے بارہ سرکردہ حضرات نے دستخط کئے۔

(۲۱۶) ایک ڈاکو حوالات میں بند تھا، اعجوبۂ قدرت کے طور پر حضرت والا کے مواعظ اسے حوالات میں مل گئے، اس نے پڑھ کر ڈاڑھی رکھ لی اور سب گناہوں سے توبہ کا اعلان کر دیا، ساتھ ہی یہ اعلانات بھی کئے:

۱۔ ڈاڑھی پوری رکھوں گا، منڈانے اور کٹانے سے توبہ۔

۲۔ میں جھوٹ بہت بولتا تھا آیندہ ہرگز نہیں بولوں گا۔

۳۔ حوالات میں بھائی ملنے آئے تو ان سے کہا:

> ”میں اپنی بیوی کو مکمل شرعی پردہ کا آرڈر کرتا ہوں، آپ میرا یہ آرڈر اسے پہنچا دیں، شوہر کے بھائیوں سے بھی پردہ فرض ہے، اس لئے وہ آپ سے بھی پردہ کرے، مجھ سے ملاقات کے لئے یہاں نہ آئے اس لئے کہ یہاں پردہ کا انتظام نہیں۔“

۴۔ عدالت میں مجسٹریٹ سے کہوں گا:

> ”میں بہت جھوٹ بولتا رہا ہوں، اب میں نے توبہ کر لی ہے میں ڈکیتی کے جرم کا اقرار کرتا ہوں، آیندہ کے لئے اس سے اور سب گناہوں سے توبہ کر چکا ہوں۔“

۵۔ میں رہا ہونے کے بعد سب سے پہلے حضرتِ والا کی خدمت میں حاضری دوں گا، جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچا لیا۔

(۲۱۷) عید کے موقع پر لاہور جانا ہوا، میری بیوی کا بہنوئی جان بوجھ کر ان کے سامنے آیا اور ہاتھ ملانا چاہا، یہ فوراً وہاں سے چلی گئیں۔ اس پر میرے سُسر نے مجھے بھی اور میری بیوی کو بھی بہت بُرا بھلا کہا، مجھے اپنے گھر سے دھکے دے کر نکال دیا اور کہا:

”میرے گھر میں پردہ نہیں چلے گا۔“

میری بیوی سے کہا:

”یہیں رہو، اگر اپنے شوہر کے پاس گئیں تو میں تم کو گولی مار دوں گا۔“

بات بہت بگڑ گئی تھی۔

میری بیوی نے بہت ہی ہمت سے کام لیا، ذرا بھی نہیں گھبرائیں، اپنے والد کی، بہنوں کی، کسی کی بھی بات نہیں مانی، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور حضرتِ والا کی دُعاؤں سے بڑی آسانی فرما دی، یہاں تک کہ میرے سُسر نے مجھ سے معافی مانگ لی۔ ان مشکل حالات میں ہمارے رشتہ دار بہت پریشان تھے کہ اب کیا ہوگا۔

لیکن ہم دونوں بہت خوش اور مسرور تھے، اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ تھے اور حضرتِ والا سے سنا ہوا شعر ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہئے

بار بار مزے لے لے کر پڑھتے رہے۔

حضرتِ والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے، یہ سب حضرتِ والا کی دُعاؤں کا اثر اور میرے اللہ کا کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے دینی سے بچا لیا، دوبارہ حضرتِ والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(۲۱۸) میں عرصہ سے تبلیغ میں لگا ہوا ہوں، تبلیغی جماعت سے جڑنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ڈاڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائی، تبلیغ میں کئی چلے لگا چکا ہوں، ایک پیدل جماعت میں لگایا، میں سمجھنے لگا تھا کہ میرے اندر کوئی کبیرہ گناہ نہیں رہا۔

یہاں آپ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے بتایا:

”دیور سے پردہ فرض ہے۔“

میں یہ سن کر حیران رہ گیا، ایک مولوی صاحب کے پاس گیا، ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی، مگر مزید حیرت یہ ہوئی کہ دیور سے پردہ وہ بھی نہیں کرواتے۔

اس واقعہ کے بعد میری آنکھیں کھلیں تو پتا چلا کہ میں کتنے بڑے بڑے کبائر میں مبتلیٰ ہوں، کسی بھی عالم کو نہ تو ان کبائر کے بارے میں کبھی کچھ کہتے سنا اور نہ ہی کسی کو ان سے بچتے دیکھا یا سنا۔

اس لئے گزارش ہے کہ آپ اپنے شاگرد مولانا . . . . . صاحب کو ہمارے ہاں بھیج دیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ ہم لوگوں کو ہر قسم کے گناہوں سے پاک فرما کر دنیا و آخرت کی رسوائی و عذاب سے بچالیں۔ نہ جانے میری طرح میرے کتنے بھائی سراپا کبائر میں مبتلیٰ ہونے کے باوجود خود کو پارسا سمجھتے ہیں، ان کو اس کا شعور تک نہیں کہ وہ جنت کی طرف جارہے ہیں یا جہنّم کی طرف۔

للہ! اس سلسلہ میں آپ ہماری مدد فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجرِ عظیم عطاء فرمائیں گے۔

(۲۱۹) میں اور میری اہلیہ اور بچے عرصہ دو سال سے حضرتِ والا کا وعظ سننے آتے ہیں، پہلی ہی حاضری کا مجھ پر اور میری اہلیہ پر یہ اثر ہوا کہ میں نے وہیں بیٹھے بیٹھے طے کر لیا:

”آج سے شیو نہیں بناؤں گا۔“

اور اہلیہ نے یہ طے کر لیا:

”آج سے شرعی پردہ کروں گی۔“

حالانکہ اس دن نہ ڈاڑھی پر بیان تھا نہ پردہ پر، یہ دونوں کام بحمداللہ تعالیٰ حضرتِ والا کی مبارک مجلس میں حاضری سے ہی ہو گئے۔ بعد میں جب ڈاڑھی اور پردہ کے بارے میں حضرتِ والا کے بیان سنے تو اپنی پہلی زندگی پر بہت خوف آتا ہے کہ ہم کتنے بڑے گناہ کرتے تھے۔ لوگوں کی باتیں تو بہت سننی پڑتی ہیں لیکن بہرحال ہم نے اب شرعی زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا ہے، حضرتِ والا سے دعاء کی درخواست ہے۔

حضرتِ والا کے مواعظ سننے، مواعظ کے کتابچے اور "انوار الرشید" پڑھنے، مواعظ کی کیسٹیں سننے کا معمول ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کے فیض سے زندگی میں مندرجۂ ذیل انقلابات پیدا فرما دیئے ہیں:

۱۔۔۔ ڈاڑھی منڈانے کٹانے سے توبہ۔
۲۔۔۔ شرعی پردہ کی پابندی۔
۳۔۔۔ دونوں بچیوں نے شرعی پردہ کر لیا ہے۔
۴۔۔۔ گھر سے ٹی وی نکال دیا۔
۵۔۔۔ گھر میں جتنی تصویریں تھیں سب جلا دیں۔
۶۔۔۔ گانا باجا سننا قطعاً بند۔
۷۔۔۔ شادیوں کی تقریبات میں جہاں منکرات ہوتے ہیں وہاں جانا بند۔
۸۔۔۔ بلا ضرورت گھر سے باہر جانا بند۔
۹۔۔۔ دو بھائی بنک میں ملازم ہیں ان کے گھر جانا بہت ہی کم کر دیا ہے اور وہاں کھانا پینا بالکل بند۔
۱۰۔۔۔ لوگوں سے فالتو ملاقاتیں اور فضول باتیں بند، صرف ضروری بات کرتا ہوں۔
۱۱۔۔۔ بدنظری سے بچنے کا اہتمام۔

۱۲۔۔۔ دفتر میں وقت کی پابندی۔

۱۳۔۔۔ دو بچوں کو انگلش اسکول سے نکال کر حفظِ قرآن کے مدرسہ میں داخل کر دیا ہے۔

اب مؤدبانہ درخواست ہے کہ مجھے بیعت فرمالیں۔

(۲۲۰) حضرتِ والا! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، حضرتِ والا کی خصوصی توجہ اور بندہ کی دلی تمنا کی بدولت یہاں لوگوں میں شرعی پردہ کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ زیادہ تر وہ لوگ اس فکر میں ہیں جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔ تین گھروں نے مکمل طور پر پردہ کرلیا ہے، وہ کہتے ہیں:

"ہمیں اب کوئی تکلیف نہیں ہے۔"

کچھ حضرات نے ابتدائی قدم کے طور پر حفاظتِ نظر پر عمل شروع کیا ہے، بعد میں ان کا بھی شرعی پردہ کا ارادہ ہے۔

میرے بڑے بھائی صاحب نے بھی یہ وعدہ کیا ہے:

"چند دنوں میں عزیز و اقارب کو بلاؤں گا جن میں علما بھی شامل ہیں، ان سے پوچھوں گا:

"کیا شرعی پردہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے احکام سے کھلی بغاوت نہیں ہے؟

اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر تمہیں کیا عذر ہے؟""

بھائی جان نے مزید یہ بھی کہا ہے:

"میں اسی مجلس میں اعلان کروں گا کہ آج سے میں مکمل شرعی پردہ کراؤں گا کوئی راضی رہے یا ناراض۔"

بندہ نے اسکول میں ترجمۂ قرآنِ کریم بیان کرنا شروع کیا ہے، جس میں

ترکِ منکرات پر کافی زور دیا جاتا ہے، نیز حضرتِ والا کے مواعظ خصوصاً "شرعی پردہ" اور "ترکِ منکرات سے ہر پریشانی کا علاج" اسکول میں تقسیم کر رہا ہوں، ایک سیٹ لڑکیوں کے اسکول میں بھی بھجوا چکا ہوں، اساتذہ کی بنسبت اسکول کے بچوں میں زیادہ تبدیلی آرہی ہے۔

(۲۲۱) اللہ جل شانہ کے فضل وکرم اور حضرتِ والا کی برکت سے اپنی سی کمزور سی کوشش منکرات سے اجتناب اور نہی عن المنکر کی ہوتی ہی رہی ہے۔ چنانچہ چچازاد بھائی بنک میں ملازمت کرتے ہیں، ان کے گھر سے کھانا پینا چھوڑ دیا، اور وعیدیں سنائیں تو اتنے ناراض ہوئے کہ مصافحہ بھی بددلی سے کرتے ہیں۔

ہمارے گاؤں میں عرصۂ دراز سے عید کی نماز ہو رہی ہے، اس سے پہلے موجود ہونے کی صورت میں میں ہی نماز پڑھاتا تھا اور بیان کرتا تھا، اس مرتبہ میں نے انکار کر دیا۔ اپنے قریبی رشتہ داروں نے بہت اصرار کیا، کہنے لگے:

"تیس روزے رکھ کر آپ عید کی نماز نہیں پڑھیں گے؟"

گویا ان کے نزدیک روزہ کی قبولیت کے لئے عید کی نماز پڑھنا شرط ہے۔ بعض نے تو یہاں تک کہا:

"چلئے اس کا گناہ میرے سر ڈال دیں آپ چلیں بیان کریں۔"

مگر اللہ تعالیٰ نے بندہ کی حفاظت فرمائی۔

وہ عورتیں جو پہلے جوش وخروش سے ملا کرتی تھیں اور رخسار کا بوسہ لیا کرتی تھیں ان سے دور ہی سے کہہ دیتا تھا:

"میرے قریب نہیں آنا۔"

اپنے اعزہ واقارب میں رفتہ رفتہ پردہ کی بات بھی چلائی، بہت سی عورتیں سخت ناراض ہوگئیں۔ حتیٰ کہ ایک جگہ رشتہ کی بات چل رہی تھی، لڑکی کی والدہ نے کہا:

"یہ اتنی سختی کرتا ہے تو میں لڑکی نہیں دے سکتی۔"

میں دل ہی دل میں خوش ہوتا رہتا ہوں اور کہتا رہتا ہوں،

"اللہ تعالیٰ کے ایک حکم پر لاکھوں لڑکیاں قربان۔"

(۲۲۲) بفضل اللہ تعالیٰ شرعی پردہ کی مسلسل تبلیغ کی توفیق ملی، شروع میں لوگ اپنے ہاتھوں سے میرا منہ بند کرنے لگے، کہنے لگے:

"آپ ہمیں نئی غیرت نہ سکھائیں، ہم آپ سے زیادہ غیرت مند ہیں۔"

کسی نے کہا،

"آپ نے تو ہمیں بھائی بندی اور صلہ رحمی والی زندگی گزارنے سے نکال دیا۔"

اپنوں نے کہا:

"یہ مولوی تو ہے مگر اس میں عقل نہیں۔"

اور واللہ اعلم کیا کیا کہا، مگر آخر کار اللہ تعالیٰ نے حق کو غالب فرمایا، گاؤں میں چند لوگوں کے سوا سب نے شرعی پردہ کرانے کا پختہ وعدہ اور عزم مصمم کر لیا ہے۔

چند نوجوانوں نے کہا:

"ربّ کعبہ کی قسم! چاہے کچھ بھی ہو ہم ان چار تخموں (چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد) سے خصوصاً اور تمام غیر محرموں سے عموماً پردہ کرائیں گے، آیندہ بے غیرتی کی زندگی نہیں گزاریں گے۔"

بعض علماء سر جھکا کر کہنے لگے:

"دیوروں سے پردہ کرایا تو ہماری غیر موجودگی میں گھر کی حفاظت کون کرے گا؟"

بندہ نے کہا:

"بھیڑیے کو بکریوں کا محافظ بنا دیا جائے تو پھر سبحان اللہ! کیا کہنا۔"

بحمد اللہ تعالیٰ حیلۂ اسقاط کی بدعت بھی تبلیغ کی برکت سے بالکل ختم ہوگئی ہے۔ تعزیت میں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنے کی بدعت کی بھی بفضل اللہ تعالیٰ کافی حد تک اصلاح ہوگئی ہے اور مزید اصلاح ہو رہی ہے۔

حضرتِ اقدس سے دعاءِ قبول کی درخواست ہے۔

(۲۲۳) دورانِ عید بھی گناہوں سے پرہیز رہا، ایک دو جگہ جانا ہوا، جہاں بے تکلفی بھی نہ تھی، کمروں میں تصویر کی موجودگی کا علم بھی نہ تھا لیکن الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے ایسی ہمت دی کہ کسی کی پروا کئے بغیر پہلے ان لعنتوں کو ہٹایا تب بیٹھی، ایک دو جگہ آمدن میں کچھ شبہہ تھا کہ صحیح نہیں اس لئے ان کے اصرار کے باوجود میں نے کچھ نہ کھایا۔

گرمیوں کے کپڑوں کے سلسلہ میں ذرا پریشانی ہوئی کہ کہاں سے لوں؛ شوہر کو بالکل ان چیزوں کی سمجھ نہیں ہے، لیکن دل میں پختہ فیصلہ کر لیا تھا کہ کسی صورت بازار نہیں جاؤں گی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خود ہی کپڑے بھی پہنچوا دیئے اور ساتھ بٹن وغیرہ اور دوسرے لوازمات بھی مہیا کر دیئے، یہ اللہ تعالیٰ پر پکے بھروسے پر اس کا کرم ہوا کہ جس کے لئے میں سب غلط کام چھوڑ دوں وہ مجھے اکیلی چھوڑ دے گا، ایسا تو ممکن ہی نہیں، اس عمل میں میرے شوہر نے میرا پورا ساتھ دیا اور میں بازار جانے جیسی لعنت سے محفوظ رہی، الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی۔

اس دفعہ میری خالہ ساس نے ایسا کام کیا کہ دل خوش ہوگیا، ہوا یوں کہ وہ ہم سے جائز اور ناجائز کی باتیں سن کر گھر گئیں، اور بیٹی کے جہیز کا نیا ٹی وی جو پہلے

سے اٹھالائیں، لاکر میرے میاں کے ایک دوست الیکٹرک والے کی دکان پر رکھ دیا کہ اس کے ساتھ جو چاہو کرو تمہاری مرضی، ادھر انہوں نے اور سونے پر سہاگا کیا کہ سڑک کے درمیان میں رکھ کر بچوں سے پتھر مروا مروا کر اس مردود کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاءِ خیر دے، بہت ہی دل خوش ہوا۔

حضرتِ والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(۲۳۴) میں حضرتِ والا کے مواعظ پڑھتا ہوں، جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں فکرِ آخرت عطاء فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر قسم کے گناہ چھوٹنے لگے ہیں، گزشتہ رات اچانک بدنظری کا گناہ سرزد ہوگیا، مجھے فوراً اس کا احساس ہوا کہ میں نے نہایت خطرناک اور بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، اس پر اتنا شرمندہ ہوا کہ کسی سے آنکھ نہیں ملا سکتا تھا، بہت پریشان کہ کیا کروں، خودکشی کرنا حرام ہے اس لئے یہ بھی نہیں کر سکتا تھا، میں حضرتِ والا کے وعظ ”شرعی پردہ“ میں یہ ہدایت پڑھ چکا تھا:

> ”جب کسی گناہ کا تقاضا ہو رہا ہو تو کسی باطنی ڈاکٹر یعنی کسی اللہ والے کے پاس جا کر اپنے حالات بتائیں، وہ جو نسخہ بتائے اس پر عمل کیا جائے تو شفا یقینی ہے۔“

یہ خیال آتے ہی میں فوراً ”دار الافتاء والارشاد“ پہنچا، معلوم ہوا کہ اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی، میں بہت بے چین ہو رہا تھا اس لئے میری ملاقات نائب مفتی صاحب سے کرائی گئی، میں نے ان کے سامنے تنہائی میں گناہ کا تذکرہ کر کے پوچھا:

> ”کیا اگر میں دل سے توبہ کر لوں تو میرا گناہ معاف ہو جائے گا؟“

مفتی صاحب نے فرمایا:

”گناہ جتنا بھی بڑا ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس سے بھی بہت زیادہ بڑی اور وسیع ہے، اگر انسان سچے دل سے توبہ کرلے تو وہ اولیاء اللہ کی صف میں پہنچ جاتا ہے بلکہ خود ولی اللہ بن جاتا ہے۔“

میں نے اسی وقت مفتی صاحب کے سامنے سچے دل سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ آیندہ ایسا گناہ کبھی نہیں کروں گا، اور مفتی صاحب سے عرض کیا:

”آپ بھی میرے لئے دُعاء کریں اور حضرتِ والا کی خدمت میں بھی میرے لئے دُعاء کی درخواست پہنچائیں۔“

اب توبہ کے بعد اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بہت بڑا کرم اور احسان ہے کہ وہ راستہ میں بے پردہ عورتوں کو دیکھنے سے میری حفاظت فرماتا ہے، بلکہ نامحرم عورتوں کے خیال سے بھی حفاظت فرماتا ہے۔

تلاوتِ قرآن کی بھی توفیق عطاء فرماتا ہے۔

میرے سامنے کوئی میری تعریف کرتا ہے تو اس وقت میں سب سے زیادہ گنہگار اپنے آپ کو سمجھتا ہوں، تعریف کرنے والے کو منع کرتا ہوں کہ میں تعریف کے لائق نہیں ہوں۔

میں یہاں کراچی میں چچا کے ساتھ مقیم ہوں وہ بنک میں ملازم ہیں علاوہ ازیں چچی مجھ سے پردہ نہیں کرتیں، اس لئے میں نے چچا سے کہہ دیا ہے:

”ایک مہینے کے بعد میرا امتحان ہونے والا ہے، اس کے بعد میں کراچی سے چلا جاؤں گا، آپ کے ساتھ نہیں رہوں گا۔“

مجھے بنک کی ملازمت دلانے کی کوشش ہو رہی ہے جو حرام ہے اس لئے میں نے طے کرلیا ہے کہ بنک کی ملازمت نہیں کروں گا۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم اور حضرتِ والا کے مواعظ کی برکت ہے ورنہ میں تو بہت گنہگار ہوں۔

حضرتِ والا کے مواعظ میں خود بھی پڑھتا ہوں اور دوستوں کو بھی دیتا ہوں جن سے دین کی طلب اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے، ان مواعظ سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

حضرتِ والا سے دُعاء کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

(۲۲۵) ہم دو بھائی ہیں، دینی لحاظ سے ہمارے حالات بہت خراب تھے، ہمارے والد صاحب ہمیں حضرتِ والا کے وعظ میں لاتے، آپ ڈاڑھی کے بارہ میں فرماتے تو ہمیں سخت ناگواری ہوتی مگر پھر بھی تحمل کرتے اور وعظ میں آتے رہے حضرتِ والا کی دُعاؤں سے اب ہم دونوں بھائیوں نے پوری ایک مشت ڈاڑھی بڑھالی ہے، ہمیں اب عقل آئی ہے اور ہم سمجھنے لگے ہیں کہ آپ ڈاڑھی کے بارہ میں جتنا وعظ میں فرماتے ہیں اس سے کئی گنا زیادہ کہنے اور زیادہ سخت کہنے کی ضرورت ہے۔

ہم دونوں بھائیوں نے اپنی سب اولاد کو اسکول اور کالج سے نکال کر دینی تعلیم میں لگا دیا ہے۔

ایک بہت بڑا اور نہایت خوبصورت کمرا اسکویش کھیلنے کے لئے بہت شوق سے بنوایا تھا، اس میں دینی تعلیم کا مدرسہ کھول دیا ہے۔

بچے جو مختلف قسم کے گانے گاتے رہتے تھے اب بہت شوق سے قرآن کی آیات پڑھتے رہتے ہیں۔

انشورنس بالکل ختم کر دیا ہے، کمپنی والے آکر بہت کچھ سمجھاتے رہے اور جواز

کے فتوے دکھاتے رہے مگر ہم نے صاف انکار کر دیا۔

ہماری بیرونِ ملک سے درآمد و برآمد کی تجارت ہے، تجارتی لین دین کے معاملات زیادہ تر شیعہ لوگوں سے تھے، گویا تجارت کا انحصار ہی انہی پر تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرتِ والا کی دُعاؤں سے ہم نے ان سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دیئے ہیں، اگرچہ بظاہر تجارت میں بہت بڑے خسارہ بلکہ بالکل بند ہی ہو جانے کا سخت خطرہ ہے، مگر ہمیں یقین ہے کہ ہم نے صرف اللہ کے لئے یہ تعلقات کاٹے ہیں وہ ہمیں ہرگز نہیں چھوڑے گا، ضرور ہماری مدد کرے گا۔

لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کی دُعاؤں سے دل میں جہادِ اکبر کا جذبہ پیدا فرمایا، ہمارے گھروں میں ایک بڑا شیطان تھا (وی سی آر) اور ایک چھوٹا (ٹی وی) ہم نے بڑے اور چھوٹے شیطانوں کو گرفتار کر لیا، گھروں سے باہر روڈ پر نکال کر دونوں کو سنگسار کیا، جیسے منیٰ میں بڑے شیطان اور چھوٹے شیطان کو پتھر مارے جاتے ہیں، ہم نے لیلۃ القدر میں ان شیطانوں کو پتھر مار مار کر بالکل تباہ کر دیا۔

مارنے سے پہلے روڈ پر نکال کر یہ اعلان لگا دیا:

"آج لیلۃ القدر میں ان شیطانوں کو سنگسار کیا جائے گا، گزرنے والے حضرات بھی اس جہاد میں حصہ لیں۔"

میری بیوی کہنے لگیں:

"ان ملعون شیطانوں کو میں بھی پتھر ماروں گی۔"

پھر روڈ پر جا کر اس نے بھی پتھر مارے۔

یہ سب حضرتِ والا کی دُعاؤں کا صدقہ ہے۔

(۲۲۶) حضرتِ والا کی خدمت میں ایک بہت بڑی خوشخبری پیش کرتا ہوں، مجھے شادی کے دنوں میں بہت زیادہ یہ فکر تھی کہ میں گھر میں اور لوگوں کو تو شرعی پردہ

کا کہتا رہتا ہوں مگر اب واللہ اعلم میرے اپنے گھر میں عملی نمونہ کیا ہوگا، اس لئے کہ خود میرے گھر اور ایسے ہی سسرال میں شرعی پردہ کا نام ونشان نہیں، اس لئے نہایت پریشانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے یوں دُعا کرتا رہا:

> "یا اللہ! مجھے ذلیل نہ کرنا کہ لوگوں کو تبلیغ کروں اور اب عملی میدان میں اپنے گھر میں پردہ نہ ہو۔"

بہرحال شادی کے دن پہلی ملاقات میں صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر نہایت لجاجت سے دعائیں کیں کہ اللہ تعالیٰ دین پر استقامت نصیب فرمائیں۔ پھر سلام کے بعد سب سے پہلی بات ہی دین کی شروع کی۔ المختصر تین گھنٹوں میں حضرتِ والا کے مواعظ کا نچوڑ بیان کر دیا۔ شرعی پردہ اور تصویر کی حرمت وغیرہ منکرات۔ الحمد للہ! اس کا اثر یہ ہوا کہ جب میں اہلیہ کو تیسرے روز اس کے والدین کے ہاں لے گیا تو اس نے از خود تمام زادوں اور بہنوئی وغیرہ سے پردہ کر لیا۔ گھر میں ایک کہرام مچ گیا، الحمد للہ! میں بھی بحث وتکرار میں مضبوط رہا اور وہ بھی۔ پھر دو ہفتے بعد ہم دونوں اپنے آبائی گاؤں حضرو گئے، وہاں میرے لئے بہت پریشانی اور آزمائش تھی، وہاں میرے بھائی، بہنوئی، بھانجے وغیرہ تمام رشتہ داروں کا جم غفیر تھا، شیطان نے بہت وساوس میں مبتلا کیا کہ شرعی پردہ کی وجہ سے سب ناراض ہو جائیں گے، مگر پھر اللہ نے دستگیری فرمائی اور حضرت مرشد پاک کی برکت سے میں نے اپنے دل سے کہا:

> "مضبوط ہو جاؤ، خواہ سب ناراض ہو جائیں کوئی پروا نہیں۔"

الحمد للہ! وہاں بھی تمام بھائی بھانجے وغیرہ سب غیر محارم سے اس نے نہایت استقامت سے پردہ کر لیا، پہلے بھائی وغیرہ اکثر رشتہ دار سخت ناراض ہوئے، مگر میں نے بغیر غصہ وسختی کے تمام بھائیوں اور رشتہ داروں سے انفرادی ملاقاتیں کیں اور فرداً فرداً سمجھایا، ایک گھر میں رہتے ہوئے پردہ کا وہ طریقہ بتلایا جو حضرتِ والا کے

وعظ میں مذکور ہے تو الحمد للہ! دو تین رشتہ داروں کے سوا تمام بھائی اور دوسرے رشتہ دار بھی راضی ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی عملی طور پر زندہ ہوا، الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اللہ تعالیٰ کے اس کرم اور دستگیری سے نہایت مسرت ہوئی ہے اور دل مچلتا ہے کہ ہمارا اتنا بڑا علاقہ چھچھ جواب بھی علماء کا گڑھ ہے لیکن کہیں بھی نہ سنا نہ دیکھا کہ کسی کے ہاں شرعی پردہ ہو، اسی لئے کوئی عالم بتلاتا بھی نہیں۔ الحمد للہ! ایسے علاقہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت کی برکت اور توجہ سے ایک عملی صورت اپنے گھر سے پیش کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ اب ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سال فراغت کے بعد علاقہ میں ترکِ منکرات پر خوب کام کروں گا، خصوصًا دورِ حاضر کے وہ گناہ جو عوام وخواص میں مروج ہو چکے ہیں۔ حضرتِ والا سے دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے اور اس ناکارہ کو حضرتِ والا کے فیوض پھیلانے کا ذریعہ بنائے۔

(۲۲۷) آج مؤرخہ ۶ شعبان ۱۴۱۲ھ کا وعظ کیا سنا کہ بس دل تڑپ گیا، حضرتِ والا کے ہر بیان میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرتِ والا مجھ سے ہی مخاطب ہیں اور میرے اندر کے پوشیدہ امراض بتارہے ہیں، لیکن آج کے وعظ میں تو بس ایسا لگ رہا تھا کہ حضرتِ والا خصوصی طور پر مجھ سے ہی یہ سب کچھ فرما رہے ہیں، الحمد للہ! آج حضرتِ والا کے بیان سے غفلت دور ہوگئی اور نفس پر ایسے زبردست کوڑے پڑے کہ تمام سستی جاتی رہی۔

الحمد للہ! ثم الحمد للہ!! جب حضرتِ والا کی پہلی ہی مجلس سے لوٹا تو ڈاڑھی منڈانے کے قبیح جرم سے توبہ کرلی، یہ سب اللہ تعالیٰ کی دستگیری تھی میرا کوئی کمال نہ تھا، حضرتِ والا کی مجلس بابرکت میں آنے سے یوں لگا کہ جیسے کسی نے دل میں اجالا کر دیا ہے۔

حضرتِ والا کی برکت اور دُعاؤں سے تمام تصویریں پھاڑ دیں اور آیندہ کے لئے اس لعنت سے توبہ کرلی، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

حضرتِ والا کے وعظ کی برکت سے دل میں ہمت پیدا ہوئی، ٹی وی کا رُخ دیوار کی طرف کردیا، اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا اور حضرتِ والا دامت برکاتہم کی دعائیں ساتھ تھیں کہ گھر میں معاملہ ٹھیک رہا، بس ہلکی سی رنجش ہوئی جو جلدی ہی پیار میں بدل گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمت عطاء فرمائی ٹی وی کو اندر سے توڑ دیا۔

اب الحمد للہ! ثم الحمد للہ!! حضرتِ والا کی دُعاؤں اور برکت کے صدقہ سے گھر ٹی وی اور تصویروں کی لعنت سے پاک ہوگیا ہے اور پانچ چھ مہینوں سے گھر والے بالکل سکون سے ہیں۔

الحمد للہ! اہلیہ نے مکمل طور پر شرعی پردہ کرلیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرتِ والا کے وعظ کی برکت سے والدہ محترمہ نے بھی تقریباً پچپن سال کی عمر میں اب دیور اور دوسرے سب غیر محرم قریبی رشتہ داروں سے پردہ کرلیا ہے شرعی پردہ میں رہنے لگی ہیں۔

اب والدہ محترمہ اور اہلیہ جب بھی رشتہ دار یا دوسری خواتین سے ملتی ہیں تو ان کا موضوع پردہ اور دوسری دینی باتیں ہی ہوتا ہے۔

اہلیہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ کام لیا کہ اس نے اپنے میکے والوں یعنی بہنوں اور بھاوج وغیرہ کو بھی باتیں بتائیں اور حضرتِ والا کے مواعظ دیئے جس سے بحمد اللہ ان میں بہت تبدیلیاں آگئی ہیں۔

حضرتِ والا کے مواعظ پڑھ کر میرے ماموں کی لڑکیوں نے بھی شرعی پردہ کرلیا ہے۔

مزید رشتہ داروں کی اصلاح کے لئے کوشش جاری ہے، اس بارہ میں

کچھ ہدایات تحریر فرمائیں۔

حضرتِ والا سے اپنے لئے اور ان سب کے لئے خصوصی دعاء کی درخواست ہے۔

کتب میں حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ کی مجالس کے بارہ میں جو پڑھا ہے اور آپ کے جو ملفوظات پڑھے ہیں، حضرتِ والا دامت برکاتہم کی مجلس مبارک میں آکر لگتا ہے کہ گویا سب کچھ وہی ہے، ان مجالس کا اور اس مجلس کا ایک ہی رنگ ہے۔

آخر میں حضرتِ والا سے دلی التماس یہ ہے ؎

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پر میں لایا ہوں
مٹا دیجئے مٹا دیجئے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

(۲۲۸) میں نے حضرتِ والا کا وعظ ”شرعی پردہ“ پڑھا، اس کی برکت اور حضرتِ والا کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام غیر محرم رشتہ داروں سے مکمل شرعی پردہ کرنے کی ہمت عطاء فرمادی۔

میرے پردہ کرنے سے والدین اور بھائی بہت سخت ناراض ہیں، مجھے مارتے بھی ہیں، مگر میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پختہ فیصلہ کرلیا ہے کہ کسی حال میں بھی پردہ نہیں چھوڑوں گی۔

حضرتِ والا میرے لئے استقامت کی دعاء فرمائیں اور میرے والدین اور بھائیوں کے لئے ہدایت کی۔

کبھی بھائیوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر کہیں جانا پڑتا ہے تو وہ گانے لگا دیتے ہیں، میں کانوں میں انگلیاں دے لیتی ہوں تاکہ گانوں کی آواز میرے کانوں میں نہ جانے پائے۔

اب سوچ رہی ہوں کہ روئی ساتھ لے لیا کروں تاکہ جب بھی بھائی گانا لگائیں تو میں کانوں میں روئی ٹھونس لیا کروں۔

آخر میں پھر خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(۲۲۹) میں حضرتِ والا کو ایک زبردست قسم کی بشارت سناتا ہوں، میں نے اور میرے چھوٹے بھائی نے اور والدِ محترم نے ڈاڑھی رکھ لی ہے، اور انہوں نے رمضان کے آخری عشرہ میں حکم دیا:

”ٹی وی کو گھر سے نکال دو۔“

میں نے اس کو بہت ہی رسوا کر کے گھر سے نکالا، اب وہ گندے نالے میں سڑ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرتِ والا کی برکت سے ٹی بی کے مہلک جراثیم سے نجات ملی۔

والد محترم نہ نماز پڑھتے تھے، نہ روزہ رکھتے، نہ زکوٰۃ دیتے، ٹی وی اور فلمیں خوب دیکھتے تھے، میں ان کو حضرتِ والا کی باتیں سناتا رہتا تھا، حضرتِ والا کی برکت سے ان میں ایسی تبدیلی آگئی ہے کہ میں حیران ہوں، نماز، روزہ، زکوٰۃ پابندی سے اداء کرنے لگے ہیں۔ انہوں نے زندگی میں پہلی مرتبہ پورے مہینے کے روزے رکھے ہیں اور خوش ہو کر بلکہ مزے لے لے کر روزے رکھے، اور آخری عشرے میں حکم دیا:

”نکال دو اس (ٹی بی) کو گھر سے۔“

انہوں نے کبھی بھی حضرتِ والا کا بیان نہیں سنا، دور ہی سے باتیں سننے کا یہ اثر ہے۔

ہم گھر میں کل پانچ افراد ہیں، والد، والدہ اور تین بھائی۔ سب نے ٹی وی دیکھنے اور گانے سننے سے توبہ کر لی ہے ان کبائر سے سخت نفرت ہو گئی ہے،

گھر میں اتنی خوشی ہے کہ میں بتا نہیں سکتا، گھر جنت بن گیا ہے، ہر فرد یہ کوشش کرتا ہے کہ میں دوسرے کو سلام کروں، دین کی باتوں کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔

سب سے چھوٹے بھائی جو تصاویر کے بہت گرویدہ تھے اب ان کو تصویر سے سخت نفرت ہوگئی ہے، وہ لوگوں سے کہتے ہیں:

> "یہ روزانہ جو ٹریفک کے حادثات ہوتے ہیں اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ سڑکوں پر جو اشتہارات لگے ہوئے ہیں ان پر تصویریں بنی ہوئی ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت وہاں نازل نہیں ہوتی۔"

سود سے سخت نفرت ہوگئی، اب سب گھر والوں کی کیفیت یہ ہے:

> "کسی کے گھر سے کوئی چیز بھی آتی ہے تو سب سونگھ سونگھ کر کھاتے ہیں کہ کہیں اس میں سود کا پیسہ تو شامل نہیں۔"

اب تو حال یہ ہے کہ لوگ ہمیں پاگل کہنے لگے ہیں، اور وہ جتنا زیادہ پاگل کہتے ہیں ہمیں اتنی ہی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

لوگ کہتے ہیں:

> "اب تم دنیا میں کسی قسم کا کام نہیں کر سکتے، تم دنیا میں کسی کام میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔"

ہم ان سے کہتے ہیں:

> "بس ہمیں تو آخرت کی کامیابی چاہئے، جب وہ ملے گی تو دنیا ان شاء اللہ تعالیٰ خود قدم چومے گی۔"

میرا ایک دوست حافظِ قرآن ہے لیکن ڈاڑھی نہیں رکھتا، ۲۹ رمضان کو میرے دل میں خیال آیا کہ اس کے گھر جا کر اس کو تبلیغ کروں، میں نے حضرتِ والا

سے سنی ہوئیں چند باتیں ان سے کہیں، عید کے بعد دیکھا کہ میرے دوست نے ڈاڑھی رکھ لی ہے، بہت مسرت ہوئی۔

اسی طرح ایک دفعہ میں دہی لینے دودھ والے کی دوکان پر گیا تو دیکھا کہ ایک طرف تو ''اللہ'' کا نام لگا ہوا ہے اور دوسری طرف تصویر لگی ہوئی ہے، میں نے حضرتِ والا کے ارشاد کے مطابق کہا:

> ''بھائی! آپ کو تو کشتی دیکھنے کا شوق ہے، ایک طرف رحمت کے فرشتوں کا سامان کر رکھا ہے دوسری طرف لعنت کے فرشتوں کا۔''

جو ایک دو جملے حضرت سے سنے تھے میں نے وہی دودھ والے سے کہہ دیئے، دوسرے دن گیا تو دیکھا کہ اس نے تصویر ہٹا دی ہے، مجھے بہت خوشی ہوئی اور بے ساختہ نعرہ نکلا:

> ''حضرت جی زندہ باد۔''

صرف ایک دو جملوں میں اتنی تاثیر ہے کہ ان کو نقل کرنے سے بھی زبردست کام ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کو طویل عمر دیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جہنم میں جانے سے بچ جائیں۔

(۲۳) حضرتِ والا! میں بے فکر، مدہوش اور گناہوں میں ڈوبا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کا بیان سننے کی توفیق عطاء فرمائی۔ بیان میں بار بار حاضری اور تھرمامیٹر پر تھرمامیٹر لگنے کی بدولت زندگی کی کایا ہی پلٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرتِ والا کے پُراثر تھرمامیٹروں اور دُعاؤں کی بدولت مندرجۂ ذیل گناہوں سے نجات مل گئی:

۱ــــ شراب، جوا، طوائفوں کے کوٹھے پر جانا اور بدقماش لوگوں سے دوستی۔

۲ــــ چوری، چوری کے مال کی خرید و فروخت۔

۳ــــ ٹی وی، وی سی آر، سینما دیکھنا، گھر سے ٹی وی نکال دیا ہے۔

۴ــــ ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈ پر گانے سننا۔ اُن سیکڑوں کیسٹوں میں قرآن کریم اور علماء حضرات کی تقریریں بھروالی ہیں۔

۵ــــ فوٹو کھنچوانا اور رکھنا۔ گھر میں جو ہزاروں البم میں تصاویر تھیں ان کو ہم سب گھر والوں نے مل کر جلا دیا ہے، گھر میں جو لکڑی اور مٹی کے مجسمے تھے اُن سب کو توڑ دیا ہے۔

۶ــــ رسالے اور اخبار خریدنا اور پڑھنا۔

۷ــــ غیر محرم عورتوں سے دوستی۔

۸ــــ اپنے ادارہ میں لکھ کر دے دیا ہے کہ میں اپنی جمع شدہ رقم پر سود نہیں لوں گا اور نہ اپنے اوپر واجب الاداء قرض پر سود دوں گا۔

۹ــــ ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا۔

۱۰ــــ میری بیوی اور لڑکیوں نے شرعی پردہ کر لیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے دوستوں اور رشتہ داروں نے آنا چھوڑ دیا ہے۔

۱۱ــــ نماز باجماعت پڑھتا ہوں اور قضاء عمری بھی نو سال کی اداء کر چکا ہوں، میرے اہل و عیال بھی پابندی سے نماز پڑھتے ہیں۔

۱۲ــــ لڑکوں اور لڑکیوں کو انگریزی اسکول سے نکال کر لڑکوں کو حفظِ قرآن کے لئے مدرسہ میں داخل کر دیا ہے اور لڑکیوں کو مدرسۃ البنات میں۔

۱۳ــــ غیر شرعی لباس میں نے اور اہل و عیال نے چھوڑ دیا ہے۔

۱۴ــــ سالگرہ، قرآن خوانی، افطار پارٹی، میلاد، شب براءت کا حلوا، محرم کی فاتحہ،

اور دوسرے جہیزوں کی تقریبات بالکل ختم کر دی ہیں۔

۱۵۔۔۔ والد صاحب کے انتقال پر کوئی رسم اور ایصالِ ثواب کے مروجہ طریقے تیجا، دسواں، چالیسواں وغیرہ نہیں ہونے دیئے۔

۱۶۔۔۔ لڑکی کی شادی میں تمام کام سُنّت کے مطابق ادا کرنے کی توفیق ہوئی۔

۱۷۔۔۔ رشتہ داروں اور دوستوں کی شادیوں میں خرافات و منکرات کی وجہ سے شریک ہونا چھوڑ دیا ہے۔

(۲۳۱) آپ کی کتاب ”تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود“ میں استدراج کے متعلق پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے غضب کے خوف سے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ رو رو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی کہ کہیں دل میں کسی بات پر غرور نہ آ گیا ہو۔ پھر یہ خیال پریشان کرنے لگا کہ پتا نہیں اللہ تعالیٰ اس گنہگار کی عبادت قبول بھی کرتے ہیں کہ نہیں۔ قرآنِ کریم پڑھنے بیٹھ گئی، آیات میں مضمون کچھ اس طرح کا تھا:

> ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم بڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی طرف دس قدم بڑھتا ہے۔“

یہ پڑھ کر کچھ تسلی ہوئی۔

عمرہ پر جانے سے پہلے آپ کی کتابوں میں پردہ کے متعلق پڑھا تھا، ایک دن جب اور کتابیں لے رہی تھی تو کتاب ”شرعی پردہ“ نظر آئی، اس کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ رک گیا، خیال آیا:

> ”اگر خرید لی تو پڑھنی پڑے گی، اگر پڑھ لی تو عمل کرنا پڑے گا، اس لئے مت خریدو۔“

مگر پھر دل مضبوط کر کے خرید ہی لی، گھر آ کر رکھ دی، کئی دن رکھی رہی پڑھی نہیں، عمرہ کرنے چلی گئی، وہاں عبا پہنی، بہت اچھی لگی، مگر یہاں واپس آ کر

اتار دی۔ یہ خیال شیطان دل میں ڈالتا رہا:

"کالج کی لڑکیاں کیا سوچیں گی؟ انگلش کی مس اور یہ حلیہ!"

پھر آپ کی ایک اور کتاب پڑھی جس میں آپ نے کہا تھا:

"شیطان کی اگر بات مانی تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے خیال میں نعوذباللہ شیطان اللہ تعالیٰ سے بڑا ہے۔"

پڑھ کر یہ خیال آیا:

"کیا یہ لڑکیاں اللہ تعالیٰ سے بڑی ہیں۔"

بہت شرمندگی ہوئی مگر ہمت پھر بھی نہ ہوئی۔ پھر آپ نے دُعاء کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمت پیدا کر دی اور کراچی آنے کے نو دن بعد باقاعدہ پردہ شروع کر دیا۔

صبح کو کالج پہنچی تو جنہوں نے دیکھا بہت حیران ہوئیں۔ کچھ ٹیچرز نے تعریف کی، باقی بحث کرنے لگ گئیں:

"چہرہ کا پردہ تو اسلام میں ہے ہی نہیں۔ صرف یہ کہا گیا ہے کہ چادر اوڑھ لو۔"

میں نے آپ کی کتاب میں جو لکھا تھا وہ سنایا مگر پھر بھی کہنے لگیں:

"عمرہ اور حج میں کیوں چہرہ کھولنے کی اجازت ہے۔"

میں نے کہا:

"یہ بھی غلط ہے، چہرہ ڈھکنے کا حکم ہے مگر کپڑا چہرہ کو نہ لگے۔"

دوسری ٹیچر بولیں:

"برقع اوڑھو تو لوگ اور زیادہ گھور گھور کر دیکھتے ہیں، انہیں تجسس ہوتا ہے کہ پردہ میں کون ہے؟"

میں نے کہا:

"جو بے پردہ ہوتی ہیں ان ہی کو لوگ مڑ مڑ کر دیکھتے ہیں، فقرے کستے ہیں، سیٹیاں بجاتے ہیں۔"

ایجوکیشن کی لیکچرار کہنے لگی:

"ہم پر تو کوئی جملے نہیں کستا تم پر کستا ہوگا۔"

میں نے بڑے مزے سے اعتراف کرلیا اور کہا:

"ہاں مجھ پر تو سیٹیاں بجاتے تھے کچھ نہ کچھ کہہ کر جاتے تھے اس لئے میں نے تو عبا پہن لی، میرے اندر تو ان گندی نظروں کی تاب نہیں رہی تھی۔"

اس پر ایک اور لیکچرار کہنے لگیں:

"دیکھتے ہیں کتنے دن پہنو گی، عمرہ کا اثر ہے نیا نیا۔"

میں نے کہا:

"مجھے کسی نے زبردستی نہیں پہنایا، اپنی مرضی اور اللہ کی توفیق سے پہنا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اُترے گا نہیں، اور حضرت کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے، پھر کیوں اترے۔"

کیمسٹری کی لیکچرار کہنے لگیں:

"کیا منگنی وغیرہ ہوگئی ہے "ان" کا حکم ہے؟"

میں نے کہا: —— "ہاں! یوں ہی سمجھ لو۔"

جلدی سے میرے پاس آئیں، کہنے لگیں:

"وہ کون ہے؟"

میں نے کہا: —— "اللہ تعالیٰ۔"

خاموش ہوگئیں۔

پھر جب دوپہر کو گھر آنے لگی میں نے عبا پہنی چہرہ پر نقاب بنائی تو ہماری انگلش کی ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ ٹکرا گئیں۔ انگلش میں پوچھنے لگیں:

”تمہیں کیا ہوا؟ تمہارا دماغ تو صحیح ہے؟“

میں نے کہا:

”ہاں دماغ تو اب ہی صحیح ہوا ہے۔ پہلے خراب تھا۔“

یہ کہہ کر انہیں ہکا بکا چھوڑ کر میں کالج سے نکل آئی۔

جب صبح گھر سے اس روز نکل رہی تھی تو امی نے کہا:

”ہائے! ہائے!! یہ تمہیں کیا ہوگیا؟ لوگ کیا کہیں گے؟ تمام ٹیچرز اور لڑکیاں مذاق اڑائیں گی۔“

ممانی کا بیٹا کہنے لگا:

”ڈاکو لگ رہی ہیں۔“

میں مسکرا کر چپ ہوگئی۔

مگر حضرت کچھ لیکچرار ایسی بھی تھیں جنہوں نے تعریف کی، شاباش دی، جغرافیہ کی لیکچرار اسلامک اسٹڈیز کی لیکچرار کو کہنے لگیں:

”تم حج کرکے آئی ہو، شرم کرو، ان انگلش والوں سے ہی کچھ سیکھ لو۔“

اِس پر وہ ناراض ہوکر کہنے لگیں:

”ہاں صرف اللہ ہی کو معلوم ہے سچا مسلمان کون ہے۔“

غرض جتنی لیکچرار تھیں سب نے کچھ نہ کچھ ضرور کہا، اور میں دل میں یہی دُعا مانگتی رہی:

"اللہ تعالیٰ میری مدد کریں، استقامت عطاء فرمائیں۔ ورنہ مجھ میں تو کسی بات کی طاقت نہیں۔"

تین چار روز بعد امی بھائی کے ساتھ کسی لڑکی کو دیکھنے جارہی تھیں، مجھے کہا:

"تمہیں بھی جانا ہے۔"

میں نے تیار ہو کر عباء پہن لی۔ دیکھ کر کہنے لگیں:

"اس حلیہ میں تو نہیں لے کر جاؤں گی۔ عباء پہن لو مگر چہرہ کا پردہ اتار دو۔"

میں نے کہا:

"جاؤں گی تو ایسے ہی ورنہ نہیں جاؤں گی۔"

امی کو مجھے ویسے ہی لے کر جانا پڑا۔ امی خود کافی بڑی چادر اوڑھتی ہیں پھر بھی ڈھلکتی ہیں، کہتی ہیں:

"تم چادر اوڑھتی تھیں وہی پردہ صحیح ہے۔"

میں نے پردہ کے متعلق آپ کی کتاب پڑھوا دی، اس دن کے بعد سے امی نے کچھ نہیں کہا۔

حضرت! جس دن سے پردہ کرنا شروع کیا اُس دن کے بعد سے اللہ تعالیٰ نے وہ عزت دی کہ میں حیران رہ گئی۔ رکشہ والوں نے، بس والوں نے، دکانداروں نے ہر ایک نے نظریں جھکا کر بات کی۔ کسی میں نظریں اٹھا کر بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی، منی بس میں کنڈکٹر بھی دور کھڑے ہو کر کرایہ مانگتے ہیں، ہر شخص بچ کر نکلتا ہے، جبکہ پہلے ہر اک آدمی قریب ہی سے گزرنے کی کوشش کرتا تھا جن لوگوں کے گھر گئی ہر ایک انتہائی عزت سے پیش آیا۔

دو گھروں کی عورتوں نے کہا:

”ہمارے پاس بھی عباء ہے، جدہ میں تھے تو پہنتے تھے،

یہاں آکر اتار دی اب ان شاء اللہ نکالیں گے۔“

کچھ اسٹوڈنٹس نے بھی چادریں اوڑھ کر چہرہ ڈھکنا شروع کر دیا ہے۔

آپ دعاء فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں پردہ کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں، اور میری

بھابھی کو بھی۔

یہ سب کچھ دیکھ کر یہ خوف رلا دیتا ہے:

”کہیں دل میں یہ خیال نہ آجائے کہ بہت نیک بن گئی ہوں

کہیں غرور نہ آجائے، اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائیں۔“

آپ نے اپنے وعظ ”علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا“ میں فرمایا ہے:

”شیخِ کامل کی صحبت کے بغیر لوگوں کو یہ بھی پتا نہیں چلتا کہ وہ

کون کون سے گناہ کر رہے ہیں۔“

اس لئے حضرتِ والا کے وعظ میں حاضری کی اجازت چاہتی ہوں۔

آپ نے فرمایا تھا:

”ٹی وی دیکھنا چھوڑ دیں۔“

آپ کے حکم پر عمل کیا۔

آپ نے پچھلے خط میں حکم دیا تھا:

”اگر غیبت کرو تو جس کے سامنے غیبت کی ہو اسے بتاؤ اور

مجھے لکھ کر بھیجو۔“

اس ڈر کے مارے غیبت ہی نہیں کی کہ آپ کو لکھنا پڑے گا، پھر یہ سوچ

کر سخت شرمندگی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ سے تو کبھی ڈر نہیں لگا تھا، توبہ کی، معافی مانگی۔

آپ کی کیسٹ "وضوء کے مسائل" سنی اور ویسے ہی وضوء کرنا شروع کردیا، نماز کے مسائل کی کیسٹ سنی تو روزانہ ہر نماز کے ساتھ دو قضاء نمازیں پڑھنے کی کوشش کررہی ہوں۔

اکثر یہ خوف پریشان کرتا ہے:

> "نہ جانے اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ کوششیں مقبول بھی ہیں کہ نہیں۔"

آپ کے مواعظ کچھ لیکچرارز کو دیئے ہیں، کچھ طالبات کو بھی دیئے ہیں، آپ دعاء فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں، آمین۔

آپ کے مواعظ پڑھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کررہی ہوں، آپ کی دعائیں اپنے لئے اور اپنے بھائیوں اور امی اور بہن اور اس کے شوہر اور بچوں کے لئے چاہئیں، شاید اللہ تعالیٰ ہم سب کی بھی اصلاح کردیں مغفرت کردیں۔

(۲۳۲) بحمد اللہ تعالیٰ مواعظ کی اشاعت سے ہمارے یہاں اب یہ ماحول پیدا ہوگیا ہے کہ بہت سے لوگوں نے ڈاڑھی رکھلی ہے اور کئی خواتین نے شرعی پردہ کا اہتمام کیا ہے، بلکہ کئی گھرانوں میں رشتہ کرتے وقت مکمل شرعی پردہ کی شرط سے رشتہ کیا جارہا ہے۔

وعظ "شرعی پردہ" (براہوی) کے کاتب صاحب عالم اور سید ہیں، انہوں نے فرمایا:

> "اس وعظ کے لکھنے سے مجھے اپنی بے دینی کا پورا احساس ہوا ہے اور آئندہ کے لئے میں نے شرعی پردہ نہ کرانے کے گناہ سے

پوری توبہ کی ہے۔"

چنانچہ ابھی انہوں نے اپنی لڑکی کا رشتہ ایسی ہی جگہ کرایا ہے جہاں پوری طرح پردہ کا اہتمام کیا جارہا ہے، جس پر ان کے اکثر رشتہ دار باوجود عالم ہونے کے مکمل ناراض ہو گئے ہیں مگر انہوں نے اس کی کچھ پروا نہیں کی۔

بدعات کے استیصال وغیرہ دیگر گناہوں کے سلسلہ میں بھی الحمد للہ! بہت خوب کام ہو رہا ہے۔

حضرتِ اقدس سے ادعیۂ صالحہ کی درخواست ہے۔

﴿۲۳۲﴾ بندہ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا، بندہ نے نمازِ فجر کے بعد رو کر اللہ سے دُعاء مانگی:

> "یا اللہ! میں بہت کمزور ہوں، تنہا ہوں اور مقابلہ میں پورے علاقہ کے علماء و مشایخ، مجھے دین پر استقامت نصیب فرما، عوام و خواص میں مروجہ بدعات کے مقابلہ اور والد صاحب کی تجہیز و تکفین سنت کے مطابق کرنے کی ہمت عطاء فرما۔"

اس کے بعد اعلان کیا:

تجہیز و تکفین سنت کے مطابق ہو گی اس لئے:

۱ــــ جنازہ تیار ہوتے ہی فوراً نماز پڑھ کر سپردِ خاک کر دیا جائے گا۔

۲ــــ منہ دیکھنے کی رسم نہیں ہو گی۔

۳ــــ عورتیں جمع ہوتی ہیں اور منہ دیکھتی ہیں، یہ رسم بھی قطعاً نہیں ہو گی، کوئی عورت نہ آئے۔

۴ــــ قبر پر رقم تقسیم کرنے کی رسم بدعت ہے، میں پورے علاقہ میں پہلی بار اس بدعت کو بند کرتا ہوں۔

اس سے دو چند رقم خفیہ طور پر طلبہ کو دے دی۔

۵۔۔۔ تیسرے دن قبر پر اجتماع کی بدعت نہیں ہوگی، نہ کسی قسم کی مٹھائی یا روٹی یا رقم تقسیم ہوگی۔

۶۔۔۔ تعزیت کے لئے گھر پر آئیں، سنت کے مطابق تعزیت کے بعد واپس چلے جائیں مجمع لگا کر نہ بیٹھیں، اور جس نے ایک بار تعزیت کر لی وہ دوبارہ نہ آئے، اس لئے کہ دوبارہ تعزیت مکروہ ہے۔

۷۔۔۔ پہلے، تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن دعوت کی بدعت نہیں ہوگی۔ بعض رشتہ دار ماموں وغیرہ بہت ناراض ہوگئے، میں نے کہا ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِنظر تو مرضیِ جانانہ چاہئے

اس علاقہ میں بہت بڑے بڑے علماء گزرے ہیں اور اب بھی بہت ہیں' کئی مدارسِ دینیہ والے بھی ہیں، سب کے سب ان بدعات میں مبتلا ہیں، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میں نے کوئی بدعت نہیں ہونے دی۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرتِ والا کی نظرِ شفقت و دُعاء کا اثر ہے' مزید دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی تمام منکرات و بدعات سے حفاظت فرمائیں، دین پر استقامت عطاء فرمائیں، بندہ کا مرنا اور جینا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے عین مطابق ہو۔

(۳۳۴) حضرتِ والا سے اصلاحی تعلق رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرتِ والا کو یہ سن کر بڑی خوشی ہوگی کہ ابھی کچھ دن پہلے میری زندگی سے ایک سال گزر گیا، بحمد اللہ تعالیٰ اس سال میں میں نے کچھ گنوایا نہیں بلکہ بہت کمایا ہے' اللہ نے توفیق دی، ہم سب بھائیوں نے اسکول چھوڑ دیا۔ حفظ کرنا شروع کر دیا، وقفہ

وقفہ سے دو تین دفعہ اسکول میں دوستوں سے ملنے گیا، وہاں جو ماحول دیکھا وہ اُس وقت اتنا بُرا نہیں لگ رہا تھا جتنا یہاں دارالافتاء میں حضرتِ والا کی صحبت میں آنے کے بعد۔ ان اسکول اور کالجوں میں کس چیز کی تربیت دی جاتی ہے، جوان لڑکے اور لڑکیاں آپس میں ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈال کر گھوم پھر رہے تھے، یہ تو ہر اسکول اور کالج میں ہوتا ہے اور عام ہے۔

دوستوں نے یہ بھی بتایا:

”لڑکے اور لڑکیاں آپس میں کراٹے کرتی ہیں۔“

غرض وہاں مسلمان ہونے کی کوئی نشانی نظر نہیں آتی۔

یہ اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے شیطان کے مدرسہ سے نکال کر رحمٰن کے مدرسہ میں داخل کر دیا اور ان گناہوں سے بچا لیا جن میں وہ ساتھی مبتلا ہیں۔ یہ سب حضرتِ والا کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔

لیکن حفظ شروع کر دینے کے باوجود دل کے حالات وہی تھے، وہی ٹی وی اور وی سی آر دیکھنا، وہی بُرے دوستوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، گانے سُننا اور والدین کو ناراض کرنا اور دوسرے باطنی گناہ سب ویسے ہی تھے۔

لیکن جیسے ہی والد صاحب حضرتِ والا کی مجلس میں حاضر ہوئے، اثر یہ ہوا کہ بے دینی سے توبہ کی ابتداء ہی دو شیطانوں (ٹی وی، وی سی آر) کے پکڑنے کے ساتھ ہوئی، ستائیس رمضان کی رات کو سب کے سامنے سنگسار کر ڈالا۔ سب سے زیادہ میں نے ہی توڑا تھا، اس کا سکرین جس پر تصویریں آتی تھیں اور اس کا دل یعنی جس کے ذریعہ اندر تصویریں بنتی تھیں، اس کو ریزہ ریزہ کر کے مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ میرا اور اس منحوس کا سامنا اب تک نہیں ہوا، شاید بہت زور زور سے پتھر پڑے تھے۔

اس شیطان کی نسل بھی یاد رکھے گی اور کہے گی :

”یہی وہ شخص ہے جس نے مجھے سنگسار کیا تھا“

اور میں نے بھی عہد کیا ہے اور اس میں اللہ میری مدد کرے گا :

”ان شاء اللہ! ان شاء اللہ! میں اپنے بچوں کو کبھی ٹی وی، وی سی آر اور اسکول کا راستہ بھی نہ دکھاؤں گا“

اللہ مجھے اس پر ثابت قدم رکھے۔

یہاں داخلہ لینے کے بعد جو تبدیلی آئی ہے وہ بتا نہیں سکتا۔

جس دماغ میں شیطانی خیالات بسے ہوئے تھے آج اس دماغ میں کلام پاک بسا ہوا ہے۔

اس سر پر جو انگریزی بال لگے ہوئے تھے آج اس پر شرعی بال ٹوپی کے سایہ میں چھپے ہوئے ہیں۔

جو آنکھ غیر اللہ اور ٹی وی وغیرہ دیکھا کرتی تھی آج اللہ والوں کو دیکھتی ہے۔

حضرتِ والا کے ساتھ سفرِ جہاد میں افغانستان کو دیکھا، وہاں جہاد کی تربیت بھی حاصل کی۔

جن کانوں سے دن بھر گانے سنا کرتا تھا یہاں تک کہ رات کو بھی اسپیکر کانوں میں ڈال کر سوتا تھا، آج اسی ٹیپ ریکارڈر میں گانوں کی کیسٹ کے بدلے حضرتِ والا کے مواعظ اور بیانات ہوتے ہیں۔

جن ہاتھوں سے بُرے کام لیتا تھا کل وہی ہاتھ افغانستان کے پہاڑوں میں کلاشنکوف کے ٹریگر پر بھی پڑے اور آج ان سے حضرتِ والا کی خدمت کرتا ہوں۔

جو پیر غیر اللہ کے راستہ میں اٹھتے تھے آج وہی پیر اللہ کے راستہ میں اُٹھتے ہیں۔

جو پہلے کسی زمانہ میں ڈھکے ہوئے تھے آج وہ پہلے ڈھکنے والوں کے مذاق اڑانے اور طنز کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔

وہ دل دکھانے والی زبان آج لوگوں کے خستہ دل پر مرہم رکھتی ہے۔

غرض اگر میں اپنے دادا کے ملفوظ کو نقل کروں تو کوئی عجب نہیں ہوگا، وہ یہ ہے:

"میں بھیڑیا تھا حضرتِ والا نے مجھے انسان بنا دیا۔"

حضرتِ والا! گناہوں سے بچنے کی ٹوٹی پھوٹی کوشش جاری ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور مجھے اپنے مقصد میں کامیاب فرمائیں، مجھے میرے والدین، میرے دادا اور میرے سارے خاندان کو اپنی مرضی کے مطابق بنا لیں، حضرتِ والا سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

★ ★ ★ ★ ★

مندرجہ بالا حالات لکھنے والا ابھی صرف سولہ سال کا بچہ ہے اور دُنیوی لحاظ سے بہت اونچے طبقہ سے ہے۔

(۲۳۵) میرے چچا کی بیٹی میرے کالج میں پڑھتی ہے، ان کے گھر میں کونڈے، محرم کا حلیم، ہر مہینے قرآن خوانی، تیجا، چالیسواں، برسی، شبِ برات غرض ہر قسم کی بدعات تھیں، پردہ بھی دور دور تک نہ تھا، اب وہ آپ کے مواعظ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کی طرف آگئی ہے، مواعظ خود بھی پڑھتی ہے اور اپنی والدہ اور چچی کو بھی پڑھا رہی ہے، آپ کے "شبِ براءت" کے وعظ میں وہ بھی میرے ساتھ آئی تھیں، گھر جا کر کہنے لگیں:

"اگر ہمارے گھر کسی نے حلوا پکایا تو میں چولہے کی گیس کا

پائپ کاٹ دوں گی"۔

اس کی امی اور چھوٹی چچی تو مان گئیں مگر بوڑھی دادی نے ہنگامہ کر کے منجھلی چچی سے حلوا پکوایا، مگر گھر والوں نے نہ کھایا نہ شامل ہوئے۔

حضرتِ والا کی کتاب "سات مسائل" سب کو پڑھوائی۔

شرعی پردہ بھی شروع کر دیا ہے، سارے گھر کا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔

کالج میں اسلامیات کی لیکچرار اور سیاست کی لیکچرار آپ کے مواعظ کی کیسٹیں مانگ مانگ کر سنتی ہیں، مواعظ کی کتابیں پڑھتی ہیں، کافی حد تک دین کی طرف آگئی ہیں، شرعی پردہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں، ان کے لئے دعاء فرمائیں۔

(۲۳۶) میں بہت ہی بدکار سیہ کار تھا، پکا زانی، جھوٹ کا مجسمہ، تصویروں کا بادشاہ، دن رات مووی اور فلمیں دیکھتا تھا، والدین کا نالائق بیٹا اور اپنے بچوں کا بدکار باپ، شیطان کا دوست، دنیا کا طلبگار، دین سے بہت دور، ڈاڑھی پر کلہاڑی چلاتا تھا، دنیا کی ساری برائی میرے اندر تھی۔

اللہ تعالیٰ میرے ایک عزیز دوست کے درجات بلند فرمائیں وہ مجھے آپ کا وعظ سننے لے گئے اور آپ کے وعظ کی چند کتابیں بھی خرید کر دیں۔ آپ کا وعظ کیا تھا بس اللہ تعالیٰ نے میری زندگی ہی بدل ڈالی، اب میں ہر جمعہ آپ کا وعظ سننے کے لئے باقاعدگی سے آتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اب میں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے اور ہر قسم کے منکرات اور بدعات سے بہت دور بھاگتا ہوں۔ ایک لڑکی سے دس سال سے معاشقہ تھا، دن رات بدکاری میں مبتلا تھا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اس عذاب سے نجات عطاء فرما دی جس سے جان چھڑانے کی کوئی صورت ممکن نہیں تھی۔

یہ ہے اللہ کا کرم اور آپ کی باتوں کا اثر۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند سے بلند سے بلند تر فرمائیں، آپ ہمیشہ اسی طرح وعظ فرماتے رہیں، ہم سنتے رہیں اور دوسروں کو بھی دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچاتے رہیں۔ آمین۔

(۲۳۴) حضرت اقدس دامت برکاتہم جب جہادِ افغانستان میں تشریف لے گئے تو خوست میں مولانا جلال الدین حقانی کے "جامعہ منبع الجہاد" میں قیام فرمایا۔

اس جامعہ کے مہتمم مولانا کمانڈر عبد الحلیم صاحب جو مولانا جلال الدین حقانی کے خصوصی کمانڈر ہیں حضرت والا کی پہلی ہی مجلس میں ان کا یہ حال ہو گیا ؎

اے سوختہ جاں پھونک دیا کیا مرے دل میں
ہے شعلہ زن اک آگ کا دریا مرے دل میں

حضرت اقدس کا ایک ایک ملفوظ ان کے دل میں اترتا گیا، آپ کی ایک ایک تعلیم کی سخت پابندی اور دوسروں کو بھی پابند کرنے کے لئے ہر وقت بے قرار۔

آپ فرماتے ہیں:

"میں نے چودہ سال تدریسِ علم دین میں گزارے اور تیرہ سال جہاد میں، مجھے حضرتِ اقدس کی اس بہت ہی مختصر سی صحبت سے جو نفع ہوا اور جو لذت و فرحت حاصل ہوئی وہ تدریس و جہاد کے ستائیس سال کے طویل عرصہ میں نہیں ہوئی۔"

آپ کے دردِ دل کے فوارے آنکھوں سے بہنے لگے ہیں جو حضرت اقدس کے بارہ میں پکار پکار کر کہہ رہے ہیں ؎

تری محفل میں جو بیٹھا اٹھا آتش بجاں ہو کر
دلوں میں آگ بھر دیتی ہے آہِ آتشیں تیری

(۲۲۸) ایک روز میں بینک میں کسی کام سے گیا، میرے ہاتھ میں حضرتِ والا کا وعظ ”اللہ کے باغی مسلمان“ تھا، میں بینک کے افسر کے سامنے بیٹھ گیا، بینک افسر کی نظریں میرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب پر پڑیں تو مجھ سے کہا:

”میں یہ کتاب دیکھ سکتا ہوں۔“

انہوں نے کتاب لے کر مجھ سے کہا:

”اِس کا کیا ہدیہ ہے؟“

میں نے کہا:

”آپ کتاب کا مطالعہ کر کے مجھے واپس کر دیجئے گا۔“

تین چار روز کے بعد پھر بینک میں گیا تو اُس بینک افسر نے مجھ سے کہا:

”گھر جا کر میں نے اپنے کمرے کو بند کر کے تنہائی میں دو گھنٹے پوری کتاب کا غور سے مطالعہ کیا، آج پوری زندگی میں پہلی بار احساس ہوا:

”میں اللہ کا باغی مسلمان ہوں۔“

سُود اور ڈاڑھی کے مسائل کے بارہ میں کتابیں لا دیجئے گا۔“

ہم دونوں کی گفتگو برابر میں ایک دوسرے افسر سُن رہے تھے، انہوں نے بھی مجھ سے کتاب مانگی اور کہا:

”اس کو میں اپنی بیٹھک میں میز پر رکھوں گا تا کہ میرے دوست احباب اس سے استفادہ حاصل کر سکیں۔“

میں نے انہیں کتاب ہدیہ کر دی تو پہلے بینک افسر نے اِن سے کہا:

”یہ کتاب پڑھنے کے بعد آپ کو اتنا بڑا عہدہ چھوڑنا پڑے گا۔“

(۴۲۹) حضرتِ والا کی مجالس میں شرکت کی برکت سے گناہ چھوڑنے کی فکر پیدا ہوئی، میں نے سب سے پہلے حرام آمدنی والے گناہ یعنی بینک ملازمت سے جلد از جلد چھٹکارا حاصل کرنے کا پکا ارادہ کرلیا اور کوشش کے ساتھ ساتھ حضرتِ والا کا ارشاد فرمودہ نسخہ ”تر پھلا“ استعمال کرنا شروع کر دیا یعنی :

۱ــــ اے اللہ! میں اقراری مجرم ہوں، باغی نہیں ہوں۔
۲ــــ میرے تمام گناہوں کو معاف فرمادے۔
۳ــــ آیندہ گناہوں سے حفاظت فرما۔

ساتھ ساتھ لاحولَ ولاقوّۃ کے بعد حضرتِ والا کی ارشاد فرمودہ دُعاء:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی طَاعَتِکَ ۔

پڑھا کرتا تھا، کیونکہ مجھے ہر وقت حضرتِ والا کا یہ شعر پریشان کئے رکھتا تھا ؎

انہوں نے دین کب سیکھا ہے رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکّر میں مرے صاحب کے دفتر میں

جس سے بڑی فکر ہو جاتی :

”اگر ابھی حرام کماتے کماتے موت آجائے تو اپنا کیا بنے گا؟“

اور جب نفس و شیطان‘ اپنے پرائے سب ہی دھوکے میں ڈالنے کی بہت کوشش کرتے تو میں اُس وقت دِل ہی دِل میں بحمد اللہ تعالیٰ حضرتِ والا سے ملا ہوا یہ سبق خوب پکّا کرلیتا ؎

سنبھل کر اے خرد اِس دل کو پابندِ علائق کر
یہ دیوانہ اُڑا دیتا ہے ہر زنجیر کے ٹکڑے

اور ساتھ ساتھ حضرتِ والا کے وعظ کے یہ اشعار میرے اندر بہت ہمّت پیدا کرتے تھے ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہئے
مدِ نظر تو مرضیِ جانانہ چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہئے

بس پھر کیا تھا اللہ ربّ العزت کی عطاء، حضرتِ والا کی توجہات اور مجالس کی برکت سے مجھے اس لعنت سے چھٹکارا حاصل ہوگیا۔

اب ثابت ہوگیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں:

> ”حرام آمدنی نہیں کمائیں گے تو بھوکے مرجائیں گے، دنیا میں گزارا کیسے ہوگا؟ وغیرہ وغیرہ“

وہ غلط کہتے ہیں، کیونکہ اس کا مطلب تو بقولِ حضرتِ والا یہ ہوا:

> ”جو اللہ حرام کماتے ہوئے پال رہا تھا گویا وہ اب حلال کماتے ہوئے نہیں پال سکتا“

ایسے حضرات سے گزارش ہے:

> ”حضرتِ والا کی مجلس میں شرکت کرکے دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُن سے یہ گناہ اور دوسرے ہر قسم کے گناہ کیسے نہیں چھوٹتے؟“

آخر میں حضرتِ والا سے خصوصی دُعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عُجب، کبر، ریاء سے محفوظ رکھتے ہوئے اِخلاص، قبولیت اور مزید استقامت سے نوازیں۔ آمین، ثم آمین۔

بنک چھوڑتے وقت میرے کوائف:

عُہدہ: افسر گریڈ وَن۔

کُل تنخواہ: ۱۰،۹۳۸ روپے
اضافی بونس: ۶۱۴۰ روپے
طبی سہولت: ۹۲۱۰ روپے
ڈاکٹری فیس: ۶۱۴۰ روپے
پٹرول الأونس
دو سو فون کالیں مفت

اِس کے علاوہ گھر کے لئے اور کار خریدنے کے لئے آسان شرائط پر قرضوں کی سہولتیں۔

مدّتِ ملازمت: ۲۲ سال

دفتر والوں نے کہا:

"پورے پچیس سال تو کرلو، کیونکہ اب تمہارا بنک فنڈ بہت تیزی سے بڑھے گا یعنی ہر سال اُس میں دوگنا، تگنا اضافہ ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی، ورنہ ملازمت سے سبکدوشی میں ابھی دس سال اور باقی تھے جبکہ تھوڑے سے عرصہ میں میرے عُہدہ کے لوگوں کی تنخواہ پچیس ہزار روپے ہو چکی ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ مجھے اس پر ذرہ برابر افسوس نہیں، بلکہ دل خوشیوں سے مچل رہا ہے، میں کس زبان سے اپنے اللہ کا شکر ادا کروں؟ یہ محض اس کا کرم اور حضرتِ اقدس کی صحبتِ کیمیا اثر اور توجہ و دُعاء کی برکت ہے کہ مجھ جیسے ناتواں کو اتنے بڑے عذاب اور قہرِ الٰہی سے بچالیا، اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس کا سایہ اُمّت پر تادیر قائم رکھیں اور لاتعداد جہنم رسیدہ انسانوں کی نجات کا ذریعہ بنائیں۔

(۲۳) زیارتِ دارالافتاء والارشاد سے علماء کی تربیت

ع کہاں سے مجھ کو پہنچایا کہاں پیرِ مغاں تو نے

بندہ نے جب دیہاتی ماحول سے نکل کر پاکستان کے ایک بہت مشہور جامعہ میں داخلہ لیا تو شدت سے محسوس کیا کہ طلبہ کے قلوب میں غیر ممالک کی یونیورسٹیوں عہ میں داخلے لینے کے سانپ لوٹ رہے ہیں۔ پھر صحبت کا اثر تو فسّاق بلکہ کفّار تک کو مسلّم ہے، ادھر احباب = اعداء نے بندہ کو ترغیب بلکہ شوق دلایا۔ طلبہ میں حُبِّ مال اس حد تک کہ شب و روز وہاں کے وظائف کا تذکرہ کرتے اور رالیں ٹپکاتے ع

صحبتِ طالح ترا طالح کند

”برے کی صحبت تجھے بھی برا بنا دے گی۔“

رفتہ رفتہ یہ اشتیاق بڑھتا گیا مگر شیخ چلی کی یہ امنگیں دورۂ حدیث کے بعد ہی بار آور ہو سکتی تھیں۔ موقوف علیہ و دورۂ حدیث کے سہ ماہی و ششماہی امتحان میں بفضلہ تعالیٰ پورے جامعہ میں اوّل آتا رہا۔

فراغت کے بعد سالانہ نتیجہ نکلنے سے قبل کچھ پست نظر اور ناعاقبت اندیش ساتھیوں کے مشورہ سے غیر مقلدین کے ایک جامعہ میں داخلہ لیا، جہاں دو سال تعلیم کے بعد مدینہ یونیورسٹی بھیجنے کا وعدہ تھا، یہ لوگ خود کو اہلِ حدیث کہتے ہیں مگر یہاں تو چال چلن، لباس و پوشاک، خورد و نوش حتّٰی کہ نمازیں بھی احادیث کی صریح خلاف ورزی دیکھی۔ الحمد للہ! دین کی اتنی سمجھ تو تھی، اسی روز اس جامعہ کو خیرباد کہا، ادھر مدینہ یونیورسٹی جانے کی ہوس روز افزوں بے لگام ہو چکی تھی، بہت پریشان اب کیا کروں؟

عہ جامعہ اسلامیہ کو یونیورسٹی کہنا بھی حُبِّ دنیا کا کرشمہ ہے۔

”ڈوبتے کو تنکے کا سہارا“

کہیں سے خبر ملی:

”جامعہ..... میں علماء کے لئے قضاء کا سہ ماہی نصاب شروع ہونے والا ہے، کامیاب ہونے والے علماء کو مدینہ یونیورسٹی میں بطورِ تربیت چند ماہ رکھا جائے گا پھر انہیں پاکستان میں اعلیٰ مناصب دیئے جائیں گے۔“

طویل سفر کر کے وہاں پہنچا، پندرہ دن انتظار کے بعد وہ خبر بے سروپا ثابت ہوئی، اَعلیٰ مناصب اور اونچی تنخواہیں سب خواب ہو کر رہ گئیں۔

ذی الحجہ میں دورۂ حدیث کے سالانہ امتحان کا نتیجہ نکلا تو بندہ الحمد للہ اکل نمبروں سے بھی زائد حاصل کر کے اوّل آیا، اس کے بعد وفاق کے امتحان میں پورے پاکستان میں اوّل آیا، پھر تو بعض اساتذہ نے خوب شوق دلایا، بالخصوص دو عرب استاذوں نے جن میں سے ایک جامعۂ ازہر مصر کی جانب سے اور دوسرے مدینہ یونیورسٹی کی جانب سے مبعوث تھے، کیونکہ بندہ کا دونوں سے بے تکلفی کا تعلق تھا، مگر یہ کام بندہ کے لئے دو وجہ سے بظاہر ناممکن تھا۔

① مصارف کا انتظام اپنے پاس تو تھا نہیں والد صاحب کے تحمل سے بھی باہر تھا۔

② اس کے لئے مصارف سے بڑھ کر تعلقات و روابط کو اہمیت ہوتی ہے جو کہ معدوم تھے مگر:

حُبُّكَ الشَّيْءَ يُصِمُّكَ وَيُعْمِيكَ.

”محبت بہرا اور اندھا کر دیتی ہے۔“

مال و جاہ کی ہوس کہاں چین لینے دیتی، بعض اساتذہ نے بہت ہمت افزائی

کی اور بہت اصرار کیا کہ کاغذات تیار کروائیں ان شاء اللہ تعالیٰ کام ہو جائے گا اور اس کے لئے بہت دُعائیں دیں۔

اب مصارف کہاں سے لاؤں؟ والد صاحب سے عرض کیا:

"ایک دفعہ آپ کو مشقت برداشت کرنا پڑے گی، پھر تو وہاں سے ہزاروں بھیجا کروں گا۔"

انہوں نے مختلف اقساط میں قرض وغیرہ لے کر رقم مہیّا کر دی۔

اس سلسلہ میں کیا دوڑ دھوپ کرنا پڑی، سرکاری دفتروں میں بار بار چکر لگانے کی کتنی ذلّت برداشت کی، سرکاری لٹیروں کو کس قدر رشوت دینا پڑی، فسّاق و فجّار بلکہ کفار تک سے سفارش کروا کر علم و اہلِ علم کی عزت کس حد تک پامال کی، سرکاری دفاتر کے چپراسیوں کی خوشامد و تملّق سوچ سوچ کر تو شرم میں ڈوب ڈوب جاتا ہوں۔

ان سب اُمور کا اندازہ صرف وہی لگا سکتا ہے جسے اس کام سے واسطہ پڑا ہو، بقسم کہتا ہوں:

"جتنی رُسوائی یہاں اٹھائی اسے سوچ کر تو حسرت ہوتی ہے کہ کاش میری ماں نے مجھے ان دنوں کے لئے جنا ہی نہ ہوتا۔"

یہاں ہر شخص کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہونا چاہئے:

"اس قدر ذلّت تو کوئی عام غیرت مند بھی برداشت نہیں کر سکتا ایک مولوی سے تو بہت ہی بعید ہے۔"

اس کا جواب یہ ہے:

"کسی صاحبِ دل کی صحبت نصیب نہ ہو تو غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔"

اہلِ دل کی صحبت قلب کی گہرائیوں سے غیر اللہ کی احتیاج اور حبِ مال و جاہ کی جڑیں کاٹ کر اس میں استغناء کی ایسی دولت بھر دیتی ہے جس کا سبق حضرت والا یوں دیتے ہیں ؎

لَنَقْلُ الصَّخْرِ مِنْ قُلَلِ الْجِبَالِ
اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ مِّنَنِ الرِّجَالِ

”پہاڑوں کی چوٹیوں سے پتھر ڈھو ڈھو کر گزرِ اوقات کروں یہ میرے لئے اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ لوگوں کا زیرِ احسان رہوں۔“

بِئْسَ الْمَطَاعِمُ عِنْدَ الذُّلِّ تَكْسِبُهَا
فَالْقِدْرُ مَنْصُوْبٌ وَّالْقَدْرُ مَخْفُوْضٌ

”وہ کھانے بہت بُرے ہیں جو ذلت سے کمائے جائیں، ہنڈیا چڑھی اور عزت گری۔“

یونیورسٹی میں داخلہ کے لئے حفظ کی سند بہت اہمیت رکھتی ہے، مگر بندہ نے حفظ ایسے دیہات میں کیا تھا جہاں سند کا کوئی تصور ہی نہ تھا معہٰذا اس مقصد کے لئے مدرسہ والوں نے مستقل سند لکھ کر دی۔ مہتمم، نائب مہتمم اور صدر مدرس درجۂ حفظ کو الگ سے مہریں بنوانا پڑیں۔

یہ دیہات میری جائے قیام سے پانچ سو کلومیٹر دور تھا، وہاں تک سفر تو یاد نہیں مگر یہ کام بدوں سفر کیسے ہو سکتا تھا، اس لئے سفر یقیناً کیا ہوگا۔

علاوہ ازیں ایک ضروری کاغذ کے لئے پانچ سو کلومیٹر کا سفر کیا، یہاں بڑے بڑے سیٹھوں کی سفارش کے باوجود تھانہ کے عملہ نے خائب وخاسر واپس کر دیا، پھر ایک شیعہ افسر سے سفارش کروائی، اصل بات یہ ہے ؏

ہر سو دود آں کش ز درِ خویش براند

"جسے اللہ اپنے دروازہ سے چلتا کر دے وہ در در کا بھکاری بن جاتا ہے۔"

اب سعودی سفارتخانہ سے تصدیق باقی رہ گئی، واقف لوگ جانتے ہیں کہ سفارت خانہ کا عملہ ہفتہ بھر تو کاغذات کو ہاتھ ہی نہیں لگاتا۔ ایک بہت بڑے شیخ الحدیث صاحب نے بطورِ ہمدردی اسلام آباد میں ایک اونچے افسر کے نام سفارشی خط تحریر فرما دیا، انہوں نے یہ کام دو دن میں کروا دیا۔

یہ سفر تقریباً تین سو کلومیٹر کا تھا۔

اس سرگزشت کی اطلاع حضرت مہتمم صاحب کو کی تو انہوں نے بہت دلچسپی سے یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے نام خط لکھوایا جس میں میری بہت تعریف کی، جس میں یہ بھی لکھا:

وکان فائقا علی جمیع اقرانه فی سائر الامتحانات۔

"یہ سب امتحانات میں اپنے سب معاصرین پر فائق رہے ہیں۔"

پھر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی کمال شفقت کہ بندہ کے کاغذات لے کر سعودی سفیر کے ہاں بنفسِ نفیس تشریف لے گئے پھر تو:

"جسم پاکستان میں اور دل یونیورسٹی میں۔"

ادھر کچھ احباب نے وہم میں ڈال دیا کہ اس قدر محنتوں بلکہ ذلتوں کے باوجود بسا اوقات داخلہ نہیں ملتا، اس کا تدارک یوں سوچا:

"بندہ کے گہرے دوست . . . . . . کے مولانا . . . . . . صاحب سے گہرے تعلقات ہیں، بلکہ مولانا صاحب میرے دوست کے معتقد بھی ہیں، ان مولانا صاحب کے لئے ریاض یونیورسٹی کی طرف سے کچھ نشستیں منظور ہیں۔"

میرے دوست پہلے ہی مشتاق تھے کہ کوئی صورت ساتھ جانے کی ہو جائے ریاض یونیورسٹی کے لئے الگ سے کاغذات بنوائے گئے، اس سلسلے میں مولانا صاحب کے ہاں دو دفعہ جانا پڑا۔ بندہ کی جائے قیام سے ان کا جامعہ ایک سو ساٹھ کلومیٹر تھا، آپ نے عمید الجامعہ کے نام ہم دونوں کی خصوصی سفارش لکھ دی اور فرمایا:

> "امید ہے اسی سے کام ہو جائے گا ورنہ آیندہ سال منظور شدہ نشستوں میں پہلی دو نشستیں تم دونوں کی ہیں۔"

وہاں سے منظوری آنے میں بسا اوقات چار پانچ ماہ تاخیر بھی ہو جاتی ہے اس لئے یہ طے پایا:

> "منظوری آنے تک گھر بیٹھنا تو بیکار ہے، کراچی میں "تخصص فی الافتاء" میں داخلہ لے لیں، پھر اگر منظوری آگئی تو وہیں سے سعودیہ ورنہ آیندہ سال مولانا صاحب تو بہر صورت بھیج ہی دیں گے۔"

چنانچہ کراچی پہنچ کر "دار الافتاء والارشاد" میں داخلہ کی درخواست دے دی۔

دار الافتاء والارشاد:

حضرت والا نے از راہِ شفقت داخلہ سے نوازا۔ چند روز حضرت والا کے حالات دیکھ کر اور بیانات سن کر تو تعجب وحیرت کی انتہاء نہ رہی کیونکہ یہ ہمارے لئے ایسا ہی عجیب تھا جیسے انسان کسی فرشتہ کا مشاہدہ کرلے ع

انسان کی صورت میں فرشتہ دیکھا

حضرت کی مسجد میں سکون وسکینہ ایسی موجزن کہ باہر آنے کو جی ہی نہ چاہتا تھا، بس یوں معلوم ہوتا تھا ؎

اگر فردوس بر روئے زمین ست
ہمین ست وہمین ست وہمین ست

"اگر رُوئے زمین پر کہیں جنت ہے تو بس یہی ہے، یہی ہے، یہی ہے۔"

حضرتِ والا کی مسجد کے سکون کی شہرت بعد میں معلوم ہوئی۔

اکابر کے بہتیرے قصے سنتے رہتے تھے مگر ان کے عملی نمونہ کے فقدان کی وجہ سے وساوس آیا کرتے کہ شاید ان حضرات کے سوانح نگاروں نے مبالغہ سے کام لیا ہے ورنہ کہیں تو ان اوصاف کا حامل کوئی فرد نظر آتا۔

حضرتِ والا کی ذاتِ گرامی سے ان وساوس کا قلع قمع ہو گیا، ہمیں یہاں پہنچ کر کس قدر خوشی ہوئی؟

درجِ ذیل اشعار ہماری حالت کے ترجمان ہیں ؎

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیمِ صبح تیری مہربانی

جو ہم ترکِ علائق کر کے کوئے یار میں آئے
تو خارستاں سے گویا گلشنِ بے خار میں آئے
یکایک کھل گئیں آنکھیں جب اس دربار میں آئے
اٹھے پردے ہٹیں تاریکیاں انوار میں آئے
گدا کی حیثیت ہی کیا کہ وہ دربار میں آئے
نہیں دشوار گر کچھ بھی مزاجِ یار میں آئے
یہاں کیسی فضا، کیسے مزے، کیسی بہاریں ہیں
یہ ہم گلزار میں آئے کہ بزمِ یار میں آئے
مقامِ وجد ہے اے دل، مگر جائے ادب بھی ہے
بڑے دربار میں پہنچے، بڑی سرکار میں آئے

مہ و خورشید نے دن رات دکھائیں تجلیں کیا کیا
مگر بس کھل گئیں آنکھیں جب اس دربار میں آئے

ہم روزانہ بلاناغہ دن میں کئی بار ایک دوسرے سے کہتے :

"ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے اس جنت میں پہنچا دیا" ؎

افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است
نازم بچشمِ خود کہ جمالِ تو دیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ زنم دستِ خویش را
کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

"مجھے اپنے پاؤں پر رشک ہے کہ وہ تیرے کوچہ میں پہنچے ہیں۔
اور اپنی آنکھوں پر ناز ہے کہ انہوں نے تیرا جمال دیکھا ہے"
ہر دم اپنے ہاتھوں کو ہزاروں بوسے دوں کہ انہوں نے تیرا دامن
پکڑ کر میری طرف کھینچا ہے"

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شیئاً للہ از جمالِ روئے تو
دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما — آفریں بر دست و بر بازوئے تو

"ہم آپ کے دربار میں مفلس ہو کر آئے ہیں، للہ! اپنے جمال
سے کچھ عنایت فرمائیے۔
ہماری زنبیل کی طرف ہاتھ بڑھائیے، آپ کے دست و بازو
پر آفریں ہو"

اللہ تعالیٰ نے حضرتِ والا کے حالات و ارشادات وصحبت میں ایسی برکت ودیعت فرما دی ہے کہ لمحات میں قلوب کی کایا پلٹ جاتی ہے ؎

وہ مستِ ناز آتا ہے ذرا ہشیار ہو جانا — یہیں دیکھا گیا ہے بے پئے سرشار ہو جانا

چند ہی روز میں ہماری زندگی میں انقلابِ عظیم برپا ہوگیا ؎

تری نظروں کے صدقے اک ہجومِ شوق ہے دل میں
ہوا آباد دم بھر میں جو تھا ویرانہ برسوں سے

حضرتِ والا کی اس شان کی ترجمانی کسی حد تک درجِ ذیل اشعار میں ملاحظہ فرمائیں ؎

کب وہ وہیں گرا نہیں جس کو ذرا تکا نہیں
تیری نظر کا تیر بھی جس پہ پڑا بچا نہیں
اے میرے ترکِ نازنیں تجھ پہ ہزار آفریں
بچھ گئی صف کی صف وہیں ہاتھ جہاں اُٹھا نہیں

تری محفل میں جو بیٹھا اٹھا آتش بجاں ہوکر
دِلوں میں آگ بھر دیتی ہے آہِ آتشیں تیری

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

وہ اٹھی تو صبحِ دوام ہے جو جھکی تو شام ہی شام ہے
تیری چشمِ مست ہیں ساقیا میری زندگی کا نظام ہے

زاہدوں کو بھی شریکِ بزمِ رنداں کر دیا
سینکڑوں کو دخترِ رز نے مسلماں کر دیا

اور حقیقت یہ ہے ؎

مجذوب ہی کے خانۂ دل کا ہو ذکر کیا
گھر ایسے ایسے کتنے نہ جانے سجا دیئے

سنورے ہوؤں کو تم نے بگاڑا ہے شیخ جی
رندِ خراب حال نے بگڑے بنا دیئے

انقلابِ عظیم کی کچھ مثالیں:

① گزشتہ تحریر سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ دل میں غیر اللہ کتنا گھسا ہوا تھا، فُسّاق و فجّار بلکہ شیعہ جیسے کافر کے سامنے بھی سفارش کے لئے ہاتھ پھیلایا۔ حضرتِ والا کی صحبت نے چند روز کے اندر فقیر سے امیر اور امیر سے بادشاہ بنا دیا، اس وقت سے اب تک بحمد اللہ! یہ زبان کبھی غیر کے سامنے نہیں ہلی، بلکہ کبھی غیر سے امید کا وسوسہ بھی آجائے تو شرم میں ڈوب ڈوب جاتا ہوں کہ مالک کو چھوڑ کر مملوک کی طرف دھیان؟ کتنی نمک حرامی ہے، کیونکہ حضرتِ والا نے پہلا سبق ہی یہ دیا ؎

در پر کسی کے بیٹھ بھی رہ پاؤں توڑ کر
اے دل خراب و خوار کیوں دربدر ہے تو

غرضیکہ حضرتِ والا کی صحبت نے ہمارے دلوں میں دولتِ غنا بھر دی ؎

آمده بودم بتو بے مایۂ
از درِ دولت شدم شاہِ زمن

”میں تیرے پاس تہی دامن حاضر ہوا تھا، اور اب تیرے درِ دولت سے وقت کا بادشاہ بن گیا ہوں۔“

گوشۂ کلاہِ دھقان بآفتاب رسید
کہ سایہ برسرش انداخت چون تو سلطانے

”دیہاتی کی ٹوپی کی چوٹی آفتاب تک پہنچ گئی، کیونکہ اس کے

سر پر تیرے جیسے بادشاہ نے سایہ ڈالا ہے“

گدا بن کر میں تیرے سنگِ در پہ جب سے آبیٹھا
سلامی کو پہنچتے ہیں شہ مسند نشیں میری
بس اب تو رات دن ساقی ہے میں ہوں اور میخانہ
نہیں لگتی جہاں میں اب طبیعت ہی کہیں میری
بنا محوِ تصوّر ہو کے میں کس مہ کا آئینہ
کہ اب آ آکے صورت تک رہے ہیں خود حسیں میری

زخمی بھی کیا کس کو؟ سینہ میں چھپے دل کو
شاباش او تیر افگن کیا ٹھیک نشانہ ہے

دل کس نگار کا ہے جلو خانہ آج کل
نظریں ہیں عرش پر بھی حریفانہ آج کل
مجذوبِ بے نوا کا یہ اللہ رے دماغ
کس کا ہے مستِ ناز یہ دیوانہ آج کل
لاتا بڑے بڑوں کو یہ خاطر میں اب نہیں
تیور ہیں اس فقیر کے شاہانہ آج کل

چھپتا نہیں ہے کوئی حسیں اے نگاہِ شوق
کس جلوہ گاہِ حُسن کی بگڑی نظر ہے تو

② ہمارے قلوب میں اللہ کے گھر کے ساتھ محبت پیدا ہوگئی، اذان سے کم از کم آدھا گھنٹہ قبل مسجد جانے کی عادت ہوگئی اور جمعہ کے روز تو کئی گھنٹے پہلے پہنچ جاتے، امام کے پیچھے متصل جگہ حاصل کرنے میں ایسا تنافس کہ باہم

اختلاف کی بارہا نوبت پیش آئی۔

الحمد للہ! چند ہی روز میں حضرتِ والا کی صحبتِ مبارکہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم بشارت کا مورِد بنا دیا:

وَ رَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسْجِدِ. (رواہ البخاری)

"اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت ایسے شخص کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دیں گے جس کا دل مسجد سے نکلنے کے بعد مسجد ہی میں اٹکا رہا۔"

حضرتِ والا کی صرف چند روزہ صحبت نے ہماری زندگی کے طور و طریق ہی بدل ڈالے ؎

مری دنیائے دوں کو تو نے اے پیرِ مغاں بدلا
زمیں بدلی تو بدلی تھی غضب ہے آسماں بدلا
ہوا کون آ کے نور افگن دل و جاں ہو گئے روشن
سیہ خانہ مری ہستی کا کس نے ناگہاں بدلا

جلا کردۂ دستِ دلدار ہوں میں
سیہ دل تھا یا اب پُر انوار ہوں میں
سنوارا ہے کس درجہ بگڑے ہوئے کو
مجھے دیکھ آئینۂ یار ہوں میں

ان کو تو نے کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

③ تہجد کی توفیق بلاناغہ ہونے لگی، تمرینِ افتاء جیسے کٹھن کام میں دماغ و اعصاب کو نچوڑ دینے والی محنت کرنا پڑتی ہے، اس حال میں بندہ کے ساتھی

بوقتِ تہجد بارہ ہزار دفعہ ذکر اسمِ ذات جہراً مع ضرب کیا کرتے تھے ؎

تصوّر نے کسی کے میری دنیا ہی بدل ڈالی
کہاں معلوم ہوتا تھا کہاں معلوم ہوتا ہوں
کہاں سے مجھ کو پہنچایا کہاں پیرِ مغاں تو نے
مرا میخانہ اب لاہوت ہے روح الامیں ساقی

④ حضرتِ والا کی خدمت میں حاضری سے قبل کلام اللہ سے اس حد تک اجنبیت تھی کہ سوائے رمضان کے پورے سال میں بمشکل دو چار پارے تلاوت ہوتی تھی۔

حضرتِ والا نے اس بارہ میں زبان سے کبھی کچھ ارشاد نہ فرمایا، اس کے باوجود حضرتِ والا کی صحبتِ رفیعہ ہی نے اس محرومی کا شدت سے احساس دلایا، اور تلاوت کا ایسا شوق پیدا کر دیا کہ تمرینِ افتاء کے بہت ہی مشکل اور نہایت محنت طلب کام میں انہماک کے باوجود روزانہ چھ پارے سے دس پارے تک تلاوت ہو جاتی تھی۔ پانچ ساتھیوں کی روٹی پکاتا تھا، روٹی پکانے کی حالت میں بھی حضرتِ والا کی ہدایت کے مطابق خاموشی یا فضول باتوں سے وقت ضائع نہیں کرتا تھا، یہ سارا وقت تلاوت میں صرف ہوتا، ڈھائی تین پارے تلاوت تو اسی وقت میں ہو جاتی تھی۔

کراچی سے پنجاب کے سفر میں بندہ اور بندہ کے ساتھی ذکر و تلاوت میں مشغول رہتے، راستہ میں باتیں بہت کم ہوتیں، ایک تھوڑی دیر کے لئے خاموش بیٹھتا تو فوراً دوسرا ملامت کرتا، عام معمول یہ رہا کہ گھر پہنچنے تک پندرہ بیس پارے ہو جاتے تھے اور ایک بار تو پورا قرآن ختم کرنے کی سعادت ملی ؎

دکھا اے معترضِ دنیا میں صیقل گر کوئی ان سا
سراپا غرقِ ظلمت کو سراپا نور کرتے ہیں

اسی سال بندہ کو پہلی بار تراویح میں قرآن سنانے کی توفیق ہوئی اور حضرت والا کی برکت سے پورے قرآن میں صرف دو تین ہی غلطیاں آئیں ؎

جبہہ سائی سے ترے در کے ہوا میں سرخرو
کیسی چمکا دی مری تقدیر اس تدبیر نے

یہاں یہ بات خوب یاد رہے کہ ہم یہاں اصلاح کی نیت سے نہیں آئے تھے بلکہ خیال تھا کہ چند ماہ کے بعد منظوری آ ہی جائے گی، یہیں سے سعودیہ چلے جائیں گے۔

جب ہم جیسے بدنیتوں میں یہ انقلاب آ گیا تو جو اصلاح ہی کی نیت لے کر آئے گا اندازہ لگائیں کہ اس کے اندر کیا انقلاب آئے گا ؎

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند
صاف گر باشد ندانم چوں کند

”جس شراب کا خاک آلود گھونٹ دیوانہ بنا دے، اگر وہ خالص ہو تو نا معلوم کہاں تک نوبت پہنچے“

نہا کر تو نہ جانے حسن کا عالم ہی کیا ہوگا
پسینہ پونچھنے سے جب تری رنگت نکھرتی ہے

نور تو کیا جانے کیا ہوگا ترا اے جانِ جاں
روشن آنکھ ہے نظرِ عالم ترے ظل سے مجھے

ابھی سے ہے کیا گیسوؤں پر یہ اف اف
ابھی تو ہیں یہ تا کمر جانے والے

مگر اب تک یونیورسٹی جانے کا ارادہ برقرار تھا کہ ایک روز مجلس افاضاتِ یومیہ میں حضرتِ والا نے وہاں جانے کے مفاسدِ دینیہ و دنیویہ بیان فرمائے، جس کا

خلاصہ یہ تھا:

"یہ شوق درحقیقت حبِ مال وجاہ کا نتیجہ ہے، اوّلاً تو وہاں عقائد ہی میں آزادی آجاتی ہے ورنہ عملی کوتاہی تو یقینی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی مقدس جگہ کو یہ لوگ دنیائے مُردار حاصل کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں، اس کی نحوست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دین داری سے محروم فرمادیتے ہیں۔"

یہاں یہ امر بھی نہایت ہی قابل توجہ ہے کہ اب تک ہمارے فسادِ نیت کی حضرتِ والا کو اور نہ ہی دارالافتاء میں کسی بھی دوسرے فرد کو کسی قسم کی کوئی اطلاع تھی، بلکہ ہمیں اس کا اہتمام رہتا تھا کہ اس صورتِ حال کو بہرحال مخفی رکھا جائے۔

اس بیان سے ہمیں نہایت تعجب ہوا کہ حضرتِ والا کو کیسے خبر ہوگئی اور بہت ندامت بھی ہوئی کہ ہمارا پول ہی کھل گیا۔

مدت کے بعد یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ حضرتِ والا کے قلبِ مبارک میں سامعین کے امراض کی تفصیل اور ان کا علاج بلا تعیینِ مریض القاء فرمادیتے ہیں ؎

شادباش اے داروئے دلہائے ما
اے طبیبِ جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت وناموسِ ما
اے کہ افلاطون وجالینوسِ ما

"شاباش! اے ہمارے دلوں کے دارو، ہماری سب بیماریوں کے طبیب۔

ہمارے کبر وغرور کی دواء، ہمارے افلاطون اور جالینوس۔"

اس بیان نے ہمارے شوق پر پانی پھیر دیا اور چونکہ ہوس کو اچانک لگام دی گئی اس لئے غیر اختیاری طور پر کچھ عجیب سا محسوس ہوا ؎

زبردستی لگادی منہ سے بوتل آج ساقی نے
میں کہتا ہی رہا ہاں ہاں نہیں ساقی نہیں ساقی

مگر اب تو حضرتِ والا سے ایسا تعلق ہو گیا تھا ؎

تلخ گوئی سے تری کیا ہو طبیعت بدمزا
ہر ادا تیری ہمارے جی کو ہے بھائی ہوئی
ہے طبیعت کا کسی پر آکے پھر جانا محال
کیا قضا ٹلتی بھی دیکھی ہے کہیں آئی ہوئی

اسی روز مغرب کے بعد ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ اب ہرگز ہرگز نہیں جائیں گے اور یہ عزم اس قدر مصمم کہ اگر یونیورسٹی کا وائس چانسلر خود آکر منت سماجت کرے تب بھی نہ جائیں۔

اپنے والدین، اساتذہ، احباب کو خطوط لکھ دیئے:

"وہاں جانا دین کے لئے مضر ہے اس لئے ہم یہیں رہ کر خدمتِ دین کریں گے، باہر ہرگز نہیں جائیں گے۔"

بظاہر اس میں ہماری بہت بدنامی تھی کہ اتنے مصارف برداشت کرکے اور اس قدر ذلتیں اٹھا کر کام بنا، علاوہ ازیں رشتہ داروں میں خوب شہرت ہو چکی تھی کہ یہ عنقریب سعودیہ جانے والے ہیں، والدین کو بھی اس پر ناز و فخر تھا۔

اسی لئے سب نے بہت کچھ سخت سُست کہا اور تو اور مولوی احباب تک نے پاگل اور صوفی جیسے القاب سے نوازا، مگر الحمد للہ! ہمیں تو ایسی ہستی نے "صبغۃ اللہ" سے رنگ دیا تھا جس کی شان یہ ہے ؎

ذرا اے ناصحِ فرزانہ چل کر سن تو دو باتیں
نہ ہوگا پھر بھی تو مجذوب کا دیوانہ دیکھوں گا
کہنے کا تیرے ہم نشیں مانتا ہیں برا نہیں
ہوش ربا کے سامنے ہائے ابھی پڑا نہیں
سنبھل کر رکھ قدم واعظ کہ چشمِ مست ساقی کی
نگہ میں زاھدِ صد سالہ کو مے خوار کرتی ہے
بنا دیتا ہے تیرا عکسِ رخ اس کو بھی آئینہ
تری تصویر پتھر میں بھی تو اے بت اترتی ہے

والدین نے نرمی سختی، پیار محبت اور ڈرا دھمکا کر ہر طرح سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر ؎

نہ ہٹا تیرے در سے میں نہ ہٹا
زور سب نے لگا کے دیکھ لیا
باز آیا نہ عشق سے مجذوب
سب نے سمجھا بجھا کے دیکھ لیا
ہلا نہ سکیں مجھے گردشیں زمانے کی
تھی کس غضب کی کشش تیرے آستانے کی

جنھوں نے ہمیں پاگل کہا، ہمارا ان کے بارہ میں یہ نظریہ تھا ع

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد
"وہی دیوانہ ہے جو آپ کا دیوانہ نہیں"

بحمداللہ تعالیٰ دیرینہ شوق پورا ہو گیا۔

ایک روز میں صبح کے وقت حسبِ معمول حضرتِ والا کے ساتھ بغرضِ تفریح

فتح باغ میں گیا، وہاں میں حضرتِ والا کی زیارت سے مشرف و محظوظ ہو رہا تھا کہ اچانک ایک تین سال کا پرانا شوق پورا ہو گیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ بندہ جب جامعہ اشرفیہ لاہور میں دورۂ حدیث پڑھ رہا تھا خواب میں دیکھا کہ صحیح مسلم کے سبق میں حضرت استاذ صاحب نے کوئی مزاحیہ بات کر کے ایسا ہنسایا کہ ہم ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئے، میں اتنا ہنسا کہ قلب کی حرکت ہی بند ہو گئی، گویا کہ دل کا دورہ ہی پڑ گیا، بہت گھبرایا کہ ابھی مر جاؤں گا۔

حضرت استاذ نے دل پر خوب ہاتھ پھیرا، مگر حرکت بدستور بند رہی، بہت پریشانی کے عالم میں طلبہ سے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری کی خبر کانوں میں پڑی۔ اتنے میں حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ بندہ کے قریب تشریف لا چکے تھے، میرے سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا، تو قلب کی حرکت بہت تیز ہو گئی میں فوراً بیدار ہو گیا، بیدار ہونے کے بعد بھی حرکت کی رفتار اتنی تیز تھی کہ جیسے کئی میل بھاگا ہوں۔

اس کے بعد دل میں کئی ماہ تک یہ بات آتی رہی کہ اس وقت دنیا میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا فقیہ و بزرگ ضرور موجود ہے، اس لئے شوق تھا کہ جیسی صورت خواب میں دیکھی تھی اس شکل کا کوئی بزرگ مل جائے تو اس سے استفادہ کروں گا، مگر ناکام رہا، اور یہ خواب نسیًا منسیًا ہو کر رہ گیا۔

خواب کے تین سال بعد بوقتِ صبح میں فتح باغ میں حضرتِ والا کو خاص نظرِ محبت سے دیکھ رہا تھا جبکہ حضرتِ والا سر اور گردن پر رومال لئے ہوئے تھے، مجھے فوراً ہی خواب یاد آیا کہ وہ تو حضرت ہی تھے، کیونکہ تقریبًا اسی صورت میں امام رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے تھے، بالخصوص ڈاڑھی مبارک تو ہو بہو ایسی ہی تھی۔

یہ خواب ہر لحاظ سے سچا ہو گیا، صورت و شباہت کے اعتبار سے تو بالکل

ظاہر ہے، اس کے علاوہ حضرتِ والا کی خدمت میں حاضری سے بحمد اللہ تعالیٰ بندہ کو جو ترقی ہوئی وہ کمیت و کیفیت ہر لحاظ سے اتنی زیادہ ہے کہ بیان سے باہر۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرتِ والا کی شفقت وعنایت وتوجہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے ظاہری وباطنی انعامات واحسانات والطاف کی موسلادھار بارش ہو رہی ہے اور ببرکتِ حضرتِ اقدس ایڑی سے لے کر چوٹی تک اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہوں۔

حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے حضرتِ والا کی صورتِ مبارکہ میں تشریف لانے میں کئی حکمتیں اور متعدد لطیف اشارات سمجھ میں آرہے ہیں، ان میں سے جو بالکل واضح ہیں صرف وہی ذکر کرتا ہوں:

① اس میں حضرتِ اقدس کے تفقہ کو حضرت امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے تفقہ جیسا بتایا گیا ہے۔

② یہ اشارہ بھی ہے کہ حضرتِ امام رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح حضرتِ والا کی شخصیت اعمال میں بہت محتاط اور تقویٰ میں بہت بلند مقام پر ہے۔

واقعۃً حضرتِ اقدس کو ایسا ہی پایا۔

حضرت میں اور دوسرے اکابر میں ایک فرق یہ بھی نظر آیا:

> "دوسرے علماء کے افعال دیکھ کر زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل جائز ہوگا، مگر حضرت کا ہر فعل دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ یہ ضرور فقہِ حنفی میں مفتیٰ بہ قول ہے، اس کے بعد کتاب دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔"

③ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

> "زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے۔"

اور قرآن کریم کی ہدایات قلوبِ مردہ کے لئے ذریعۂ حیات ہیں۔ قرآن کریم

کے مضامین میں علم، عمل، تقویٰ اور تزکیۂ باطن سب کچھ ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی صورت میں حضرتِ اقدس کے دستِ مبارک سے مردہ دل کا ازسرِ نو زندہ ہو جانا اور اس کی دھڑکنوں کا تیز ہو جانا اس کی دلیل ہے کہ حضرتِ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح ہمارے حضرتِ اقدس بھی ہدایاتِ قرآنیہ کے مظہر اور علم و عمل، تقویٰ و تزکیۂ نفس، تمام کمالاتِ ظاہرہ و باطنہ کے صرف جامع ہی نہیں بلکہ طبیبِ حاذق بھی ہیں اور ؏

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

”وہ لوگ جو ایک نظر سے خاک کو کیمیا بنا دیتے ہیں۔“

کے صحیح مصداق ہیں۔

حضرتِ والا کی برکت سے مجھ پر انعاماتِ الٰہیہ کی کیا کیا بارشیں ہوئیں، یہ بیان سے باہر ہے، ہاں اتنا ضرور عرض کروں گا ؎

نورِ حق در یمین و یسر و تحت و فوق
بر سر و در گردنم مانندِ طوق

”اللہ تعالیٰ کی ظاہری باطنی دینی دنیوی نعمتیں دائیں بائیں اوپر نیچے ہر طرف سے برس رہی ہیں اس کی بے بہا نعمتوں میں لت پت ہوں۔“

مجذوب آپ کیا تھے اور ایسے کہاں کے ہیں
یہ سب فیوض حضرت پیرِ مغاں کے ہیں
ان مست انکھڑیوں کی ہیں یہ ساری بخششیں
سامانِ عیش دل میں جو دونوں جہاں کے ہیں

حضرتِ والا کے بارہ میں کیا لکھوں اور کیا چھوڑوں مجبوراً قلم روکا ہے ؎

اندکے پیشِ تو گفتم غمِ دل ترسیدم
کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست

"میں نے تیرے سامنے دردِ دل بہت تھوڑا سا کہا ہے اس خیال سے کہ کہیں تو تنگ آجائے، ورنہ بات ابھی بہت لمبی ہے۔"

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایان
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

"نہ ان کے حُسن کی انتہاء اور نہ میرے بیان کی انتہاء، بس یوں سمجھیں کہ استسقاء کا مریض دریا پر پیاسا مرا جارہا ہے اور دریا اسی طرح لبالب" نہ پیاس کی کوئی انتہا نہ پانی کی۔

تیری چوکھٹ پر نہ جو خم سر رہا
سر بسر مستوجب خنجر رہا

بوقت نیم شب ۲۹ر رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۶ھ

خیال تو یہ تھا کہ "باب العبر" کی کتابت کے دوران جن انقلاب انگیز حالات کی اطلاعات آرہی ہیں وہ سب نقل کر دیئے جائیں، مگر ان کی تعداد بہت کثیر ہے اور ہر آئے دن بڑھ رہی ہے، اس لئے قلم روکنا پڑا ہے

کراماتیں تری کیا کیا نہ اے پیرِ مغاں دیکھیں
پہنچتی اپنی نظریں سکر میں تا لامکاں دیکھیں
نظر آتی ہے سب محفل کی محفل رنگ میں ڈوبی
مجھے سادہ سمجھتے تھے مری رنگینیاں دیکھیں
قبا رنگیں بدن رنگیں نظر رنگیں دہن رنگیں
تمہیں دیکھا کہ اک جا مجتمع رنگینیاں دیکھیں

دوسری جلد ختم، باقی تین جلدیں

اندکے پیشِ تو گفتم غمِ دل ترسیدم
کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیارست

"میں نے تیرے سامنے دردِ دل بہت تھوڑا سا کہا ہے اس خیال سے کہ کہیں تو تنگ آجائے، ورنہ بات ابھی بہت لمبی ہے۔"

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایان
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

"نہ ان کے حُسن کی انتہا، اور نہ میرے بیان کی انتہا، بس یوں سمجھیں کہ استسقاء کا مریض دریا پر پیاسا مرا جا رہا ہے اور دریا اسی طرح لبالب ہے۔" نہ پیاس کی کوئی انتہا نہ پانی کی۔

تیری چوکھٹ پر نہ جو خم سر رہا
سر بسر مستوجبِ خنجر رہا

بوقت نیم شب ۲۹ رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۶ھ

خیال تو یہ تھا کہ "باب العبر" کی کتابت کے دوران جن انقلاب انگیز حالات کی اطلاعات آرہی ہیں وہ سب نقل کر دیئے جائیں، مگر ان کی تعداد بہت کثیر ہے اور ہر آئے دن بڑھ رہی ہے، اس لئے قلم روکنا پڑا ؎

کراماتیں تری کیا کیا نہ اے پیرِ مغاں دیکھیں
پہنچتی اپنی نظریں سکریں تا لامکاں دیکھیں
نظر آتی ہے سب محفل کی محفل رنگ میں ڈوبی
مجھے سادہ سمجھتے تھے مری رنگینیاں دیکھیں
قبا رنگیں بدن رنگیں نظر رنگیں دہن رنگیں
تمہیں دیکھا کہ اک جا مجتمع رنگینیاں دیکھیں

دوسری جلد ختم، باقی تین جلدیں